لڑکی کو جہیز میں دینے کے لئے ایک پیاری کتاب

(عام ایڈیشن)

ازدواجی زندگی خوشگوار اور کامیاب بنانے کیلئے ایک بہترین کتاب

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

تألیف

سابق استاذ و رفیق دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

بیت العلم ٹرسٹ

لڑکی کو جہیز میں دینے کے لئے ایک پیاری کتاب

اِزدِواجی زندگی خوشگوار اور کامیاب بنانے کیلئے ایک بہترین کتاب

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

تالیف

محمد حنیف عبدالمجید

سابق استاذ و رفیق دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

مکتبہ بیت العلم

اُردو بازار، کراچی۔ فون: 92-21-32726509

بشکریہ: **بیت العلم**
اردو بازار، کراچی۔

کتاب کا نام:............ تحفہ دلہن

تاریخ اشاعت:............ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۲ء

اسٹاکسٹ

مکتبہ بیت العلم

فدا منزل نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون: 32726509-21-92+ موبائل: 2583199-322-92+

ویب سائٹ: www.mbi.com.pk

ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون: 37224228-42-92+

☆ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور۔ فون: 37228196-42-92+

☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون: 4544965-61-92+

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 5771798-51-92+

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون: 662263-81-92+

☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔ فون: 5625850-71-92+

☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد۔ فون: 3640875-22-92+

نوٹ: یہ کتاب اب آپ ادارۃ السعید سے بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔

برائے سیلز و مارکیٹنگ: 32726508-21-92+, 2645540-312-92+, 3647578-312-92+

لاہور: 37112356-42-92+, 4472693-315-92+, 4361131-321-92+

تحفۂ دُلہن

باسمہٖ تعالیٰ

ضروری گزارشات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک مسلمان بہ حیثیت مسلمان ہونے کے قرآن کریم اوراحادیث مبارکہ کے متن، ترجمہ اور تشریح کی درستگی اور صحت کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اس بارے میں عمداً غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کتاب کی اصلاح، تصحیح، تخریج اور تحقیق علماء کرام کی ایک جماعت اور اسکولوں کے اساتذہ کرام نے مل کر اہتمام سے کی ہے اس کے باوجود.........

① تمام قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ دوران مطالعہ اگر کسی قسم کی غلطی نظر آجائے تو اسے نظر انداز کرنے کی بجائے فوری طور پر ناشر سے بذریعہ خط (جو کتاب کے آخر میں دیا گیا ہے) یا بذریعہ فون نمبر (جو صفحے کے نیچے درج ہے) رابطہ فرمائیں اور وہ نسخہ بھجوادیں۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی اصلاح کرکے یا متبادل اصلاح شدہ نسخہ آپ کو بھجوادیا جائے گا۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

② ادارہ کی درسی اور اصلاحی مطبوعات میں قرآن کریم/ احادیث مبارکہ کے ساتھ شرعی تصاویر بھی شائع ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر قارئین کی نظر سے کوئی ایسی چیز گزرے جو قابل اصلاح ہو تو اس کی اطلاع ہمیں فوری طور پر دیں اور ایک دینی کام میں معاون بنیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب دعا

احباب ادارہ بیت العلم

☆ کتاب میں علمی اصلاح، اور طباعت وکتابت کے معیار سے متعلق امور پر رابطہ کے لیے نمبر:

0323-2159031, 0321-2159398

(براہ مہربانی صبح ۱۰:۰۰ بجے تارات ۹:۰۰ بجے (سوائے جمعۃ المبارک) بات فرمائیں اس کے علاوہ SMS فرمائیں)

☆ کتاب کی قیمت، ترسیل وغیرہ سے متعلق امور پر رابطہ کے لیے نمبر:

0322-2125228, 0321-3647578, 0312-3647578

(براہ مہربانی صبح ۱۰:۰۰ بجے تارات ۹:۰۰ بجے (سوائے اتوار) بات فرمائیں اس کے علاوہ SMS فرمائیں)

منفرد علمی اور دینی تحفہ

"تُحفۂ دُلہن"

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

◎ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ تحفے میں بہترین چیز پیش کرے۔

◎ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی طرف سے سب سے بہترین چیز کیا ہے؟

❶ یاد رکھیے! ایک مسلمان کے لئے سب سے بہترین تحفہ "دینی علوم سے واقفیت ہے" اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یہ کتاب ہدیے/تحفہ میں پیش کر کے ہم "تَهَادَوْا وَتَحَابُّوْا" (موطا امام مالك، كتاب الجامع، باب ماجاء في المهاجرة: ٧٠٦، ٧٠٧) والی حدیث پر عمل کر سکتے ہیں جس کا معنی ہے کہ: "تم ایک دوسرے کو ہدیہ لیا دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی۔"

❷ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر آپ محسوس کریں کہ یہ آپ کے گھر والوں ...... رشتہ داروں ...... دفتر کے ساتھیوں ...... کاروباری حلقوں ...... اور معاشرے کے دیگر افراد بشمول اسکول، کالج اور مدارس کے طلبہ کے لئے مفید ہے تو آپ کا انہیں یہ کتاب تحفے میں پیش کرنا آخرت میں سرمایہ کاری اور سماجی ذمہ داری کی ادائیگی کا حصہ ہوگا۔

❸ نیکی کے پھیلانے، علمِ دین اور کتابوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ محلے کی مسجد، لائبریری، کلینک، محلے کے اسکول اور مدرسے کی لائبریری تک پہنچا کر معاشرے کی

اصلاح میں معاون و مددگار بنئے۔

۴ کتاب کو ہدیے/تحفہ میں دے کر آپ علمی دوست بن سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بنا سکتے ہیں، اس لئے کہ کتاب جہاں کہیں بھی رکھی جاتی ہے وہ لوگوں کو پڑھنے کی طرف دعوت دیتی ہے اور جب لوگ دینی، معاشرتی اور اخلاقی احکام و ہدایات سے باخبر ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ باعمل بھی ہوں گے۔

۵ اگر اللہ تعالیٰ نے مالی گنجائش عطا کی ہو تو کم از کم دس کتابوں کو لے کر والدین اور اساتذہ کرام کے ایصالِ ثواب کے لئے وقف کر دیں، یا رشتہ داروں، دوستوں کو خوشی کے مواقع پر پیش کر کے دین اور دنیا کے فوائد اپنایئے۔

کتاب دے دینا ہمارا کام ہے، مطالعہ کی توفیق اور پھر ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہم اپنا کام پورا کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما کر مطلوبہ نتائج بھی ظاہر فرمائیں گے۔

درجِ ذیل سطور میں پہلے اپنا نام و پتہ پھر جنہیں ہدیہ دے رہے ہیں ان کا نام و پتہ لکھیں۔

ہدیۂ مبارکہ

From مِنْ

....

....

To اِلیٰ

....

....

آپ اس کتاب کو کیسے پڑھیں

چوں کہ یہ کتاب خاندانی زندگی کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے اور خاندان صحیح ہو تو معاشرہ بنتا ہے، یعنی اگر گھر کی زندگی صحیح کرلی تو باہر کی زندگی بھی صحیح ہوسکتی ہے، اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ اس کتاب میں درج مضامین ہدایات اور اصلاحی باتوں کو انتہائی سنجیدگی سے پڑھا جائے اور جن کوتاہیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے (اور وہ ایسی کوتاہیاں ہیں کہ عورتیں لاعلمی یا ناتجربہ کاری کی بناء پر ان کا ارتکاب کر بیٹھتی ہیں اور پھر بہت نقصان اٹھاتی ہیں، اسے واقعی اس نیت سے پڑھا جائے کہ مجھے اپنی اصلاح پر توجہ دینی ہے اور آئندہ کے لئے ان غلطیوں کے ارتکاب سے بچنا اور بچانا ہے، امید ہے کہ ہماری ان گزارشات کو سامنے رکھ کر اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے گا۔

❶ کتاب پڑھنے سے قبل یہ دعا کرلیں کہ یا اللہ! اس کتاب کو میری ہدایت کا ذریعہ بنا دے اور مجھے اپنے شوہر کی نگاہ میں "قُرَّةَ اَعْيُنٍ" آنکھوں کی ٹھنڈک اور "خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا" دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر بنادے۔

❷ کتاب پڑھنے کے لئے وقت ایسا نکالا جائے جو الجھنوں یا پریشانیوں سے گھرا ہوا نہ ہو، یہ خدشہ بھی ہے کہ الجھن ذہن پر سوار تھی کسی اور وجہ سے، اور چبھن محسوس ہوئی کتاب کے مضمون سے۔

❸ کتاب کو از اوّل تا آخر مکمل طریقے پر ترتیب وار پڑھیں، خواہ اس میں مہینہ بھر لگ جائے، بل کہ اس سے بھی زیادہ لگ جائے تب بھی کچھ غم نہیں، مگر پڑھیں مکمل طور پر اور صورت اس کی یہ ہے کہ کل صفحات کی تعداد کا اندازہ کر کے یومیہ کچھ صفحے پڑھنا متعین کرلیں، اور جہاں پہنچ کر رک جائیں وہاں کوئی نشانی لگا دیں۔

❹ کتاب کے مطالعے کے وقت ایک قلم ساتھ رکھیں اور جن امور میں خود کو کوتاہ محسوس کرتی ہوں، اس پر نشان لگالیں اور اس کو بار بار پڑھیں اور اس کی اصلاح کے لئے

خوب دعائیں مانگیں۔

اس قلم تھامنے کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں بھی کوئی بات آپ کو ایسی محسوس ہو کہ وہ اگر کتاب کے مضامین کا حصہ ہوتی تو پڑھنے والے کی تشنگی دور کرنے کا ذریعہ بن سکتی تھی یا مسلمان عورت ہونے کی حیثیت سے .... یا بیوی ہونے کی حیثیت سے .... یا ماں ہونے کی حیثیت سے کوئی اہم ذمہ داری کی بات جو اس کتاب میں ہو تو مسلمان بہنوں کے لئے مفید ہو سکیں اور گھروں میں لڑائی جھگڑے کی فضا ختم کی جا سکے، اس کے لئے کوئی مفید مشورہ اور تدبیر آپ کے ذہن میں آئے اور وہ اس کتاب میں نہیں ہے تو کسی الگ کاپی میں صفحہ اور سطر کے حوالہ کے ساتھ وہ بھی "وضاحت" کے تحت لکھیں اور کسی طرح مؤلف یا ناشر تک پہنچا دیں۔

۵ کتاب پڑھتے ہوئے دنیا کے سارے مسلمان شادی شدہ جوڑوں کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں محبت و الفت پیدا فرمائے، ان کو اولاد صالحہ کے دنیا میں آنے کا سبب بنائے، خوب خوب خوشیاں دکھلائیں۔ روزانہ دعا کریں کہ آج کے دن جہاں بھی شادیاں ہوئیں تمام میاں بیوی میں محبت پیدا فرمائے۔

۶ یہ کتاب پڑھنے کی دیگر مسلمان عورتوں کو بھی دعوت دیں اور اس کتاب میں جو ایمانی ترقی اور اخلاقی بہتری سے متعلق بات ملے ان خوبیوں اور صفات کی طرف دوسری خواتین کو بھی توجہ دلائیں۔

۷ آخر میں گزارش ہے کہ مؤلف کتاب اور جن بزرگوں کی کتابوں سے استفادہ کر کے اس کتاب کے مضامین تیار کئے گئے یا دورانِ تیاری جن بزرگوں یا علماء حضرات نے رہنمائی فرمائی ان کے لئے اور کسی بھی طرح شریک جملہ معاونین کے لئے خصوصی طور پر دعاؤں کا اہتمام فرمائیں، اس دعا کے کرنے سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا، لہٰذا ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ جزا کم اللہ خیراً۔

ماخوذ از کتاب وصیة ام لا بنتها فی لیلة الزفاف لحسن عاشور

اپنے شوہر کو گناہوں سے بچایئے

ایک انتہائی لطیف نکتہ جس کی طرف عام طور پر ہماری مسلمان بہنوں کی توجہ اس درجہ کی نہیں ہو پاتی جس درجہ کی ہونی چاہئے وہ یہ کہ اپنے شوہر کو اپنے وجود اور اپنی زینت سے اپنی طرف مائل کرنے میں ان کی پیش رفت صفر یا اس کے قریب قریب بالکل نہ ہونے کے برابر رہتی ہے، جس کا ادنیٰ سے ادنیٰ یا بھاری سے بھاری نقصان کچھ بھی کہہ لیں پھر یہی عورتیں اٹھاتی ہیں۔ یہ مسلمان عورتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے شوہروں کا لباس اور انکے شوہروں کو ان کا لباس کہا ہے وہ کس وجہ سے یہ اس پر غور نہیں کرتیں۔

لباس کا ایک اہم مقصد تو ستر پوشی ہے، ایک دوسرا اہم مقصد زینت ہے۔ تو جیسے لباس انسان کو ڈھانک لیتا ہے یہ عورتیں بھی خود کو اپنے شوہروں کے لئے مزین کر کے ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا کے ان کا لباس بن کر ان کو اپنی محبت والی آغوش میں لیکر شوہروں کے جائز ارمان اور تمنائیں اپنے اندر سمو لیتی ہیں اور جیسے لباس اور پہناوے کے اندر چُھپا ہے اور اوپر لوگوں کے سامنے ڈھکا ہوا رہتا ہے اس طرح دنیا والوں کے سامنے شوہر کی عفت اور عصمت محفوظ رہتی ہے اور بیوی سے وہ (جائز طریقے پر) خوب کھلتا ہے۔ تو جب بیوی ہی اس مقصد کے پورا ہونے میں ذریعہ نہ بنے اور گھر میں شوہر کے سامنے ایسی میلی کچیلی رہے کہ شوہر کا اس کی طرف دل نہ جائے اور وہ پھر اپنی نگاہیں جگہ جگہ بھٹکائے اور خدا نہ کرے نگاہوں کی زہریلی تیر کا اثر پھر کیا رنگ دکھلائے .... تو کیا اس سارے دکھ کا مداوا یہ نہیں کہ بیویاں ہی ایسی اچھی حالت میں رہیں کہ شوہر کی نگاہ کا مرکز ومحور وہی بن جائیں؟ پھر بیوٹی پارلر مصنوعی دنیا سے بناوٹی حسن کی جھوٹی چمک اور اس کی اندھیری شعائیں (جن کی نحوست سے دل بھی اللہ کی یاد سے غافل ہو جائیں) پھرنے والیوں کی طرف آپ کے شوہر کی نگاہ اور قلبی توجہ جائے گی ہی نہیں، تو مسلمان بہنوں سے ہماری گزارش یہی ہے کہ آپ اپنی ذات، رویہ اپنا وجود اپنا لباس اور جائز بناؤ سنگھار ایسا مناسب رکھیں کہ شوہر کی نگاہ و دل کی دنیا میں آپ بھی راج کریں ورنہ بغیر اس کے اپنے سے نفرت دلا کر آپ خود سے دوری کی بیج بو رہی ہیں۔ یہ دانشمندی نہیں۔

یاد رکھئے آپ کی تھوڑی سی شائستگی، توجہ اور زینت شوہر کو بڑے بڑے گناہوں سے بچا سکتی ہے۔ آپ کی طرف شوہر کو مائل کر دیگی، آپ کی بڑی بڑی پریشانیاں دور کر دے گی۔

بہت سی عورتوں کی طرف سے دارالافتاء میں اور علماء بزرگوں کے پاس یہ شکایت آتی ہے کہ میرے شوہر مجھ سے محبت نہیں کرتے، میری طرف توجہ نہیں دیتے، میری کوئی مانتے نہیں........ ساس نند کی پڑھائی ہوئی پٹی پر حرف بحرف چلتے ہیں، بچوں کو پیار نہیں کرتے، گھر آتے ہی ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتے ہیں ان سب کا علاج اور سب سے بڑا تعویذ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو سادگی کے ساتھ جو بھی گھر میں مقدر ہو بناؤ سنگھار کے ساتھ رکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جیسی بھی آپ کو شخصیت عطا فرمائی ہے اسی پر شکر کرتے ہوئے جائز بناؤ سنگھار کے ساتھ آپ شوہر کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گی تو آپ شوہر کی نگاہ میں بھلی معلوم ہونے لگیں گی، اور آپ جب شوہر کی مطلوبہ اور محبوبہ بن جائیں گی تو یہ آپ کی ساری شکایات، ساری پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں گی، پھر آپ کی بات بھی مانیں گے آپ کے بڑے بڑے عیوب پر بھی پردہ ڈال دیں گے، آپ کے خلاف کسی کی کوئی بات سنیں گے بھی نہیں۔

اس لئے اب آپ ان کی محبوبہ ہیں، اب دنیا کی خوبصورت سے خوبصورت عورت بھی ان کی نگاہوں کو دھوکہ نہیں دے سکتی ورنہ....... ورنہ........ یاد رکھئے! اگر دفتر میں یا اسکول یا کمپنی میں کوئی عورت محبت سے صرف یہ پوچھ لیتی ہے سر! آج آپ بہت پریشان لگ رہے ہیں کیا بات ہے؟

محبت بھرا یہ سوال اس شادی شدہ مرد کے دل کو موم کرنے کیلئے اور اس کو بہلانے کیلئے کافی ہو جاتا ہے اور شوہر کو گناہوں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے یا اسٹاپ پر کھڑی کوئی مصنوعی خوبصورتی کا لباس پہنے ہوئے کسی سواری کے انتظار میں کھڑے کھڑے ایسا سوار ڈھونڈ لیتی ہے جو ہمیشہ اس کو لیجائے اور لے آئے، اور پھر یہ جھوٹی بناوٹ اور جھوٹی محبت والی چند دنوں کے بعد یا کچھ عرصہ کے بعد جب اس کے رویّے میں تبدیلی آتی ہے اور روز روز کی بے جا فرمائش اور بات بے بات پر جھگڑے ہونے کی وجہ سے مرد یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ خواہ مخواہ میں نے دوسری شادی کر لی، یا نعوذ باللہ گناہ کی زندگی میں مبتلا ہو گیا......

ہم یہ بات بہت ہی یقین کے ساتھ اور ہزاروں لوگوں کے تجربے کے بعد آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں۔ کہ بیوی کا گھر میں صاف ستھرا نہ رہنا اپنے آپ کو شوہر کے لئے نہ سجانا اپنے آپ کو زیادہ سے شوہر کی نگاہ میں خوبصورت نہ بنانا اس کو خوبصورت اداؤں سے اپنی طرف مائل نہ کرنا دونوں میاں بیوی کو بہت ہی زیادہ پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لہذا آپ اسکا تجربہ کر کے دیکھیں اور کوشش کریں کہ شوہر جب بھی آپ کو دیکھیں آپ ان کو دلہن ہی معلوم ہوں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بہت سی پریشانیاں بہت سی جائز شکایتیں دور ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ آپ کو اور سارے مسلمان بہنوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اب آپ کیلئے عرب کی ایک مشہور عالم ادیبہ کی دس وصیتیں نقل کرتے ہیں اردو مفہوم کے ساتھ جو اس مرحومہ نے اپنی رخصت ہونے والی بیٹی کو کی تھیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ کسی بھی زمانے میں اگر بیوی ان دس وصیتوں پر عمل کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔

یہ دس وصیتیں سعودی عرب کے کسی آرٹسٹ نے تصویروں کے ساتھ دلہن کو سمجھائی ہیں، کیا آپ بغیر ترجمہ کے ان تصویروں ہی کے ذریعہ سے یہ وصیتیں سمجھ سکتی ہیں؟ ہم انہی سے نقل کر کے آپ تمام مسلمان بیویوں کے لئے پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی ان تصویروں سے یہ نصیحت اچھی طرح سمجھ کر یاد کر لیں، اور اس پر عمل کریں۔

میری پیاری بیٹی! میری آنکھوں کی ٹھنڈک شوہر کے گھر جا کر قناعت والی زندگی گزارنے کا اہتمام کرنا جو دال روٹی ملے اس پر راضی رہنا، جو روکھی سوکھی شوہر کی خوشی کے ساتھ مل جائے وہ اس مرغ پلاؤ سے بہتر ہے جو تمہارے اصرار کرنے پر اس نے ناراضگی سے دیا ہو۔

میری پیاری بیٹی! اس بات کا خیال رکھنا کہ اپنے شوہر کی بات کو ہمیشہ توجہ سے سننا اور اس کو اہمیت دینا اور ہر حال میں ان کی بات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا اس طرح تم ان کے دل میں جگہ بنا لو گی کیونکہ اصل آدمی نہیں آدمی کا کام پیارا ہوتا ہے۔

میری پیاری بیٹی! اپنی زینت و جمال کا ایسا خیال رکھنا کہ جب وہ تجھے نگاہ بھر کے دیکھے تو اپنے انتخاب پر خوش ہو اور سادگی کے ساتھ جتنی بھی مقدر ہو جائے خوشبو کا اہتمام ضرور کرنا اور یاد رکھنا کہ تیرے جسم و لباس کی کوئی بو یا کوئی بری ہیئت اسے نفرت و کراہت نہ دلائے

میری پیاری بیٹی! اپنے شوہر کی نگاہ میں بھلی معلوم ہونے کیلئے اپنی آنکھوں کو سرمے اور کاجل سے حسن دینا کیونکہ پرکشش آنکھیں پورے وجود کو دیکھنے والے کی نگاہوں میں جچا دیتی ہیں۔ غسل اور وضو کا اہتمام کرنا کہ یہ سب سے اچھی خوشبو ہے اور نظافت کا بہترین ذریعہ ہے۔

میری پیاری بیٹی! ان کا کھانا وقت سے پہلے اہتمام سے تیار رکھنا کیونکہ دیر تک برداشت کی جانے والی بھوک بھڑکتے ہوئے شعلے کی مانند ہوجاتی ہے اوران کے آرام کرنے اور نیند پوری کرنے کے اوقات میں سکون کا ماحول بنانا کیونکہ نیند ادھوری رہ جائے تو طبیعت میں غصہ اور چڑچڑاپن پیدا ہوجاتا ہے۔

چھٹی وصیت

الوصیۃ السادسۃ

الاحتفاظُ ببیتِہِ ومالِہِ .... والإرْعَاءُ علی نَفْسِہِ وَحَشمِہِ وَعِیالِہِ ......

فِانَّ الا حتفاظَ بالِمالِ جمیلُ حُسْنُ التقدیر والاِرعَاءَ عَلی العِیَالِ والْحَشَمِ جمیلُ حُسْنُ التَّدْبیرِ

میری پیاری بیٹی! ان کے گھر اور ان کے مال کی نگرانی یعنی ان کے بغیر اجازت کوئی گھر میں نہ آئے اور ان کا مال لغویات نمائش وفیشن میں برباد نہ کرنا۔ کیونکہ مال کی بہتر نگہداشت حسن انتظام سے ہوتی ہے اور اہل عیال کی بہتر حفاظت حسن تدبیر سے۔

میری پیاری بیٹی! ان کی راز دار رہنا اور ان کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ ان جیسے بارعب شخص کی نافرمانی جلتی پر تیل کا کام کرے گی اور تم اگر اس کا راز اوروں سے چھپا کر نہ رکھ سکیں تو اس کا اعتماد تم پر سے ہٹ جائے گا۔ اور پھر تم بھی اس کے دورخے پن سے محفوظ نہیں رہ سکو گی۔ جیس کہ کسی نے کہا کہ "ٹو بی ٹرسٹڈ از گریٹر دین ٹو بی لووڈ"۔

میری پیاری بیٹی! جب وہ کسی بات پر غمگین ہوں تو اپنی کسی خوشی کا اظہار ان کے سامنے نہ کرنا یعنی ان کے غم میں برابر کی شریک رہنا۔ شوہر کی کسی خوشی کے وقت اپنے چھپے ہوئے غم کے اثرات چہرے پر نہ لانا اور نہ شوہر سے ان کے کسی رویے کی شکایت کرنا۔ ان کی خوشی میں خوش رہنا (ان کی سیر کو قہر نہ کرنا) ورنہ تم ان کے قلب کو مکدر کرنے والی شمار ہوگی

میری پیاری بیٹی! اگر تم ان کی نگاہوں میں قابل تکریم بننا چاہتی ہو تو اس کی عزت اور احترام کا خوب خیال رکھنا اور اس کی مرضیات کے مطابق چلنا، تو اس کو بھی ہمیشہ ہمیشہ اپنی زندگی کے ہر ہر مرحلے میں اپنا بہترین رفیق پاؤ گی۔

میری پیاری بیٹی! میری اس نصیحت کو پلو سے باندھ لو اور اس پر گرہ لگا لو کہ جب تک تم ان کی خوشی اور مرضی کی خاطر کئی بار اپنا دل نہیں مارو گی اور ان کی بات اوپر رکھنے کے لئے خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند زندگی کے کئی مرحلوں میں اپنے دل میں اٹھنے والی خواہشوں کو دفن نہیں کرو گی اس وقت تک تمہاری زندگی میں بھی خوشیوں کے پھول نہیں کھلیں گے اے میری پیاری لاڈلی بیٹی ان نصیحتوں کے ساتھ میں تمہیں اللہ کے حوالہ کرتی ہوں اللہ تعالیٰ زندگی کے تمام مرحلوں میں تمہارے لئے خیر مقدر فرمائے اور ہر برائی سے تم کو بچائے۔ آمین!

کتاب کا تعارف

اس کتاب میں رسولِ اکرم ﷺ کے زمانے کی چھ مثالی بیویوں کی شوہر کی اطاعت، شوہر کی سچی محبت، شوہر کی عزت، خدمت اور وفاداری، شوہر کو مسلمان اور دین دار بنانے کی فکر کے مبارک واقعات، نیک دلہن کی صفات، دلہن کے لئے شوہر کی نگاہ میں محبوب بننے کے طریقے، دلہنوں کی بری عادتیں اور ان کا علاج، سسرال میں رہنے کے طریقے، دلہن کے ذمہ شوہر کے حقوق، دولہا دلہن کو نصیحتیں، کچھ ایسے گر جس سے دولہا دلہن میں جھگڑا نہ ہو، شادی ہوتے ہی جو خانہ بربادی دولہا دلہن کے جھگڑوں، ساس بہو کے تنازعوں، نندوں کے گلے شکووں، دیورانی جیٹھانی کی ناچاقیوں کی بنیاد پر ہوتی ہے، جس سے نہ صرف دولہا دلہن بل کہ پورے خاندان و قبیلہ کی زندگی تلخ بن جاتی ہے، ان بربادیوں کی وجوہ اور ان سے بچنے کے طریقوں اور ان جیسے دوسرے مسائل کے حل پر اپنی نوعیت کی یہ ایک اہم کتاب ہے، ان ہدایات پر دلہن عمل کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اور دین و دنیا میں سرخروئی اور کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

ضروری گزارش

اہلِ علم اور اہلِ قلم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی یا لغزش دورانِ مطالعہ سامنے آئے تو برائے مہربانی مؤلف یا ناشر کو اطلاع دیں یہ آپ کا ہم پر احسان عظیم ہوگا۔

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

حق تعالیٰ شانہٗ نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا، تاکہ دونوں حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے موافق زندگی گزارنے کے لئے ایک دوسرے کے بہترین معاون اور مددگار ہوں، اس کی برکت سے دنیا کی چندروزہ زندگی بھی عافیت سے گزرے، اور اس کی بدولت آخرت میں بارگاہِ الٰہی کے سامنے سرخ رُو ہوں اور جنت کی دائمی راحت میسر آئے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو رضائے الٰہی کے لئے ادا کرنے والے ہوں اور پھر میاں بیوی کے درمیان جوڑ اور الفت و محبت کا زیادہ مدار بیوی کی خوش اخلاقی، تحمل مزاجی اور دانائی پر ہے، نیک سیرت بیوی کی برکت سے دنیا کا گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے، اور بیوی کی بدمزاجی گھر کو جہنم کدہ بنا دیتی ہے جس میں نہ صرف وہ خود جلتی ہے، بل کہ شوہر اور دونوں خاندان بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

میرے عزیز دوست جناب مولانا مفتی محمد حنیف سلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ رسالہ تالیف فرمایا ہے، تاکہ شادی شدہ جوڑے اس سے روشنی حاصل کریں اور اپنے گھروں میں باہمی الفت و محبت اور راحت و سکون کی فضا پیدا کرکے دنیا و آخرت کی سعادتوں سے مالا مال ہوں۔ اس ناکارہ نے جستہ جستہ اس کو دیکھا ہے، امید ہے باقی مضامین بھی صحیح ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو امت کے لئے نافع بنائیں۔

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا
وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّآخِرًا

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۲۸ / ۴ / ۱۴۱۶ھ

فہرستِ مضامین

مقدمہ طبع ثانی

الحمد للہ! چار پانچ سال کے بعد کتاب تحفۂ دلہن کی نظرِ ثانی کا موقع ملا، نظرِ ثانی کے دوران طباعت کی غلطیوں کی اصلاح ممکنہ حد تک کی گئی ہے اور قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور دوسرے حوالوں کی تصحیح وتخریج کا اہتمام کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ ربط مضامین کے سلسلے میں مناسب ترمیم بھی کی گئی ہے، اس سلسلے میں بندہ کے ساتھ مولانا محمد جاوید صاحب (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) اور مولانا حفیظ اللہ صاحب (فاضل و متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی) نے بھرپور تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین، تاہم آپ سے درخواست ہے کہ اب بھی کوئی قابلِ اصلاح بات نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں اور جملہ معاونین کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ بندہ کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کی اجازت ہر شخص کو دی جاتی ہے ان شرائط کے ساتھ۔

1. محض رضاءِ الٰہی کی نیت سے اس کو شائع کریں۔
2. ہر قسم کی حذف وترمیم سے گریز کیا جائے، ٹائٹل آخری صفحہ ناشر اوّل کا نام وغیرہ کسی چیز کو حذف نہ کیا جائے۔
3. جس شخص کو شائع کرنا ہو، وہ اس کا ٹریسنگ کاغذ کے ساتھ مسوّدہ بیت العلم ٹرسٹ ہی سے خریدے۔
4. ٹرسٹ کے کاروبار کو نقصان نہ پہنچائے۔

از مؤلف

الحمد للہ اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ بنام (Gift to the bride) بھی چھپ چکا ہے۔

مقدمہ طبع ثالث

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ''تحفۂ دلہن'' کو کافی مقبولیت عطا فرمائی ہے، چناں چہ دوسرا ایڈیشن بھی ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا اور بہت ہی کم عرصے میں ختم ہوگیا، تیسرے ایڈیشن سے پہلے بندہ نے چاہا کہ اس میں مزید کچھ بہتری لائی جائے اور جو خامیاں، غلطیاں رہ گئیں ہیں ان کو دور کیا جائے، چناں چہ اس ایڈیشن میں تمام حوالہ جات اصل کی طرف مراجعت کرکے حاشیے میں کر دیے گئے، مکمل پروف ریڈنگ کی گئی، علاماتِ ترقیم کا اہتمام کیا گیا، مناسب مقامات پر اضافہ کیا گیا اور معیاری کمپوزنگ کرائی گئی، اس تیسرے ایڈیشن میں بندہ کے ساتھ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب اور مولانا شعیب فردوس صاحب (فضلا، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی) نے بہت تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کو بھی بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔

از مؤلف
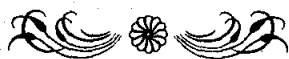
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

اُما بعد! یہ چند اوراق مسلمان بہنوں کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے جمع کئے گئے ہیں جن میں خیر القرون کی چھ مثالی عورتوں کے بحیثیت بیوی اور جان نثار رفیقہ حیات بہترین کرداروں کا عملی خاکہ نمونے اور مثال کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

چوں کہ ازدواجی زندگی کے متعلق اسلام نے جو ہماری رہنمائی کی تھی، دین اور شریعت نے اس کے متعلق ہمیں جو تعلیم دی تھی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ علیہم وعلیہن جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور مبارک نمونہ چھوڑ کر گئے تھے، وہ ہمارے بھائی بہنوں کی نظروں سے اوجھل ہوگیا جس کی بناء پر آج کی شادی، خانہ آبادی، زندگی شاداں، فرحاں، سازگار، بار آور اور کام یاب ہونے کے بجائے روز افزوں خانہ بربادی، ناخوشگوار، ناشاد، بار خاطر، اور ناکام ہوتی جارہی ہے میاں بیوی............ کے جھگڑے ...... بکھیڑے ...... قدم قدم پر دھرے ہوئے، کبھی ساس بہو کے تنازعے، بھابی نند کے گلے شکوے، دیورانی جیٹھانی کا حسد و بغض، شوہر کو نہ بیوی کے حقوق کا لحاظ، نہ زوجین کو اپنے خصوصی تعلقات کی خبر، نتیجہ یہ کہ صرف ان دونوں ہی کی نہیں بل کہ پورے خاندان وقبیلہ کی زندگی تلخ بن جاتی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایماء پر بندہ کو دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں جو وقت گزارنے کی سعادت میسر ہوئی، اس میں یہ بات سامنے آئی کہ اکثر میاں بیوی کے جھگڑوں،

آپس کی ناچاقیوں، نااتفاقیوں اور طلاق وخلع، کے اسباب میں سے اہم اسباب یہ ہیں:

ساس، نند، دیورانی، جیٹھانی کی شکایات، ساس کی طرف سے ظلم، نند کے وہ طعنے جو پتھر کے جگر میں بھی زخم ڈال دیں، بدمزاج شوہر کی وہ سخت گیریاں جو شاداب سے شاداب پھول کو دم بھر میں سوکھا کانٹا بنا کر رکھ دیں اور آپس کی تو تو میں میں کے جراثیم، میاں بیوی کی زندگی کو غم و پریشانی اور فرقت وجدائی تک پہنچا دیتے ہیں،

اس میں بیوی کی ناسمجھی، بدزبانی، تلخ وترش روئی اور بدسلیقگی کو بھی بہت بڑا دخل ہے اور اس کی اپنی ماں اور دیگر عورتوں کی طرف سے پڑھایا گیا بے تکا سبق اس جھگڑے کی آگ کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیتا ہے اور ساس بہو کا دیورانی جیٹھانی کا اکٹھا رہنا ہی اس کی اصل جڑ اور فساد کا سبب بن جاتا ہے۔

اس لئے کافی عرصہ سے خیال تھا کہ مسلمان نیک بیوی کے لئے اسلام کی دی ہوئی تعلیمات میں سے کچھ ایسی باتیں جمع کردی جائیں جن پر عمل کرنے سے میاں بیوی میں جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے اور اللہ نہ کرے اگر یہ آگ لگ بھی جائے تو کسی باغ کو اجاڑے بغیر، کسی گلشن کو جھلسائے بغیر ہی بجھ جائے۔

الحمد للہ! اسی دوران شیخ محمد ابراہیم سلیم کی کتاب "نِسَاءٌ حَوْلَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقُدْوَۃُ الْحَسَنَۃُ وَالْأُسْوَۃُ الطَّیِّبَۃُ لِنِسَاءِ الْأُسْرَۃِ الْمُسْلِمَۃِ" نظر سے گزری، خیال آیا کہ اسی طرز پر ہمارے معاشرہ کی رعایت رکھتے ہوئے ان چھ مبارک عورتوں کے صرف وہ حالات جو بیوی ہونے کی حیثیت سے ایک مسلمان بیوی کے لئے نمونہ بن سکیں جمع کئے جائیں، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے بزرگوں نے جو تجربات کی روشنی میں مسلمان بیوی کے لئے ہدایات ونصائح بیان فرمائی ہیں، خصوصاً حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اپنے مختلف مواعظ مبارکہ میں جو قیمتی جواہر ارشاد فرمائے ہیں، ہماری بہنوں کے سامنے

آجائیں اور عورتیں اس پر عمل کر کے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکیں۔

چوں کہ اس میں عورتوں کی موجودہ معاشرت کو سامنے رکھتے ہوئے تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر کے رواجی ربط و ضبط کا خیال نہیں رکھا گیا، بل کہ اصلاحی مضامین مختلف کتابوں سے دعوت و ترغیب کی شکل میں جمع کئے گئے ہیں، لہٰذا اہلِ علم واہلِ قلم اسے اپنے معیار پر نہ جانچیں۔

اپنی بے بضاعتی، اور قصور و تقصیر کے اعتراف کے ساتھ یہ کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اس میں جو اغلاط قارئین کے سامنے آئیں، یا کوئی اصلاحی مضمون جو عورتوں کے لئے ضروری ہو تو اس پر متنبہ فرما کر اجر و ثواب میں شریک ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں اصلاح کرلی جائے گی اور جن صاحبان کو ان سے فائدہ ہو، وہ ہم سب کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دست بستہ عاجزانہ دعا ہے کہ ہم سب کے لئے اور ہر دو میاں بیوی کے لئے اس تھوڑی سی کوشش کو دنیا میں سببِ راحت اور آخرت میں موجبِ نجات بنادے، اور ہر گھر سے میاں بیوی کے جھگڑے ختم فرمادے کہ دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی کا یہی راز ہے کہ میاں بیوی آپس میں محبت سے رہیں...... تاکہ آنے والی نسلیں ماں باپ کے، لہلہاتے ہوئے سائے میں اطمینان سے پروان چڑھیں اور خود بھی پُرسکون باعزت وخوشحال زندگی گزاریں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

دعاؤں کا طالب

محمد حنیف عبدالمجید

بارگاہِ رسالت میں خواتین کا ہدیہ تشکر

ہم آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، ایسے طبقہ کا درود و سلام جس پر آپ کا بڑا احسان ہے، آپ ﷺ نے ہم کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں، بندشوں، جاہلی عادات و روایات، سوسائٹی کے ظلم اور مردوں کی زور دستی اور زیادتی سے نجات دلوائی، لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کے رواج کو ختم کیا، ماؤں کی نافرمانی پر وعید سنائی اور خدمت پر خوش خبری، چناں چہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔“[1]

آپ ﷺ نے وراثت میں ہم کو شریک کیا اور اس میں ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ہم کو حصہ دلایا۔

یومِ عرفہ کے مشہور تاریخی خطبہ میں بھی آپ ﷺ نے ہمیں فراموش نہیں کیا، چناں چہ فرمایا:

”عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے واسطے سے حاصل کیا ہے“......

اس کے علاوہ مختلف مواقع پر آپ ﷺ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، ادائے حقوق اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی......

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہمارے طبقہ کی طرف سے وہ بہتر سے بہتر جزاء دے جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو دی جاسکتی ہے۔

”ماخوذ از کاروان مدینہ“
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

---

[1] کنز العمال، الثامن، النکاح، باب فی برالوالدین: ۱۶/۱۹۲، رقم: ۴۵۴۳۵

دنیا کا سب سے قیمتی سرمایہ نیک بیوی ہے۔

(مسلم، الرضاع، باب خير متاع الدنيا، رقم: ١٤٦٩)

چھ مثالی بیویاں

۱ اُمّ المومنین خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

۲ اُمّ المومنین سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

۳ زینب بنت محمد بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

۴ رقیہ بنت محمد بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

۵ اُمّ حکیم بنت حارث رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

۶ خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہا

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہر مسلمان بہن کو جو اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور پڑھنے کے بعد دوسری بہنوں کو بھی اس کو پڑھنے کی ترغیب دے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بیوی کی پیدائش کا مقصد

حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تشریف لاتے ہیں، باغ جنت کا چپہ چپہ انوار الٰہی سے معمور، الطاف کبریائی کا قدم قدم پر ظہور، ہر سو نعمتوں کی بارش، ہر طرف انوار کی تابش، اس کے باوجود بھی اپنے دل کا ایک گوشہ خالی پاتے ہیں، کس چیز کی کمی محسوس کرتے ہیں؟

بالآخر نوازشوں اور بخششوں کی تکمیل جب ہی جا کر ہوئی، آدم علیہ السلام کے حق میں جنت جب ہی حقیقی معنی میں جنت ثابت ہوئی جب مرد کے لئے عورت کی تخلیق ہوئی اور شوہر کے لئے بیوی کی ہستی سامنے آئی۔

ایک خوب صورت مہکنے والے پھول کو دیکھ کر طبیعت میں تراوٹ اور تازگی پیدا ہوتی ہے، کلیوں کے تبسم اور چنبیلی کی مہک، ہنس مکھ موتیا اور رات کی رانی کے غنچوں کی عطر آمیز خوش بو سے طبیعت جھوم اٹھتی ہے، گلاب کی خوش بو اور خوش نمائی، لالہ کی رنگینی، شبنم کی خنکی، شفق کی سرخی، کوئل کی کوک، پرندوں کے نغمے، مینا کا چہچہانا، تتلیوں کا البیلا پن، غرض یہ سارے مناظر قدرت دلوں کو لبھاتے اور مردہ دلوں میں زندگی کی امنگیں پیدا کر دیتے ہیں۔

مگر فطرت کی یہ ساری رنگینیاں اور چمن زاروں کا یہ سارا حسن و نکھار ایک وجود کے بغیر ناقص و نامکمل ہے، وہ گراں قدر وجود یا قدرت کا شاہکار کیا ہے؟

وہ ہے عورت کی ہستی، جس میں فطرت کی مذکورہ بالا ساری رعنائیاں، پوری طرح سمو دی گئی ہیں۔

عورت کے وجود کے بغیر فطرت کی یہ ساری گل کاریاں اور اس کے سارے

نغمے سُونے سُونے سے ہیں، عورت کے بغیر زندگی ویران اور بے مزہ ہے۔ دنیا کی ساری رنگینی اور دل چسپی عورت ہی کے دم سے ہے۔

عورت زندگی میں قسم قسم کے رنگ بھرنے والی اور زندگی کو رنگین و مسرت بخش بنانے والی ہے۔ عورت اس کائنات کا حسنِ اصلی ہے، مرد کے لئے مایۂ تسکین اور سرمایہ راحت ہے، بزم کائنات کی شمع عورت ہی کے دم سے روشن ہے، اگر عورت نہ ہو تو پورا کارخانۂ تمدن اجڑ کر رہ جائے۔ عورت تمدن انسانی کا مرکز اور محور اور باغ انسانیت کی زینت ہے، اس کے بغیر مرد کی زندگی بالکل سُونی سُونی اور بے مزہ سی ہے۔

عورت ہی کے دم سے زندگی کی گاڑی رواں دواں ہے۔ عورت ہی کے دم سے زندگی کی بہار ہے، عورت ہی کے وجود سے زندگی کے خوب صورت نغمے پھوٹتے ہیں، اور مردہ دلوں میں زندگی کے نئے ولولے بیدار ہوتے ہیں، عورت ہی کی بدولت مرد ہر آن اور ہر لمحے مصروف رہتا ہے جس کی وجہ سے تہذیب و تمدن کے نئے نئے میدان کھلتے ہیں اور نئی نئی منزلیں سامنے آتی ہیں۔ عورت ہی مرد کی زندگی نکھارنے والی اور اس کی زندگی میں گہما گہمی پیدا کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو حسن و جمال اور سوز و گداز سے نوازا ہے جو مرد کے لئے تسکینِ قلب کا باعث اور اس کی تنہائیوں کو دور کر کے روحانی سکون کا ذریعہ ہے، یہی اس کا دل لبھا کر اسے سکون و تازگی بخشتی ہے، تا کہ وہ مسلسل کوشش میں برابر لگا رہے اور اپنے وظیفہ حیات سے اکتا نہ جائے، ورنہ انسانی زندگی کی گاڑی چلتے رہنے کے بجائے بالکل بند ہو کر رہ جائے گی۔

اے اچھی عورت! تو چمکتا دمکتا ستارہ ہے، چودھویں کا چاند ہے، تو بہتی ہوئی ندی ہے، تو رنگ برنگے پھولوں کا مہکتا ہوا باغ ہے، تو کائنات کا حسن ہے، تو قدرتِ الٰہی کی کاریگری کا بے مثال نمونہ ہے، تو منظر ہے، تو حسین رنگ ہے، تو

محبت ہے، تو وفا کی دیوی ہے، تو قربانی کی نشانی ہے، تو شاعر کا شعر و نظم ہے۔

اے نیک بانو! جہاں جہاں تیرے قدم پڑتے ہیں وہاں وہاں تو روشنی پھیلاتی ہے، تو خود سکھ سے رہتی ہے اور دوسروں کو بھی سکھ و چین عطا کرتی ہے، تو ہر چیز کو دل کش، ہر کام کو دل چسپ اور ہر مقام کو گل گل زار بنا دیتی ہے، تو جنگل کو بھی منگل بنا دیتی ہے۔ جنگل کو بھی محلوں سے زیادہ حسن بخشتی ہے، تو کانٹے دار درختوں کو بھی پھولوں سے بدل دیتی ہے، تو غریب سے غریب تر گھرانے کو بھی جنت نما بنا دیتی ہے، تو ایک حقیقی بجلی ہے، تو نے ہی اس دنیا کو جنت نما بنا دیا ہے۔

اے عورت ذات! تو مردوں کی رہبری کرنے والی ایک دیوی ہے۔ مرد کا سکھ تیرے قدموں میں ہے، تو ہی اسے گناہوں کی طرف مائل کر کے تباہی میں ڈبوتی ہے، اور تو ہی اس کی کشتی کنارے لگا سکتی ہے، تیرے بغیر مرد کی زندگی کا پھول بے خوش بو ہے، جب دکھ اور تکلیف سے اس کا دل ڈوبا جاتا ہے تو تو ہی رحمت کا فرشتہ بن کر اس کی مدد کو آن پہنچتی ہے۔

اے شوہر کی سختیوں پر صبر کرنے والی عورت! تو دوزخ جیسے گھر کو جنت میں بدل سکتی ہے، تو چاہے تو فقیر کو ایک دولت مند اور امیر کو ایک مفلس بنا دے، مغرور لوگوں کی گردنوں کو یک لخت جھکا دینے کی تجھ میں طاقت ہے۔

تو مرد کا نصف جزو ہے، اس کے سکھ دکھ کی شریک ہے، تو اس کا آدھا ایمان ہے، تو ہی اس کی عزت و وقار ہے۔

اے عورت! تمام مذہبی انسان، اولیاء، حکماء، سلاطین، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام تجھے ماں کہتے ہیں اور تیری ہی گود میں پلتے ہیں، تو نے ہی ان کو لاڈ پیار دیا ہے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور برتر نبی ﷺ نے تجھے یہ تمغہ عنایت کیا ہے کہ "ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔"[1]

---

[1] کنز العمال، الثامن، النکاح، باب فی برّ الوالدین: ۱۹۲/۱۶، رقم: ٤٥٤٣٥

دنیا کی انتہا اپنا گھر اور گھر کی انتہا عورت...... جس گھر میں نیک بیوی ہو تو اس گھر میں چار چاند لگ جاتے ہیں، نیک بیوی والا گھر خوشی اور مسکراہٹوں سے ہمیشہ لبریز رہتا ہے، جس طرح انسانوں کے بغیر دنیا بے کار ہے، اسی طرح نیک عورت کے بغیر گھر بے کار اور مصیبت خانہ ہے۔

اے نیک بیٹی! تو گھر کی رانی ہو کر جا، تو اپنے اس حکومتی تخت پر مہارانی ہو کر جلوہ افروز ہو اور مرد کو حکم دے، وہ دین کی رعایت رکھتے ہوئے تیری ہر بات مانے گا۔

لیکن ابھی رک جا! اس اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے سے پہلے تجھے کچھ قربانیاں دینی ہوں گی، تاج بہت حسین گلاب کی طرح ہے، لیکن اس گلاب کو حاصل کرنے کے لئے تجھے کانٹوں کا مزہ بھی چکھنا ہوگا۔ پہلے اپنے اندر اس کی صلاحیت اور استعداد پیدا کرنی پڑے گی۔

سرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

سرمے نے کہا! مجھ پر اتنا کیوں ظلم کرتے ہو کہ اتنا زیادہ پیستے ہو؟

پیسنے والے نے جواب دیا! تجھے اس لئے زیادہ پیس رہا ہوں کہ اشرف المخلوقات کے اشرف الاعضاء (یعنی انسان کی آنکھ) میں تو جگہ پانے کے قابل ہو جائے۔

اے نیک بیوی! تو اس انسانیت کے لئے امید کی ایک کرن ہے تو اپنے آپ کو دین دار، باپردہ، پانچ وقت کی نماز کا اہتمام کرنے والی بنا، اپنے محلّہ کی عورتوں کو دین پر عمل کرنے اور اس کو پوری دنیا میں پھیلانے والی بنا، اللہ تجھے نیک بنائے اور شوہر کے لئے دنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، آمین![1]

---

[1] ماخوذ از تحفہ خواتین، مؤلفہ مولانا محمد احمد صاحب گجراتی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی

قرآن کریم کی گواہی

قرآن کریم نے ایک مختصر سے جملہ میں شوہر کے لئے بیوی کی پیدائش کا مقصد بیان فرمادیا، اگر شادی کے بعد عورت اس مقصد پر پورا اترتی ہے تو یہ شوہر دنیا کا سب سے زیادہ خوش قسمت انسان ہے، ورنہ اس کی زندگی جہنم کا ایک نمونہ بن کر رہ جائے گی، چناں چہ قرآن مجید میں عورت کی پیدائش کا بنیادی مقصد یہی بتایا گیا ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ﴾[1]

ترجمہ: ”اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے یہ بات کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو اور اس نے تمہارے درمیان آپس میں محبت اور مہربانی بھی رکھ دی (تاکہ تم اپنی زندگی کو خوش گوار بناسکو)۔“

یہی وہ سکون قلب اور الفت باہمی ہے، جس کے باعث نہ صرف ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے، بل کہ تمدن انسانی کی گاڑی بھی رواں دواں رہتی ہے۔

معلوم ہوا کہ بیوی راحت وسکون کا وہ گہوارہ ہے جہاں اس کے شوہر کو محبت کی پاکیزہ چھاؤں میں اس کی خواہشات کو تسکین ملتی ہے، دل حرام کاری سے بچتا ہے، ایک ایک عضو کو ذلت اور حقارت کی گندگی سے نجات ملتی ہے اور اس طرح پورا بدن تباہی اور ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے۔

نیک بیوی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے، مرد کے لئے بیوی قدرت کا سب سے زیادہ قیمتی عطیہ ہے، جو اُنس ومحبت اور غم خواری کے لئے بھیجا گیا ہے۔

---

[1] سورۃ الروم، آیت: ۲۱

دن بھر خون پسینہ ایک کرنے کے بعد ایک تھکا ہوا شخص جب شام کو گھر لوٹتا ہے تو ایک وفا شعار، سمجھ دار، خوش مزاج اور شیریں زبان بیوی اپنی مسکراہٹوں سے اس کا استقبال کر کے اس کی ساری تھکاوٹ اور غموں کو دور کر دیتی ہے۔

وہ طبیعت میں فرحت ونشاط محسوس کرتا ہے، نیک بیوی اسے ایک روحانی سکون اور تازگی بخشتی ہے، نیک بیوی کے منہ سے نکلے ہوئے دو پھول کوثر وتسنیم سے دھلے ہوئے دو بول اس کے لئے گلوکوز، وٹامن ڈی اور سربیکس ٹی سے زیادہ قوت وطاقت بخش ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دلہن کو اپنے شوہر کے لئے سچی راحت، حقیقی محبت اور دلی سکون کا ذریعہ بنائے، آمین!

رحمٰن کے بندوں کی دعا

اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ ہمیشہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے نیک سیرت بیویاں اور نیک اولاد طلب کرتے ہیں، چناں چہ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ۝﴾[1]

ترجمہ: ”اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو کہتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگار لوگوں کا امام بنا۔“

گویا مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تلقین ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی شریکِ حیات کے انتخاب میں اس پہلو کو ضرور مدنظر رکھے۔ ظاہر ہے کہ نیک سیرتی ہی کی بناء پر میاں بیوی خوش وخرم رہ سکتے ہیں، جب تک نیک نہیں ہوں گے اس وقت تک

---

[1] سورۃ الفرقان، آیت: ۷۴

ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہی وہ سچی اور حقیقی خوشی ومسرت ہے جو آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتی ہے، لہٰذا وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے جس کو ایک بااخلاق اور غم خوار وسمجھ دار شریکِ حیات مل جائے اور اسی غرض سے یہ کتاب تالیف کی گئی ہے، اگر دلہن اس کتاب میں درج ہدایات پر عمل کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کی نیت سے پڑھے گی تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے پوری امید ہے کہ بہت جلد اور بہت اچھے طریقہ سے میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتے ہیں۔

اگر عورتیں اپنے اندر وہ صفات پیدا کرلیں جو اسلام نے ان کو تعلیم دی ہیں تو وہ شوہر کا دل جیت سکتی ہیں اور اپنی محبت کا سکہ اس کے دل و دماغ پر جما سکتی ہیں اور پھر شوہر بھی ایسی صفات والی بیوی کے لئے جس سے اس کو سکون قلب میسر ہو، باہمی الفت حاصل ہو، ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اور اس کی ہر جائز فرمائش کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

نوٹ: ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ وہ عمر کی کسی منزل میں بھی ہو، یہ مذکورہ دعا ہر فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی کے ساتھ اور گڑگڑا کر مانگے۔ خصوصاً والدین کو چاہئے کہ بچوں بچیوں کو بالغ ہو جانے کے بعد اس دعا کے مانگنے کا اہتمام کروائیں۔

”نیک بیوی“

”خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْءَ ةُ الصَّالِحَةُ“ [1]

ترجمہ: ”دنیا کی بہترین دولت نیک بیوی ہے۔“

حضور اکرم ﷺ پر جب پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی تو قلب مبارک پر اس وقت قدرتی بے چینی تھی، چوں کہ وحی اوّل کا پہلا تجربہ اور فرشتہ سے پہلی بار سابقہ پڑا تھا، اس وقت ذات مبارک کو تسلی و تشفی دینے والی، محبت بھرے الفاظ کے ساتھ پیشانی مبارک سے اندیشہ و گھبراہٹ کا پسینہ پونچھنے والی اور رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والی، آپ کو یاد ہے کہ وہ کون سی ہستی تھی؟

وہ رفیقۂ زندگی، شریکہ خوشی وغم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہستی تھی، اسی طرح جس وقت رسول اکرم ﷺ دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں، امت پر اس سے بڑھ کر قیامت خیز گھڑی، قیامت تک اور کون سی آسکتی ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک سے بڑھ کر ایک عاشقِ رسول سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، لیکن تاریخ و سیرت کی زبان سے شہادت لیجئے کہ عین اس وقت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھا کہ جسد اقدس کے لئے سہارے اور تکیہ کا کام دے؟ عزیزوں اور رفیقوں میں سے کسی مرد کے نہیں، بل کہ شریکِ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ چمکتے نصیب تھے۔

یہ ہے بیوی کی منزلت و مرتبہ سے متعلق دنیا کے سب سے بڑے مصلح اور معلّم کی زندگی سے ملنے والا سبق، یہ ہے اسلام میں بیوی کا مقام۔ عورت کی قدر اسلام میں آپ نے دیکھی؟ بیوی کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ نے پہچانا؟ ہے کوئی اس کے مقابل کی چیز، عورت کے لفظی ہمدردوں کے دفترِ عمل میں؟

---

[1] مسلم، الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، رقم: ۱۴۶۹

نئی تہذیب کے دعویٰ داروں کے فلسفوں میں؟ شانہ بشانہ و مساوات کے دعویٰ داروں کی عملی زندگی میں؟

اب ہم آپ کے سامنے ایسی چند بیویوں کا ذکر کریں گے جن کے حالات پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ کون سے اخلاق اور کیسی صفات سے انہوں نے اپنے آپ کو آراستہ کیا، کون سے طریقوں سے انہوں نے شوہر کو سر کا تاج اور دخولِ جنت کا ذریعہ بنایا؟

اپنے چھوٹے سے گھر کو جنت کا نمونہ، اپنے بچوں کو غلمانِ جنت کے مشابہہ اور بچیوں کو جنت کی حوروں کا نمونہ بنایا۔ اگر آپ بھی اپنے اندر یہ صفات پیدا کرلیں تو آپ بھی "قُرَّةُ أَعْيُنٍ" (آنکھوں کی ٹھنڈک) "خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا" (دنیا کی بہترین دولت) کی مصداق بن سکتی ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ ان واقعات کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں۔ ان پر عمل کرنے کی ہمت دیں اور زندگی بھر اپنی مرضیات کے مطابق چلنے والا بنائیں۔ ناراضگی والے امور سے بچائیں اور ہر عورت کو:

"خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا" (دنیا کی بہترین دولت) کا مصداق بنائے۔

اور ہر مرد کو:

"خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ." [1]

(تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو) کا مصداق بنائے۔

آمین۔

[1] ابن ماجه، النكاح، باب حسن معاشرة النسآء، رقم: ۱۹۷۸

① اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

نامِ نامی

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی کنیت اُمّ ہند اور لقب طاہرہ ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جب قریشِ مکہ سے تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچیں تو اس وقت آپ کا ساتھ دینے والی اور ہر قسم کی مدد کرنے والی دو عورتیں تھیں: ایک خدیجہ بنت خویلد اور دوسری فاطمہ بنت اسد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ اس بناء پر خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا شمار دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہوتا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی وفاداری و جانثاری کا ذکر ان الفاظ سے فرمایا ہے:

”اٰمَنَتْ بِیْ إِذْ کَفَرَنِیَ النَّاسُ“

تَرجَمَہ: ”وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب سب لوگوں نے میرا انکار کیا۔“

”وَصَدَّقَتْنِیْ إِذْ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ“

تَرجَمَہ: ”اور مجھے سچا مانا جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔“

”وَوَاسَتْنِیْ فِیْ مَالِهَآ إِذْ حَرَمَنِیَ النَّاسُ“ [1]

تَرجَمَہ: ”اور میری مالی مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔“

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا وہ وفادار بیوی تھیں کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو دنیا بھر سے ایک آواز بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تائید میں نہ اٹھی،

---

[1] الاستیعاب، کتاب النسآء، باب الخاء: ۲۸۷/۴، رقم: ۳۳٤۷

تمام جزیرۂ عرب خاموش تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں گونج رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی اور انہوں نے نبوت کی صدا پر سب سے پہلے لبیک کہا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سببِ تسلی وتشفی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی جانب سے کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف پہنچتی تھی یا کوئی جھٹلاتا تھا یا کوئی غم کی بات پیش آتی تھی، تو سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس غم کو دور کرنے کا سبب بنتی تھیں، ایسی تسلی دیتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ وغم ہلکا ہو جاتا، اور سب پریشانی ختم ہو جاتی، پہلی مرتبہ جب وحی نازل ہوئی تو قلب مبارک پر اس وقت قدرتی بے چینی تھی، کیوں کہ وحی کا پہلا تجربہ اور فرشتہ سے پہلی بار سابقہ پڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر پریشان حال گھر تشریف لائے۔

شدتِ خوف سے آپ کے جسم مبارک پر کپکپی طاری تھی، اُمّ المومنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبت بھرے الفاظ سے تسلی دے کر اندیشہ وگھبراہٹ کا پسینہ پونچھا (دنیا کی ہر عورت اپنے شوہر کو اس کی پریشانی کے موقع پر اگر اسی طرح تسلی دے کر اس غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کرے تو شوہر کو جہاں ایک طرف اپنی بیوی کے ایسے الفاظ سے دلی سکون ملے گا تو وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے اس کو اپنا خیر خواہ وغم خوار سمجھے گا اور آئندہ بھی کبھی پیش آنے والی ایسی پریشانی کی بات اپنی بیوی کو بتا کر اپنا غم اور بوجھ ہلکا کرے گا اور یہ ایک مسلمان بیوی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ مبارک الفاظ پڑھیے) اور فرمایا:

”كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ

عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ"[1]

ترجمہ: "ہرگز نہیں! اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل ورسوا نہ کرے گا (آپ پریشان نہ ہوں اللہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا) آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کی مدد کرتے ہیں، آپ کنبہ پرور ہیں، بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں، محتاجوں کا سہارا ہیں، مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور راہِ حق کے مصیبت زدوں کے کام آتے ہیں۔"

جو شخص ایسے اخلاق اور ایسی سیرت اور ایسے اعلیٰ و پاکیزہ خصائل کا حامل ہو، اس پر کسی شیطان یا جن اور آسیب کا اثر ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت سے بعید اور اس کی رحمت جاریہ کے منافی ہے، انہوں نے بڑے یقین و اعتماد کے لہجہ میں اور پوری قوت گفتار کے ساتھ تسلی دی۔

نوٹ: یہ ہیں ان خاتونِ جنت کے الفاظ مبارک، یہ ہے ان کے جذبات کی ترجمانی، یہ ہے شوہر کی سچی محبت، سچی وفاداری، یہ الفاظ اسی کے دل میں ڈالے جاتے ہیں جو شوہر کی سچی محبت دل و دماغ میں پیدا کرے، سچی وفاداری کو اپنا شعار بنائے، اس کے غم کو اپنا غم سمجھے اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی گمان کرے، الغرض اسے ہر معاملے میں اپنا ہی سمجھے، اپنے دل کے کسی گوشہ میں بھی اس کی برائی کو جگہ نہ دے، بل کہ اس کی اچھی صفات کو ڈھونڈے اور پھر ان خوبیوں کی بنا پر اپنے دل میں اس کی عظمت ومحبت بٹھائے۔ غور کیجیے! حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کس پیارے و حکیمانہ انداز سے اپنے شوہر کے غم کو ہلکا کیا۔

ذرا تصور کی دنیا میں چودہ سو سال پیچھے چلی جائیے! مکہ کے پہاڑوں، عرب کے ریگستانوں میں پلنے بڑھنے والی ایک عورت، جہاں نہ کوئی مدرسہ ہے نہ یونیورسٹی، جہاں آج جیسی کوئی ظاہری نام نہاد تہذیب وترقی والی کوئی بلاء یا وبا نہیں، لیکن اس

---

[1] بخاری: التفسیر، سورة العلق، باب ...... رقم: ٤٩٥٣

کے باوجود کس طرح حکیمانہ انداز اور کتنے پیارے الفاظ سے اپنے جذبات کی ترجمانی کی اور شوہر کو عین پریشانی و بے چینی کے وقت تسلی و تشفی دی۔ اگر سمجھ دار عورت اسی صفت کو اپنا لے تو شاید پوری زندگی گذارنے کا طریقہ اِن ہی الفاظ سے سمجھ آ جائے۔

ایک کروڑ پتی شخص کی حوصلہ مند بیوی

حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک واقف تھے، ان کا مشرقی پاکستان میں کام تھا۔ یہ ملک کی ڈویژن سے پہلے کا واقعہ ہے، ان کے گیس اسٹیشن تھے۔ اتنے امیر آدمی تھے کہ اس دور میں جب کہ ڈالر کا ریٹ تین یا چار روپے ہوتا تھا، ان کا ایک ملازم ان کے دو لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا اور کچھ مہینے کے بعد آکر رونے لگا اور منت کرنے لگا کہ میں غلطی کر بیٹھا۔ انہوں نے دو لاکھ بھی معاف کر دیئے اور اس کو نوکری پر بحال بھی کر دیا، ایسے امیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب ملک تقسیم ہوا تو وہ اس حالت میں کراچی میں اترے کہ ان کی بیوی کے سر پر فقط دوپٹہ تھا اور کچھ نہیں تھا، سب کچھ چلا گیا۔

ان کے ایک بھائی کراچی میں تھے، ان کے گھر آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس میری تو یہ حالت تھی کہ پتہ نہیں میں پہاڑ کی چوٹی پر سے آکر کہیں گر پڑا ہوں۔ لیکن میری بیوی سمجھ دار تھی، نیکو کار تھی، اس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ میں ڈیپریشن میں کئی مرتبہ جانے لگتا، میری بیوی مجھے تسلی دیتی کہ گھبرانے کی کیا بات ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں بھی رزق دیں گے۔ کبھی کہہ دیتی کہ جو پروردگار وہاں رزق دیتا تھا اسی پروردگار نے یہاں رزق دینا ہے۔ حتیٰ کہ ہم کبھی دستر خوان پر اپنے بھائی کے گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ خود بخود یہ بات شروع کر دیتی کہ جی اتنا بڑا حادثہ ہوا اور میں تو بڑی گھبرا گئی ہوں، مگر میرے میاں نے تو اس چیز کو ہاتھ کی میل بنا

کے ہی ختم کر دیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ جب بیوی لوگوں کے سامنے ایسی باتیں کرتی کہ میرے میاں نے تو ان ملین ڈالر کو ہاتھوں کی میل بنا کر اتار دیا ہے تو میں سوچتا کہ بھئی بیوی کو گھبرانا چاہئے تھا، وہ کم زور دل ہوتی ہے، جب وہ ہمت کی باتیں کر رہی ہے تو میں کیوں گھبراؤں، چناں چہ میں اپنے آپ کو تسلی دیتا۔ فائدہ کیا ہوا کہ بیوی کی حوصلہ افزا اور تسلی آمیز باتوں سے میں نے چند دنوں کے اندر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر میں نے بیوی کے مشورے سے بھائی سے قرض لے کر ایک ٹرک خریدا اور ٹرک کو چلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق تو پہنچانا ہی تھا، ٹھیک پانچ سال کے بعد میں سینکڑوں ٹرکوں کی کمپنی کا مالک بن گیا۔ وہ خود یہ واقعہ سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کا یہ احسان کبھی نہیں اتار سکتا کہ اس نے اس پریشانی کے وقت میں میرے دل کو کتنی تسلی دی۔ یہ نیک بیویاں اپنے خاوندوں کو پریشانیوں کے وقت میں تسلیاں دیتی ہیں اور جن کو دین کی تعلیم نہیں ہوتی وہ پریشان بندے کی پریشانی میں اور اضافہ کرتی ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گھریلو زندگی کو تمام دنیا کی عورتوں کے لئے نمونہ بنا دیا، اگرچہ عورتوں کو نبوت نہیں ملتی، لیکن اگر عورت یہ چاہے کہ میں عورت ہوتے ہوئے کس طرح زندگی گزاروں اور میرے لئے عورت ہی کس طرح نمونہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی انتظام فرما دیا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے گھر میں رہنے والیوں ازواج مطہرات، امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زندگیوں کو رہتی دنیا تک کی عورتوں کے لئے نمونہ بنا دیا کہ مسلمان عورتیں ان پاک و مبارک عورتوں کی زندگیوں سے سبق سیکھیں اور اپنی زندگی کو ان کی زندگیوں کی طرح بنانے کی کوشش کریں۔ چوبیس گھنٹوں کی زندگی کے ہر کام میں یہ سوچیں کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اس کام کو کس طرح کیا؟

---

[1] مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول: ص ۲۰۸

ان کے مکانات کیسے تھے؟

ان کا کھانا پینا کیسا تھا؟ ان کا شوہر کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔

دوبارہ ان الفاظ کو دیکھئے، پھر غور کیجئے "اللہ تعالیٰ ہرگز آپ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑے گا، آپ رشتہ داروں سے ملاپ رکھتے ہیں، بے کس و بے سہارا لوگوں کی مدد کرتے ہیں، فقیروں اور غریبوں کے خیر خواہ ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔" یہ صفات اللہ کو پسند ہیں، ایسی صفات والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بے یار و مددگار کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

دوسرے لحاظ سے آپ غور کریں تو ایک عورت بھی اپنے شوہر میں یہ صفات آسانی سے پیدا کرواسکتی ہے۔ اگر عورت اپنے رشتہ داروں کے عیوب شوہر کو نہ بتائے، خصوصاً شوہر کے رشتہ داروں کے عیوب، مثلاً: میری نند، ساس، دیورانی، جیٹھانی نے میرے ساتھ یہ کیا وہ کیا، میرے بچوں کے ساتھ ان کے بچوں نے یہ کیا ......۔

اور ان کی خوشی وغمی کے موقع پر شوہر کو ترغیب دے کہ تم جاؤ ان کا ساتھ دو، اگر کوئی تکلیف دہ بات ان کی طرف سے پہنچتی ہے تو معاف کر دو، اگر تمہارے ذریعہ ان کو تکلیف پہنچی ہے تو ان سے معاف کروا آؤ۔

اس طرح رشتہ داروں سے ملاپ پیدا کرنے پر آپ اپنے شوہر سے عمل کروا سکتی ہیں۔ کسی طرح سمجھا بجھا کر آپس کے اختلافات دور کرواسکتی ہیں۔ دلوں کا میل اور آپس کے کینہ و رنجش دور کرنے کا صابن اللہ نے آپ کو دیا ہے، اس صابن کے ذریعے سے آپ یہ میل شوہر کے دل سے دھوسکتی ہیں اور اس طرح آپس کے اختلافات مٹانے پر اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں بے شمار انعامات سے ضرور بالضرور نوازیں گے۔

ان سے یوں کہیں: اے پیارے شوہر! اگر آپ ہی اپنے بھائی بہنوں سے

ملاپ نہیں رکھو گے تو آپ کا کیا گمان ہے کہ ہمارے اپنے بچے کس طرح ملاپ سے رہ سکیں گے؟

اگر آپ بڑے بھائی ہو تو آپ کو بچوں کی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہیں ہونا چاہئے، آپ مرتبہ میں گویا والد ہی کے برابر ہو، اگر آج آپ کے والد زندہ ہوتے تو ان کو آپ کے اس عمل سے کتنی تکلیف پہنچتی؟

اور اگر آپ بھائیوں میں عمر میں چھوٹے ہو تو کوئی بات نہیں، آپ معاف کر لیں، چھوٹے تو بڑوں کی سن ہی لیا کرتے ہیں، اگر آج آپ ان بڑوں کی سن لیں گے اور ان کی کڑوی کسیلی کو برداشت کر لیں گے تو کل آپ کے چھوٹے بھی آپ کی سن لیں گے۔

مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت بڑا انعام دیتے ہیں، یہ کوئی بات ہے کہ باپ کا ورثہ بڑے بھائی نے مجھے نہیں دیا یا باپ کی دکان پر قبضہ کر لیا یا جائداد پر قبضہ کر لیا، اس وجہ سے میں ملنا بند کر دوں، تعلقات ختم کر دوں، نہیں! ہرگز نہیں! یہ دنیا تو فانی ہے، کوئی بات نہیں، اگر انہوں نے ہمارا حق نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کریں، ہمارے مقدر میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمیں کسی اور ذریعے سے دے دیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں، ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں جس کو جو کچھ ملا ہے وہ اسی کی طرف سے دیا گیا ہے، اگر ہمارے لئے اس میں بہتری ہوگی تو ہمیں بھی وہ دے دے گا، ورنہ آخرت میں اس کے بدلے ہمیں بہت کچھ ملے گا۔

اسی طرح آپ اپنے شوہر کے ذریعہ آپ ﷺ کی دوسری سنت بھی زندہ کرواسکتی ہیں، وہ اس طرح کہ اپنے گھر کا خرچہ کم سے کم کر کے اولاً جو رشتہ دار غریب ہیں، ان کی مدد کروا کر یہ ثواب حاصل کر سکتی ہیں، پھر جو بھی غریب، محتاج،

بیوہ، یتیم اور مسکین ہوں ان کی مدد کر وا سکتی ہیں۔

اسی طرح جو لوگ بے روزگار ہیں، اپنے شوہر کے ذریعے ان کو روزگار دلوا سکتی ہیں۔

اسی طرح مہمان نوازی بھی آپ کروا سکتی ہیں، خصوصاً آپ کے گھر میں جو بھی مہمان عورت آئے اسے خالی ہاتھ نہ بھیجیں، کم از کم پانی کا سادہ گلاس ہی پلا دیجیے، مسکراہٹ والے چہرے سے اس کا استقبال ہی کر لیجیے، اسے کوئی نہ کوئی دین کی بات سکھا دیجیے، اسے دین پر چلنے اور اس کو پھیلانے پر آمادہ ہی کر لیجیے اور اگر شوہر کے مہمان آئیں تو ان کی مہمان داری اپنی حسب استطاعت بہت کشادہ دلی، فراخی اور ایثار سے کریں۔ مہمان کی خاطر اپنے معمولی کھانے کی نسبت تکلف بھی جائز ہے جو حد اسراف تک نہ پہنچے اور اگر مہمان کوئی اللہ کے نیک بندوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کو موجب خیر و برکت سمجھنا چاہیے اور یوں تو کسی مہمان سے بھی دل تنگ نہ ہونا چاہیے، حضور اکرم ﷺ نے تو کافر کو بھی مہمان بنایا ہے۔

مہمان کے ساتھ جو مدارات کی جائے اس کو ہرگز اپنی طرف سے احسان مت سمجھیے، بل کہ اس نے آپ پر احسان کیا کہ اپنا مقسوم (تقسیم شدہ رزق) آپ کے یہاں کھایا اور آپ کو ثواب میں داخل کیا۔

؎ شکر بجا آر کہ مہمان تو
روزی خود می خورد از خوان تو

”شکر ادا کر کہ تیرا مہمان اپنی روزی تیرے دستر خوان سے کھاتا ہے۔“

لہٰذا مہمانوں کو مصیبت نہ سمجھیں، اگرچہ چھوٹے بچوں کو سنبھالنا، گھر کی صفائی ستھرائی کرنا اور پھر مہمانوں کے لئے پکانا، ان کی خاطر تواضع کرنا یہ کام مشکل تو ہیں لیکن خالص اللہ کو راضی کرنے کے لئے ان کی خدمت کی جائے تو اس کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور مال میں برکت بھی ہوتی ہے، مہمان اور وہ بھی خصوصاً مسافر ہو تو

دلی دعائیں بھی ملتی ہیں، بل کہ اگر شوہر کی عادت نہیں تو ان کو آمادہ کریں کہ وقتاً فوقتاً اپنی حسبِ استطاعت نیک لوگوں کو گھر پر بلا کر کھانا کھلائیں اور کھانے میں ایسا تکلف نہ کریں کہ بوجھ ہو، بل کہ ایسا کھلائیں جو سدا نباہ سکیں جس میں خود آپ کو اور گھر والوں کو بلا وجہ مشقت میں نہ پڑنا پڑے، بل کہ جو بھی آسانی سے اس وقت مہیا ہو سکے وہ کھلا دیں۔

عربوں کے ہاں یہ کہاوت مشہور ہے:

''مَنْ زَارَ أَحَدًا وَلَمْ يَذُقْهُ عِنْدَهٗ فَكَاَنَّمَا زَارَ مَيِّتًا''

تَرجَمَۂ: ''جو شخص کسی کے یہاں جائے اور وہاں کچھ نہ کھائے پیئے تو گویا وہ کسی مردے کی زیارت کرنے گیا تھا۔''

مہمانوں کا اکرام کرنے والی نیک بیوی

حضرت ابوربیع رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا تو مجھے وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک نیک خاتون ''فضہ'' نامی ہے، اس کے یہاں ایک بکری ہے، جس کے تھنوں سے دودھ اور شہد دونوں نکلتے ہیں۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا، میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اس کے گھر جا کر میں نے اس سے کہا: ''تمہاری بکری کے متعلق میں نے یہ شہرت سنی ہے کہ وہ دودھ اور شہد دیتی ہے، میں بھی اس کی برکت دیکھنا چاہتا ہوں'' اس نے وہ بکری میرے حوالے کر دی۔

میں نے اس کا دودھ نکالا تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلا۔ میں نے اس کو پیا، اس کے بعد میں نے پوچھا: یہ بکری تمہارے پاس کہاں سے آئی؟

کہنے لگی: اس کا قصہ یہ ہے کہ ہم غریب لوگ تھے، ایک بکری کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا، اسی پر ہمارا گزارہ تھا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بقرہ عید آگئی، میرے خاوند نے کہا: ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں، یہ بکری ہمارے پاس ہے، لاؤ اسی کی قربانی

کرلیں۔

میں نے کہا: ہمارے پاس گزارے کے لئے اس کے سوا تو کوئی چیز ہے نہیں، ایسی حالت میں قربانی کا حکم نہیں ہے، پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم قربانی کریں؟

خاوند نے یہ بات مان لی اور قربانی ملتوی کردی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی دن ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا تو میں نے خاوند سے کہا: مہمان کے اکرام کا تو حکم ہے اور گھر میں کوئی چیز ہے نہیں، اس بکری ہی کو ذبح کرلو، چناں چہ وہ بکری کو ذبح کرنے لگے۔

مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے چھوٹے بچے اس بکری کو ذبح ہوتے دیکھ کر رونے لگیں گے، اس لئے میں نے کہا: باہر لے جا کر دیوار کی آڑ میں ذبح کرلو، تاکہ بچے نہ دیکھیں، وہ باہر لے گئے اور جب اس پر چھری چلائی تو یہ بکری ہماری دیوار پر کھڑی تھی اور وہاں سے خود اتر کر مکان کے صحن میں آگئی۔

مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ بکری خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے، میں اس کو دیکھنے باہر گئی، تو خاوند اس بکری کی کھال کھینچ رہے تھے، میں نے ان سے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی ہی بکری گھر میں بھی آگئی۔

اس کا قصہ میں نے سنایا، خاوند کہنے لگے: کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کا بدل ہمیں عطا فرمایا ہو، یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ یہ سب کچھ محض ایک مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے، پھر وہ عورت اپنے بچوں سے کہنے لگی:

اے میرے بچو! یہ بکری دلوں میں چرتی ہے، اگر تمہارے دل نیک رہیں گے تو دودھ بھی اچھا رہے گا اور اگر تمہارے دلوں میں کھوٹ آگیا تو اس کا دودھ بھی خراب ہو جائے گا، اپنے دلوں کو اچھا رکھو، ہر چیز تمہارے لئے اچھی بن جائے گی۔[1]

---

[1] فضائل صدقات: ص ۷٦٤

شوہر پر اپنے مال کو قربان کرنا

آپ ﷺ نے ایک صفت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ بیان فرمائی کہ:

"وَوَاسَتْنِيْ فِيْ مَا لِهَآ إِذْ حَرَمَنِيَ النَّاسُ"[1]

ترجمہ: "انہوں نے اس وقت میری مال کے ساتھ خیر خواہی کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا تھا۔"

یعنی انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب کہ لوگوں میں میرا کوئی مددگار نہ تھا، انسان کو سب سے زیادہ محبت اپنے مال سے ہوتی ہے اور مال جس پر خرچ کیا جاتا ہے وہ مال سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے، اگر آپ کے مال کی آپ کے شوہر کو دین کے کسی تقاضے کے لئے ضرورت پڑے یا کسی دنیوی جائز حاجت کے لئے ضرورت پڑے تو آپ اس مال کو شوہر پر خرچ کرنے کی سعادت کو فخر سمجھئے، اس میں بالکل بخل نہ کیجئے، جو آپ کا مال آپ کے شوہر پر خرچ ہوگیا، وہ آپ کی نگاہ میں بہت عزیز و محترم ہو، بہ نسبت اس کے جو آپ کی الماری میں محفوظ رہے اور آپ صرف دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہوتی رہیں اور آپ کی موت کے بعد کسی اور کے پاس چلا جائے۔

اگر آپ نے اپنے خالق اور مالک کو راضی کرنے کے لئے شوہر پر مال خرچ کیا تو اس کا پورا پورا اجر قیامت کے دن آپ کو ملے گا، چاہے وہ دنیا ہی کی کسی جائز حاجت کے لئے ہو، لیکن اگر وہ مال دین کے پھیلانے کے لئے، کافروں کو اسلام میں لانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو پوری دنیا میں رواج دینے کے لئے، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنے کے لئے لگ گیا تو آپ کو یہ سعادت ملی کہ آپ بھی اسی نسبت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

[1] الاستیعاب، كتاب النساء، باب الخاء: ۲۸۷/۴، رقم: ۳۳۴۷

ساتھ شامل ہوگئیں۔ اور کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کو اجر دیں گے تو آپ کو بھی ان خوش نصیب عورتوں کے جھنڈے تلے کہیں نہ کہیں جگہ مل ہی جائے گی (اگر آپ نے دوسرے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا) ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی طرح اپنے شوہر پر جان و مال کے ساتھ فدا ہونے، صلاحیت و جذبات کے ساتھ فنا ہونے کی دوسری مثال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس طرح قائم فرمائی کہ نکاح کے وقت تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد راضی نہ ہوئے کہ میں ابوطالب کے یتیم بھتیجے سے اپنی بچی کی شادی کر دوں۔

لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو اوقیہ چاندی یا سونا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور عرض کیا کہ ایک جوڑا خرید کر مجھے ہدیہ کر دیں اور ایک مینڈھا اور فلاں فلاں چیزیں خرید کر دے دیں۔[1]

پھر یہ سب لا کر والد کو بتلایا کہ ہونے والے شوہر نے مجھے ہدیہ دیا ہے۔ اپنے شوہر کے فقر کو اس طرح چھپایا کہ اپنا ہی مال ان کو دیا اور ان ہی کی طرف نسبت کر کے والد کو خوش کیا اور رہتی دنیا تک کی عورتوں کے لئے ایک مثال قائم فرما دی کہ شوہر کے مرتبے کے سامنے دنیا کی دولت اور مال کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

بہر حال آج بھی ہر مسلمان بیوی اپنی ہر صلاحیت کے ساتھ اپنے شوہر پر اسی طرح فدا ہو اور بزبان حال یوں کہے۔

اے دوست اگر جاں طلبی جاں بہ تو بخشم
وزجاں چہ عزیز است بگو آں بہ تو بخشم

"میرے پیارے شوہر! اگر تم میری جان طلب کرو تو وہ حاضر ہے اور اگر اس جان سے بھی زیادہ عزیز کوئی اور چیز تمہارے خیال میں ہو تو مجھے بتا دو، میں اسے بھی

---

[1] مجمع الزوائد المناقب، باب فضل خديجة بنت خويلد: ۲۶۶/۹، رقم ۱۵۲۶۶

تم پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔“

آپ شوہر پر فدا ہونا تو سیکھئے، آپ ان کو اطاعت اور محبت تو دیجئے، آپ اپنے دل میں ان کی قدر تو پیدا کیجئے، ان کے منشا و مزاج کو سمجھنے کی کوشش تو کیجئے۔ ہر وقت ان سے چیزوں کی فرمائش کے بجائے ان کی محبت بھری نگاہ کی تمنا بھی تو کیجئے، پھر کیسا ہی بدمزاج شوہر کیوں نہ ہو، آپ کے کسی کام کی قدر نہ کرتا ہو، لیکن آپ کے اس اخلاص و محبت اور دعاؤں سے وہ ضرور بالضرور آپ کی طرف متوجہ ہوگا، آپ کے احسان کی قدر کرے گا، بل کہ اپنی پچھلی کوتاہیوں پر شرمندہ ہوگا اور نہ صرف یہ کہ زندگی میں بل کہ آپ کی موت کے بعد بھی آپ کی ان خوبیوں کی یادیں ہمیشہ اس کو رلائیں گی۔ پھر شوہر بزبان حال یوں کہے گا۔ ؎

اے میری قندیلِ عزت اے چراغِ آرزو
جب سے تم خاموش ہو تاریکیاں ہیں چار سو
میرا یہ حال ہے آنسو جو نکلے پونچھ لیتا ہوں
مشیت ہے کہ کشتی صبر کی خشکی میں دھکیلتا ہوں
جو آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں بچے گھیر لیتے ہیں
ہمیں اس طرح تکتے ہیں کہ ہم منہ پھیر لیتے ہیں
پڑا ہے آج تک الجھا ہوا بستر مسہری پر
گزر جاتی ہے ساری رات ان بچوں کو سمجھا کر
تمہارے بعد اب مجھ کو تمہاری قدر ہوتی ہے
لہو کے آنسوؤں سے پھوٹی ہوئی تقدیر روتی ہے
چلو اک بار گھر کہ گھر میرا آباد ہو جائے
جو تم چاہو تو پھر دل شاد یہ ناشاد ہو جائے

شوہر کو صحیح مشورہ دینا

یہ بھی ایک مسلمان عورت کی ذمہ داری ہے کہ گھر والوں کا مزاج ایسا بنائے کہ ہر کام مشورہ سے ہو، چاہے دین کا کام ہو یا دنیا ہی کا کوئی جائز کام...... اور مسلمان کا تو دنیا کا کام بھی دین ہی کے لئے ہونا چاہئے کہ بظاہر دنیا کا کام ہے، لیکن مقصد اس سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور دین پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے میں مدد لینا ہو اور اس طرح کے جو کام انجام پائیں وہ باہمی رضا مندی اور خوش نودی سے انجام پائیں۔

اسی لئے قرآن کریم نے جہاں یہ قانون بیان کیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اس مقام پر یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم (کسی شرعاً معتبر ضرورت پر) دودھ چھڑانا چاہو تو میاں بیوی باہمی مشورے اور رضا مندی سے ایسا کریں۔

چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ﴾[1]

تَرجَمۂ: "پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑا لیں یعنی دو برس کے اندر ہی اپنی رضا اور مشورہ سے تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔"

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ گھر میں جو بھی کام انجام پائے حتی الوسع (پوری کوشش ہو کہ) باہمی مشورہ سے انجام پائے۔

مؤمنین کی بھی یہی شان بیان فرمائی گئی کہ آپس کے مشورہ سے کام کرنا مؤمنین کی صفات میں سے ہے اور اس صفت خاص کو قرآن پاک میں بھی نماز اور

---

[1] سورة البقرة، آیت: ۲۳۳

زکوٰۃ کے تذکرے کے بیچ میں ذکر کر کے بیان کیا گیا ہے تو ایسے کام کی کتنی اہمیت ہوگی، چناں چہ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾[1]

ترجمہ: ''اور جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور نماز قائم کرتے ہیں اور آپس کے مشوروں سے کام کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔''

ایک حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''أَمِرُوا النِّسَآءَ فِيْ بَنَاتِهِنَّ''[2]

ترجمہ: ''عورتوں سے ان کی بچیوں کے بارے میں مشورہ کرلیا کرو۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی سے قبل ان کی ماؤں سے مشورہ کرلیا کرو۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک صفت یہ بھی تھی:

''وَكَانَتْ لَهٗ وَزِيْرُ صِدْقٍ عَلَى الْإِسْلَامِ يَشْكُوْ إِلَيْهَا''[3]

ترجمہ: ''وہ اسلام کے متعلق آں حضرت ﷺ کی سچی مشیرہ کار تھیں، آپ ﷺ ان ہی کی طرف رجوع فرماتے تھے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فہم و فراست، اخلاق کریمانہ کی مالکہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقلِ سلیم اور فطرت صحیحہ کی حاملہ بھی تھیں، نیز اپنی زندگی کے تجربوں اور لوگوں سے واقفیت کی بنا پر بڑی صاحب الرائے عورتوں میں ان کا شمار ہوتا تھا،

---

[1] سورۃ الشوریٰ، آیت: ۳۸

[2] ابوداؤد: النکاح، باب الاستیمار، رقم: ۲۰۹۵

[3] سيرة ابن هشام، وفاة أبي طالب وخديجة ...... : ۴۹/۲

نبوت انبیاء اور فرشتوں کے بارے میں بھی بہت کچھ سن رکھا تھا۔

آپ ﷺ کو ایسے صحیح مشورے دیا کرتی تھیں کہ ہر موقع پر آپ کی پشت پناہی اور حمایت ہو جاتی، مشکلات میں دِل جوئی ہو جاتی، آپ ﷺ کو جو لوگوں سے تکلیفیں پہنچتی تھیں وہ اس غم کو ہمیشہ ہلکا کرنے کی کوشش کرتیں اور آپ کی ہمت بندھواتیں۔ اس طرح ان کو اپنے مشوروں سے بھی دین اور آپ ﷺ کی خدمت واعانت کا خوب موقع ملا اور سب مسلمان عورتیں ایسا کر کے یہ ثواب حاصل کرسکتی ہیں کہ اپنے شوہر کو ہر موقع پر صحیح مشورہ دیں، جب وہ کسی کام میں پریشان ہو یا آپ سے مشورہ مانگے تو خوب سوچ سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر مشورہ دیں کہ یوں کرلیں یا یوں کرلیں۔

لیکن اگر معاملہ اہم اور بڑا ہو جہاں اپنی سوچ کی رسائی نہ ہوسکتی ہو تو مزید اطمینان کے لئے اپنے خاندان ہی کے نیک سمجھ دار یا کوئی بھی جو دین دار اور سمجھ دار ہوں ان کی طرف شوہر کی رہنمائی کردیں کہ آپ ان سے جا کر مشورہ کرلیں، جیسے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا اخیر میں اپنے چچا کے لڑکے (ورقہ بن نوفل جو پچھلی شریعتوں کے جاننے والے تھے) کے پاس لے گئیں کہ ان سے مشورے کے ذریعے مدد حاصل کریں۔ جتنا خود مشورہ دے سکتی تھیں دے دیا اور باقی کے لئے اپنے سے زیادہ سمجھ دار اور بڑے کے پاس لے گئیں۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے جب سر منڈوانے کا حکم دیا تو صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُم غم کی بناء پر اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ خود حلاق (بال کاٹنے والے) کو بلا کر اپنے بال منڈوانے شروع کروا دیجئے، تو صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُم بھی اسی طرح کرنے لگ جائیں گے۔[1]

---

[1] البداية والنهاية، غزوة الحديبية سياق البخارى لعُمرة الحديبية: ۱۳۴/٤

چناں چہ آپ ﷺ نے اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشورے پر عمل کیا، اور پھر ایسا ہی ہوا، امت ایک عورت کے مشورے کے ذریعے بہت بڑے حادثے سے بچ گئی، تاریخ میں یہ مشورہ ایک یادگار باب بن گیا۔

لہٰذا آج کی مسلمان عورتوں کو بھی چاہئے کہ جس طرح پہلے گزری ہوئی دین دار عورتوں نے اپنے شوہروں کو دین کے پھیلانے کے لئے وقتاً فوقتاً مشورے دیئے، ویسے ہی آپ بھی اپنے شوہروں کو دین کے دنیا میں رواج پانے کے لئے خوب سوچ سمجھ کر صحیح مشورہ دیں کہ کس طرح ہمارے محلّہ میں، پھر ہمارے ملک میں اور دنیا بھر میں مردوں اور عورتوں میں پورا پورا دین آجائے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیوی امور میں بھی مشورے سے ہر کام کرنے کی عادت بنائیں۔

البتہ یہ ضروری نہیں کہ بیوی سے مشورہ لے کر عمل بھی کیا جائے، بل کہ فیصلہ تو شوہر کا ہوگا، تاہم اگر بیوی کے مشورے پر شوہر نے عمل نہ کیا تو بیوی کو چاہئے کہ اس بات کو برا نہ مانے اور شوہر پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔

شوہر کے ساتھ مشقت برداشت کرنا

سن ۷ نبوی میں جب قریش نے اسلام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ حضور ﷺ اور ان کے خاندان کو ایک گھاٹی میں قید کیا جائے، چناں چہ ابوطالب مجبور ہوکر تمام خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ آئیں، سیرت کی کتاب ابن ہشام میں ہے۔

"وَهِيَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ فِي الشِّعَبِ" [1]

[1] سير الصحابيات: ص ٢٦ وسيرة ابن هشام: ١٣٤/٢

ترجمہ: ''اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں۔''

یہ زمانہ ایسا سخت تھا کہ ببول کے پتے کھا کھا کر گزارہ کیا، بچے بھوک سے روتے اور بلبلاتے تھے، بچوں کے رونے کی آوازیں دور دور تک جاتی تھیں، تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں بھی اپنی قوم میں تبلیغ و دعوت کا فریضہ دن رات خفیہ و علانیہ ہر طریقے سے انجام دیتے اور بنو ہاشم اور سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صبر اور اجر کی امید کے ساتھ ان تمام تکالیف کو برداشت کرتیں، کبھی زبان سے اُف تک نہ کہا اور نہ یہ کہا کہ آپ کی اور آپ کی تبلیغ کی وجہ سے یہ مصیبت آئی ہے، ہم کیسے صبر کریں؟ کیسے برداشت کریں؟

ایک دو ماہ نہیں، بل کہ شوہر کے ساتھ تقریباً تین سال کا عرصہ اسی طرح گزار لیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے دین پھیلانے اور ہم تک اسلام پہنچانے کی خاطر اپنے شوہر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا اور ان پر صبر فرمایا۔ آمین

لہٰذا اگر کسی وجہ سے گھر میں کوئی تکلیف یا پریشانی آ جائے، تو بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے ساتھ خود بھی صبر کرتے ہوئے اس پریشانی اور غم کو برداشت کرے، یہ نہ ہو کہ کشادگی میں تو اس کا ساتھ دے اور مصیبت و پریشانی کے وقت اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ بقول کسی دانا کے ''میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو'' اور اس طرح نہ کہے کہ تم نے ایسا کیا تو ایسا ہوا، اگر میری بات مان لیتے تو ایسا نہ ہوتا، میں نے تو تمہیں پہلے سے کہہ دیا تھا، کیوں سفر میں گئے؟...... یہاں کیوں مکان لیا؟...... اس کے ساتھ کیوں کاروبار کیا؟...... پہلے سے سوچتے نہیں، اب روتے پھر رہے ہو؟ ایسی

باتیں کرنا تو کسی کافرہ عورت کے لئے بھی مناسب نہیں، چہ جائے کہ ایک مسلمان عورت کے لئے جو اس پر یقین رکھتی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے، مصیبت بھی راحت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، نفع اور نقصان اسی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، جو مصیبت مقدر میں ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتی اور جو نعمت مقدر میں ہے وہ کبھی رک نہیں سکتی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾[1]

ترجمہ: "آپ کہہ دیجیے! ہرگز ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی، وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔"

تو جب اللہ کے حکم سے یہ ہوا اور وہ علیم بھی ہے وہ جانتا ہے، وہ خبیر بھی ہے، وہ مصیبت بھیجنے کے بعد بھی باخبر ہے اور وہ لطیف ہے، وہ مصیبت کے بھیجنے کے بعد بھی ہمیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا، بل کہ لطف و مہربانی والا معاملہ کرے گا تو ہم اسی سے کیوں نہ مانگیں؟

خصوصاً اگر شوہر دین کے کاموں میں مشغول ہے، اس کی تنخواہ کم ہے یا دین کے لئے سفر میں گیا اور اس کی غیر موجودگی میں کچھ نقصان ہوگیا یا حلال کاروبار کی وجہ سے آمدنی کم ہورہی ہے یا کسی اور وجہ سے کوئی تکلیف ہے تو بیوی کو چاہئے کہ حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ (کسی غیر سے اس کی شکایت نہ کرے) بل کہ ہر حال میں صبر کرتی رہے، کیوں کہ واویلا کرنے اور طعنہ دینے سے مصیبتیں دور نہیں ہوں گی، بل کہ اس سے اور بڑھتی ہی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے، لہٰذا خود بھی دعائیں مانگیں اور بچوں سے بھی دعائیں منگوا کر وہ مصیبتیں دور کروائیں۔

---

[1] سورۃ التوبۃ، آیت: ۵۱

لہٰذا ایک مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کو اولاً تو آپ ﷺ کا نائب و امتی سمجھ کر اس کو کافروں میں اسلام پھیلانے اور مسلمانوں کو پورے اسلام پر عمل کروانے کے لئے محنت کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کرے اور پھر اس قربانی میں خود بھی شریک ہو کر حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرح پورا پورا ثواب حاصل کرے۔

اس بات کی مزید وضاحت کے لئے ہم ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ایک عرب دیہاتی جو قبیلہ بنی عذرہ کا تھا، اس کا کسی حسین لڑکی سے نکاح ہوا، جب اس دیہاتی کے پاس پیسہ نہ رہا تو لڑکی کے باپ نے زبردستی گھر بٹھا لیا، شوہر مروان کے پاس پہنچا، مروان نے لڑکی اور اس کے والد کو بلایا، مروان کو یہ لڑکی اتنی پسند آئی کہ زبردستی طلاق دلوا کر عدت کے بعد لڑکی کے والد کو خوش کر کے اس لڑکی سے خود نکاح کر لیا۔

شوہر چوں کہ اس کی محبت میں فریفتہ تھا، لہٰذا شوہر امیر کے پاس شام پہنچا، قاضی نے لڑکی کو بلوایا اور مروان کو خوب ڈانٹا، مروان نے معذرت چاہی کہ لڑکی ایسی تھی کہ میں بے بس ہو گیا۔ امیر نے اس کے پرانے شوہر کے سامنے لڑکی کو بلوایا اور فیصلہ کروانا چاہا۔

امیر کی نگاہ جب اس لڑکی پر پڑی تو امیر کو لڑکی پسند آ گئی اور اس نے اپنے نکاح کے لئے منوانے کی کوشش کی، امیر نے پہلے اس کے شوہر سے پوچھا، تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں نکاح کر لوں؟

شوہر نے بالکل انکار کیا اور دو شعروں میں خدمت گزار بیوی کی محبت کو اس طرح ذکر کیا:

وَاللّٰهِ، وَاللّٰهِ، لَآ أَنْسٰی مَحَبَّتَهَا
حَتّٰی أُغَیَّبَ فِیْ قَبْرِیْ وَأَحْجَارِیْ

كَيْفَ أَسْلُوْا وَقَدْ هَامَ الْفُؤَادُبِهَا
فَإِنْ فَعَلْتُ فَإِنِّيْ غَيْرُ كَفَّارٍ

ترجمہ: ”اللہ کی قسم! میں اس عورت کی محبت کو بھول نہیں سکتا، یہاں تک کہ میں قبر میں چلا جاؤں اور میرا جسم مٹی مٹی ہو جائے۔“

”کیسے میں (اس بیوی کو چھوڑ کر) اپنے آپ کو تسلی دے سکتا ہوں، حالاں کہ میرے دل کا ہر گوشہ اس کی محبت میں فریفتہ ہو چکا ہے۔ اگر میں نے ایسا کر بھی لیا تو (اس بیوی نے مجھے جو محبت اور اطاعت دی ہے اس کا شکریہ میں ادا نہیں کر سکوں گا، بل کہ) میں اس کے احسان کی ناقدری کرنے والا بنوں گا۔“

پھر بیوی سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟

”يَا سُعْدٰى أَيْنَآ أَحَبَّ إِلَيْكِ: أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ عِزِّهٖ وَشَرَفِهٖ وَقُصُوْرِهٖ؟ أَمْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فِيْ غَضَبِهٖ وَاعْتِدَآئِهٖ أَمْ هٰذَا الْأَعْرَابِيُّ فِيْ جُوْعِهٖ وَأَطْمَارِهٖ؟“[1]

”تم مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہو، تاکہ عزت و شرافت کے ساتھ محلات اور سونے چاندی میں رہو یا مروان کے پاس جانا چاہتی ہو، جس نے تمہارے پرانے شوہر پر تمہارے والد کی ملی بھگت سے تم پر ظلم کیا یا اس (پرانے) دیہاتی شوہر کے پاس جانا چاہتی ہو، فقر و فاقہ اور جھونپڑی میں (اور پریشانی میں دوبارہ لوٹ کر جانا چاہتی ہو، تم کیا چاہتی ہو؟)

اس عورت نے عربی اشعار میں جواب دیا (کاش! آج مسلمان لڑکیوں کو عربی زبان آتی تو کیا ہی اچھا ہوتا، ہم ان اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہیں، لیکن اس کا حقیقی مفہوم کسی زبان میں بھی نہیں سمجھایا جا سکتا، اس کا حقیقی مفہوم تو وہی سمجھ سکتی ہے جس کو عربی آتی ہو)۔

---

[1] زهرات من الروض للمرأة المسلمة: ص ٧٤

هٰذَا وَ إِنْ كَانَ فِيْ جُوْعٍ وَّأَطْمَارٍ
أَعَزَّ عِنْدِيْ مِنْ أَهْلِيْ وَمِنْ جَارِيْ
وَصَاحِبُ التَّاجِ أَوْ مَرْوَانُ عَامِلُهٗ
وَكُلُّ ذِيْ دِرْهَمٍ مِّنْهُمْ وَدِيْنَارٍ [1]

"(مجھے تو) یہ دیہاتی (ہی پسند ہے) اگرچہ یہ بھوک اور جھونپڑی میں ہے (لیکن اس نے مجھے اتنی محبت دی ہے، میرے ساتھ ایسا اچھا سلوک کیا ہے کہ) میری نگاہ میں میرے گھر والوں اور رشتہ داروں کے مقابلے میں اب سب سے زیادہ معزز و محبوب شخص یہی ہے، جہاں تک امیر یا اس کے عامل مروان کا تعلق ہے تو کوئی ان میں درہم والا ہے کوئی دینار والا۔"

یعنی کوئی سونا دے گا، کوئی چاندی دے گا، لیکن محبت و الفت تو اسی دیہاتی سے ملے گی، اگر آپ مجھے اس شوہر کے پاس جانے دیں تو یہ آپ کا کرم ہوگا۔

اللہ کرے کہ تمام میاں بیوی میں ایسی ہی محبت ہو، ایسی ہی الفت ہو، ایک دوسرے کے لئے بھلائی چاہنے والے، ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے والے، ایک دوسرے کو دین پر ابھارنے اور تہجد میں ایک دوسرے کو اٹھانے والے، اللہ کے راستہ میں دین کو پھیلانے کے لئے پھرنے والے بنیں اور بنائیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

شوہر کی خدمت

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قریش کی بہت معزز خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ مال اور دولت کے لحاظ سے بھی مشہور تھیں، لیکن اس کے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

[1] زهرات من الروض للمرأة المسلمة: ص ۷۵

کی خدمت خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔

فتح الباری میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَامُ تشریف لائے اور فرمایا: حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا برتن میں کچھ لا رہی ہیں، آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچا دیجئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"یَا خُدِیْجَةُ، هٰذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ مِنْ رَّبِّكِ"

تَرجَمہ: "اے خدیجہ! یہ جبرئیل ہیں، تمہیں سلام پہنچا رہے ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔"

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جواب دیا:

"لِلّٰهِ السَّلَامُ"

تَرجَمہ: "اللہ ہی کے لئے سلام (وہ خود ہی سلام) ہے۔"

"وَمِنْهُ السَّلَامُ"

تَرجَمہ: "اور اسی کی طرف سے سلامتی ہے۔"

"وَعَلٰی جِبْرَئِیْلَ السَّلَامُ"

تَرجَمہ: "اور جبرئیل پر بھی سلامتی ہو۔"

یہ کتنا اونچا شرف ہے کہ اللہ (جو خود سلام ہے اس) کی طرف سے ایک بندی کو سلام آئے اور دوسری روایت میں یہ بھی الفاظ ہیں:

"وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصْبٍ لَّا صَخَبَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ"[1]

تَرجَمہ: "اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا، جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی۔"

---

[1] فتح الباری، مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجۃ: ۱۷٤/۷، رقم: ۳۸۲۱

اسی خدمت ونصرت کا حضور عَلَیْہِ السَّلَامُ کی معصوم زبان سے یہ صلہ ملا۔

”خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ۔“ [1]

تَرْجَمَۃ: ”مریم بنت عمران اپنی امت میں سب سے بہتر عورت تھیں اور خدیجہ بنت خویلد اپنی امت میں سب سے بہتر عورت ہیں۔“

ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت کرتی تھیں؟ ہماری مسلمان بہنوں کے سامنے یہ نقشہ بھی آجائے، تاکہ ہماری بہنیں بھی اپنے شوہروں کی خدمت کرنے کا جذبہ دل میں بٹھا سکیں اور اس پر اجر وثواب کی امید رکھیں اور اس کو دین سمجھ کر کریں۔

اس بارے میں مولانا سیّد سلیمان ندوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ”سیرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا“ میں فرماتے ہیں: ”گھر میں اگرچہ خادمہ موجود تھی، لیکن حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں، جو خود پیستی تھیں، آٹا خود گوندھتی تھیں، کھانا خود پکاتی تھیں، بستر اپنے ہاتھ سے بچھاتی تھیں، وضو کا پانی خود لاکر رکھتی تھیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قربانی کے لئے جو اونٹ بھیجتے تھے اس کے لئے خود قلادہ بٹتی تھیں۔

آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سر میں اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتی تھیں، جسم مبارک پر عطر مل دیتی تھیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھویا کرتی تھیں، سوتے وقت مسواک اور پانی سرہانے رکھتی تھیں، مسواک کو صفائی کی غرض سے دھویا کرتی تھیں۔

گھر میں کوئی مہمان آتا تو مہمان کی خدمت انجام دیتی تھیں، چناں چہ حضرت

[1] بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب، واذ قالت الملٰئکۃ ...... رقم: ٣٤٣٢

قیس غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو صفہ والوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہم لوگوں سے فرمایا: چلو عائشہ کے گھر چلو! جب حجرہ میں پہنچے تو فرمایا: عائشہ ہم لوگوں کو کھانا کھلاؤ، وہ پکا ہوا کھانا لائیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کھانے کی کوئی اور چیز مانگی تو چھوہارے کا حریرہ پیش کیا، پھر پینے کی چیز مانگی تو ایک بڑے پیالے میں دودھ حاضر کیا، اس کے بعد ایک اور چھوٹے پیالے میں پانی لائیں۔ (یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے)۔"[1]

یہ ہے ایک مثالی بیوی کی ذمہ داری کہ گھر کے کام خود کرے اور شوہر کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے اور اس میں یہ نیت کرے کہ شوہر کی خدمت سے شوہر کا حق ادا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے تو یہ بھی دین اور عبادت بن جائے گا، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ شوہر اور بچوں کی خدمت میں اس طرح لگے جیسے آج کل بعض مرتبہ ہماری عورتیں کرتی ہیں، خصوصاً رمضان المبارک وغیرہ میں دسیوں قسم کے کھانے، شربت، کسٹرڈ، سموسے، پکوڑے وغیرہ بنانے میں انہیں اتنا وقت لگ جاتا ہے کہ نہ نوافل، نہ تسبیحات، بل کہ بسا اوقات تو نماز میں بھی غفلت ہو جاتی ہے اور کافی تاخیر سے یہ عورتیں فرض نماز پڑھتی ہیں اور پورا دن باورچی خانہ ہی کی نذر ہو جاتا ہے اور دماغ کی ساری صلاحیتیں مختلف پکوانوں کو تیار کرنے اور ان کو سجا کر دسترخوان کی زینت بنانے میں لگ جاتی ہیں اور ماہ رمضان المبارک کے مبارک لمحات فضول تکلفات میں لگا کر آخرت کی کمائیوں کی اتنی قیمتی گھڑیاں اور رب العالمین کی طرف سے عطاؤں اور انعامات کی جو موسلا دھار بارشیں برس رہی ہوتی ہیں، ان سے انہیں محرومی ہو جاتی ہے۔ اس لئے گھر کی بڑی بوڑھیوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ بہو بیٹیوں کو سمجھائیں کہ ہم صرف دنیا میں کھانا پکانے اور کھانے کے لئے، گھر بنانے یا گھر کو سجانے کے لئے نہیں بھیجے گئے، بل کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے

---

[1] سیرت عائشہ: ص ٦٠

بہت بڑے مقصد کے لئے بھیجا ہے، ہمارا ہر لمحہ آخرت کو بنا رہا ہے، یا بگاڑ رہا ہے۔ ایک لمحہ بھی ہم نے ضائع کر دیا تو جنت میں ہمیں افسوس ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے:

''جنت میں جانے کے بعد جنتیوں کو کسی چیز کا افسوس نہ ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی۔''[1]

اس لئے پکانے کو بہت تھوڑا سا وقت دیں اور باقی وقت دین کو سیکھنے، تلاوت و ذکر کرنے اور دین کو دنیا میں پھیلانے اور عورتوں کو سکھانے پر لگائیں، تاکہ ہمارا اللہ ہم سے خوش ہو جائے۔

شوہر کی مکمل موافقت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اس قدر اتباع کرنے والی تھیں کہ جب نماز پنجگانہ فرض نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھا کرتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں، چناں چہ طبقات ابن سعد میں ہے:

''مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةُ يُصَلِّيَانِ سِرًّا مَّاشَاءَ اللّٰهُ''[2]

تَرجَمہ: ''ایک عرصہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چپکے چپکے نماز پڑھتے رہے۔''

یہ ہے شوہر کی سچی اتباع کہ جیسے شوہر کی منشا ہو ویسی رہے، شرعی ضابطوں کے تحت شوہر اس بیوی کو جیسا دیکھنا چاہتا ہے ویسی ہی بن کر رہے، یہی نصیحت ہے سب لڑکیوں کو پہلی مسلمان خاتون کی، مسلمانوں کی پہلی ماں کی، نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] الترغيب والترهيب، الذكر والدعاء، الترغيب في الكثار من ذكر الله: ٢/ ٢٥٨

[2] طبقات ابن سعد، تسمية النساء المسلمات والمهاجرات ...... ١٢/٦، رقم: ٤٠٨٨

پہلی بیوی کی۔

اے میری پیاری بہن! اگر آپ بھی اپنی سیرت حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے طرز پر ڈھالوگی اور شوہر کی مکمل اطاعت (جس کی شریعت نے اجازت دی ہے) کروگی تو پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے تو دنیا کی ساری بگڑیاں بن جائیں گی، ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اِن شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی صورت یہ ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ کو حقیقی آقا اور اپنے آپ کو اس کے حقیقی غلام سمجھیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے ماتحتوں، نوکروں اور ملازموں کو ہمارے فرماں بردار اور اطاعت گزار بنائیں گے۔

جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی خدمت کے لئے خریدی، جب اس کو گھر لے آیا تو اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

باندی: باندی کا نام نہیں ہوتا جو نام آقا رکھیں وہی میرا نام ہے۔

آقا: تم کیا کھانا پسند کروگی؟

باندی: جو آقا میرے لئے پسند کریں۔

آقا: تم کون سے کپڑے پسند کرتی ہو کہ تمہارے لئے وہ کپڑے خریدوں؟

باندی: جو آقا میرے لئے پسند کریں۔

آقا: تم کیا کام کروگی؟

باندی: میرے آقا جو آپ حکم دیں گے وہ کروں گی۔

آقا: تمہاری کوئی پسند ہو تو بتادو؟

باندی: آقا کے سامنے باندی کی کوئی پسند نہیں ہوتی، جو آقا کی پسند ہے وہی باندی کی پسند ہے۔

آقا کے سامنے باندی کی خواہش کیا چیز ہے، جو آقا کی مرضی ہے وہی باندی کی خواہش ہے۔ اس کا یہ جواب سن کر آقا کو رونا آگیا اور آقا کو یہ خیال آیا کہ میرا بھی تو

میرے مولیٰ (جل جلالہ) کے ساتھ یہی معاملہ ہونا چاہئے۔ آقا نے اس سے کہا کہ تم نے تو مجھے اپنے آقا کے ساتھ ادب کرنا سکھا دیا۔ باندی نے اس پر دو اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"اگر تیرے کسی بندے کی خدمت مجھ سے پوری پوری ادا ہو جائے تو اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا نعمت ہوسکتی ہے۔ پس تو محض اپنے فضل سے میری کوتاہی اور غفلت کو معاف کر، اس لئے کہ میں تجھے بڑا محسن اور رحیم سمجھتی ہوں۔"

اس سلسلے میں حضرت قاری محمد طیب صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا: عورت کے ذمہ اطاعت واجب ہے۔ عورت کا کام یہ ہے کہ کامل اطاعت کا برتاؤ کرے اور اپنے خلاف بھی ہو تو سننے کی عادت ڈالے، یہ نہ ہو کہ شوہر نے مزاج کے خلاف بات کہی اور اس کی ناک چڑھی ہوئی ہے، ایک کیا چار جواب دینے کو تیار۔ اس سے بے مہری (بدمزگی) پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ گھر کی گاڑی جب چلتی ہے جب عورت خاوند کی بات ماننے والی ہو، شوہر کی ہر بات پر ہاں کہنے والی ہو تو خاوند عورت کا مطیع بن جائے گا۔

کیوں کہ اطاعت ہی اطاعت کو کھینچتی ہے، اور اگر ہر معاملے میں اپنی چلائے گی تو شوہر کے دل میں بھی نفرت پیدا ہو جائے گی۔

اگر کوئی بیوی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر بالکل میرے کہنے میں رہے، میرا غلام بن جائے تو یاد رکھئے! غلام بنانا غلام بننے سے ہوتا ہے، پہلے خود عملاً باندی بن کر دکھائے، وہ خود بخود غلام بن جائے گا۔

عورت کا فرض ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے اس فکر میں رہے کہ کن چیزوں سے میرا شوہر ناخوش ہوتا ہے، کن باتوں سے، کس لباس سے، کس کام سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے؟

وہ بالکل نہ کرے، نہ شوہر کے سامنے نہ اس کی غیر موجودگی میں اور جن چیزوں سے وہ خوش ہوتا ہے اس کو اختیار کرے، جس لباس کو پہننے سے شوہر خوش ہوتا ہے وہ لباس پہنے، جس بول سے وہ خوش ہوتا ہے اس بول کو بولے، جس قسم کے کھانے سے وہ خوش ہوتا ہے ویسا پکائے، جس جگہ جانے سے ناخوش ہوتا ہے وہاں نہ جائے، تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے اور وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے[1]

شوہر کے جذبات وخیالات کے ساتھ ہم آہنگی

ہر شوہر بعض چیزوں کو پسند کرتا ہے اور بعض کو ناپسند۔ نیک بیوی کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اس کے جذبات وخیالات میں اس کے موافق ہونے کی پوری پوری کوشش کرے، سوائے ان چیزوں کے جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

بل کہ کوشش کرے کہ اس کی زبان سے نکلنے سے پہلے ہی ان کاموں کو کر لے جس کو وہ چاہتا ہے، خود اپنے اٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے میں اسی طرح رہے جیسے وہ پسند کرتا ہے، کیوں کہ شوہر کے دل میں اپنے لئے ہمیشہ کی محبت پیدا کرنے کے لئے یہ سب سے بڑی اور اہم صفت ہے، اس لئے کہ حسن و جمال چند دنوں کا مہمان ہوتا ہے، کتنی ہی حسین عورت ہو، لیکن چند دنوں بعد شوہر کا دل اس کے حسن سے بھر جاتا ہے، کتنی ہی مال دار ہو، لیکن مال کسی بھی لمحہ ساتھ چھوڑ سکتا ہے۔

اسی کو سلیمان حکیم کہتے ہیں:

"أَلْجَمَالُ كَاذِبٌ، وَالْحُسْنُ مُخْلِفٌ، وَ إِنَّمَا تُسْتَحَقُّ الْمَدْحُ أَلْمَرْأَةُ الْمُوَافِقَةُ."

"(پاؤڈر میک اپ کی) خوب صورتی جھوٹی ہے اور اصلی حسن بھی چند

[1] خطبات حکیم الاسلام: ٣/٦٥٤

دنوں بعد ختم ہو جانے والا ہے، لیکن وہ عورت (موت کے بعد) بھی تعریف کی مستحق ہے جو مرد کے مزاج کے موافق بن جائے۔"

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی تھی، حالاں کہ میں ماہواری کے ایام میں ہوتی، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پانی پیتے اور وہیں منہ لگاتے جہاں میں نے منہ لگایا ہوتا۔[1]

لہٰذا آپ بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس سنت کو زندہ کیجیے، کبھی شوہر کا بچا ہوا پانی لیجیے، اسی جگہ سے پیجیے جہاں سے شوہر نے پیا تھا اور کبھی اپنا بچا ہوا پانی پلا دیجیے۔

یاد رکھیے! اگر کسی نوجوان کو ایسی نیک بیوی مل گئی تو وہ دنیا کا خوش قسمت انسان ہے اور دنیا کے ان ہی خوش قسمت انسانوں میں قاضی شریح رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی بھی تھے، امام شعبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک دن ان سے پوچھا: گھر والوں کا کیا حال ہے؟ فرمانے لگے:

"مِنْ عِشْرِیْنَ عَامًا لَمْ اَرَمَا یُبْغِضُنِیْ مِنْ اَھْلِیْ"

"بیس سال ہوگئے، شادی کو کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جس میں مجھے بیوی سے کوئی تکلیف پہنچی ہو۔"

"قَالَ لَهٗ: وَکَیْفَ ذَاكَ؟"

"امام شعبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے پوچھا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

فرمانے لگے: پہلی ہی رات جب میں بیوی کے پاس پہنچا، اسی وقت سے ہم دونوں کا مزاج ایسا ملا کہ اب تک ہم دو جسم ایک روح ہیں، جب میں پہلی رات میں بیوی کے پاس گیا تو دیکھا الحمد للہ! بہت ہی خوب صورت ہے، میں نے سوچا دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں کہ ایسی ہونہار بیوی ملی تو جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ وہ بھی میرے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے اور میرے سلام

---

[1] مُسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ...... رقم ۳۰۰

پھیرنے کے بعد اس نے بھی سلام پھیر لیا، پھر دعا کے بعد میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ کہنے لگی: صبر کرو اے ابوامیہ! پھر اس نے کہا:

"أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَأُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ، إِنِّي امْرَأَةٌ غَرِيْبَةٌ لَا عِلْمَ لِيْ بِأَخْلَاقِكَ، فَبَيِّنْ لِيْ مَا تُحِبُّ .... فَآتِيْهِ،

وَمَا تَكْرَهُ .... فَأَتْرُكُهٗ وَقَالَتْ: إِنَّهٗ كَانَ لَكَ فِيْ قَوْمِكَ مَنْ تَتَزَوَّجُهٗ مِنْ نِّسَائِكُمْ وَفِيْ قَوْمِيْ مِنَ الرِّجَالِ مَنْ هُوَ كُفُوٌ لِيْ، وَلٰكِنْ إِذَا قَضَى اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا، وَقَدْ مَلَكْتَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ، اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ .... أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكَ"

(اس نئی نویلی دلہن نے جو عربی میں خطبہ کہا اور چند سنہری جملوں میں اپنے شوہر کو خطاب کر کے زندگی بھر کے لئے شوہر کی نظرِ محبت اور نظرِ عقیدت کو حاصل کر لیا، کاش! تمام مسلمان بہنیں عمر بھر قاضی شریح رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی بیوی کے اس طرزِ عمل کو یاد رکھنے والی بنیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آج بھی مسلمان گھرانوں میں قاضی شریح جیسے عالم، فقیہ اور عادل جج پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس کے مفہوم و مقصد کی اصل حلاوت تو اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جو عربی زبان جانتی ہو، اللہ کرے کہ ہماری مسلمان بہنوں میں بھی عربی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہو جائے اور جو نہیں سیکھ سکتیں وہ اپنی دوسری بہنوں اور بچیوں کو ضرور سکھانے کی کوشش کریں)۔

تَرجَمَہ: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اسی کی تعریف کرتی ہوں اور اسی سے (اپنی نئی زندگی کے تمام مراحل میں) مدد مانگتی ہوں، میں اللہ سے دعا کرتی

ہوں کہ وہ رحمت نازل فرمائے محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر۔

(میرے پیارے سرتاج) میں ایک سیدھی سادھی عورت ہوں، مجھے آپ کی چاہت کا پتہ نہیں، آپ مجھے بتلا دیں۔ آپ کن چیزوں کو پسند کرتے ہیں تو میں ہمیشہ ان کو کرتی رہوں اور جن چیزوں کو آپ ناپسند کرتے ہیں تو میں ان سے بچتی رہوں، پھر کہا: آپ کی قوم میں بہت سی ایسی عورتیں تھیں جن سے آپ نکاح کر سکتے تھے اور میری قوم میں بہت سے ایسے مرد جو میرے ہم پلہ تھے میں ان سے نکاح کرسکتی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ فرما دیتے ہیں تو وہ ہو کر رہتی ہے، اب تم میرے سردار بن چکے ہو، میں تمہارے نکاح میں آگئی ہوں، تم وہ کرو جس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے (پسند ہو تو) اچھی طرح رکھو یا بھلے طریقے سے چھوڑ دو، میری بات ختم ہوئی، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور آپ کے لئے گناہوں کی معافی چاہتی ہوں۔"

قاضی شریح رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: "جب میں نے یہ خطبہ سنا تو اے شعبی! میں مجبور ہوگیا کہ میں بھی کچھ اس موضوع پر اس کو جواب دوں تو میں نے کہا:

"أَحْمَدُ اللّٰهَ وَأَسْتَعِيْنُهُ وَأُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ، فَإِنَّكِ قُلْتِ كَلَامًا إِنْ ثَبَتِّ عَلَيْهِ يَكُنْ ذَالِكَ حَظَّكِ وَ إِنْ تَدْعِيْهِ يَكُنْ حُجَّةً عَلَيْكِ أُحِبِ كَذَا وكَذَا .... وَأَكْرَهُ كَذَا وكَذَا .... وَمَا رَأَيْتِ مِنْ حَسَنَةٍ فَانْشُرِيْهَا، وَمَا رَأَيْتِ مِنْ سَيِّئَةٍ فَاسْتُرِيْهَا!"

تَرجَمہ: "حمد وصلوٰۃ کے بعد (میری پیاری بیگم) تم نے ایسی بات کہی ہے، اگر تم اپنی بات پر جمی رہیں تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی سعادت ہوگی اور اگر تم اپنی بات سے پھر گئیں تو یہ بات تمہارے لئے نقصان دہ ہوگی۔"

''میں ان ان چیزوں کو پسند کرتا ہوں (لہٰذا تم ان کو اختیار کرنا) اور ان ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہوں (تم ان سے بچتی رہنا) اور (میں نصیحت کرتا ہوں تم کو کہ) تم جو بھی بھلائی اور نیکی مجھ میں دیکھو اس کو پھیلانا اور جو برائی اور عیب دیکھو اس پر پردہ ڈال دینا''، پھر اس نے کہا! ''میرے گھر والوں سے تم کو کیسی محبت ہے''؟

میں نے کہا: ''میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اتنی مرتبہ ان کے پاس جاؤں کہ وہ اکتا جائیں۔''

پھر اس نے کہا: ''تمہارے رشتہ داروں میں سے کن کو تم پسند کرتے ہو کہ میں ان کو آنے دوں اور کن کو ناپسند کرتے ہو کہ میں ان سے معذرت کرلوں؟''

میں نے کہا: ''فلاں فلاں میرے رشتہ دار نیک ہیں، ان سے ملنے میں تو حرج نہیں اور فلاں فلاں ہدایت کی دعا کے محتاج ہیں، لہٰذا ان سے بچنا۔''

پھر قاضی شریح رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ امام شعبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے فرمانے لگے:

''فَمَكَثَتْ مَعِيْ عِشْرِيْنَ عَامًا لَمْ أَعْتَبْ عَلَيْهَا فِيْ شَيْءٍ إِلَّا مَرَّةً وَكُنْتُ لَهَا ظَالِمًا''

تَرجَمَہ: ''وہ میرے ساتھ بیس سال رہی، لیکن الحمد للہ! کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ میں اس کو ڈانٹوں، سوائے ایک مرتبہ کے اور اس میں بھی میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی۔''[1]

اس قصے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دولہا دلہن کو شروع سے ہی ایک دوسرے کے مزاج کے بارے میں پوچھ لینا چاہیے، تاکہ ایک دوسرے کی پسند کا علم ہو جائے اور اس کو اپنانا آسان ہو جائے جیسے قاضی شریح رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی اہلیہ نے پہلی رات ہی پوچھ لیا کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں؟

اگر یہ مقولہ صحیح ہے کہ ''ہر مرد کے کمال کے پیچھے کسی نہ کسی طرح عورت کا ہاتھ

---

[1] المرأة المثالية في اعين الرجال: ص ٣٤

ہوتا ہے'' تو قاضی شریح رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی زندہ مثال ہیں۔

یاد رکھئے! نکاح کے دو بول بولنے کے بعد اب نہ اپنے لئے کھانا، نہ سونا، نہ اپنے لئے پہننا، بل کہ سب کچھ اپنے سر کے تاج کے لئے، اپنے محبوب کے لئے ہو تو پھر جیسے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام آیا تو آپ کے گھر میں بھی اِن شاء اللہ تعالیٰ ضرور ربّ العالمین کی طرف سے سلامتی، برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں گی اور آپ کے بچے اس کی برکت سے آپس میں شیر وشکر ہوں گے، محبتوں کی فضا قائم ہوگی اور یہ گھر بھی جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

مثلاً اگر آپ کے شوہر بھی تہجد، اوّابین وغیرہ کے عادی ہیں الحمد للہ! تو آپ بھی ضرور تہجد میں اٹھیں، ان کے ساتھ آپ بھی نوافل پڑھیں، ان کے ساتھ آپ بھی وقت نکال کر تلاوت کریں، یہ نہ سمجھیں کہ میرا کام صرف پکانا اور گھر کی صفائی اور بچوں کی تربیت ہے، نہیں، بالکل نہیں۔ آپ ضرور وقت نکالیں اور جتنا ہوسکتا ہے بچوں کو بٹھا کر ایک وقت ضرور تسبیحات پڑھئے، بچوں کو بھی تسبیح سکھایئے، اللہ کو پیارے پیارے ناموں سے یاد کرنا سکھایئے، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث

شوہر کی اطاعت کتنی اہم اور ضروری ہے، اس کا اندازہ آپ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ان ارشادات سے لگائیں، خوب غور سے ان کو پڑھیں اور پڑھنے میں معمولات (یعنی عمل کرنے) میں اضافہ کی نیت سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگ لیں کہ اے اللہ! اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

شوہر کی فرمان برداری سے صدیقین کا رتبہ

❶ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عزت و آبرو بچائے (یعنی پاک دامن رہے) اور اپنے شوہر کی تابع داری اور فرمان برداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے"[1]

غور کیجئے......! اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں کہ عورت پانچ نمازوں کی پابندی کرے، اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمان برداری کرے تو وہ جنت کے کسی بھی دروازے سے جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔ حیران ہوتے ہیں، اللہ رب العزت کی رحمتوں کا یہ درجہ مردوں میں سے بہت کم لوگوں کو ملے گا، جو صدیقین ہوں گے وہ یہ رتبہ پائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بتایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں، تو آٹھ دروازے مختلف لوگوں کے لئے ہیں۔ کوئی توبہ کرنے والا، کوئی روزہ رکھنے والا، کوئی ذکر کرنے والا۔ تو مختلف قسم کے لوگ مختلف دروازوں سے جائیں گے۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! میں کس دروازے سے داخل ہوں گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم ایسے درجے پر فائز ہو جب جاؤ گے تمہارے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے۔[2]

اب بتایئے کہ مردوں میں جس کی زندگی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر ہوگی۔ ایسے صدیق کے لئے اللہ تعالیٰ آٹھوں دروازے کھولیں گے۔ جب کہ عورت کے لئے اگر وہ پانچ نمازیں پڑھ لے اور پانچ نمازوں کے ساتھ اپنی

[1] الترغيب والترهيب، النكاح، ترغيب الزوج في الوفا: ۳/ ۳٤

[2] ترمذی، المناقب، باب رجاؤه أن يكون ابوبكر ......: رقم ۳٦٧٤

ناموس کی حفاظت کرے اور خاوند کی اطاعت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولیں گے۔ حیران ہوتے ہیں کہ پروردگار نے کتنی بڑی مہربانی فرمائی۔ عورت کے لئے جنت میں داخلہ آسان کر دیا۔[1]

مسلمان عورت جنت کتنے طریقوں سے لے سکتی ہے! شوہر کی اطاعت کرنے اور تمام ان کاموں میں اس کی بات ماننے سے (جہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ ہو) اس عورت کی دنیا بھی بنے گی، گھر بھی خوشحال ہوگا اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مہمان خانے یعنی جنت میں اس عورت کا محل بنے گا اور یہ عورت خواہ کیسی ہی رنگت کی ہو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے یعنی نماز کی پابندی روزوں کا اہتمام اور عفت یعنی ہر نامحرم مرد سے پردہ کا اہتمام اور شوہر کی ہر جائز کام میں اطاعت وفرمان برداری، ایسی عورت جنت میں حوروں سے بھی زیادہ حسین کر دی جائے گی۔

❷ حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے اُمّ سلمہ! جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے بھی زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ پوچھا ''وَبِمَ ذَاكَ'' ایسا کیوں ہوگا؟ (یعنی کون کون سے اعمال کرنے کی وجہ سے ایسے انعامات ملیں گے)۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ أَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ.''[2]

تَرجَمَہ: ''ان کی نمازوں، روزوں، اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ اپنا نور ڈال دے گا۔''

---

[1] مجمع الزوائد، كتاب اهل الجنة، باب ماجاء فى نساء اهل الجنة:۱۰/۵۵۷، رقم: ۱۸۷۵۵

[2] روح المعانى: ۲۷/۱۲۶، الرحمٰن: ۷۶

اور اللہ جس پر اپنا نور ڈال دے اس کے حسن کا کیا عالم ہوگا، یہ نور حوروں میں نہیں ہوگا، یہ اضافی نور ہوگا جو نیک عورتوں کے لئے ہوگا۔

۳ حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، بیشک آپ کو اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا، اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی، لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے، پردوں میں بند رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں، ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں، جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں، بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج یا عمرے یا جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں، ان کے لئے کپڑا بنتی ہیں اور ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ کیا ہم ثواب میں ان کے شریک نہیں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا

اپنا خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوش نودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا، ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں۔"[1]

فائدہ: عورتوں کا اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کرنا بہت ہی قیمتی چیز ہے مگر عورتیں اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ اب غور کیجیے! اگر عورت مرد کی اطاعت کرنے لگ جائے تو یہ عورت گھر بیٹھے بیٹھے اللہ کے راستے میں بھوک، سردی، گرمی، بیماری، زخمی یا شہید ہونے تک کے تمام مراحل جو جہاد کے ہیں اس میں برابر کی شریک ہوکر جنت کے درجات حاصل کرسکتی ہے اور اپنے بستر پر ملک الموت کو لبیک کہہ کر میدانِ جہاد کے شہیدوں کا رتبہ پاسکتی ہے۔

۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔[2]

۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو اجازت دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی کسی اور کو سجدہ کرے تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور مرد اپنی بیوی کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لے جائے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ پر لے جائے تو اس کو یہی کرنا چاہیے۔[3]

۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو اس عورت پر واجب ہے کہ وہ آجائے، خواہ وہ تنور پر بھی کیوں نہ ہو۔"[4]

---

[1] اسد الغابه، حرف الهمزة، اسماء بنت يزيد: ۱۷/۷، رقم: ۶۷۱۸

[2] الترغيب والترهيب، النكاح، ترغيب الزوج في الوفا: ۳۳/۳

[3] ابن ماجه، النكاح، باب، حق الزوج على المرأة، رقم: ۱۸۵۲

[4] ترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج على المرأة، رقم: ۱۱۶۰

مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ عورت روٹی پکانے کے کام میں مشغول ہو۔ اس وقت بھی اگر شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اس کو بلائے تو وہ انکار نہ کرے۔

۷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے (اور یہ میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے کنایہ ہے۔ یعنی شوہر اپنی بیوی کو ان تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بلائے) اور وہ عورت نہ آئے (یا ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے شوہر کی وہ منشاء پوری نہ ہو اور اس کی وجہ سے شوہر ناراض ہو جائے تو) ساری رات صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں کہ اس عورت پر اللہ کی لعنت ہو۔ (اور لعنت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو حاصل نہیں ہوگی)۔“[1]

شوہر کا ایک عظیم حق جس کو حق ہی نہیں سمجھا جاتا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے (کیوں کہ) اس کے پاس بھی وہی ہے جو دوسری کے پاس ہے۔[2]

لہٰذا شوہر کے ساتھ جب ایسی صورت پیش آئے تو اس میں نیک دین دار اور سمجھ دار بیوی کی یہ ذمہ داری ہے کہ شوہر جس وقت بھی اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اس کو بلائے اور بیوی سے اس کا تقاضا کرے، خواہ حکماً یا اشارۃً تو بیوی کو فوراً بات مان لینی چاہئے (جب کہ کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو) اور شوہر کا یہ عمل اور بیوی کا اس میں ساتھ دینا، دل کے وسوسوں کا ازالہ کر دے گا اور اس مرحلے پر بیوی کی طرف سے ذرا سی بھی غفلت اور کوتاہی شوہر کے لئے بہت ہی زیادہ دینی، دنیوی،

---

[1] بخاری، النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: ۵۱۹۳

[2] مشکوٰۃ، النکاح، باب النظر الی المخطوبة: ۲/۲۶۹

جسمانی، روحانی، نفسیاتی اور طبی لحاظ سے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

اگر بیوی شوہر کو انکار کر دے گی یا محبت کے ساتھ اس کا ساتھ نہیں دے گی اور حیلے بہانے کرے گی (مجھے یہ کام ہے یہ کام ہے، غسل کرنے میں دیر لگتی ہے، بچوں کے کام ہیں وغیرہ) تو شہوت کا غلبہ اگر یہاں نہیں گرے گا تو کہیں نہ کہیں تو گرے گا اور ناجائز جگہ پر جب یہ شہوت پوری ہوگی تو بیوی بھی اس گناہ میں شریک ہوگی کہ یہ گناہ کروانے کا ذریعہ بنی، اگر یہ شوہر کی بات کا انکار نہ کرتی تو شوہر غلط کام کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔

نکاح جنسی تسکین کا حلال راستہ

ان سارے احکامات کا مقصد درحقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد و عورت کے اندر فطری طور پر ایک جنسی جذبہ اور خواہش رکھی ہے اور اس فطری جذبے اور خواہش کی تسکین کے لئے ایک حلال راستہ تجویز فرما دیا ہے، وہ ہے نکاح کا راستہ، شوہر بیوی کے تعلقات میں اس ضرورت کو پورا کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے حلال کے سارے راستے کھول دیئے، تاکہ کسی بھی مرد و عورت کو حرام طریقے سے اس جذبے اور خواہش کی تسکین کا خیال پیدا نہ ہو۔ بیوی کو شوہر سے تسکین ہو اور شوہر کو بیوی سے تسکین ہو۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا عاشق الٰہی صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ''تحفہ خواتین'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں جس اہم بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں ہے، عقل مندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے جو عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں وہ نصیحت حاصل کریں۔''[1]

اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عورتیں اپنے شوہروں کو دوسری بیوی

---

[1] تحفہ خواتین: ص ۵۴۳

کرنے پر آمادہ کر دیتی ہیں یا وہ اپنی عزت کھو بیٹھتا ہے اور پاک دامن نہیں رہتا۔ میاں بیوی کا جو رشتہ ہے وہ عجیب رشتہ ہے، آپس میں ایک دوسرے سے ان کی جو خواہش پوری ہوسکتی ہے دوسرے کسی فرد سے پوری نہیں ہوسکتی، لہٰذا ہر ایک کو دوسرے کی دل داری کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ انسان کے انسانی تقاضے کو پہچانتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تقاضوں کو جان کر اور سمجھ کر ہی ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

یہ جو فرمایا کہ جب شوہر اپنے بستر پر بلائے تو انکار نہ کرے، عذر شرعی نہ ہو تو بات مان لے، یہ بستر پر بلانا اور رات کا ذکر فرمانا بطور مثال ہے، ورنہ اس میں رات دن کی کوئی قید نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ بوقتِ حاجت صاحبِ حاجت کی حاجت پوری کی جائے۔

دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں:

"إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ." [1]

تَرجَمَہ: "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات گزارے تو اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ دوبارہ واپس لوٹ آئے۔"

اب آپ اندازہ لگائیں کہ حدیث شریف میں ایک چھوٹی سی بات کہی گئی کہ اگر شوہر نے بیوی کو اس کام کے لئے بلایا ہے اور وہ انکار کر دے، یا ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا منشاء پورا نہ ہو سکے تو ساری رات لعنت ہوتی رہتی ہے اور

[1] بخاری، النکاح، باب: اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مهاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، رقم: ٥١٩٤

اگر شوہر کی اجازت اور شوہر کی مرضی کے بغیر عورت کمرے سے باہر چلی جائے، یعنی شوہر کے ساتھ نہ لیٹے تو جب تک وہ کمرے سے باہر رہے گی، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی لعنت ہوتی رہے گی۔ ان تمام معاملات کی نبی کریم ﷺ نے تفصیل کے ساتھ ایک ایک چیز بیان فرما دی، اس لئے کہ اکثر یہی چیزیں جھگڑا اور فساد کا سبب بن جاتی ہیں، اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے:

"لَعَنَ اللّٰهُ الْمُسَوِّفَاتِ الَّتِيْ يَدْعُوْهَا زَوْجُهَا إِلٰى فِرَاشِهٖ فَتَقُوْلُ سَوْفَ حَتّٰى تَغْلِبَهٗ عَيْنَاهُ"[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں (اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں) ان عورتوں کو جو "ابھی آئی" "ابھی آئی" کہتی ہیں۔ ایسی عورتیں جن کو ان کا شوہر بلائے اپنے ساتھ لیٹنے کے لئے وہ یہ کہیں "ابھی آتی ہوں یہاں تک کہ شوہر کو نیند آجائے۔"

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کوئی مرد اپنی عورت کو بلائے اپنے بستر پر اور وہ عورت انکار کردے تو جو آسمان میں ہیں (یعنی فرشتے) وہ اس عورت سے ناراض ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔"[2]

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس سے بڑا خوش ہوتا ہے کہ دو محبت کرنے والے میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جدا کر دے، چناں چہ صحیح مسلم میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے کارندوں کو انسانوں میں بھیجتا ہے،

---

[1] کنز العُمّال، الثّامن، النّکاح: ۱۶/۱۶۱، رقم: ۴۵۰۱۳

[2] مسلم، النّکاح، باب: تحریم امتناعها من فراش زوجها، رقم: ۱۴۳۶

"فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً"

"ان میں جو زیادہ فتنہ مچاتا ہے وہی اس کی نظر میں زیادہ محبوب ہوتا ہے۔"

پھر یہ ماتحت جب اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک کہتا ہے: میں نے فلاں کا پیچھا اس وقت چھوڑا جب اس نے زنا کا ارتکاب کرلیا۔ دوسرا کہتا ہے:

"فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ"

"میں نے تو فلاں میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جدا کر کے دم لیا ہے۔"

یہ سن کر شیطان اسے شاباش دیتا ہے اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتا ہے اور کہتا ہے: نَعَمْ اَنْتَ "ہاں تو ہی تو ہے، (ہاں تو ہی تو ہے)۔"[1]

معلوم ہوا کہ دو دلوں کا ملاپ اگر اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ محبوب ہے تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کرنا اللہ کے دشمن (شیطان) کو زیادہ پسند ہے۔[2]

لہٰذا اگر شوہر بیوی کو بلائے اور بیوی کے دل میں خیال آئے کہ کیا مصیبت ہے ان کو تو بس ایک ہی کام کی پڑی رہتی ہے، میرے اتنے کام رہ گئے ہیں، ایسی سردی میں نہانا پڑے گا وغیرہ وغیرہ، تو یہ سمجھ لے کہ یہ شیطان کی طرف سے خیال ہے، فوراً اس خیال کو ہٹا کر شوہر کی بات مان لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ شیطان ذلیل و خوار ہو کر اس گھر سے نکل جائے گا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس عورت سے شوہر کی فرمان برداری کی وجہ سے خوش ہو جائیں گے۔

ماہرین نفسیات کی رائے

جنسی امور کی بابت جاننے والوں کا خیال ہے کہ بہترین دلہن وہ ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ جنسی ملاپ میں برابر کا حصہ لے۔ یاد رکھیں! شوہر کی محبت کا پلہ

---

[1] مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان ......: ۳۷۶/۲

[2] تحفة العروس: ص ۱۸٤

اس وقت خود بخود ہلکا ہو جائے گا جب دوسرا پلہ خالی ہوگا اور دوسری طرف کسی قسم کا جوش اور ولولہ نہیں پایا جائے گا، پھر اس حال میں جنسی ملاپ کا بھی جنازہ نکل جائے گا (کیوں کہ بیوی کا ٹھنڈا پن اور اس کی خاموشی، دل سے اس کا تیار نہ ہونا، شرم و حیا حد سے زیادہ کرنا، ہر پر لطف لمحے کا پہلے ہی سے گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔) اس کے برعکس باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد سے دونوں کو انوکھی لذت میسر ہوگی، دونوں میں محبت اور ایک دوسرے پر اعتماد بڑھے گا، نیز اولاد چست و چالاک پیدا ہونے کا سبب ہوگا اور یہ تو بہت ہی بدترین سستی کی علامت ہے کہ شوہر تو بات چیت، پیار محبت، ہنسی مذاق اور کھیل کود کے ذریعے بیوی کو اپنی طرف راغب کرنا چاہے اور بیوی حد سے زیادہ ناز و انداز، شرم وحیا اور فخر وغرور سے شوہر کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے، اس سے تو شوہر کے دل میں نفرت اور بیوی سے بغض و حسد پیدا ہوگا۔

البتہ سمجھ دار بیوی اپنی ذہانت اور ترغیبی اداؤں سے ہم بستری کی مدت میں توازن پیدا کرسکتی ہے اور اپنے شوہر کی جوانی کو محفوظ اور تاحیات برقرار رکھ سکتی ہے۔

اگر میاں بیوی یہ عمل خوش دلی، کامل رغبت اور ثواب کی نیت سے کریں، محبت اور لذت سے غرض صرف اور صرف اللہ کی خوش نودی ہو اور ایسے نونہالوں کی پیدائش جن کے سریلے نغموں سے گھر گونج اٹھے، جو بچپن میں خوب صورتی کے پیکر ہوں اور بڑے ہو کر اپنے دین اور اپنی قوم کی خدمت کریں، تب وہ لذت حاصل ہوگی جس کے برابر کوئی لذت نہیں ہوسکتی، علاوہ ازیں یہ عمل باعث اجر بھی ہے۔

کیوں کہ ہر جائز چیز سے لطف اندوز ہونے پر بندہ کو اجر ملے گا بہ شرط یہ کہ نیت کر لے کہ یہ کام اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور نبی ﷺ کا طریقہ ہے اور میری نیت اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں۔

جنسی خواہش کی تکمیل پر اجر و ثواب

اس موضوع پر بالکل صریح حدیث موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میاں بیوی کے جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوال کیا: یا رسول اللہ! وہ تو انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے، اس پر کیا اجر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ان نفسانی خواہشات کو ناجائز طریقے سے پورا کرتا تو اس پر گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! گناہ ضرور ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چوں کہ میاں بیوی ناجائز طریقے کو چھوڑ کر جائز طریقے سے (نفسانی خواہشات کو میری وجہ سے اور میرے حکم کے ماتحت کر رہے ہیں) اس لئے اس پر بھی ثواب ہوگا۔[1]

سوچئے! آپ کے حقوق کا اتنا لحاظ کیا گیا۔ اس کا منشاء درحقیقت یہ ہے کہ آپ کے اور آپ کے شوہر کے درمیان جو تعلق ہے وہ درست ہو جائے اور اس تعلق کی درستگی کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ آپ کے ذریعے شوہر کو پاک دامنی حاصل ہو، کیوں کہ نکاح کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے اور نکاح کے بعد شوہر کو کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہ رہے، اس لئے آپ کے ذمے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اس معاملے میں آپ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو، اگر کوتاہی ہوگی تو پھر فرشتوں کی طرف سے لعنت ہوتی رہے گی۔

شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے

⑧ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ

[1] مسلم، الزکاۃ، باب: بیان أنّ اسم الصدقة یقعُ علی کلِّ نوعٍ من المعروف، رقم: ۱۰۰۶

اپنے شوہر کی موجودگی میں روزہ رکھے۔ مگر شوہر کی اجازت سے (یعنی کسی عورت کو نفلی روزہ رکھنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں) اور شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنے گھر میں نہ آنے دے۔[1]

نفلی عبادت کے لئے کتنے فضائل احادیث میں مذکور ہیں، لیکن عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ دن کے وقت روزہ سے ہونے کی وجہ سے شوہر کو تکلیف ہو، اس لئے پہلے شوہر سے اجازت لے لے۔ البتہ شوہر کو چاہئے کہ وہ بلا وجہ بیوی کو نفلی روزے سے منع نہ کرے، بل کہ روزے کی اجازت دے دے۔ بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جاتا ہے کہ بیوی کہتی ہے کہ میں روزہ رکھنا چاہتی ہوں اور شوہر کہتا ہے کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ وہ بلا وجہ اس فضیلت کو حاصل کرنے سے بیوی کو منع نہ کرے، لیکن عورت کا بلا اجازت روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اگر شوہر اجازت نہیں دیتا تو عورت وہ نفلی روزہ چھوڑ دے، اس لئے کہ شوہر کی اطاعت نفلی روزے پر مقدم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے شوہر کی اطاعت کو تمام نفلی عبادتوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے، لہٰذا جو ثواب اس عورت کو روزہ رکھ کر ملتا اب شوہر کی اطاعت کرنے میں اس سے زیادہ ثواب ملے گا اور وہ عورت یہ نہ سمجھے کہ میں روزے سے محروم ہوگئی، بل کہ وہ یہ سوچے کہ روزہ کس لئے رکھ رہی تھی؟ روزہ تو اس لئے رکھ رہی تھی کہ ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک تیرا شوہر تجھ سے راضی نہیں ہوگا، اس لئے جو ثواب تمہیں روزہ رکھ کر ملتا، روزے کا وہی ثواب کھانے پینے کے باوجود بھی ملے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

❾ حضور ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها، رقم: ٥١٩٥

جوحور قیامت میں اس کے شوہر کی بیوی بنے گی، وہ یوں کہتی ہے: اللہ تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔''[1]

⑩ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے، ایک تو وہ لونڈی یا غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے، دوسری وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو، تیسرا وہ شخص جو نشہ میں مست ہو یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔''[2]

⑪ ''کسی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! سب سے اچھی عورت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورت کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو یہ اسے خوش کر دے اور جب کچھ کہے تو اس کی بات مانے اور جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔''[3]

یہ ہے اسلام میں اچھی بیوی کا معیار، ان ارشادات کے یہ معنی ہوئے کہ بیوی خود کو شوہر کی اطاعت میں مٹا دے، اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی میں، اپنے دل کے ولولے، امنگیں، اپنا چین، اپنا آرام سب نثار کر دے، باندی بنا کر اپنے کو رکھے، ذلتیں ہوں تو انہیں عین عزت سمجھے، کانٹوں کا بستر ملے تو اس کو پھولوں کی سیج خیال کرے۔

⑫ ''حصین بن محصن کہتے ہیں میری پھوپھی نے مجھ سے کہا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب میں نے اپنی بات پوری کر لی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم شادی شدہ عورت ہو؟ میں نے کہا! ہاں، فرمایا: تمہارا

---

[1] ترمذی، الرضاع، باب: الوعيد للمرأة علی ایذاء المرأة زوجها، رقم: ۱۱۷۴
[2] الترغیب و الترهیب، النكاح، ترغیب الزوج في الوفا: ۳/۳۹
[3] نسائی، النكاح، باب: ایّ النساء خیر، رقم: ۳۲۳۳

اس کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کی اطاعت میں کوتاہی نہیں کرتی۔ سوائے یہ کہ کسی کام سے میں خود ہی عاجز رہوں۔ فرمایا: سوچ لو! تم اس کے ساتھ کیا کرتی ہو؟ کیوں کہ وہی تمہاری جنت اور جہنم ہے۔"[1]

دیکھیے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

"أُنْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ"

یعنی تم اپنے آپ کو دیکھ لو! شوہر کی نگاہ میں تمہارا کیا مقام ہے؟ تم نے شوہر کے حقوق پورے ادا کیے، تو یہی سبب بنے گا تم کو جنت میں داخل کروانے کا اور اگر اس کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کی تو یاد رکھو! پھر وہ تم کو جہنم میں داخل کروانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عورت کی اس بات سے حفاظت فرمائے کہ اس سے شوہر کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی ہو، آمین۔ بیوی پر شوہر کے کیا کیا حقوق ہیں، اس کی تفصیل ہم نے آخر میں فہرست بنا کر پیش کر دی ہے، اس کو غور سے پڑھ لیں اور ان حقوق کی ادائیگی میں بھی کوتاہی نہ کریں اور اگر کوئی حق ادا کرنے میں کوتاہی ہو جائے تو شوہر سے معذرت طلب کریں اور جتنا اس کا دل دکھایا ہے اس سے زیادہ خوش کرنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگ لیں۔

شوہر کی اطاعت کرنے والی ایک نیک بیوی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے سب ہی واقف ہیں، خلفائے راشدین کے بعد ان ہی کا شمار ہے، ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک فرماتی ہیں: "عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونے والے تو اور بھی ہوں گے، مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نے نہیں دیکھا عشاء کی

[1] مسند احمد: ٤١٩/٦، رقم: ٢٦٨٠٦

نماز کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اس میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی، پھر جب آنکھ کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے۔"

چوں کہ ان کی بیوی بادشاہ عبدالملک کی بیٹی تھی، اس لئے باپ نے بہت سے زیورات و جواہرات دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں ملتی تھی، آپ نے بیوی سے فرمایا: دو باتوں میں سے ایک اختیار کرلو یا تو وہ زیورات اللہ کے واسطے دے دو کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں یا مجھ سے جدائی اختیار کرلو، مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور مال ایک گھر میں اکٹھے رہیں۔ بیوی نے عرض کیا: وہ مال کیا چیز ہے اس سونے کے ٹکڑے سے زیادہ (اور سونے چاندی کے جواہرات) پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی، یہ کہہ کر سب مال بیت المال میں داخل کروا دیا۔

تاریخ میں ایک ہی عورت گزری ہے جس کا باپ بھی بادشاہ، دادا بھی بادشاہ، بھائی بھی بادشاہ اور شوہر بھی بادشاہ، ان سب کے باوجود شوہر کی منشا اور شوہر کے مزاج پر اپنے آپ کو ایسا فنا کیا کہ تاریخ آج تک اپنے اوراق کے نقوش پر ان کو یاد رکھتی ہے اور ان کے ایثار کی مثال مسلمان بچیوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہوگی کہ شوہر واقعی ایسا گلِ تر ہے کہ ایک چمن نہیں ہزاروں چمن اور ان کی ہزاروں بہاریں اس پر قربان کر دی جائیں (اور قربان کرنے والی بھی کوئی معمولی عورت نہ ہو بل کہ رانی، شہزادی اور ملکہ ہوتے ہوئے بھی شوہر کی رضا پر اپنی انا کو فنا کر دیا، یہ ہے اندر کا جذبہ اور ایثار) اور شوہر کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا، اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے؟

کہنے لگیں: جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی؟

دیکھئے! زندگی میں تو نبھایا ہی، لیکن شوہر کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا کام نہ

کیا جو شوہر کو پسند نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ہماری مسلمان بہنوں اور بچیوں کو شوہر کی ہر جائز بات ماننا اور وفاداری کرنا سکھا دے۔ آمین!

سن لو اے لخت جاں!
کہتی ہے جو نشاد ماں
ہو نقش دل پہ جاوداں
اس کو بنا لو حرز جاں
ہے جو رفیق زندگی اور ہم طریق زندگی
لازم ہے اب اس کی رضا بعد از رضا ہائے خدا
کہتے ہیں ہم خدمت جسے
ہے ہمدردی الفت جسے
ہے حاصل انسانیت جیسے
ہے زیور نسوانیت جیسے
اس کا ہمیشہ پاس ہو
اس فرض کا احساس ہو

وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد پچیس برس زندہ رہیں اور رمضان المبارک سن ۱۰ نبوی (ہجرت سے تین سال پہلے) اس دارِ فانی سے رخصت ہوئیں، اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے۔[1]

[1] طبقات لابن سعد، تسمیۃ النسآء المسلمات والمهاجرات: ۱۳/۶

اور اپنی سب سے بڑی غمگسار، مشیرہ، اسلام و دین کو پھیلانے کے لئے ہر قسم کی قربانی برداشت کرنے والی کو اپنے ہاتھوں سے خاک کے سپرد کر دیا۔

کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ ہم سب ''اسی'' کے ہیں اور سب ''اسی'' کی طرف جانے والے ہیں۔

صورت از بے صورتی آمد بردن
بار شد انا للہ وانا الیہ راجعون

نبی ﷺ کی معصوم زبان نے اس سال کو جس میں ان کی وفات ہوئی عام الحزن (غم کا سال) فرمایا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ شاعر نہ تھے، لیکن شعر بھی خوب کہہ لیتے تھے، اپنی دوسری بیوی کے ساتھ حد درجہ محبت رکھتے تھے، ان کی وفات پر مرثیہ کہا، اس مرثیے میں شاعری نہیں کی، بل کہ حقیقت کی ترجمانی کی ہے، فرمایا:

تیرے جانے سے گماں برہمی دہر کا تھا
تو گیا اور بپا دہر میں محشر نہ ہوا!

دعا: اے اللہ! آپ ہماری بچیوں اور بہنوں پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت و عادت کا، طہارت و نظافت کا، اطاعت و محبت کا، ایمان بالغیب اور فکرِ آخرت کا، تقویٰ اور وفاداری کا سایہ ڈال دیجئے، آمین۔

اے اللہ! حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت و اخلاق اور عادات مبارکہ کو ہماری نئی نسل میں عام فرما، ان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اے اللہ! حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو انوارات سے بھر دے اور ان کے درجات خوب سے خوب بلند فرما اور تا قیامت ہم سب کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرما، آمین۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَعَنْ جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ۔

سلام ہو ہم سب کی طرف سے

سلام ہو ہم سب کی طرف سے مسلمانوں کی ماں، قبیلہ قریش کی شہزادی، طیب و طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ، سب سے پہلی مؤمنہ، محبوبِ خدا کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دنیا ہی میں جنت کی بشارت پانے والی، "خَیْرُ النِّسَاء" کا نبی کی زبان سے لقب پانے والی، اس دنیا ہی میں عرشِ عظیم سے ربّ العالمین کا سلام پانے والی پہلی خاتون، قرآن کریم میں جن ایک ہی صحابی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے ان کو آزاد کرنے والی، سچے اور آخری نبی کی پہلی رفیقہ حیات، ماں، فاطمہ بنت زاہدہ کی نورِ نظر و لختِ جگر، باپ خویلد کا سکون و جگر و نورِ بصر سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کہ مسلمان بیویوں کے لئے اپنی زندگی کے ہر لمحے اور ہر معاملے سے ایسا سبق دے کر گئیں کہ ہر مسلمان بیوی اس کو اپنا کر اپنے شوہر کے لئے "قُرَّةَ اَعْیُنٍ" "آنکھوں کی ٹھنڈک" "خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا" دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز زوجۂ صالحہ "نیک سیرت" بیوی بن سکتی ہے۔ ان کے ہر واقعہ سے سبق حاصل کرے اور تہجد کے وقت اور فرض نمازوں کے بعد رب کریم سے مانگے کہ اے اللہ! وہ اخلاق اور وہ صفات جو آپ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائی تھیں، مجھے بھی اور تمام مسلمان بیویوں کو بھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔

اگر خوب کوشش اور خوب دعاؤں سے کسی عورت کو یہ سعادت حاصل ہوگئی تو یہ دنیا و آخرت کی بہت ہی بڑی نعمت و سعادت ہے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں (اور ان کی زبان سے سن کر کہتی ہیں جو مردوں اور عورتوں سب کی رہنمائی کے لئے آئے، جس نے ہر ایک کو اس کا فرض یاد دلایا، ہر ایک کو ادائیگی حقوق کا سبق سکھلایا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انوار کی بے حساب بارش برسے)۔ ارشاد

ہے:

”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ“[1]

تَرجَمَۂ: ”جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ عورت (سیدھی) جنت میں جائے گی۔“

اے دین و دنیا کی شہزادی! اے کسی مؤمن کی رفیقۂ حیات! کیا کسی مسلمان عورت کے لئے اس کے علاوہ بھی کوئی آرزو ہو سکتی ہے کہ اس کا رب اسے اپنے مہمان خانے (جنت) میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھکانہ عطا فرمائے؟

بس یہی حقیقی کام یابی ہے اور اسی کا آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے نے اپنی آخری کتاب میں بزبانِ نبوت یہ اعلان فرمایا:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ﴾[2]

تَرجَمَۂ: ”جو جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کام یاب ہو گیا۔“

اگر آپ کے سامنے یہ آیت اور حدیث ہوگی اور اس کو آپ صبح و شام سوچیں گی تو شوہر و سسرال کے گھر کی ہر ذمہ داری نبھانا آسان ہو جائے گی، ہر مشکل و صبر آزما گھڑی خدائے مہربان آسان کر دیں گے، بے شک آپ یہ کہنے میں بجا ہوں گی کہ آپ ایک طرف ہی کی بات کرتے ہیں، مجھے اس کا اعتراف ہے، میں آپ کی مکمل حمایت کرتا ہوں، لیکن چوں کہ اس وقت ہماری مخاطب آپ ہیں حوا کی بیٹی!

لہٰذا آپ کے متعلق جو احکامات ہیں، ان کو بیان کریں گے، مردوں کے لئے الگ احکامات ہیں، جو آپ کی ذمہ داری ہے وہ آپ پوری کر لیں، تو جو اُن کی ذمہ

---

[1] ترمذی، الرضاع، باب: ماجاء فی حقّ الزوج علی المرأۃ: ۱/۲۱۹، رقم: ۱۱۶۱

[2] سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵

داری ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی پورا کرنے کی توفیق دے دیں گے اور الحمد للہ! آپ کی دعاؤں سے ''تحفۂ دولہا'' بھی چھپ کر مردوں کے لئے آ چکی ہے۔

اب ہم آپ کے سامنے ایک اور مثالی بیوی ''حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا'' کے واقعات پیش کرتے ہیں، ان کے مطالعے سے پہلے آپ اللہ ربّ العزت سے ہدایت کی دعا بھی مانگئے کہ ان کی مثالی زندگی کی ہمیں بھی اِتباع نصیب ہو، آمین۔
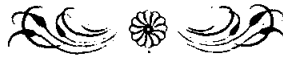
''تحفۂ دولہا''

اس کتاب میں بیوی کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب، بیوی سے سدا نبھانے کے اصول، بیوی سے محبت، بیوی کی قدر، اس کے ساتھ حسنِ سلوک، اس کی خامیوں سے درگزر کی لطیف ترکیبیں نیز اس قسم کے اور بہت سے مضامین اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ ایک خوش حال اور مطمئن معاشرہ کی تشکیل ہو اور میاں بیوی میں خوب محبت و اُلفت اور مودّت و اپنائیت پیدا ہو۔

② اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

نام ونسب

آپ کا نام سودہ اور قبیلہ عامر بن لوی تھا جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے: سودہ بنتِ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدوُد بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔ ماں کا نام شموس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن نجار۔

نکاحِ اوّل

سکران بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جو ان کے والد کے چچا کے بیٹے تھے، شادی ہوئی۔

قبولِ اسلام

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ اس بناء پر ان کو قدیم الاسلام (پہلے اسلام لانے والے لوگوں میں شامل) ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے، لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہاء نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لئے تیار ہوئی تو اس میں حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور ان کے شوہر بھی شامل ہوگئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ واپس آئیں اور سکران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد سب سے پہلے وہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان وغم گین تھے۔ یہ حالت دیکھ کر خولہ بنتِ حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقے پر سلام کیا "اَنعِمْ صَبَاحًا"، پھر نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہا: ہاں! محمد شریف اور کفو ہیں، لیکن سودہ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہوگئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ یہ کیا غضب ہوگیا، چناں چہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔[1]

دس ہجری میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں، چوں کہ یہ جسامت میں بھاری ہو چکی تھیں، اس لئے

[1] سیر الصحابیات: ص ۳۲

آپ ﷺ نے ان کو مزدلفہ روانہ ہونے سے پہلے ہی بھیج دیا کہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا جن میں چند درج ذیل ہیں۔

ایثار

پہلی صفت ان میں ایثار کی تھی (یعنی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا ایک یہ کہ اپنا حق خود لے لینا دوسرے کا حق اس کو دینا اور دوسرے کے حق میں سے کچھ نہ لینا اور ایک یہ کہ اپنے حق میں سے بھی دوسروں کو دینا)، چوں کہ ان کی عمر زیادہ تھی، اس لئے انہوں نے اپنی باری کا حق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا کہ اس میں انہیں (یعنی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) شوہر کی خوش نودی بھی حاصل ہوگئی اور اس کے ساتھ ساتھ شرفِ صحبت نبوی ﷺ سے محروم ہونے کے خوف سے بھی بچ گئیں۔[1]

فائدہ: ہم یہ قصہ ان تمام عورتوں کی طرف ہدیہ بھیجتے ہیں جن کی کوئی سوکن ہو کہ اس میں پریشان ہونے اور افسوس کرنے کی کوئی بات نہیں جو حصہ آپ کے مقدر کا ہوگا وہ آپ کو مل کر رہے گا، چاہے آپ کی کوئی سوکن بھی موجود ہو اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ کبھی بھی نہیں ملے گا، چاہے کوئی سوکن نہ بھی ہو۔ ہاں اگر شوہر ایک سے زیادہ شادیاں کر کے بیویوں میں ناانصافی کرے گا تو اس کو گناہ ہوگا، یہ شوہر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہوگا، اس لئے کہ اس بارے میں احادیث میں بہت سخت وعید آئی ہے۔

شوہر کی سچی اطاعت

دوسری صفت ان میں اطاعت کی تھی۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات

[1] طبقات ابن سعد، ذکر أزواج رسول اللہ: ۳۸/٦

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ سے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے:

''میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔''[1]

چناں چہ حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے بھی نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ تعالیٰ کے نبی کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔[2]

حج اور عمرہ اتنی بڑی عبادت اس کے باوجود اس بناء پر کہ شوہر نے منع کر دیا ہے زندگی بھر دوبارہ نہیں گئیں، مسلمان بہنیں اس واقعہ کو پڑھ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ یہ تو صرف جائز ہی نہیں، بل کہ مقدس عبادت تھی، پھر بھی چوں کہ اس میں باہر جانا تھا، اس لئے نہیں گئیں، لہٰذا آپ کو اگر آپ کے شوہر کسی ناجائز تقریب میں جانے سے منع کریں، ان شادیوں یا دیگر تقریبات میں جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم ٹوٹتے ہوں مثلاً: نامحرم مردوں سے ملنا جلنا ہوتا ہو یا تصویریں کھنچوائی جا رہی ہوں یا وہ تقریب اور محفل ہی گناہ کی ہو، یا کسی بھی ایسی جگہ پر جانے سے منع کریں جہاں شرعی قواعد کی رو سے شرکت کرنا منع ہے، تو آپ ضرور ان کی مان لیں اور یقین رکھئے کہ ان کی بات کو ماننے میں آپ کو ایسا ہی ثواب ملے گا جیسے عبادت کرنے میں ثواب ملتا ہے، جیسا تہجد پڑھنے میں یا صدقہ دینے میں ثواب ملتا ہے، بل کہ اس سے بھی زیادہ کیوں کہ حرام سے بچنا کلمے کے اخلاص کی علامت ہے، جب یہ سوچ کر آپ شوہر کی بات مانیں گی تو ہر حکم پر عمل کرنا آسان ہوگا اور دنیا و آخرت میں آپ کو اس پر بے انتہا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن اگر وہ آپ کو آپ کی کسی جائز خواہش پر عمل کرنے سے منع کریں، تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگئے کہ اے اللہ! تمام ضرورتوں اور حاجات کو پورا کرنے

---

[1] طبقات ابن سعد، ذکر ازواج رسول اللّٰہ: ۳۹/۶

[2] طبقات ابن سعد: ۳۹/۶

والے آپ ہی ہیں، میری اس حاجت کو پورا فرما دیجئے اور میرے شوہر کو اس کا ذریعہ بنا دیجئے اور ان کی ''نہ'' کو ''ہاں'' سے بدلوا دیجئے، اے دلوں کے پھیرنے والے! آپ کی بارگاہ میں کوئی چیز مشکل نہیں۔ پھر اس وقت جب شوہر نے ''نہ'' کہہ دیا تھا، اس وقت صبر کریں۔ ان کی ''نہ'' کو اسی وقت ''ہاں'' میں بدلنے کے لئے بحث مباحثہ نہ کیجئے، بل کہ کسی دوسرے وقت مزاج کو دیکھ کر دوبارہ کہئے! ان شاء اللہ تعالیٰ، اگر آپ کے لئے خیر ہوگی تو اللہ تعالیٰ ضرور شوہر کے دل کو نرم فرما کر آپ کی حاجت کو پورا فرما دیں گے، ورنہ آپ کو دوسرے حال میں خوش کر دیں گے۔

کیوں کہ جس عورت نے اطاعت کا زیور پہن لیا، شوہر کی ہر حال میں اور ہر جائز کام میں ماننا سیکھ لیا، اس نے اپنے غریب خانہ کو بھی جنت بنانا سیکھ لیا اور اس نے اپنے غریب شوہر کو بادشاہ بنا دیا، نیز بغیر تخت و تاج کے اپنے رفیق حیات کو آدھی سلطنت کا حاکم بنا دیا، آپ کو اس پر یقین آئے یا نہ آئے، لیکن آپ کا عملی تجربہ آپ کو یقین کروا دے گا۔

کاش! عورتیں اس بات کو سمجھ لیں ...... کہ چھوٹی سی کوٹھڑی اور جھونپڑی میں رہنے والا شخص بھی جب سخت گرمی میں گھر میں داخل ہوتا ہے اور نیک اور فرماں بردار بیوی پر اس کی نگاہ پڑتی ہے تو بغیر ائر کنڈیشنڈ کمرے کے اور بغیر آئس کریم کھائے وہ اپنے کلیجے میں ایک ایسی فطری ٹھنڈک محسوس کرتا ہے جس کا مقابلہ ایئر کنڈیشنڈ اور آئس کریم تو کیا اس فانی دنیا کے تخت و تاج بھی نہیں کر سکتے۔

اسی کو شیخ سعدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کہا تھا:

زن خوب و فرماں بر و پارسا
کند مرد درویش را بادشا

بیوی فرماں بردار ہو، شوہر کی ہاں میں ہاں ملانے والی ہو تو یہ بیوی شوہر اور بچوں کو چھوٹی سی جھونپڑی میں کوٹھی اور محل، دال اور روٹی میں مرغی اور بریانی، بغیر

سواری کے مرسیڈیز اور بی ایم ڈبلیو کا اور بغیر اسباب راحت اور چین کے سکون کا مزہ دلوا دیتی ہے۔ قربان ہوں میرے ماں باپ معلم و ہادی کائنات ﷺ پر کہ نیک عورت کی صفات میں سے ایک صفت یہ فرمائی:

"تُطِيْعُهٗ اِذَا اَمَرَ"[1]

تَرجَمہ: "جب شوہر بیوی کو حکم کرے تو وہ بیوی اس کے حکم کو بجالاتی ہے۔"

لیکن اللہ کرے یہ بات عورتوں کے دل و دماغ میں بیٹھ جائے اور اللہ پاک تمام بچیوں اور بہنوں کو اپنے شوہر کی بات ماننے والا بنا دے، تا کہ ہر مسلمان دنیا و آخرت دونوں میں جنت کا مزہ حاصل کرنے والا بن جائے، آمین یارب العٰلمین۔

سخاوت و فیاضی

یوں تو اُس زمانے کی تمام عورتوں میں اس دنیا کی فانی چیزوں کو جوڑ جوڑ کر اور گن گن کر جمع کر کے رکھنے کا دستور و رواج ہی نہ تھا، بل کہ اس دنیا اور اس کی چیزوں کے فانی اور ختم ہونے کا تصور ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا، لیکن بعض عورتیں اپنی طبعی فیاضی و کشادہ دلی کی بنا پر اس میں خاص درجہ رکھتی تھیں جن میں حضرت سودہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سرِفہرست ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا: اس میں کیا ہے؟

وہ بولے درہم ہیں، فرمانے لگیں: کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔[2]

طائف سے آئی ہوئی کھالیں خود بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت فیاضی کے ساتھ نیک کاموں میں خرچ کرتی تھیں۔[3]

---

[1] نسائی، النکاح، باب ای النساء خیر، رقم: ۳۲۳۳

[2] الاصابہ فی تمییز الصحابة، کتاب النّسآء، حرف السین، القسم الأوّل: ۳۳۹/٤

[3] سیر الصحابیات: ۳۵

اب ہم آپ کے سامنے صدقہ کے کچھ فضائل ذکر کرتے ہیں:

صدقہ کی فضیلت

❶ حضور ﷺ نے فرمایا:

"يَامَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ."

یعنی اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ بہت کثرت سے دیا کرو (کیوں کہ) میں نے عورتوں کو بہت کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے۔

عورتوں نے دریافت کیا: کس وجہ سے یا رسول اللہ؟

حضور ﷺ نے فرمایا: عورتیں لعنت (بددعائیں) بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔[1]

یہ عورتوں کو خاص نصیحت ہے کہ جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے خوب صدقہ کیا کریں۔

❷ دوسری حدیث میں ہے کہ صدقہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔[2]

❸ اسی طرح آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عورتوں کو خاص خطاب کر کے فرمایا:

"يَا نِسَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ! تَهَادَيْنَ وَلَوْ بِفِرْسِنِ شَاةٍ فَإِنَّهُ يُثْبِتُ الْمَوَدَّةَ وَيُذْهِبُ الضَّغَائِنَ."[3]

ترجمہ: "اے مسلمانوں کی عورتو! ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، چاہے بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور کینہ ختم ہو جاتا ہے۔"

---

[1] بخاری، الزکاة، باب الزکاة علی الاقارب، رقم: ١٤٦٢

[2] الترغيب والترهيب، الترغيب فی الصدقة: ٦/٢

[3] المعجم الأوسط: ٤٣٧/٤، رقم: ٥٩٣٧

اس لئے مسلمان عورتوں کو اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے ہدیہ دینے کی عادت بنانی چاہئے، مثلاً: اپنے شوہر کے رشتہ داروں کو کبھی کبھی کوئی چیز پکا کر بھیج دی، لیکن اس ہدیہ دینے میں نیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کی جائے۔

❹ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا."[1]

"کہ جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس طرح صدقہ کرے کہ (اسراف وریا وغیرہ سے) اس کو خراب نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ہے اور خاوند کو اس لئے ثواب ہے کہ اس نے کمایا تھا اور کھانے کا انتظام کرنے والے کو (مرد ہو یا عورت) ایسا ہی ثواب ہے اور ان تینوں میں سے ایک کے ثواب کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔"

❺ ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد وارد ہوا ہے کہ "اللہ جل شانہ روٹی کے ایک لقمے اور کھجور کی ایک مٹھی کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں: ایک گھر کے مالک کو، یعنی خاوند کو دوسرے بیوی کو جس نے یہ کھانا پکایا، تیسرے اس خادم کو جو دروازہ تک مسکین کو دے کر آیا۔"[2]

❻ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، بجز اس کے جو میرے خاوند زبیر مجھے دے دیں، کیا میں اس میں سے خرچ کرلیا کروں؟"

---

[1] بخاري، الزكوة، باب أجر الخادم إذا تصدّق ...... رقم: ۱۴۳۷

[2] الترغيب والترهيب، الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها: ۲/۴

حضور ﷺ نے فرمایا: ''خوب خرچ کیا کرو باندھ کر نہ رکھو کہ تم پر بھی تنگی کر دی جائے گی۔''[1]

علماء نے لکھا ہے کہ صدقہ دینا مرتے وقت شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھتا ہے، مرض کی شدت کی وجہ سے ناشکری کے الفاظ نکلنے سے حفاظت کرتا ہے اور ناگہانی موت سے روکتا ہے، غرض صدقہ دینا حسن خاتمہ کا معین ہے۔

۷ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''صدقہ قبر کی گرمی کو زائل کرتا ہے اور آدمی قیامت کے دن اپنے صدقے کے سایہ میں ہوگا۔''[2]

۸ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ الکسوف میں جنت و دوزخ کا مشاہدہ فرمایا تو دوزخ میں کثرت سے عورتوں کو دیکھا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ احسان فراموشی کرتی ہیں، خاوند کی ناشکری کرتی ہیں، اگر وہ تمام عمر اِن میں سے کسی پر احسان کرتا رہے پھر کوئی ذرا سی بات طبیعت کے خلاف پیش آجائے تو کہنے لگتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''[3]

حضور ﷺ کا ارشاد فرمایا ہوا یہ جملہ بھی عورتوں کی عام عادت ہے۔ جتنا بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے، اگر کسی وقت کوئی بات ان کی طبیعت کے خلاف پیش آجائے تو خاوند کے عمر بھر کے احسان بھلا کر یہ کہنا کہ ''اس نگوڑے (منحوس) گھر میں مجھے چین نہ ملا، اس گھر میں آکر میں نے ہمیشہ تنگی ہی دیکھی'' ان کا خاص تکیہ کلام ہے۔

مولوی عبدالرب صاحب ایک لطیفہ سناتے تھے کہ عورتوں کے پاس کتنے ہی

---

[1] مُسلم، الزکٰوۃ، باب الحثّ علی الانفاق ...... رقم: ۱۰۲۹

[2] الترغیب والترھیب، الصدقات، الترغیب فی الصدقۃ: ۹/۲، ۱۰

[3] بخاری، الکُسوف، باب صلٰوۃ الکُسوف جماعۃ، رقم: ۱۰۵۲

کپڑے ہوں جب پوچھو کتنے کپڑے ہیں؟ تو کہیں گی کیا ہے چار چیتھڑے ہیں، کتنے ہی جوڑے جوتے کے ہوں، مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہے؟ چار لیتھڑے ہیں اور برتن کیسے ہی عمدہ ہوں اور کثرت سے ہوں پوچھو کیا ہیں؟ کہیں گی چار ٹھیکرے ہیں اور کیا ہی عمدہ کھاتی ہوں پوچھو تو کہیں گی کیا ملتا ہے چار چھیچڑے، یہ ہے ناشکرا دل! ہر وقت یہی چار چیتھڑے، چار لیتھڑے، چار ٹھیکرے اور چار چھیچڑے کا شکوہ زبان پر ہوتا ہے۔

ان روایات سے عورتوں کے کثرت سے جہنم میں داخل ہونے کی وجہ معلوم ہونے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سے بچاؤ اور حفاظت کی چیز بھی صدقہ کی کثرت ہے۔

چناں چہ اس وعید والی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ ارشاد فرما رہے تھے، اس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سننے کے بعد کثرت سے اپنے کانوں کا زیور اور گلے کا زیور نکال نکال کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں۔ ہمارے زمانے میں اوّل تو عورتوں کو اس قسم کی حدیثیں سن کر خیال بھی نہیں ہوتا اور اگر کسی کو ہوتا بھی ہے تو پھر اس کا نزلہ بھی خاوند ہی پر گرتا ہے کہ وہ ہی ان کی طرف سے زکوۃ ادا کرے، ان کی طرف سے صدقہ کرے، اگر وہ خود بھی کریں گی تو خاوند ہی سے وصول کر کے، کیا مجال ہے کہ ان کے زیوروں کو کوئی آنچ آجائے، ویسے چاہے سارا ہی زیور چوری ہو جائے، کھو جائے یا بیاہ شادیوں اور لغو تقریبات میں گروی رکھ کر ہاتھ سے جاتا رہے، مگر اس کو اپنی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے یہاں جمع کرنا، اس کا کہیں ذکر نہیں۔ غرض، یہ تڑوا کر وہ بنوالیا، وہ تڑوا کر یہ بنوا لیا اور اپنے کام آنے والا نہ وہ ہے نہ یہ ہے اور بار بار تڑوانے میں مال کی اضاعت کے علاوہ گھڑائی (بنوائی) کی اجرت بھی ضائع ہوتی رہتی ہے، اسی حالت میں اس کو

چھوڑ کر مر جاتی ہیں، پھر وہ وارثوں میں تقسیم ہو کر نہایت سستا جاتا ہے، لیکن ان کو اس سے کچھ غرض نہیں۔[۱]

۹ حضور ﷺ کا مشہور ارشاد ہے: ''جہنم کی آگ سے بچو، چاہے آدھی کھجور ہی سے کیوں نہ ہو۔''[۲]

۱۰ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''قیامت کے دن ہر شخص اپنے صدقے کے سایہ میں ہوگا۔''[۳]

یعنی جس قدر آدمی کے صدقے کی مقدار بڑھی ہوئی ہوگی، اتنا ہی گہرا سایہ اس سخت دن میں ہوگا جس میں گرمی کی شدت سے منہ تک پسینہ آیا ہوا ہوگا۔

۱۱ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''صدقہ حق تعالیٰ شانہٗ کے غصہ کو بھی روکتا ہے اور سوءِ خاتمہ (بری موت) سے بھی حفاظت کا سبب ہے۔''[۴]

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت ہے کہ ''جب تجھ سے کوئی خطا صادر ہو تو صدقہ کیا کر۔''[۵]

اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ ایک بدکار عورت کی کتے کو پانی پلانے سے مغفرت ہوگئی۔[۶]

۱۲ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میدانِ حشر میں لوگ انتہائی بھوکے ہوں گے، انتہائی پیاسے اور بالکل ننگے ہوں گے، لیکن جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی کو کھانا کھلایا ہوگا اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کھانا کھلائیں گے اور جس

---

[۱] فضائل صدقات حصہ اوّل، دوسری فصل، احادیث مذمت بخل، حدیث ۱۴ ص ۱۹۲

[۲] بخاری، الأدب، باب طِیب الکلام، رقم: ۶۰۲۳

[۳] مسند احمد: ۱۴۸/۴، رقم: ۱۶۸۸۲

[۴] ترمذی، الزکوٰۃ، باب: ماجاء فی فضل الصّدقۃ، رقم: ۶۶۴

[۵] احیاء العلوم، اسرار الزکوٰۃ، فصل فی صدقۃ التطوّع ۳۱۸/۱

[۶] بخاری، بدء الخلق، باب: إِذَا وقع الذباب فی شراب أحدکم، رقم: ۳۳۲۱

شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی کو پلایا ہوگا اس کو سیراب کریں گے اور جس نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کے واسطے کسی کو کپڑا دیا ہوگا اس کو لباس پہنائیں گے۔'' [1]

۱۳ ایک حدیث میں وارد ہے کہ ''قیامت کے دن جب جنتی اور جہنمی لوگوں کی صفیں لگ جائیں گی تو جہنمی صفوں میں سے ایک شخص کا گزر جنتی شخص پر ہوگا یہ جہنمی شخص اس جنتی شخص سے کہے گا کہ اے فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ ایک دن تو نے (دنیا میں) مجھ سے پانی مانگا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا، اس پر وہ جنتی شخص اس کی سفارش کرے گا۔'' [2]

اس لئے مسلمان بیوی کو چاہئے کہ کنجوسی چھوڑ دے اور فریج کو بھر کر نہ رکھے، جو چیز اپنی ضرورت سے زائد ہو تو فوراً دے دے، یہ تو کم از کم درجہ ہے، اعلیٰ اور اُونچا درجہ یہ ہے کہ اپنی ضرورت چھوڑ کر دوسرے کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ بچا ہوا کھانا بھی ہم فریج میں رکھ لیتے ہیں، یہ نہیں کہ آس پاس کسی مسافر، چوکی دار، ڈرائیور یا کسی مزدور کو دے دیں۔

یاد رکھئے......! اگر غریبوں مسکینوں سے بچا بچا کر ہم نے اس کو سنبھالا تو ہوسکتا ہے کہ فریج میں وہ خراب نہ ہو، لیکن پیٹ میں جا کر وہ کھانا خراب ہو جائے اور مختلف بیماریوں کا سبب بنے۔

حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں کسی شخص نے گوشت کا ایک ٹکڑا پکا ہوا ہدیہ کے طور پر پیش کیا، چوں کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو گوشت کھانا مرغوب تھا، اس لئے حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے خادمہ سے فرمایا: ''اس کو اندر رکھ دے، شاید کسی وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تناول فرمالیں۔''

خادمہ نے اس کو اندر طاق میں رکھ دیا، اس کے بعد ایک سائل آیا اور

---

[1] الترغیب والترهیب، الصدقات، الترغیب في اطعام الطعام: ۳۶/۲

[2] ابن ماجه، ابواب الأدب باب فضل صدقة الماء، رقم: ۳۶۸۵

دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کچھ اللہ کے واسطے دے دو، اللہ جل شانہٗ تمہارے یہاں برکت فرمائے! گھر میں سے جواب ملا کہ اللہ تجھے برکت دے (یہ اشارہ تھا کہ کوئی چیز دینے کے لئے موجود نہیں۔) وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اُمّ سلمہ! میں کچھ کھانا چاہتا ہوں، کوئی چیز تمہارے یہاں ہے؟'' حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خادمہ سے فرمایا: جاؤ وہ گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دو، وہ اندر گئیں اور جا کر دیکھا کہ طاق میں گوشت تو ہے نہیں، البتہ سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کو واقعہ معلوم ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا ''تم نے وہ گوشت چوں کہ (فقیر کو) نہ دیا، اس لئے وہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا۔''[1]

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''بڑی عبرت کا مقام ہے کہ ضرورت مند سے بچا کر اور انکار کر کے جو شخص کھاتا ہے، وہ اثر اور ثمرہ کے اعتبار سے ایسا ہے کہ جیسا کہ پتھر کھا لیا ہو کہ اس سے اس چیز کا اصل فائدہ حاصل نہ ہوگا، بل کہ سخت دلی پیدا ہوگی اور منافع سے محرومی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عطا کردہ بہت سی نعمتیں کھاتے ہیں، لیکن ان سے وہ فوائد بہت کم حاصل ہوتے ہیں جو ہونے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ چیزوں میں اثر نہیں رہا، حالاں کہ حقیقت میں اپنی نیتیں خراب ہیں، اس لئے بدنیتی سے فوائد میں کمی ہوتی ہے۔''[2]

اس لئے میری بہنو......! صدقہ دینے کی خوب عادت ڈالو اور اس طرح دو کہ دائیں ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ فریج میں جمع کر کے مت رکھو کہ کل کام آئے گا، بل کہ اللہ کے بندوں کو خوب کھلاؤ، تاکہ کل موت کے بعد اس کا اجر ملے۔ اسی طرح الماریوں اور بینکوں میں جمع مت کرو، خوب خرچ کرو، اللہ کے بندوں پر

---

[1] مشکوٰۃ، الزکاۃ، باب الانفاق وکراھیۃ الامساک: ۱۶۶/۱

[2] فضائل صدقات، حصہ اوّل، دوسری فصل، احادیث مذمت بخل، حدیث: ۱۲ ص ۱۹۰

اللہ کا دیا ہوا مال خوب لگاؤ اور صدقہ صرف یہی نہیں ہے کہ بکری یا مرغی دے دی، بل کہ ہر وہ چیز جو اللہ کی رضا کے لئے مسکینوں کو دی جائے وہ صدقہ ہے اور جو اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو دیا جائے، وہ ہدیہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیا جوڑا دیا، اب اس کا شکر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پرانے جوڑے کو صدقہ کر دیں۔ آپ کے شوہر کے پاس سائیکل تھی، اللہ تعالیٰ نے موٹر سائیکل دے دی یا موٹر سائیکل تھی، اللہ تعالیٰ نے گاڑی دے دی تو اس کا صحیح شکر یہ یہ ہے کہ اگر گنجائش ہو تو پرانی چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دے دیں یا دوستوں کو ہدیہ دے دیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیا فریج دیا پندرہ ہزار روپے (۱۵۰۰۰) کا اب پرانا فریج ایک ہزار روپے (۱۰۰۰) کا بیچ رہے ہیں، حالاں کہ ہونا یہ چاہئے کہ ماسی کو یا گھر کی خادمہ کو یا چوکی دار یا ملازم مزدور یا کسی کو بھی ڈھونڈیں جس کے گھر میں فریج نہ ہو، اس کو دے دیں تو جب تک اس کے گھر میں فریج رہے گا اور وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا، آپ کو دعا دیتا رہے گا اور اس کے چھوٹے معصوم بچے جب ٹھنڈا پانی پئیں گے تو آپ کو دل سے دعا دیں گے۔

اسی طرح کتنی عجیب بات ہے کہ بعض عورتیں اپنے پرانے کپڑے، پرانے برتن یہاں تک کہ گھر میں رنگ کروایا تو رنگ کے ڈبے بھی بیچنے کی فکر میں ہوتی ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں سے ان کو بہت ہی دیا ہوا ہوتا ہے، پھر بھی یہ سب چیزیں بیچتی ہیں، اگر اس کے بجائے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے صدقہ کر دیں یا اپنے رشتہ داروں میں ایسے لوگ جن کو ان کی ضرورت ہو، ہدیہ کی نیت سے دے دیں تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں گے اور رشتہ داروں سے محبت بھی بڑھے گی۔ خرچ کرنے کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ کم از کم ایک ماہ کے بعد اپنی الماری صاف کرلیں اور جو چیز اپنی ضرورت کی فی الحال نہ ہو، اس کو فوراً کسی اور کو دے دیں، تا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مقدر کا جو آپ کو ملنے والا ہے، وہ اس کو نہ

دینے کی وجہ سے کہیں رک نہ جائے، جب آپ اس کو روانہ کر دیں گی تو ادھر سے ایک کے بدلے دس ملے گا، پھر آپ دس خرچ کر دیں گی تو سو اور پھر اسی طرح بڑھتا جائے گا۔

یوں سمجھئے......! یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی آپ کے پاس امانت ہے، آپ کو تقسیم کے لئے دیا گیا ہے جتنی آپ کو ضرورت ہے اتنا رکھ لیں، باقی فوراً کسی کو دے دیں، اگر آپ اپنے استعمال میں بھی نہ لاسکیں اور کسی اور کو بھی نہ دیا اور آپ کی موت آگئی تو خود بخود یہ مال کسی اور کے پاس چلا جائے گا۔ اسی طرح پڑوسیوں کو جو بھی گھر میں پکا ہو اس میں سے کچھ (محبت بڑھانے کے لئے اور حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے) بھیجنا چاہئے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ "سالن میں پانی زیادہ ڈال دو تاکہ اس کا شوربہ زیادہ ہو جائے اور پڑوسی کو دو۔"[1]

اس کا فائدہ دوسری حدیث میں گزر چکا ہے کہ فَاِنَّهُ يُثْبِتُ الْمَوَدَّةَ وہ محبت کو پیدا کرے گا اور کینہ حسد و دشمنی کو دور کرے گا، یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ پڑوسیوں کے گھر کھانا بھیجنا یا کسی قسم کا ہدیہ بھیجنا، اس سے ایک تو ہمارے نبی ﷺ کے ارشاد پر عمل ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ دو مسلمان خاندانوں میں محبت بھی بڑھے گی۔

مکہ مکرمہ میں رہنے والے ہمارے ایک دوست کہنے لگے: ہمارے گھر میں الحمدللہ! روزانہ دستر خوان پر تین ملکوں کے کھانے اکٹھے ہوتے ہیں، اس لئے کہ ہمارے ایک پڑوسی شامی اور ایک ہندی ہیں اور میں خود مصری ہوں تو میرے گھر میں جو بھی پکتا ہے، ان کے ہاں جاتا ہے اور ان کے گھروں میں جو پکتا ہے، وہ ہمارے ہاں بھیجتے ہیں تو ہمارے ہاں تین قسم کے کھانے جمع ہو جاتے ہیں۔

---

[1] مسلم، الأدب، باب: الوصيّة بالجار والإحسان اليه، رقم: ٢٦٢٥

اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا ایسا معاشرہ ہو جس میں معاشرے کے افراد ایسے مل جل کر رہیں گویا کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ بھائی چارہ کی ایسی فضا ہو کہ پورے محلّہ اور پورے معاشرے میں محبت، اخلاص، وفا و ایثار اور تعاون و خیر خواہی کی بنیادیں قائم ہوں تو اس مسلم معاشرے میں اتحاد و سلامتی کی بنیادیں مضبوط ہوں گی۔

جب مسلمان اسلامی اخلاق کا زندہ نمونہ اپنے اخلاق و عادات، چال چلن اور معاملہ و برتاؤ کے ذریعے عملی طور پر پیش کر دیں گے تو اس معاشرے میں اگر کوئی کافر آئے گا تو وہ ان حالات کو دیکھ کر اس سچے مذہب کو قبول کر لے گا اور اسلام اس کے دل میں جگہ بنا لے گا۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا اللہ کے بندوں پر خرچ کرنا

محمد بن منکدر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ایک مرتبہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حاجت کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا کہ ”میرے پاس اس وقت بالکل کچھ بھی نہیں ہے، اگر میرے پاس دس ہزار (۱۰,۰۰۰) بھی ہوتے تو سب کے سب تمہیں دے دیتی، مگر اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔“ وہ واپس چلے گئے، تھوڑی دیر بعد خالد بن اسد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے دس ہزار (۱۰,۰۰۰) کا ہدیہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس پہنچا۔ اُمّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرمانے لگیں: ”میری بات کا بہت جلد امتحان لیا گیا“، اسی وقت ابن المنکدر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے پاس آدمی بھیجا اور ان کو بلا کر وہ ساری رقم ان کے حوالے کر دی، جس میں سے ایک ہزار میں انہوں نے ایک باندی خریدی جس کے پیٹ سے تین لڑکے پیدا ہوئے، محمد، ابوبکر، عمر، تینوں کے تینوں

مدینہ منورہ کے عابد لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔[1]

کیا ان تینوں کی عبادت میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا حصہ نہ ہوگا کہ وہی ان کے وجود کا سبب ہوئیں۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی سخاوت کے واقعات ان کے ابا جان کی طرح سے احاطہ سے باہر ہیں۔ ایک قصہ ''حکایاتِ صحابہ'' میں شیخ الحدیث صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دو تھیلیاں درہم کی بانٹیں اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ میرا روزہ ہے اور افطار کے لئے ایک درہم کا گوشت ہی منگا لوں۔ ان دونوں تھیلیوں میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم تھے۔[2]

عروہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دیکھا کہ انہوں نے ستر ہزار درہم تقسیم کئے اور وہ خود پیوند لگا ہوا کرتا پہن رہی تھیں۔[3]

اللہ کے بندوں پر مال خرچ کرنے والی بیوی

رابعہ بنت اسماعیل نے احمد بن ابو حواری کو شادی کا پیغام بھجوایا۔ احمد بن ابو حواری نیک اور عبادت گزار انسان تھے، انہیں یہ رشتہ پسند نہیں آیا اور پیغام کے جواب میں یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ مجھے عورتوں کی خواہش نہیں ہے، میں اپنے کام (عبادت اور ذکرِ الٰہی) میں مشغول ہوں۔ رابعہ نے جواب دیا کہ بخدا! میں تم سے زیادہ ان کاموں میں مشغول ہوں اور مجھے خود مردوں کی خواہش نہیں ہے، لیکن بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے کافی دولت چھوڑی ہے، میں یہ چاہتی تھی کہ آپ سے نکاح کرلوں اور آپ میری دولت کا کچھ حصہ اپنے نیک دوستوں پر خرچ کریں، تاکہ مجھے بھی نیک لوگوں سے مناسبت نصیب ہو جائے اور اللہ کے راستے پر چلنے میں آسانی ہو۔ احمد حواری نے جواب دیا کہ میں اپنے استاذ سے مشورہ کروں گا اگر انہوں نے اجازت دے دی تو میں تمہاری پیشکش ضرور قبول کرلوں گا، چناں چہ وہ اپنے استاذ

[1] تهذيب التهذيب: ۴۱۹/۹ [2] طبقات لابن سعد، ذكر ازواج رسول الله: ۴۸/۶
[3] طبقات لابن سعد، ذكر ازواج رسول الله: ۴۷/۶

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے اور اس سلسلے میں ان کی رائے معلوم کی۔ اس سے پہلے وہ احمد حواری کو شادی سے منع کر چکے تھے، لیکن جب انہیں رابعہ کی تجویز کا سبب معلوم ہوا تو فرمایا: ''اس عورت سے شادی کر لو، یہ اللہ کی نیک بندی معلوم ہوتی ہے۔'' احمد حواری کہتے ہیں: میں نے رابعہ سے شادی کر لی، وہ اس قدر مہمان نواز ثابت ہوئی کہ ہمارے گھر میں گچ کا ایک حوض بنا ہوا تھا جو ہاتھ دھونے والوں کی کثرت سے خراب ہوگیا۔ حوض میں صرف وہ لوگ ہاتھ دھویا کرتے تھے جنہیں واپسی کی جلدی ہوا کرتی تھی، صابون وغیرہ سے ہاتھ دھونے والے ان کے علاوہ تھے۔ میں نے رابعہ کے بعد تین عورتوں سے نکاح کیا، وہ ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوئی اور مجھے اچھی اچھی چیزیں کھلا کر کہتی کہ اب تم اپنی بیویوں کے پاس جاؤ، یہ رابعہ شام میں ایسی تھیں جیسے بصرہ میں رابعہ عدویہ۔[1]

سخیہ بننے کی آسان ترکیب

لہٰذا عورتیں پہلے تو یہ غور کر لیں کہ گھر میں کس کس چیز کی خود مالکہ ہیں اور کون سی چیز کا شوہر مالک ہے۔ چھوٹے برتن سے لے کر مسہریاں، پلنگ، کرسیاں اور میز وغیرہ تک کا جائزہ لے لیں کہ کون سی چیز کس کی ہے، یہی شریعت کا مزاج ہے کہ ہر ایک کو اپنی ملکیت کا علم ہو اور اس میں بہت ہی فائدہ ہے، لہٰذا جو بھی چیز گھر میں آئے چاہے چار پیالے ہی آئیں اس کا علم ہونا چاہئے کہ شوہر نے لا کر بیوی کو ہدیہ کر دیئے ہیں، یا خود شوہر کے اپنے ہیں اور اسی کی ملکیت میں رہیں گے اور بیوی کو صرف استعمال کے لئے دیئے ہیں۔

اب اس کے بعد ہر ماہ الماری صاف کرنے کی عادت بنالیں، جو چیز فی الحال اپنی ضرورت کی نہیں ہے، بل کہ ایک خدشہ ہے کہ شاید کبھی کام آجائے، اس کا صحیح

---

[1] احیاء العلوم، آداب النکاح، الباب الثالث فی آداب المعاشرة ۲/۸۰

مستحق ڈھونڈیں اور اس کو دے دیں۔ کوشش کریں کہ یہ چیز کسی کے کام آجائے اور یہ سوچیں کہ یہ میرے کام آئے گی یا نہیں اور پھر جب مجھے ضرورت پڑے گی تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگ لوں گی اور اللہ تعالیٰ میری حاجت پوری فرمادیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سوکن کی گواہی

حضرت سودہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی صفات کے متعلق جو واقعات گذرے ان ہی صفات کی بنا پر حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اس بات کی تمنا فرماتی تھیں:

"مَامِنَ النَّاسِ امْرَءَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ فِيْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ."[1]

تَرجَمَہ: "حضرت سودہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے خیال نہیں ہوا کہ اس کے جسم میں میری روح ہوتی۔"

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تمام بیویوں میں یہ صفات پیدا فرمائیں، آمین۔

کسی عورت کے اخلاق کے اونچے معیار کی شہادت کے لئے یہ بھی بڑی دلیل ہے کہ خود اس کی سوکن اس کے اچھا ہونے کی گواہی دے، آپ بھی دنیا میں ایسے اخلاق اپنائیں کہ لوگ بھی آپ سے خوش ہوں اور اگر آپ کی بھی سوکن یا ساس و نند ہو تو وہ بھی آپ کے اچھا ہونے کی گواہی دے۔

وفات

حضرت سودہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے تقریباً ۲۲ھ میں حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے آخیر زمانے میں وفات پائی۔[2]

---

[1] الطبقات لابن سعد ذکر أزواج رسول الله: ۳۸/٦

[2] الاصابة فی تمیز الصحابة كتاب النساء القسم الاول: ٤/۳۳۹

③ حضرت زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

”وفادار بیوی“

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا سے گزرے ہوئے تقریباً چودہ صدیاں گذر گئیں، لیکن آج بھی ان کا نام روشن ہے۔ ان کی اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری اور خالص محبت، قیامت تک کی مسلمان عورتوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے کارناموں، اخلاق کی عملی مثالوں اور خدا پرستی کے نمونوں سے اپنے بعد والیوں کے لئے کامل اور مکمل اسلامی زندگی چھوڑی ہے۔ یہ وہ زینب ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحب زادی ہیں، بعثت سے دس برس پہلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ اپنی خالہ کے بیٹے ابوالعاص سے نکاح ہوا، ماں نے ایک ہار لخت جگر کے گلے میں ڈال کر رخصت کر دیا۔ دونوں محبت سے زندگی گزارنے لگے، لیکن جب کفر وشرک کی اندھیریوں سے بھری ہوئی زمین پر اسلام کا نور پھیلا، تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لے آئیں۔ یعنی اللہ کے ایک ہونے (اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہونے کا اور یہ کہ وہ تن تنہا قدرت والا ہے جو کسی کا محتاج نہیں، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اس) کا اقرار کیا اور اپنے والد ماجد کے آخری اور سچے رسول ہونے کا اقرار کیا، مگر ان کے شوہر ابوالعاص اسلام نہ لائے، تو انہوں نے اپنے شوہر کو اسلام قبول کرنے کی طرف دعوت دی، اور ساتھ ہی اعلان بھی کر دیا کہ اگر تم ایمان نہیں لائے تو (باوجود تمہاری محبت کے تمہارے ساتھ وفاداری کے) تمہارا اور میرا راستہ الگ الگ ہوگا اور ہم دونوں ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ایمان میری نگاہ میں تم سے زیادہ قیمتی ہے، تمہاری جدائی برداشت کرنے اور جدائی کے بعد جو تکالیف آئیں، میں ان سب

کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ جس خالق نے مجھے اور ساری چیزوں کو پیدا کیا، اس کے اکیلے ہونے کا تم اقرار نہ کرو اور اس کے بھیجے ہوئے نبی کی نبوت نہ مانو اور میں تمہارے ساتھ رہوں اور ان سنہرے الفاظ سے اپنے شوہر کو خطاب کیا: (اور ایمان کی خاطر شوہر سے جدائی اختیار کرلی اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے اپنے طرزِ عمل سے یہ ضابطہ واضح کردیا کہ ایمان کے تقاضے کیا ہوتے ہیں، چناں چہ فرمایا):

"قَلِيْلًا يَا صَاحِبِيْ، لَسْتُ حِلًّا لَكَ، فَاَسْلِمْنِيْ إِلٰى أَبِيْ، أَوْ أَسْلِمْ مَّعِيْ، لَنْ تَكُوْنَ زَيْنَبُ لَكَ بَعْدَ الْيَوْمِ إِلَّا أَنْ تُؤْمِنَ بِمَآ أٰمَنْتُ."

اے میرے رفیقِ سفر......! تھوڑی دیر ٹھہر کر سوچو! (تم اپنے شرک پر قائم رہو اور میں تمہاری بیوی رہوں یہ نہیں ہوسکتا) یا تو تم مجھے میرے والد کے حوالے کردو یا میرے ساتھ چلو اور اسلام قبول کرلو، ورنہ یاد رکھو! زینب آج کے بعد ہرگز تمہاری بیوی نہیں، جب تک تم بھی اس پر ایمان نہ لاؤ جس پر میں ایمان لائی۔

یہ تو تھی اسلام کی سچی محبت وعظمت کہ اس کے مقابلے میں حضرت زینب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے کسی چیز کی پروا نہ کی، لیکن اس کے ساتھ ہی ان میں شوہر کی محبت، وفاداری اور احسان شناسی کی صفت بھی ایسی تھی کہ ہر وقت اس فکر میں رہتی تھیں کہ کیسے وہ اسلام لائیں اور اسی محبت اور فکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اخیر عمر میں دوبارہ دونوں کو ملا دیا۔

چناں چہ جب بدر میں وہ قید ہوگئے تو مکہ سے قیدیوں کی رہائی کے لئے وفد گیا اور سامان اور چیزیں بھی گئیں، تو اس میں انہوں نے اپنا وہ یادگار ہار جو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے دیا تھا، وہ بھیج کر نہ صرف شوہر کی محبت کا حق ادا کردیا، بل کہ ان پر اپنا احسان بھی کردیا (چوں کہ یہ مسلمہ اصول ہے:

"اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ"

"انسان احسان کا غلام ہے") اور اس احسان کے ذریعے اپنے لئے ہجرت کرنے اور والد ماجد سے ملنے کا راستہ کھلوا لیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے ہار بھی واپس کر دیا اور اس شرط پر ان کے شوہر کو رہا کر دیا کہ واپس جا کر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ بھیج دیں گے۔ اب ابوالعاص مکہ واپس لوٹے اور اپنی بیوی کی محبت اور اس کی سچی وفاداری کا اقرار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا:

"عُوْدِیْ اِلٰی اَبِیْكِ یَا زَیْنَبُ"

تَرجَمہ: "اے زینب! اپنے والد کے پاس چلی جاؤ۔"

اگرچہ اس احسان کے باوجود ان کو اس وقت اسلام لانے کی توفیق تو نہ ہوئی، لیکن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اخلاق سے ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی، ابوالعاص نے اپنے بھائی کنانہ سے کہا: تم ان کو مکہ سے باہر چھوڑ آؤ، وہاں دو تین مسلمان انتظار کر رہے ہوں گے، وہ ان کو مدینہ لے جائیں گے، میرے اندر اتنی ہمت نہیں کہ میں ایسی نیک بیوی کو چھوڑ دوں، جیسا کہ تم جانتے ہو کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ان کے بدلے میں مجھے قریش کی کوئی اور عورت مل جائے اور اس بات کا خیال کرنا کہ اگر تمہیں ان کی حفاظت میں اپنے سارے تیر بھی استعمال کرنے پڑیں تو کر لینا، مگر کسی کو ان کے نزدیک نہ آنے دینا، مگر اس مرتبہ تو قریش کے تعاقب کی وجہ سے وہ نہ جا سکیں، پھر رات کے وقت کنانہ ان کو لے گئے، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی انتظار کر رہے تھے، وہ انہیں لے کر مدینہ چلے گئے۔

شوہر کے ساتھ وفاداری

اب یہ مدینہ میں رہنے لگیں، کچھ عرصہ گزرا کہ حضرت زید بن حارثہ

رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے مکہ کے ایک قافلے پر حملہ کیا، مقامِ عیص سے کچھ لوگ مال اور اسباب کے ساتھ گرفتار ہو کر مدینہ لائے گئے، ان میں ابوالعاص بھی قید ہو کر آ گئے تھے، سحری کے وقت یہ قافلہ پہنچا، یہ دوبارہ حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کے پاس گئے اور ان سے امن کی درخواست کی، اس نیک بیوی نے فوراً اس درخواست کو قبول کیا اور دیوار کے پیچھے سے یہ اعلان فرمایا:

"یَا أَیُّھَا النَّاسُ إِنِّیْ قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ."[1]

تَرجَمَہ: "اے لوگو! میں نے عاص بن ربیع کو پناہ دی ہے (یہ میری حفاظت اور امن میں ہیں، کوئی ان کو نقصان نہ پہنچائے)"

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس امن کی تائید کی اور اپنی بیٹی کو ان الفاظ کے ساتھ نصیحت فرمائی:

"أَیْ بُنَیَّةُ أَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ، وَلَا یَخْلُصَنَّ إِلَیْكِ فَإِنَّكِ لَا تَحِلِّیْنَ لَهُ"[2]

تَرجَمَہ: "اے بیٹی! اپنے مہمان کا اکرام ضرور کرنا، لیکن زن و شوہر کا تعلق مت قائم کرنا" (اس لئے کہ جب تک وہ مشرک ہے) تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔

صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کے اکرام میں ان کو سارا مال لوٹا کر واپس بھیج دیا، اسی اثناء میں ایک شخص نے کہا:

اے ابوالعاص! اگر تم اسلام لے آؤ تو یہ مال اگرچہ مشرکین کا ہے، مگر تمہارے لئے حلال ہوگا، تم اسے لے کر یہاں ہی رہ جاؤ، اس پر ابوالعاص نے کہا:

"بِئْسَ مَآ اَبْدَأُ بِهٖ اِسْلَامِیْ اَنْ اَخُوْنَ اَمَانَتِیْ."[3]

---

[1] البداية والنهاية، باب الكنى، قدوم زينب بنت الرسول الله......: ٣/٢٦٠

[2] ايضًا: ٣/٢٦٠ [3] سيرة ابن هشام، إسلام أبي العاص بن الربيع: ٢/٢٤١

ترجمہ: ''کتنی بری بات ہوگی، اگر میں اپنے اسلام کی ابتدا ہی لوگوں کے مالوں کی خیانت کے ساتھ کروں۔''

چوں کہ یہ مال قریش مکہ کی امانت تھی، انہوں نے تجارت کے لئے دیا تھا، لہٰذا ابوالعاص تمام مال کو لے کر مکہ مکرمہ آئے اور سب کی امانتیں واپس کیں اور یہ اعلان کیا:

''يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَلْ بَقِيَ لِأَحَدٍ مِّنْكُمْ عِنْدِيْ مَالٌ؟
قَالُوْا: لَا، فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، وَقَدْ وَجَدْنَاكَ وَفِيًّا كَرِيْمًا،
قَالَ: فَإِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.''

ترجمہ: ''اے قریش کی جماعت! کیا میرے پاس تمہارا کچھ مال باقی رہ گیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، اللہ تم کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے (تم نے ہماری ساری امانتیں اچھی طرح ادا کر دی ہیں) اور ہم نے تمہیں وفادار اور اچھے لوگوں میں پایا تو ابوالعاص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

پھر فرمایا: ''مجھے قبول اسلام سے صرف یہی بات مانع تھی کہ میں اگر مدینہ میں اسلام قبول کرلیتا تو تم لوگ یہ گمان کرتے کہ میرا مقصد تمہارا مال لینا تھا، لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا حق ادا کروا دیا میں اسلام قبول کرتا ہوں۔''[1]

اس کے بعد مدینہ آئے اور نئے نکاح کے ساتھ دوبارہ حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان کی بیوی ہوگئیں، لیکن حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا شوہر کی وفاداری اور محبت کا حق ادا کرنے کے بعد اب مدینہ منورہ میں زندگی کے آخری لمحات

---

[1] البداية والنهاية، باب الكنى، قدوم زينب بنت الرسول ....: ۲٦٠/۳

گزارتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے ملاقات کی تیاری میں لگی ہوئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی پوری فرمادی، وہ چاہ رہی تھیں کہ میرے شوہر اسلام قبول کرلیں اور وہ بھی جہنم کی آگ سے بچ جائیں اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں جانے والے بن جائیں۔

اس نکاحِ جدید کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سن ۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا، حضرت اُمّ ایمن، حضرت سودہ اور حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُنَّ نے غسل دیا، جس کا طریقہ حضور اکرم ﷺ نے خود بتلایا تھا اور آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، خود قبر میں اترے اور اپنی لختِ جگر کو سپردِ خاک کیا، آپ ﷺ اس وقت بہت غم گین تھے۔[1]

فَائِدَة: آج مسلمان عورتیں بھی یہ دو صفات اپنے اندر پیدا کرلیں تو دنیا کے کئی گھرانے آج بھی جنت کا نمونہ بن سکتے ہیں: اوّل شوہر سے والہانہ محبت، جیسا کہ اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنا سب کچھ شوہر پر لٹا دیا، قیمتی سے قیمتی یادگار ہار (جو ماں اپنی بیٹی کے لئے رکھتی ہے اور ماں کو بھی اپنی ماں کی طرف سے ملا ہو) وہ بھی شوہر کو آزاد کرانے کے لئے فدیہ میں دے دیا۔ سالوں گزرنے کے بعد جس شوہر کے اسلام نہ قبول کرنے ہی کی وجہ سے یہ مصیبت آئی وہ شوہر دوبارہ گرفتار ہوکر احسان وکرم کی درخواست کرتا ہے، فوراً ان کو امن دے دیتی ہیں۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ اپنے بھائی کو ابوالعاص یہ کہنے پر مجبور ہوگئے:

"فَمَآ أُحِبُّ أَنَّ لِیْ بِهَآ امْرَئَةً مِّنْ قُرَيْشٍ، وَإِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّ لَا طَاقَةَ لِیْ بِأَنْ أُفَارِقَهَا."

تَرجَمَہ: "مجھے یہ پسند نہیں کہ زینب کے بدلے مجھے قریش کی کوئی دوسری عورت مل جائے اور تم جانتے ہو کہ میرے اندر اس بات کی

[1] طبقات ابن سعد، ذکر بنات رسول اللّٰہ ......: ۲۵/۶

طاقت نہیں کہ میں زینب کی جدائی برداشت کرسکوں۔"

شوہر کی گواہی

ایک محبت کرنے والی بیوی کے مقام کا انتہائی معیار یہ ہوتا ہے کہ شوہر اس بات کی گواہی دے دے کہ اگر وفاداری اور محبت کا چراغ لے کر پورے خاندان اور قبیلے میں اس طرح کی بیوی ڈھونڈوں تو مجھے نہیں مل سکتی، یہ ہے ایک مسلمان عورت کے لئے نمونہ، کہ اپنے مشرک شوہر کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا، کس طرح ان کو شرک سے نکالا، کس طرح ان کے دل میں اسلام کی محبت بٹھائی اور کس طرح ان کو کافروں کے ماحول سے نکال کر مسلمانوں کے ماحول میں لائیں؟؟؟

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا معاملہ دنیا کی تمام مسلمان عورتوں کے لئے درس عبرت ہے کہ شوہر کے ساتھ والہانہ محبت کا برتاؤ کریں۔ اس پر اپنا سب کچھ قربان کرنا سیکھیں، اس سے جو ملے اس پر شکر کریں اور جو نہ مل سکے اس پر صبر کریں۔

اس کے ساتھ وفاداری والا معاملہ کریں، اس کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کریں، جنت والے اعمال پر آنے کی ترغیب دیں اور ہر وقت اس فکر میں رہیں کہ میری وجہ سے میرے شوہر اور بچوں کی آخرت کا کوئی نقصان نہ ہو جائے۔

صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے سوال پر کہ "اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا" اس پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلٰى إِيْمَانِهِ."[1]

"یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور وہ مسلمان بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اس کے ایمان پر۔"

[1] ترمذی، التفسیر، باب من سورة التوبة، رقم: ۳۰۹۴

معلوم ہوا کہ صرف مکان، دکان، روپیہ پیسہ ہی دنیا کی قیمتی چیزیں نہیں ہیں، بل کہ درحقیقت ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایسی مسلمان بیوی جو شوہر کی مدد کرے اس کے ایمان پر، یہ اصل قیمتی سرمایہ ہے۔

لہٰذا بیوی کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کا بھی ایمان تازہ کرنے کی فکر کرتی رہے۔ روز بروز اللہ کے خزانوں پر اور اس کے غیبی نظام پر اور اس کی قدرت پر یقین بڑھاتی رہے اور بیوی اس کے لئے شوہر کو ایسے بزرگوں کے پاس اور ایسے نیک ماحول میں بھیجے جہاں ایمان تازہ ہوتا ہو، قبر و آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہو اور خود بھی شوہر کے ساتھ شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے ایسی جگہوں پر جائے اور اپنے ایمان کو تازہ کرے اور یہی یقین کرے اور کروائے کہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اللہ ہی کے حکم سے ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ ہی کے حکم سے ہوگا۔

اگر گھر میں ایک چھوٹا سا گلاس بھی ٹوٹ جائے یا کاروبار میں اللہ نہ کرے کوئی نقصان ہو جائے تو فوراً یہ دعا پڑھیں:

"إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، أَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا." [1]

تَرجَمَہ: "بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر مجھے اس کا بدل عنایت فرما۔" آمین۔

اسی طرح شوہر کے اعمال کی بھی فکر کریں، اسے نماز، روزہ، ذکر اور تلاوت کی روزانہ ترغیب دیتی رہیں، قرآن پاک اگر صحیح نہیں پڑھا تو اس کو صحیح پڑھنے کی ترغیب دیں اور بہت ہی حکمت سے (آہستہ آہستہ وقت اور موقع کو دیکھتے ہوئے) دین کے

---

[1] مسلم: الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، رقم: ۹۱۸

نزدیک لائیں، نیز رسول اکرم ﷺ کی سنتیں اپنانے کی طرف مائل کرتی رہیں، یہ آپ کا اپنے شوہر پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ نیز اس بات کی بھی کوشش کریں کہ روزانہ کچھ وقت نکال کر شوہر اور بچوں کو بٹھا کر حدیث کی تعلیم کریں (فضائل اعمال اور فضائل صدقات بہت اچھی کتابیں ہیں، ان میں سے تعلیم کریں، خود اور اپنی بچیوں کو بھی بہشتی زیور پڑھاتی اور پڑھتی رہیں)۔

حضور اکرم ﷺ نے ایسی عورت کو دعا دی ہے: (اندازہ کیجئے کہ جس کو حضور اکرم ﷺ کی دعا مل گئی وہ کتنی خوش قسمت عورت ہوگی، لوگ بزرگوں سے دعا کرواتے ہیں، کیوں کہ یہ اللہ کے محبوب بندے ہوتے ہیں اور ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے سردار ہیں، تو اللہ کے محبوبوں کے سردار کی جس کو دعا مل گئی اس کی سعادت مندی کا کیا کہنا، فرمایا:)۔

"اللہ رحم کرے ایسی عورت پر جو رات کو (تہجد کے لئے) اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور وہ بھی نماز پڑھ لے، لیکن اگر وہ اٹھنے سے انکار کر دے تو اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹا مار دے۔"[1]

بتایئے ......! اگر ایسی نیک بیوی کسی کو مل گئی جو شوہر کو تہجد میں بھی اٹھائے، فرائض پر بھی آمادہ کرے، سنتوں کا شوق دلوائے تو ایسا شوہر بغیر تخت و تاج ہی کے کیوں نہ اپنے آپ کو آدھی سلطنت کا حاکم سمجھے۔

شوہر کی محبت

میاں بیوی کے مزاج میں موافقت اور ہم آہنگی ہو تب ہی ازدواجی زندگی کا صحیح معنوں میں سکون اور چین نصیب ہوسکتا ہے، ورنہ زندگی بے کیف اور بے مزہ ہو

---

[1] ابن ماجہ، التطوع، باب: قیام اللیل، رقم: ١٣٠٨

جاتی ہے۔ عورت کتنی ہی پڑھی لکھی اور خوب صورت ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر اسے شوہر کو اپنا بنانا نہیں آتا تو وہ کبھی بھی شوہر کا اصل پیار اور محبت حاصل نہیں کر سکتی اور شوہر کو اپنا بنانے اور اپنے تابع کرنے کی سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ اس سے پر خلوص محبت کی جائے۔ اس کی بات مانی جائے اور دل و جان سے اس کی خدمت کی جائے۔

جن گھرانوں میں عورتیں اپنے شوہروں سے سچی محبت اور اس کی فرمان برداری کرتی ہیں، ایسے گھرانے ہمیشہ لڑائی جھگڑوں اور فتنہ وفساد سے پاک وصاف رہتے ہیں اور میاں بیوی کا جوڑا سکھ چین اور اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہے، لیکن جن گھرانوں میں عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور شوہر کی ہر بات کا جواب ترش روئی اور سختی سے دیتی ہیں تو ایسے گھرانے بہت جلد جہنم کا نمونہ بن جاتے ہیں اور برکت و بھلائی وہاں سے رخصت ہو جاتی ہے۔

یاد رکھئے......! بیوی کی محبت ہی شوہر کے لئے سرمایہ زندگی ہے، صحت کا مدار ہے، جوانی کی بقا ہے، اس کے ایمان کی تکمیل ہے، اس کے دین کی تقویت ہے اور اس کی جنت ہے، ذرا غور کیجئے! آخر جنت میں جب بزم کائنات، دولہائے جنت حضرت آدم علیہ السلام تشریف لاتے ہیں تو کس چیز کی جنت میں کمی ہو سکتی ہے؟

ہر طرف نعمتوں کی بارش، جنت کا چپہ چپہ انوارات الٰہیہ سے منور، فرشتوں کی چہل پہل، جنت اپنی تمام نعمتوں کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے، اب کس لطف و مسرت کی کمی ہے، کس مال و دولت کی قلت ہے اور کس جاہ وعظمت کی کمی ہے، لیکن ان سب کے باوجود اپنے دل کا ایک گوشہ آدم علیہ السلام خالی پاتے ہیں، دل کو تسکین دینے والی دوا کی اب تک کمی پاتے ہیں۔

سوچئے......! اور پھر سوچئے، جنت میں کمی کس چیز کی ہو سکتی تھی؟ ہر ممکن لذت خدمت کے لئے حاضر، اگر کمی تھی تو عورت ذات کی تھی، اگر دل کا کوئی گوشہ خالی تھا

تو وہ عورت ذات کے لئے تھا، اگر بیماری کے لئے کوئی دوا باقی تھی تو وہ عورت ذات تھی، جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿خَلَقَ مِنهَا زَوْجَهَا﴾ [1]

ترجمہ: ''اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔''

پھر یہ نہ ہوا کہ جنت کی لذت مادّی میں کچھ بڑھا دیا جائے، سرور جانی کے سامان میں کچھ اضافہ کر دیا جائے، بل کہ تخلیق ہوتی ہے آدم علیہ السلام ہی سے ملتی جلتی، لیکن پھر بھی اس سے ذرا الگ ایک اور مخلوق کی، کیوں؟

﴿لِيَسْكُنَ إِلَيهَا﴾ [2]

ترجمہ: ''تا کہ وہ اپنے اس جوڑے سے انس حاصل کرے۔''

قربان جائیے! قرآن کریم کے ان بلیغ و مختصر دو لفظوں پر کہ سب کچھ اس میں سمو دیا، محبت بھی، راحت بھی، سکون بھی، شفاء بھی، دلوں کا سرور بھی، آنکھوں کی ٹھنڈک بھی، پریشانیوں اور غموں کا علاج بھی اور کم زوروں کی طاقت اور قوت بھی۔

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا دل اب جا کر تسکین پاتا ہے، اب اپنے وجود کی تکمیل محسوس کرتا ہے، نوازشوں اور بخششوں کی تکمیل جب ہی جا کر ہوتی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں جنت جب ہی حقیقی معنی میں جنت ثابت ہوتی ہے، جب مرد کے لئے عورت، شوہر کے لئے بیوی، دولہا کے لئے دلہن اور مسافر کے لئے رفیقۂ سفر وجود میں آتی ہے۔ علم و حکمت کے اس خزانے نے جس کا نام حدیث نبوی ہے، ان معانی کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

''لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ.'' [3]

ترجمہ: ''دو محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

---

[1] سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۹ [2] سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۹

[3] ابن ماجه، النكاح، باب ماجاء في فضل النكاح: ص ۱۳۳

دیکھی گئی۔“

اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے:

ازاں درزندہ زن شدنیم اول
کہ بے زن زندگی باشد معطل

کہ لفظ زندگی میں پہلا لفظ زن ہے (تو زندگی کا پہلا نصف عورت ہے) کہ بغیر عورت کے زندگی بے کار ہے۔

وہ آدم زاد آج بھی بیوی ہی کے دل کے آئینے کے اندر اپنی محبت دیکھنا چاہتا ہے، بیوی ہی کی زبان سے اس کا اظہار چاہتا ہے، بیوی ہی کی مسکراہٹ سے محبت کی دلیل چاہتا ہے، اس کی طرف سے کڑوی بات ہو جائے تو بیوی کی طرف سے صبر والا طرزِ عمل چاہتا ہے، بیوی کے منہ سے کھلے ہوئے پھول کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے دو میٹھے بولوں سے اپنی ہر بیماری کی شفاء چاہتا ہے۔

بیوی کی اطاعت و خدمت سے اپنی جوانی کی بقاء چاہتا ہے، بیوی کی معمولی سی توجہ سے اپنی تھکاوٹ کی دوری چاہتا ہے، دنیا کے ہر غم و پریشانی میں بیوی کے مشورے سے تسلی اور تشفی چاہتا ہے، اپنی ریاضت اور زہد و عبادت کے بعد بیوی کی محبت سے بھری ہوئی مسکراہٹ و بشاشت والی زیارت سے آنکھوں کا نور چاہتا ہے۔

بیوی کی نمازوں اور ذکر و تلاوت کی پابندی سے آنکھوں کی ٹھنڈک چاہتا ہے، بیوی کے حسنِ اخلاق سے اپنے بچوں کی تربیت چاہتا ہے، بیوی کی حسنِ معاشرت سے اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کی دعا چاہتا ہے، اپنے دوستوں کی بیویوں کا اکرام اور پڑوسیوں کی عورتوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے سے معاشرے میں اپنا مقام اور رتبہ چاہتا ہے، بیوی کی قناعت اور دنیا کی تھوڑی سی چیزوں پر راضی رہنے سے زیادہ کمائی کے جھمیلوں سے آزادی چاہتا ہے، بیوی کے صاف ستھرا رہنے، چست، چاق و چوبند رہنے اور صاف لباس اوڑھنے اور پہننے سے اپنی آنکھوں کی

خیانت (یعنی نامحرموں پر نگاہ پڑنے) سے حفاظت چاہتا ہے، بیوی کا اپنے آپ کو زینت کرنے، سنوارنے اور نکھارنے سے اپنے دل کا سرور اور اپنی عزت کی حفاظت چاہتا ہے، بیوی کی آنکھوں میں پردے کے سرمے اور کاجل سے (یعنی کسی نامحرم مرد کی نگاہ اس کے اوپر نہ پڑنے پائے) اپنا اعتماد چاہتا ہے، بیوی کے کانوں میں اطاعت کی بالیوں سے اپنی قسم میں بری ہونا چاہتا ہے، بیوی کے ہاتھوں میں میانہ روی کی مہندی سے اپنے مال کی حفاظت چاہتا ہے، بیوی کے گلے میں امانت کے ہار سے اپنی غیر موجودگی میں بیوی کے جسم کی غیر سے حفاظت چاہتا ہے اور بیوی کی اپنی فکرِ آخرت اور دوسری عورتوں اور بچوں میں بھی دین پھیلانے اور ایمان اور اسلام کو دنیا میں زندہ کرنے کی فکر سے جنت میں اس کا ساتھ چاہتا ہے۔

ورنہ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے اگر کسی عورت میں ان صفات کی جھلک نہیں تو ایسی عورت سے ان مبارک الفاظ میں پناہ مانگی گئی ہے:

"أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مَّالٍ يَّكُوْنُ عَلَيَّ فِتْنَةً، وَمِنْ وَّلَدٍ يَّكُوْنُ عَلَيَّ وَبَالًا، وَمِنْ مَّرْأَةِ السُّوْءِ تَقَرَّبَ الشَّيْبَ قَبْلَ الْمَشِيْبِ" "[1]

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو میرے لئے فتنہ بنے، ایسی اولاد سے جو میرے لئے مصیبت بنے اور ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی بوڑھا کر دے۔"

اللہ تعالیٰ آپ کی اور تمام مسلمانوں کی بچیوں کی ایسی خصلتوں سے حفاظت فرمائے جس کے ذریعے وہ شوہر کی جوانی برباد کریں اور اس کی جوانی کو بڑھاپے سے تبدیل کر دیں اور اللہ ہر مسلمان کی حفاظت کرے کہ اس کے مقدر میں ایسی عورت

[1] مجمع الزوائد، الأدعية، باب دعاء داود: ۱۰/۲۱۴، رقم: ۱۷۴۲۹

آجائے جس سے حضور ﷺ نے پناہ چاہی، اے اللہ! آپ ہی مسلمان مرد کو ایسی عورت سے پناہ دے دیجئے، آمین۔

ہمارے دادا محترم حاجی ایوب ویچار رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ گجراتی زبان میں مثال دی جاتی ہے کہ اگر کسی کا دوپہر یا رات کا سالن جل جائے تو ایک وقت اس گھر کے لئے فاقہ یا پریشانی کا باعث ہوگا، لیکن اگر کسی کی بیوی خلاف مزاج ہوئی، شوہر کی نافرمان ہوئی اور دین دار نہ ہوئی تو اس کی پوری زندگی ہی پریشانی وغمی میں گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی ایسے رشتوں سے حفاظت فرمائیں، آمین۔

ہمارے ایک دوست حافظ یوسف صاحب جو دار العلوم نیو کاسل میں استاذ ہیں، ایسی ہی ایک بیوی کا واقعہ سناتے تھے کہ ان کے دوست "حبیب" ہمیشہ اپنی بیوی سے کہتے کہ میرے انتقال کے بعد تم دوسری شادی کر لینا تو وہ کبھی پوچھتی کیوں؟

وہ کہتے کہ دوسرے شوہر کو معلوم ہو جائے گا کہ حبیب کا اتنا جلدی کیوں انتقال ہوگیا تھا۔

ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ایک صاحب کے ہونٹ کالے ہو رہے تھے، کسی نے وجہ پوچھی تو کہا: بیگم صاحبہ لاہور جا رہی تھیں تو ان کے جانے کی خوشی میں، میں نے ٹرین کے ڈبے کو چوم لیا۔

لطیفہ

میاں بیوی میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ اچانک شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی تو امی کمرے میں آگئیں اور کہنے لگیں: یہ اتنا مہنگا شیشہ کس نے توڑا؟

بیٹا: امی! آپ کی اس نالائق بہو نے۔

بیوی: ہاں ہاں الزام لگا دو! جب میں نے گل دان سے تمہارا نشانہ بنایا تھا تو تم سامنے سے ہٹ کیوں گئے؟

ایسی ہی بیوی کو طلاق دینے کے بعد ایک شاعر نے (جسمانی وقلبی راحت حاصل کرنے کے بعد) کہا تھا:

ظَعَنَتْ أُمَامَةُ بِالطَّلَاقِ وَنَجَوْتُ مِنْ غُلِّ الْوَثَاقِ
بَانَتْ فَلَمْ يَأْلَمْ لَهَا قَلْبِيْ وَلَمْ تَدْمَعْ مَاقِيْ
وَدَوَاءُ مَالَا تَشْتَهِيْهِ النَّفْسُ تَعْجِيْلُ الْفِرَاقِ
وَالْعَيْشُ لَيْسَ بِطَيِّبٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِيْ غَيْرِ اتِّفَاقِ
لَوْ لَمْ أَرِحْ بِفِرَاقِهَا لَأَرَحْتُ نَفْسِيْ بِالْإِبَاقِ[1]

1. ''امامہ طلاق لے کر چلی گئی اور (سچ پوچھو تو) میں نے ایسی قید سے نجات پالی جس کا پھندا گردن میں پھنسا ہوا تھا۔
2. وہ مجھ سے جدا تو ہوگئی، لیکن اس کی جدائی پر نہ میرا دل غم گین ہوا اور نہ ہی میرے آنسو بہے۔
3. اس کی بیماری (بری عادتوں، شوہر کی نافرمانی اور سامنے جواب دینا وغیرہ) کی دوا طلاق تھی (جس کو کوئی انسان نہیں چاہتا کہ جلد از جلد بیوی کو طلاق دی جائے)۔
4. اور (میرا تجربہ ہے کہ) ایسی زندگی کوئی زندگی ہی نہیں کہ دو انسان آپس میں رہیں اور دونوں میں اتفاق ومزاج کی ہم آہنگی نہ ہو۔
5. اگر میں اس کو جدا کر کے راحت حاصل نہ کرتا تو میں ضرور اس گھر سے بھاگ کر دنیا میں کسی اور جگہ جا کر راحت حاصل کرتا۔''

ایسی ہی عورت کے لئے کسی شاعر نے بددعا کی تھی (جس کی زبان قینچی کی

---

[1] المرأة المثالية: ص ٣٦

طرح چلتی رہتی ہو، اس کے دو بول شوہر کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہوں، اس کا غصہ بچھو کے ڈسنے کی طرح ہو، اس کی آواز پڑوسیوں کو جگا دینے کے لئے کافی ہو، اس کا گھر میں گندے اور میلے کپڑوں کے ساتھ رہنا شوہر کے لئے دردسر بن چکا ہو، شوہر کے سامنے مسکرانا اور صاف ستھرا رہنا جانتی ہی نہ ہو، نمازوں کو قضا کر دیتی ہو، خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد، نامحرموں، ڈرائیور اور نوکر سے پردہ نہ کرتی ہو، الغرض اس میں ساری ایسی بری عادتیں ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کریں اور شوہر کی بھی زندگی برباد کریں، فرمایا:)۔

تَنَحِّيْ فَاجْلِسِيْ مِنِّيْ بَعِيْدًا
أَرَاحَ اللّٰهُ مِنْكِ الْعَالَمِيْنَا
حَيَاتُكِ مَا عَلِمْتُ حَيَاةَ سُوْءٍ
وَمَوْتُكِ قَدْ يَسُرُّ الصَّالِحِيْنَا

ترجمہ: ”تم مجھ سے دور ہو کر بیٹھو، اللہ ہی راحت دے تم سے ساری دنیا (کے شوہروں) کو (تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ اور) تمہاری زندگی جہاں تک میں جانتا ہوں بہت ہی بری زندگی ہے (کہ اللہ اور اس کے بندے کو تم ناراض کرتی ہو) ہاں تمہارا دنیا سے چلا جانا ہی نیک لوگوں کے لئے راحت وخوشی کا سبب ہوگا۔“

کوئی شخص دہلی کے کسی شاعر کے پاس گیا کہ مجھے شاعر بننا ہے، تم مجھے شعر سکھاؤ تو شاعر نے کہا: بھائی! شعر سکھائے نہیں جاتے یہ تو خود ہی آدمی اپنے وجدان سے کہتا ہے کہ اس پر جب کوئی حادثہ یا مصیبت آتی ہے یا کسی کے عشق میں گرفتار ہوتا ہے تو شعر کہہ دیتا ہے، یہ دو حال آدمی پر جب آتے ہیں تب وہ بغیر بنائے شاعر بن جاتا ہے۔ شاید اکثر لوگ بیویوں کی تکلیفوں ہی کی بنا پر شاعر بنتے ہوں گے، لہٰذا ایک شاعر کہتا ہے: ایسی بیوی جلدی مرتی بھی نہیں ہے، اس لئے وہ دعا مانگ رہا

ہے:

لَقَدْ كُنْتُ مُحْتَاجًا إِلٰى مَوْتِ زَوْجَتِىْ
وَلٰكِنَّ قَرِيْنَ السُّوْءِ بَاقِىْ مُعَمَّرٌ
فَيَا لَيْتَهَا صَارَتْ إِلَى الْقَبْرِ عَاجِلًا
وَعَذَّبَهَا فِيْهِ نَكِيْرٌ وَّمُنْكَرٌ

1. ''میں اپنی بیوی کی موت کی بہت دنوں سے تمنا کر رہا ہوں، لیکن (مصیبت یہ ہے کہ) برا ساتھی عمر رسیدہ ہو کر مرتا ہے۔
2. کاش! میری بیوی جلد از جلد قبر میں چلی جائے، تا کہ منکر نکیر (فرشتے) اسے خوب سزا دیں۔''

اسی لئے بزرگوں کا قول ہے:

''اَلْمَرْأَةُ السُّوْءُ غُلٌّ يُّلْقِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ عُنُقِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ''

تَرْجَمَہ: ''بری بیوی گلے کا ایسا ہار ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی گردن میں ڈالنا چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کی حفاظت فرمائے، آمین۔

نیک ماں کا اثر بیٹی پر

شوہر سے محبت اور نیک سلوک کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کی اولاد کی جب شادیاں ہوں گی تو وہ بھی آپس میں محبت اور حسن سلوک سے رہیں گی، جیسا کہ آپ نے (بیٹی) حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی وفاداری اور محبت وخلوص کا کچھ حصہ پڑھ لیا اور ان کا ایسا سلوک شوہر کے ساتھ کیوں نہ ہوتا کہ ان کی والدہ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بھی اپنے شوہر سردارِ انبیاء عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ ایسی ہی

وفاداری، اطاعت اور جان نثاری کا ثبوت دیا۔

اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نواسی امامہ جو زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بیٹی ہیں، وہ بھی ان ہی صفات سے متصف ہوئیں، چوں کہ بچیاں اپنی ماں ہی سے سب باتیں سیکھتی ہیں، اس لئے بزرگوں کا قول ہے کہ جب اپنی بہو ڈھونڈنے جاؤ تو اس لڑکی کے والدین کا آپس میں سلوک ضرور دیکھ لو اور خصوصاً اس کی والدہ کی عادات ضرور ان کے رشتہ داروں سے پوچھ لو کہ اکثر بچی اپنی والدہ کے رنگ ہی میں رنگتی ہے، اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ۔

اسی لئے ہمارے بڑے بچی کو زور سے بولنے پر بھی تنبیہ کرتے ہیں کہ بچی کے لئے ہمیشہ نرم لہجہ اور نرم گفتگو ہی مناسب ہے، بچی کے لئے بچپن میں بھی زور سے بولنا مناسب نہیں، اس لئے والدہ کو چاہئے کہ بچی زور سے بولے تو سر پر ہاتھ رکھ کر سمجھائے کہ بیٹی آہستہ بولو۔

لہٰذا یاد رکھئے! اگر آپ اپنے شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کریں گی تو نہ صرف یہ کہ آپ کی اپنی بیٹی بل کہ آپ کی نواسیوں کی نواسیاں بھی اپنے شوہروں کے گھروں کے لئے حورانِ جنت ہوں گی اور جن کے مقدر میں آپ کی بیٹیاں آئیں گی، وہ نہ صرف آپ کو اور آپ کے والدین کو بل کہ آپ کی نانی اور پرنانیوں تک کو دعائیں دیں گے، جیسے حضرت ابوالعاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شرک کی حالت میں بھی شام کے سفروں میں حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ان الفاظ میں یاد کیا کرتے تھے:

بِنْتُ الْاَمِیْنِ جَزَاهَا اللّٰهُ صَالِحَةً ۔۔۔ كُلُّ بَعْلٍ سَيُثْنِىْ بِالَّذِىْ عَلِمَا[1]

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! بہترین بدلہ عطا فرما امین (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی نیک وفادار بیٹی کو اور یہ دعا دنیا کے ہر شوہر کی ہے جس کو اس بیوی کی صفات کا علم ہو۔“

---

[1] طبقات لابن سعد، ذکر بنات رسول اللّٰہ: ٦/٢٣

ماں کی نصیحت رخصت ہونے والی بیٹی کو

لہٰذا والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کی صحیح تربیت کریں، اسے تعلیم کا زیور دیں، سلیقہ اور نظم خانہ داری کی چوڑیاں دیں، خوفِ خدا کا لباس دیں، تقویٰ کے کنگن دیں اور ذکر الٰہی اور اطاعت کا جہیز دیں۔

اللہ تعالیٰ کی بعض بندیاں ایسی ہوتی ہیں جو پیار و محبت سے اپنی بچیوں کی ایسی تربیت کرتی ہیں کہ جس سے نہ صرف ان بچیوں کی بل کہ ان بچیوں کا جہاں نکاح ہوتا ہے اس پورے خاندان کی قسمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور ان کے ہونے والے داماد بغیر کوٹھی و محلات کے سلطنت کے بادشاہ بن جاتے ہیں، کیوں کہ باپردہ اور سلیقہ شعار بیوی اگر کسی کے مقدر میں آجائے تو بغیر تخت و تاج کے وہ بادشاہ بن جاتا ہے اور آنے والی نسل ایک ہونہار ذہن کی مالکہ اور اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کی گود میں اپنی تربیت کے مراحل طے کرتی ہے۔

اللہ کی ان ہی نیک بندیوں میں حضرت اسماء بنت خارجہ فزاریہ رحمہا اللہ تعالیٰ تھیں، جنھوں نے اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت ان سنہرے الفاظ سے نصیحت فرمائی تھی، جو تاریخ کے اَن مٹ صفحات میں آج تک محفوظ ہے اور ہر دلہن کے لئے مشعلِ راہ ہے، فرمایا:

''بیٹی! اب تم اس گھر سے رخصت ہو رہی ہو جہاں تم نے بچپن کے دن گزارے اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا، اب تم ایسے بستر کی زینت بنو گی جس کی خوش بو تمہارے لئے اجنبی ہے اور ایسے رفیقِ سفر کے ساتھ قدم بقدم چلو گی جس سے تم مانوس نہیں ہو۔

لہٰذا بیٹی! تم اپنے رفیقِ زندگی کے لئے زمین بن جانا، تاکہ وہ تمہارے لئے آسمان بن جائے، تم اس کے لئے گہوارہ بن جانا، تاکہ وہ تمہارے لئے سہارا بن

جائے، اگر تم اس کی باندی بن گئیں تو وہ تمہارا غلام بن جائے گا، اس سے ضد اور زبردستی نہ کرنا، ورنہ وہ تم سے نفرت کرنے لگے گا، اس سے دور مت رہنا، ورنہ وہ تم کو بھلا دے گا، اگر وہ تمہارے نزدیک آئے تو تم اس سے اور نزدیک ہو جانا، تم اس کی ناک، کان اور آنکھ کا خیال رکھنا، یعنی تمہاری غفلت اور بے احتیاطی کی وجہ سے اس کو کسی چیز سے تکلیف نہ پہنچے، خصوصاً خوش بو کا اہتمام کرنا کہ وہ شوہر کی ناک کے ذریعے سے اس کے دماغ کو راحت پہنچائے۔

اسی طرح اپنی زبان کا خیال رکھنا کہ تمہارے میٹھے بول اس کے کانوں تک پہنچ کر اس کو اطمینان اور سکون پہنچائیں، اپنی ظاہری حالت اور ہیئت کے اچھے ہونے کا اہتمام رکھنا، تاکہ اس کے لئے تم آنکھوں کی ٹھنڈک اور سرمایۂ راحت بن جاؤ، چناں چہ جب وہ تمہیں دیکھے تو اچھی حالت میں نظر آؤ، مثلاً: بالوں میں کنگھی، آنکھوں میں کاجل، سر کے اوپر دوپٹہ اور صاف ستھرا لباس ہو۔

بس بیٹی! ان باتوں کا اہتمام کروگی تو تمہارا چھوٹا سا گھر جنت کے مشابہ ہو جائے گا۔"

اللہ کرے کہ تمام مسلمان بیویاں اس نیک ماں کی نصیحت پر عمل کریں اور دعا کریں کہ اس کی رحمت کے صدقے جو سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور ہمیشہ زندہ رہنے والے مہربان اللہ نے حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے قلب مبارک پر رحمت فرمائی تھی کہ اس کا سایہ ہم پر اور ہماری بچیوں پر بھی ڈال دے۔

شوہر کا وہ درجہ جو اس کی نگاہ میں ہے، اس کو ہمارے دلوں کے چراغ میں روشن کر کے، دل کا وہ خانہ جو شوہر کی محبت کا ہے اس میں شوہر کی محبت بھر دے، آمین یا ربّ العالمین۔

نیک بیوی کی نیکی بھلائی نہیں جاسکتی

مثل مشہور ہے کہ "نیکی اور بھلائی کرنے والا بھلائی کر کے بھول سکتا ہے، لیکن

جس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے وہ نہیں بھولا کرتا'' اور یہ کہ ''جس پر احسان کرلو، وہ تمہارا غلام بن جائے گا'' لہٰذا نیک بیوی اپنے آپ کو نیکی، بھلائی پر یوں ابھارے کہ میں جس دن دنیا سے چلی گئی میری نیکی، بھلائی شوہر کو یاد آئے گی اور شوہر میرے لئے دعا کریں گے، مجھے اچھے الفاظ سے یاد کریں گے، میری خدمت ان کو رات کے اندھیروں اور دن کے اجالوں میں میرے لئے دعاؤں پر مجبور کرے گی اور شاید یہی میری مغفرت کا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راضی ہونے کا سبب بن جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جتنا رشک مجھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہوا اتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں ہوا۔ حالاں کہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ جب آپ کوئی بکری ذبح فرماتے تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو اس کا گوشت ہدیۃً بھیجا کرتے تھے۔''[1]

کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی۔ (آپ خدیجہ کو اتنا یاد کرتے ہیں) ''جیسے خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہی دنیا میں ایک عورت تھیں۔'' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ''وہ ایسی اور ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔''[2]

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت اپنے زمانے کی سب سے اچھی عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران تھیں اور (اپنے زمانے کی عورتوں میں) سب سے بہتر حضرت خدیجہ ہیں۔''[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''ایک مرتبہ آپ نے ان کا تذکرہ کیا تو میں نے عرض کیا: سرخ منہ والی اس بڑھیا کا تذکرہ آپ کیوں اتنا کرتے ہیں؟

---

[1] بخاری، المناقب، باب تزویج النبی خدیجۃ وفضلها، رقم: ۳۸۱۸

[2] ایضًا، رقم: ۳۸۱۸ [3] ایضًا، رقم: ۳۸۱۵

اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر آپ کو دیا ہے۔‘‘[1]

آپ نے فرمایا ’’اللہ کی قسم! اس کے بعد اللہ نے جو مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر نہیں۔ وہ اس وقت ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے، انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا، اس وقت اپنا مال مجھ پر نچھاور کیا جب لوگوں نے مجھے محروم کیا، اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی کسی اور سے نہیں دی۔‘‘[2]

غور کیجیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر پسندیدگی سے یاد کرنا یہ آپ علیہ السلام کی وفاداری، بلند اخلاقی اور دلی شرافت کا کھلا ہوا ثبوت ہے، پھر یہ سب اس صورت میں تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معمر خاتون تھیں، بوقتِ نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں، ان کی بڑی عمر کے باوجود آپ علیہ السلام نے کسی سے نکاح نہیں فرمایا، یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا۔

آخر کیا وجہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ وفاداری کو اس قدر خوب صورت طریقے سے آخر تک نبھائے رکھا جو میاں بیوی دونوں کے لئے ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیا مبارک زندگی تھی، کاش! آج بھی میاں بیوی ایسی صاف ستھری زندگی اپنائیں اور ایک دوسرے کے وفادار ہوں، خصوصاً بیوی ہر قسم کی نافرمانی، احسان فراموشی اور بدعہدی سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے تو ان شاء اللہ دیر یا سویر اس کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں پائے گی۔

اس میں شک نہیں کہ ہمدرد اور غم گسار میاں بیوی کی زندگی نہایت پرلطف ہوتی ہے، جب کہ اس کے خلاف زندگی گزارنے والے میاں بیوی کی زندگی بدترین اور بے مزہ گزرتی ہے۔ کیا اس واقعے میں کوئی عبرت کا سامان ہے مسلمان بیوی کے

---

[1] ایضاً، رقم: ۳۸۲۱ [2] الاستیعاب، باب النساء، باب الخاء: ۳۸۱/٤، رقم: ۳۳٤۷

لئے؟ ہم ہر مسلمان بیوی کی خدمت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مثلاً شوہر کی اطاعت، محبت، خدمت، عزت، نرم گفتگو، ایثار، اپنا حق، صبر اور شکر کے مبارک اور قیمتی موتی ہدیہ بھیجتے ہیں اور ہر مسلمان بیوی سے درخواست کرتے ہیں کہ ان موتیوں کا ہار اپنے گلے میں ڈال کر اپنے شوہر کے پاس جائے اور ان موتیوں کو اپنی انگوٹھی کا نگینہ، اپنے سر کا تاج اور پیشانی کی بندیا بنائے کہ اس کا دنیا میں آنے کا مقصد ہی ان موتیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر اپنے مولیٰ کے پاس جا کر جنت کی نعمتوں کا مستحق ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، ہر گناہ سے بچنے والی اور نیکی کی طرف سبقت کرنے والی بنائے، آمین۔

آیئے! اب ہم آپ کو خاتونِ جنت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری شہزادی اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی کے کچھ حالات بتائیں۔

④ ذات الہجرتین (دو ہجرتوں والی) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی زوجۂ عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"دونور والے" کا خطاب پانے والے صحابی کی پہلی بیوی، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحب زادی سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری شاہ زادی، فاطمہ اور اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی بہن، اکلوتے عبداللہ کی ماں، امت محمدیہ میں پہلی عورت جس نے اپنے رفیقِ حیات کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے لئے دور دراز ملک میں ہجرت کر کے گھر، رشتہ دار، وطن، ماں باپ، بھائی بہن، قوم وقبیلہ اور سب کی جدائی برداشت کر کے اپنے دین اور شوہر کی وفاداری کا سبق اپنی آنے والی مسلمان بہنوں کے لئے تاریخ کے ہمیشہ رہنے والے پتوں اور ٹہنیوں پر اس طرح لکھ دیا کہ اس کی کلیاں اور پھول ہر زمانے میں دنیا کی عورتوں کے دماغوں کو خوش بوؤں سے فرحت و سرور بخش کر معطر کرتے رہیں گے اور جہاں ایک طرف ان عورتوں کی رات کی رانیوں اور چنبیلیوں کی طرح مہکتی ہوئی سیرتیں سارے جہاں کی عورتوں کو اپنی طرف مائل کر رہی ہیں۔ (وہاں ان کے مرد بھی دن کے راجہ اور گلاب کی سی مہک والے کرداروں سے سارے جہاں کے مردوں کے لئے اسی طرح کا چمن آباد کرنے اور ساری دنیا کو معطر کرنے کے لئے عملی دعوت ہیں۔ اللہ کرے کہ میاں بیوی دونوں مل کر اس ننھے منے گھر کو جنت الفردوس اور جنت النعیم کا نقشہ بنائیں، اس گھر کے بچے جنت کے غلمان کی یاد تازہ کریں اور اس کی بچیاں حوروں کی یاد تازہ کریں۔ آمین)۔

یہ تھیں حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جن کی پہلی شادی ابولہب کے بیٹے عقبہ سے ہوئی، پھر جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو ان کے شوہر نے اپنے باپ کی بات مانتے ہوئے انہیں طلاق دے دی، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ان کا نکاح کر دیا۔

نبوت کے پانچویں برس اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، جب کافی مدت ہوئی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کے حالات کی کچھ خبر نہ ہوئی تو تشویش ہوئی، کچھ عرصہ بعد قریش کی ایک عورت نے خبر دی کہ وہ خیریت سے ہیں اور میں نے انہیں دیکھا تھا، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ دعا دی۔ جو تمام والدین کو اپنی اولاد کو دینی چاہئے، فرمایا:

(صَحِبَهُمَا اللّٰهُ) اللہ ان دونوں کے ساتھ ہو۔

پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”إِنَّ عُثْمَانَ لَأَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ إِلَى اللّٰهِ بِأَهْلِهِ بَعْدَ لُوْطٍ.“[1]

تَرْجَمَہ: ”لوط عَلَیْہِ السَّلَامُ کے بعد پہلے شخص عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔“

پھر حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں تو ان کی شفیق ماں دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں، اس پر حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے صبر کیا۔

دوسری ہجرت

پھر وہ وقت آگیا کہ مکہ مکرمہ کے تمام مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم ہوگیا کہ ایک ایسی جگہ جو مکمل اپنی ہو وہاں اسلامی احکام کو زندہ کیا

[1] كنز العمّال، السادس، الفضائل، باب فضائل ذي النورين عثمان بن عفان: ۱۱/۲٦۸، رقم: ۳۲۷۹

جائے اور دین کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے وہاں سے لوگ اللہ کے راستے میں جائیں، مرد اور عورتیں دونوں مل کر اس دین پر خود بھی عمل کرنے اور ساری دنیا کے لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچا کر جنت کے راستے پر ڈالنے کی فکر کریں اور جو لوگ مسلمان ہو جائیں وہ اس شہر میں کچھ دن آکر قیام کریں، اس دین کو سیکھیں اور پھر وہ واپس اپنے علاقوں میں جا کر دوسروں کو بھی اسلام سکھائیں اور کفار و منافقین کو سمجھائیں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کریں۔

اگر وہ اسلام کی دعوت پھیلنے کے بعد بھی اسلام قبول نہ کریں تو پھر مسلمان ان کو جزیہ (ٹیکس) دینے پر آمادہ کریں، تاکہ وہ اس دوران مسلمانوں کے ساتھ رہیں اور ان کے اخلاق و معاملات اور ان کا رہن سہن دیکھیں، عملی طور سے ان چیزوں کا معائنہ کریں، تاکہ ان کے دلوں میں بھی اسلام کی محبت اور سچائی بیٹھ جائے اور یہ لوگ بھی کفر و جہنم والی زندگی سے بچ کر جنت والی زندگی اپنانے والے بن جائیں، اس پر بھی وہ تیار نہ ہوں تو پھر مسلمان مجبور ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی زمین کو ان ناپاک لوگوں سے صاف کرنے کے لئے جہاد کریں۔

الغرض مدینہ منورہ اسلام پھیلانے کا مرکز اور نو مسلموں کے لئے عملاً اور علماً اسلام سیکھنے کا ایک مدرسہ بن گیا تھا اور اس دین اسلام کے پھیلانے، اس کے نور سے ساری دنیا کو روشن کرانے کے لئے مرد اور عورت پورے طور سے اس میں شریک تھے، جیسا کہ آپ نے پڑھا۔

بہرحال حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا دوبارہ اپنے شوہر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کے لئے روانہ ہوئیں اور شروع میں جا کر اوس بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر قیام فرمایا۔ اب وقت آیا کہ سفر و پردیس کی تکلیفیں دور ہوں، شفیق و رحیم باپ کے سائے تلے بیٹی پروان چڑھے، سر کے تاج و بچوں کے باپ عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسے شوہر کی محبت و عطوفت میں کچھ وقت گزارے، باپ اپنے

ارمان پورے کرے، نواسے نواسیوں کے ہنس مکھ غنچوں کی عطر آمیز خوش بوؤں کے پھول کھلیں، اس مہکتے ہوئے چمن اور سرسبز و شاداب گلشن میں نئی بہار آئے۔

لیکن قدرت والے رب ذوالجلال والاکرام کو اب یہ منظور تھا کہ اس بندی کو جس نے اپنی زندگی ایسی گزاری جیسا اس کا مالک چاہتا ہے، اب اس کو اجر دیا جائے اور جنت جو اس کا اصلی ٹھکانہ ہے اس کو وہاں پہنچایا جائے۔

وفات

۲ھ میں حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی، لیکن اللہ کی اس بندی نے صبر کیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس وقت بدر کی تیاری فرما رہے تھے اور روانگی کے وقت حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ ٹھیک اسی وقت جب حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فتح کی خوش خبری سنائی، یہ ماں باپ کی آنکھوں کا تارا، گھر والوں کی امیدوں کا مرکز، اور عبداللہ کی پیاری والدہ دنیا سے رخصت ہو کر جا رہی ہیں اور اس طرح نہیں جس طرح اپنے وطن سے حبشہ یا مکہ سے مدینہ رخصت ہو کر جا رہی تھیں، بل کہ وہاں جا رہی ہیں جہاں جا کر پھر کوئی واپس نہیں آتا۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر کی وجہ سے ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے، لیکن جب واپس آئے اور اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے۔[1]

اے رقیہ! اے خاتونِ جنت، آپ سلام قبول کر لیجئے بعد میں آنے والی اپنی بہنوں کی طرف سے، اللہ کرے کہ آپ کی صفات کا سایہ ہماری بچیوں اور بہنوں پر بھی پڑے اور قیامت میں آپ کی صف میں ہماری بہنوں اور بچیوں کو بھی جگہ مل جائے، آمین۔

---

[1] الاصابة في تمييز الصحابة، كتاب النساء، حرف الراء، القسم الاوّل: ۳۰۴/٤، ۳۰۵

⑤ حضرت اُمّ حکیم بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

مجاہدہ

یہ اُمّ حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بڑی بہادر دل عورتوں میں سے تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر سے سچی محبت کرنے والی تھیں، اسلام لانے سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ اُحد کی لڑائی میں کافروں کی طرف سے شریک ہوئیں۔

فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی دل میں ڈال دی، اپنی فطری صلاحیت کی بنا پر اسلام قبول کرنے میں بہت جلدی کی اور مسلمان ہوگئیں، مگر خاوند عکرمہ نے بات نہ مانی اور جان بچا کر یمن بھاگ گئے اور اسلام نہ لائے، چوں کہ ان کو شوہر سے بہت زیادہ محبت تھی (جیسا کہ ایک وفادار بیوی کو اپنے شوہر سے ہونا چاہئے) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے انہوں نے اپنے شوہر کے لئے امن چاہا تو رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (اپنے دامن عفو سے جو سب کے لئے عام تھا یہاں تک کہ اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے لئے بھی یہ معافی کا دسترخوان بچھا ہوا تھا) امن دے دیا۔

چناں چہ یہ اپنے خاوند کو جہنم کی آگ سے بچانے اور ہمیشہ ہمیشہ کی ناکامی اور ذلت سے بچانے کے لئے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے یمن پہنچ گئیں، ان کو ساحلِ سمندر پر پایا، جب وہ کشتی میں سفر کے لئے تیار ہو چکے تھے، ان کو آواز دے کر روکا اور عجیب محبت بھرے الفاظ میں ان کو مخاطب کر کے دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس عورت کا حکیمانہ انداز دیکھئے! سب سے پہلے ان کو اپنے خونی رشتے سے مخاطب کر کے اپنے قریب کیا اور کہا:

"(یَا ابْنَ عَمِّ) اے میرے چچا کے بیٹے!"

(اور یہ فطری عمل ہے کہ خونی رشتے کی پکار محبت کے مردہ جذبات میں نئی روح ڈال کر ان کو زندہ کر دیتی ہے اور انسان مجبور ہو کر اپنے محبوب کی بات مان لیتا ہے)

"جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ أَفْضَلِ النَّاسِ وَأَبَرِّ النَّاسِ وَخَيْرِ النَّاسِ."

"میں آپ کے پاس ایک ایسے آدمی کی طرف سے آئی ہوں جو سب لوگوں سے افضل ہیں، لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ اچھائیوں اور بھلائیوں کے مالک ہیں۔"

اس لئے آپ اپنے آپ کو ہلاک نہ کیجئے میرے ساتھ چل کر ایمان لے آیئے اور میں نے آپ کے لئے ان سے امن چاہا ہے اور انہوں نے آپ کو امن بھی دے دیا ہے۔

تو ان کے شوہر نے تعجب سے پوچھا:

"أَنْتِ كَلَّمْتِهِ؟"[1]

"کیا تم نے اُن سے بات کر لی ہے؟" انہوں نے کہا جی ہاں! میں نے اُن سے بات کر لی ہے اور اُنہوں نے آپ کو امان دے دیا ہے، تو یہ واپس لوٹے اور اسلام قبول کیا اور پھر اسلام پھیلانے میں جان توڑ (خوب) کوشش کی، نہایت جوش وخروش سے جنگوں میں شرکت کی اور بڑی بہادری اور جان بازی سے اسلام کے لئے لڑے۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانۂ خلافت میں جب رومیوں سے جنگ چھڑی تو حضرت اُمِّ حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے شوہر حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ شام کے کنارے بستی "یرموک" گئیں اور وہاں ان کے شوہر شہید ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

دوسرا نکاح

پھر عدت کے بعد حضرت خالد بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ان کا نکاح دمشق

[1] صُوَر من حياة الصحابة: ۱۱۹

کی بستی "مرج الصفر" میں ہوا، شوہر نے رسمِ عروسی ادا کرنے کی تیاری کی تو حضرت اُمّ حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا:

"رومیوں کے حملے کرنے کا ہر وقت خطرہ ہے، لہٰذا تھوڑا سا انتظار کرلو! حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: مجھے اس جنگ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے تو وہ بھی راضی ہوگئیں۔ وہیں ایک پل کے پاس خیمہ میں جس کو اب (قنطرہ اُمّ حکیم) کہتے ہیں رخصتی ہوئی۔ حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میدانِ جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی، اس کے بعد حضرت اُمّ حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اُٹھیں (اور چوں کہ یہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بھانجی تھیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہمشیرہ تھیں، تو بھانجی پر بھی بہادری، ہمت اور جرأت کا یہ اثر تھا کہ یہ خود اُٹھیں) اور بہادری اور دلیری کے ساتھ کافروں سے مقابلہ کیا، مکان کے کھونٹے سے سات آدمیوں کو قتل کیا۔[1]

حضرت شیخ الحدیث رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں: "ہمارے زمانے کی عورت تو درکنار، مرد بھی ایسے وقت میں نکاح کرنے کو تیار نہ ہوتا اور اگر نکاح ہو بھی جاتا تو اچانک شہادت پر روتے روتے نہ معلوم کتنے دن غم میں گزر جاتے؟ اللہ کی اس بندی نے خود بھی جہاد شروع کر دیا اور عورت ہوتے ہوئے سات آدمیوں کو قتل کیا۔[2]"

اس واقعے سے ایک سبق یہ ملا کہ بیوی اپنے شوہر کی آخرت سنوارنے کی بھی فکر کرے۔ اسی لئے حکیم الامت حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں:

"عورتیں خاوندوں کے دینی حقوق میں ایک کوتاہی یہ کرتی ہیں کہ مرد کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش نہیں کرتیں، یعنی اس کی کچھ پروا نہیں کرتیں کہ مرد ہمارے

---

[1] الاصابة فی تمییز الصحابة، کتاب النساء، فصل فیمن عرف بالکنیة من النساء، القسم الاول: ٤/٤٤٣

[2] فضائل اعمال، حکایات صحابہ، باب دھم: ١٤٢

واسطے کمائی کرنے میں حرام میں مبتلا ہے اور کمانے میں رشوت، جھوٹ، قرض کی عدم ادائیگی اور وعدہ خلافی وغیرہ سے احتراز نہیں کرتا، اگر ایسا ہے تو اس کو سمجھائیں کہ آپ حرام (و مشکوک) آمدنی مت لایا کریں، ہم حلال ہی میں گزارہ کرلیں گے۔ اسی طرح اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو بالکل نصیحت نہیں کرتیں، حالاں کہ اپنی غرض اور اپنے فائدے کے لئے اس سے سب کچھ کروالیتی ہیں۔

اگر عورت مرد کو دین دار بنانا چاہے تو اس کے لئے کچھ مشکل نہیں، لیکن اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے خود دین دار بنے، نماز اور روزہ کی پابندی کرے، پھر مرد کو نصیحت کرے تو ان شاء اللہ ضرور اثر ہوگا۔[۱]

لہٰذا شوہر کو سمجھائیں، صبح سے شام تک مستقل کمانے میں لگنا بھی مناسب نہیں۔ ہم صرف کمانے اور کھانے پینے کے لئے دنیا میں نہیں آئے، کچھ وقت اللہ کے دین کو بھی دینا چاہئے، لہٰذا کچھ وقت مسجد میں بیٹھیں، اللہ کے راستے میں نکلے ہوئے مہمانوں کی نصرت کریں، اہل محلّہ اور رشتہ دار بیماروں کی عیادت کریں، روزانہ قرآن شریف خصوصاً سورۂ یٰسین کی تلاوت کا اہتمام کریں، اللہ کا ذکر کریں، کوشش کریں کہ محلّہ کے تمام افراد دین دار بن جائیں، ہر گھر میں اللہ کا پورا دین زندہ ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے مردوں اور عورتوں میں زندہ ہو جائیں، اس محنت کے لئے بھی کچھ وقت نکالیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب ان کے بعد نبیوں والا کام اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر مرد و عورت کے ذمہ لگا دیا ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرتے تھے، اسی طرح ہم سب کو بھی یہ فکر کرنی ہوگی، لہٰذا گھر میں آنے والی ہر مہمان عورت کو سمجھائیں کہ ہم میں سے ہر مرد اور ہر عورت کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا دین پوری دنیا میں

---

[۱] تحفۂ زوجین: ۵۳ بتصرف

پھیلانے کی کوشش کرے جس طرح حضور اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے بھی دین کو پھیلانے کے لئے محنت کی، ہر قسم کی قربانیاں دیں، بیوہ ہونا برداشت کیا، بچوں کا یتیم ہونا برداشت کیا، گرمی اور سردی برداشت کی، اسی طرح ہمیں بھی دین کے لئے کسی قسم کی بھی قربانی دینے سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ختم نبوت کی برکت سے ہمارے سپرد کی گئی ہے اور اب تک اس میں جو کوتاہی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، آمین۔

شوہر کو دین دار بنانے میں مسلمان بیوی کا نمونہ

ہمیں حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعے سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جب خود انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو آخر کار اپنی کوششوں اور دعاؤں سے اپنے شوہر کو بھی مسلمان بنا ہی لیا، انہوں نے اپنے شوہر کو اسلام میں لانے کا کتنا ہی پیارا اور محبت بھرا طریقہ استعمال کیا، ان ہی کے سر پر تاج ہے ان کے شوہر کے مسلمان ہونے کا اور اپنے شوہر کو جہنم سے بچانے اور جنت کی طرف لانے کا، یہی ذریعہ بن گئیں، ان ہی کی رفاقت و خدمت اور تسلی و تشفی کا صلہ ہے اپنے شوہر کو درجات شہادت دلوانے کا، ان ہی کی دلیری و بہادری پر اثر ہے اپنے ماموں خالد بن ولید کا، ان ہی پر فخر ہے تاریخ کے صفحات کو دو شہید شوہروں کی بیوی بننے کا، ان ہی کی زندگی ہماری مسلمان بہنوں کے لئے شوہر کو دین دار بنانے کا نمونہ ہے۔

کاش! آج بھی مسلمان بیویاں اپنے شوہروں کو جو (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اگرچہ مسلمان ہیں) اسلام کے کسی حکم سے غافل ہیں یا کوئی ایسا عمل کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور آخرت میں اسی کی سزا بھگتنے کی وجہ سے جہنم میں جانا پڑے گا تو ان کے لئے یہی اسباب اختیار کریں، پہلے ان سے خوب محبت کریں اور

محبت کا راستہ اطاعت اور ان کی بات کو ماننا ہے، لہٰذا کسی بھی طرح ان کی نافرمانی کر کے یا بے ادبی سے کوئی بات کر کے ان کو ناراض نہ کریں، پھر خوب ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! میرے شوہر کو نمازی، دین دار، گناہوں سے بچنے والا، نیکیوں سے محبت کرنے والا، دین کو دنیا میں پھیلانے والا اور مجاہد بنا دیجئے اور ان کی قبر دور سے دور ملکوں میں اپنے دین کے باغ اور پودوں کی آب یاری کرتے ہوئے بننا مقدر فرما دیجئے، ان کے ہاتھوں سے بزدلی کی چوڑیاں اور ان کے کانوں سے خوف کی بالیاں اتار دیجئے، ان کے دل سے دنیا میں ہمیشہ رہنے کا خیال نکال دیجئے، اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت سے ان کے دل و دماغ کو سرسبز وشاداب کر دیجئے، آمین۔

پھر محبت وشفقت بھرے لہجے میں ادب سے ان کو موقع اور مناسب وقت دیکھ کر سمجھائیں، اگر وہ خدا نہ خواستہ حرام کمائی میں ملوث ہیں، مثلاً: سود کا کام کرتے ہیں، یا جھوٹ بول کر سودا بیچتے ہیں، یا حرام چیزوں کی تجارت کرتے ہیں، یا رشوت کی عادت ہے، یا لوگوں سے قرض لے کر وقت پر ادا نہیں کرتے تو ان کی اصلاح کی کوشش کریں، بار بار ان کو سمجھائیں، اچھے ماحول میں ان کو بھیجیں، تہجد میں رو رو کر اللہ سے ان کے لئے ہدایت اور نیک کاموں کی توفیق مانگیں۔

ذرا سوچئے! یہ اعمال (یعنی نماز پڑھ کر رو رو کر دعائیں مانگنا اور پھر محبت بھرے انداز سے سمجھانا، پھر دعائیں کرنا) اگر ابوجہل کے بیٹے کا دل موم کر سکتے ہیں اور اس کو کفر وشرک سے اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں تو کیا آپ کے شوہر، بھائی، بیٹے اور داماد کا دل نرم نہیں کر سکتے؟ بالکل کر سکتے ہیں، کر کے تو دیکھئے، اللہ تعالیٰ آپ کی مرادیں ضرور پوری فرما دیں گے۔

پھر ذرا سوچیں اور غور کریں کہ حضرت اُمّ حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے شوہر کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے نکل کر (اس زمانے میں

جب نہ گاڑی تھی نہ جہاز تھا) جنگل و بیابان کا سفر کرتے ہوئے اپنے محبوب شوہر کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے یمن کے سمندر تک پہنچ گئیں اور شوہر کو وہاں پالیا اور آخرکار آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئیں۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے شوہر کا حق ادا کرتے ہوئے اسلام کو پھیلانے کی خاطر اسلام کا بھی بھرپور حق ادا کیا اور اپنے بعد آنے والی مسلمان بہنوں کو یہ سبق دے کر گئیں کہ مسلمان بیوی کی ذمہ داری صرف اپنے شوہر اور بچوں تک ہی محدود نہیں بل کہ جس طرح مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسلام کو دنیا میں پھیلائیں، اسی طرح عورتیں بھی آپ ﷺ کی امت میں سے ہیں اور ختم نبوت کی برکت سے عورتوں پر بھی لازم ہے کہ اس کی فکر کریں کہ دنیا کے تمام مرد اور تمام عورتیں اسلام قبول کریں اور صحیح مسلمان ہو جائیں، اس کے لئے اگر شوہر کے ساتھ اپنے ملک سے باہر بھی ہجرت کر کے جانا پڑے تو اس کے لئے بھی تیار رہیں، جیسا کہ حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ سے شام گئیں، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ سے حبشہ گئیں، حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹوں کے ساتھ عراق گئیں اور حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا جزیرۂ قبرص (سائپرس) گئیں اور وہیں انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔

اسی طرح اور بہت سی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن دین پھیلانے کے لئے اپنے شوہر اور اپنے محارم کے ساتھ دنیا بھر میں گئیں اور ان عورتوں کی قبریں بھی اللہ کے راستے میں دین پھیلاتے ہوئے وطن سے دور دور شہروں اور ملکوں میں بنیں، لہٰذا آنے والی مسلمان بہنوں کے لئے قیامت تک ان کی قبریں بھی گواہ ہیں کہ ہم گھر اور وطن سے ہجرت کر کے اللہ کے راستے میں گئیں، سفر کی مشقتیں اور تکلیفیں جھیلیں، سردیاں اور گرمیاں برداشت کیں اور آخری سانس تک اللہ کے نام کو بلند و بالا کرنے کے لئے محنت اور کوشش کی اور جب اس راستہ کے اندر اللہ کی طرف سے بلاوا آگیا تو

ہم نے سفر ہی میں اس کو لبیک کہا اور وہیں دفن ہوئیں۔

اس واقعے سے ہمیں یہ بھی سبق ملا کہ اگر شوہر کا انتقال ہو جائے یا شہید ہو جائے تو یہ نہیں کہ روتے روتے ہی سالہا سال گزار دیں، بل کہ شرعی طریقے پر عدت پوری کریں اور صبر کریں اور چوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم نکاح کرنے کا ہے، اس لئے دوسرا نکاح کرلیں اور اس میں کسی بھی قسم کی شرم محسوس کریں نہ دیر کریں، اس حدیث کو یاد رکھیں کہ ''اگر صحیح رشتہ آجائے جس کے دین اور اخلاق صحیح ہوں اور پھر بھی لوگ (یعنی والدین یا سرپرست رشتہ دار) نکاح نہ کرائیں تو زمین میں ایک فتنہ اور بہت بڑا فساد واقع ہو جائے گا۔''[1]

اسی لئے صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ بیوہ ہوتے ہی عدت گزرنے کے فوراً بعد شادی کرلیا کرتی تھیں، تاکہ آنے والیوں کے لئے بھی ایک اچھا نمونہ باقی رہے۔ اس لئے تاریخ کی کتابوں میں بہت ساری صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ کے حالات ایسے ملیں گے کہ جن کے کئی کئی نکاح اپنے شوہر کی وفات یا طلاق کے بعد ہوئے ہیں، مثلاً عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل عدویہ کا نکاح سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے ہوا، پھر جب یہ طائف میں شہید ہوگئے (اور چوں کہ ان کو اپنے شوہر سے بے پناہ محبت تھی، ان کے انتقال پر انہوں نے یہ شعر بھی کہا:

فَآلَيْتُ لَا تَنفَكُّ عَيْنِيْ حَزِيْنَةً
وَلَا يَنفَكُّ جِلْدِيْ إِغْبَرًّا

تَرجَمَہ: ''میں نے قسم کھالی ہے کہ آپ کے شہید ہو جانے کے بعد آپ کے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا)۔''

پھر انہوں نے حضرت زید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے نکاح کیا تو وہ بھی

---

[1] ترمذي، النكاح، باب: ماجاء فيمن ترضون دينه فزوجوه، رقم: ١٠٨٤

جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے، پھر ان کا نکاح حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا، یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے تو انہوں نے ان کی جدائی کے غم میں یہ اشعار کہے:

عَيْنُ جُوْدِيْ بِعَبْرَةٍ وَنَجِيْبِ
لَا تُمْلِيْ عَلَى الإِمَامِ النَّجِيْبِ
فَجَعَتْنِيَ الْمَوْتُ بِالْفَارِسِ الْمُعَلَّمِ
يَوْمَ الْهِيَاجِ وَالتَّثْوِيْبِ
قُلْ لِاَهْلِ الضَّرَّاءِ وَالْبُؤْسِ مُوْتُوْا
قَدْسَقَتْهُ الْمَنُوْنَ كَاْسَ شُعُوْبِ

تَرجَمہ: ''اے آنکھ! سخاوت کے ساتھ روکر آنسو بہا، اکتا مت جانا رونے سے ایسے شریف امام پر، ایک ماہر شاہ سوار کی موت نے اچانک مجھے غم گین کر دیا جنگ اور بدلہ دینے کے دن میں۔ تم کہہ دو فقراء و مساکین سے اور پریشان حال لوگوں سے کہ اب تم مرجاؤ، اس لئے کہ موت نے ایسے کریم اور سخی شخص کو ہم سے جدا کر دیا (جو فقیروں و مسکینوں کی مدد کرنے والا تھا پریشان حال لوگوں کا ساتھی وغم خوار تھا)۔''

پھر حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ان کا نکاح ہوگیا، یہاں تک کہ جب وہ بھی شہید ہوگئے تو حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے معذرت کر دی کہ میں آپ کے لئے بخل کرتی ہوں (آپ بھی جلد شہید نہ ہو جائیں)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے پہلے شوہر نے ان کے لئے کچھ مال مخصوص کر دیا تھا کہ یہ تمہارے لئے ہے، تاکہ تم میرے مرنے کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرو، لیکن حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: یہ ناجائز وصیت ہے جس چیز کو اللہ تعالٰی نے حلال کر رکھا ہے اس کو انہوں نے کیوں حرام کیا؟

لہٰذا تم مال شوہر کے رشتہ داروں پر لوٹا دو اور خود دوسرا نکاح کرلو۔

(اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو یہ وصیت کر کے جائے کہ میرے بعد نکاح نہ کرنا، تو بھی اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں، بل کہ اگر گناہ کا خطرہ غالب ہو جائے تو اس وصیت پر عمل نہ کرنا اور ضروری ہو جاتا ہے)۔

اسی طرح اور صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے کئی قصے ہیں جنہوں نے شوہروں کی وفات کے بعد یا کسی طرح شوہر سے شرعی جدائی کے بعد دوسرا نکاح کرنے میں کوئی شرم یا جھجک محسوس نہیں کی، مثلاً حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا پہلا نکاح حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا اور جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا اور جب ان کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح ہوا[۱]

حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا پہلا نکاح زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا، پھر جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عقد نکاح میں آئیں، لیکن انہوں نے طلاق دے دی، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح ہوا، ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح ہوا[۲]

اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سوا تمام بیوہ عورتوں سے نکاح کیا، صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانے میں تو اگر کسی عورت کا شوہر انتقال کر جاتا یا طلاق دے دیتا تو عدت کے فوراً بعد وہ دوسرا نکاح کر لیتی اور ان کے مرد بھی بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے، اسی کا نتیجہ تھا کہ نہ ''ایدھی ہوم'' کی ضرورت پڑتی تھی نہ ''اپنا ہوم'' کی نہ ''دارالایتام'' کی۔

---

[۱] الطبقات لاِبْن سعد، تسمية غرائب نساءِ العرب ۲۰۵/۶

[۲] الطبقات، لاِبْن سعد، تسمية النسآءِ المسلمات ۱۷۱/۶

نہ نائٹ کلبوں کے وجود کی صورت میں بے حیائی کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا تھا، بل کہ دوسرا شوہر اگر پہلے شوہر کے عزیزوں میں سے ہوتا تھا تو ان بچوں کو اپنی ہی تربیت میں لے لیتا تھا، بصورت دیگر ننھیال والے سنبھال لیتے تھے اور اس کا دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ مرد برائیوں سے بچ جاتے تھے، اگر جذبات نفسانی نے مجبور کیا اور ایک بیوی شرعاً معذور ہے یا کسی وجہ سے شوہر کے لئے مکمل ذریعہ تسکین نہیں ہے تو دوسری یا تیسری بیوی اس کمی کو پورا کرسکتی تھی، جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مرد کئی گھریلو جھگڑوں، جسمانی اور نفسانی بیماریوں اور کئی روحانی گناہوں اور برائیوں سے بچ جاتا تھا اور ان سب کے علاوہ وعدہ خداوندی کے موافق رزق میں بھی وُسعت اور برکت اور یتیم اور بیوہ کی کفالت پر رضاءِ خداوندی جو دونوں جہاں میں انعامات اور رحمتوں کی موسلا دھار بارش کا سبب بنتی ہے وہ حاصل ہو جاتی تھی اور خود بیویاں بھی اپنے شوہروں کو دوسرا نکاح کرنے میں مانع نہ ہوتی تھیں، اگر حقوق کی رعایت ہو (خصوصاً جن کے پاس خرچہ دینے اور الگ رکھنے کی وسعت ہو) اور ان کی نیت بھی بیواؤں، مطلقات کی ہم دردی، غم خواری و دل داری ہو اور یتیموں کی تربیت ونگرانی مقصود ہو تو یہ سونے پر سہاگہ ہے، یہی فطرت کا مزاج ہے اور یہی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتا تھا کہ وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہیں ہے"۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: "گو وہ کثیر المال (مال دار) ہو تب بھی؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گو وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو، اگر بیوی نہیں ہے تو وہ مسکین ہے۔"

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ عورت مسکینہ ہے جس کا شوہر نہیں ہے" لوگوں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! اگرچہ اس کے پاس بہت کچھ مال ہو

تب بھی مسکینہ ہی ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں تب بھی وہ مسکینہ ہے۔"[1]

اسلام نے انسانیت کے لئے اور خصوصاً اس کے ماننے والے مردوں عورتوں کے لئے (بغیر عذر شرعی) غیر شادی شدہ رہنا کسی حال میں بھی پسند نہیں کیا، چناں چہ اس پر غیر معمولی اصرار کیا گیا اور اس قسم کی شدید وعیدوں والے الفاظ استعمال فرمائے، تا کہ بے حیائی، بدنظری اور زنا کاری کے دروازے بالکل بند ہو جائیں، رحمت دو عالم ﷺ نے اپنا عمل پیش فرما کر بلا عذر نکاح سے الگ رہنے والوں کو اپنی جماعت میں شامل نہ ہونے کی وعید سنائی ہے۔

چناں چہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"أَتزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ."[2]

ترجمہ: "میں شادی کرتا ہوں، پس میرے طریقے سے اعراض کرنے والا مجھ سے نہیں ہے۔"

ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی (اس کے معاون و مددگار) فرمایا گیا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اسلام نے پاک دامنی کے ان مول سرمایہ کی حفاظت کے لئے نکاح کی کتنی اہمیت بتلائی، بل کہ اس کی ترغیب کے ساتھ مال داری کا وعدہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾[3]

ترجمہ: "اگر وہ (مرد اور عورت نکاح کرنے والے) مفلس ہوں گے

---

[1] جمع الفوائد، کتاب النکاح: ۲/۵۷۰

[2] بخاری، النّکاح، باب: التّرغیب فی النکاح، رقم: ۵۰۶۳ [3] سورۃ النور، آیت: ۳۲

تو اللہ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے اور سب کا حال خوب جاننے والا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ بے نکاح رہنا عمر کی کسی منزل مین بھی نہ مرد کے لئے مناسب ہے اور نہ ہی عورت کے لئے مناسب ہے، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

''اگر میری زندگی کے صرف دس روز باقی رہ جائیں تو بھی میں نکاح کرنا بہتر سمجھوں گا، بغیر نکاح کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملنا مجھے پسند نہیں ہے۔''[1]

الغرض ہمیں یہاں مسلمان بہنوں (بیوہ یا مطلقہ) کو یہ بات سمجھانی ہے کہ وہ عدت کے بعد فوراً دوسری شادی کرلیں اور دوسری بہنیں ان کی مدد کریں، خصوصاً پہلی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے دوسری شادی کرنے میں رکاوٹ نہ بننا چاہئے اور اگر شوہر دوسری شادی کسی بیوہ یا مطلقہ یا کسی ایسی عورت سے کرے جس کی کسی وجہ سے شادی نہ ہوسکی ہو تو اس میں تو بالخصوص بالکل رکاوٹ نہ بنیں۔

اکثر اوقات اگر مرد کسی عورت سے یہ ہمدردی کرنا چاہتا بھی ہے اور اس کے پاس وسائل بھی ہوتے ہیں اور شرعی شرائط کے ساتھ وہ دو یا تین شادیاں کرسکتا ہے تو بجائے اس کے کہ پہلی بیوی اس کی معاون بنے یہ مانع بن جاتی ہے اور رکاوٹ ڈالتی ہے۔

بیوہ کے لئے نکاح کیوں ضروری ہے......؟؟؟

حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں کہ عظیم آباد میں ایک عورت بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہوگئی۔ اس نے ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہر وقت عبادت کرنا اپنا معمول بنا لیا۔ گویا حقیقی معنوں میں صَائِمَۃُ النَّہَار اور قَائِمَۃُ اللَّیْلِ

---

[1] مجمع الزوائد، النکاح، باب الحث علی النکاح: ۳۲٦/٤، رقم: ۷۳۰۰

(دن کو روزہ رکھنے والی، رات کو عبادت کرنے والی) بن گئی۔ روزہ افطار کرتے وقت سوکھی روٹی یا گیہوں کی بھوسی کھانا اختیار کیا اور شب و روز تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتی۔ اسی حالت میں وہ بوڑھی ہوگئی۔ سینکڑوں عورتیں اس کی نیکی کو دیکھ کر اس کی معتقد ہوگئیں۔ مرتے وقت اس نے سب عورتوں کو بلا کر پوچھا کہ میں نے کیسی زندگی گزاری؟

سب نے کہا: آپ نے کبھی کسی مرد کا منہ تک نہ دیکھا، ساری عمر روزہ رکھا، سوکھی روٹی کھائی یا ستو پی کر گزارہ کیا اور شب و روز مصروف تلاوت و مشغول عبادت رہیں۔ وہ بولی: اب میرے دل کا حال سنو کہ جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکی دار کی آواز آتی تو دل چاہتا کہ کسی طرح اس کے پاس چلی جاؤں، لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف اور دنیا کی شرم سے بچی رہی۔ اب میرا آخری وقت ہے، میں تم سب کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی جوان بیوہ عورت کو بے نکاح نہ رکھنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیسی ہی نیک بخت اور پرہیزگار ہو اور کیسا ہی روکھا سوکھا کھانا کھائے، لیکن انسانی تقاضے کی وجہ سے مرد کی خواہش اس کے دل میں ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح مرد کو بھی عورت کی حاجت و ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ جانور چرند و پرند بھی اس سے محفوظ نہیں ؎

گھاس پھوس جو کھاوت ہیں ان کو ستائے کام
سیر ان جو کھاوت ہیں ان کی راکھے رام![1]

لہٰذا رشتہ داروں کو خاص طور سے اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب لڑکا لڑکی جوان ہو جائیں تو اس خیال سے کہ جہیز کا چندہ پہلے جمع کریں، مہندی وغیرہ جیسی بے ہودہ رسموں کے لئے پیسہ جمع کریں، مہر کا خرچہ جمع کریں، دعوت اور ولیمہ کی فکر کریں

---

[1] مخزن اخلاق، حکایات مفید: ص ۴۲۵، ۴۲۶

(حالاں کہ نکاح کے لئے ان میں سے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں، سوائے مہر کے کہ وہ بھی تھوڑی سی مقدار میں ادا ہوجاتا ہے) اس کے بجائے اچھا دین دار رشتہ ملنے پر تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور سادگی سے شادی کردینی چاہیے۔ اسی طرح بیوہ، مطلقہ کی شادی کروانے کی بھی فوراً کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح بھی اس میں رکاوٹ نہ بننا چاہئے۔
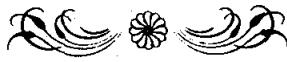
⑥ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا

یہ بڑی فصاحت و بلاغت والی عورت تھیں (ان کا قصہ ہم خصوصیت سے ان عورتوں کے لئے بیان کرتے ہیں جن کا شوہر سے خدانخواستہ اگر جھگڑا ہو جائے، کسی قسم کی ناچاقی یا گرما گرمی ہو جائے تو اس وقت ان کو کیا کرنا چاہئے) کہتی ہیں کہ "اللہ کی قسم! میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں "سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ" کا ابتدائی حصہ نازل ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ میں ان کے پاس تھی اور وہ بڑی عمر کے ہو چکے تھے (لہٰذا مزاج میں چڑچڑا پن آگیا تھا) ایک دن کسی بات میں میری ان سے اَن بن ہوگئی تو انہوں نے یہ کہہ دیا۔"

"أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيْ."

تَرجَمَہ: "تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔"

پھر کچھ دیر بعد انہوں نے میرے نزدیک ہونا چاہا تو میں نے کہا:

"كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ."

تَرجَمَہ: "ہرگز نہیں خدا کی قسم! اب تم میرے نزدیک نہیں آسکتے۔"

چوں کہ اب تم نے یہ بات کہہ دی ہے، اس لئے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ سے اس کا فیصلہ کرائیں گے۔ کہتی ہیں کہ "انہوں نے بڑی کوشش کی مجھ پر قابو پانے کی، لیکن میں ان پر ایسے غالب آگئی جیسے ایک جوان عورت بوڑھے مرد پر غالب آجاتی ہے، میں نے ان کو اپنے سے دور کر دیا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے پاس آئی اور ان کی ساری شکایتیں بیان کرنا شروع کر دیں" (اور بڑے فصیحانہ انداز میں شکایت کی جس کو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے):

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلَ شَبَابِيْ وَنَثَرْتُ لَهٗ بَطْنِيْ، حَتّٰى إِذَا كَبُرَ سِنِّيْ، وَانْقَطَعَ وَلَدِيْ، ظَاهَرَ مِنِّيْ! أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْكُوْا إِلَيْكَ." [1]

ترجمہ: "اے اللہ کے رسول! میری جوانی انہوں نے کھا لی ہے، میں نے اپنا جسم ان کے لئے بچھائے رکھا، (دل و جان سے ان کی خدمت کی) اب میں عمر کی آخری منزلیں طے کر رہی ہوں اور اب میرے بچے مجھ سے جدا ہو رہے ہیں، انہوں نے اس حالت میں مجھ سے ظہار کیا ہے۔ (اب بچوں کو اگر اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مریں گے، اس کے پاس چھوڑوں تو یوں ہی کسمپرسی میں ضائع ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا شروع کی) اے اللہ! تو (اپنے نبی کی زبان سے) میری مشکل کو حل فرما، اے اللہ! میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ ہی سے کرتی ہوں۔"

یہ بات کہتی رہیں یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیات لے کر اترے:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾ [2]

ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ

---

[1] ابن ماجه، الطّلاق، باب الظّهار، رقم: ٢٠٦٢

[2] سورة المجادلة، آيت: ١

سننے دیکھنے والا ہے۔"

پھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ! تمہارے اور تمہارے شوہر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے احکامات نازل فرما دیئے، اب اپنے شوہر کو کہو کہ اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کے طور پر ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے۔ وہ کہنے لگیں: ان کے پاس تو آزاد کرنے کے لئے کوئی غلام یا باندی نہیں۔ فرمایا: اسے کہو کہ دو ماہ لگاتار روزے رکھے۔ کہنے لگیں: وہ تو بہت بوڑھے ہیں، اس کو برداشت نہیں کرسکیں گے۔

فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! یہ بھی ان کے بس میں نہیں۔ فرمایا: ہم کھجور کا گچھا دے کر تیری مدد کریں گے، وہ مسکینوں کو کھلا دے۔ کہنے لگیں: کچھ کھجور کے گچھے میں بھی دے کر اپنے شوہر کی مدد کروں گی یہاں تک کہ ساٹھ مسکینوں کے لئے یہ مقدار پوری ہو جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"قَدْ أَصَبْتِ وَأَحْسَنْتِ فَاذْهَبِيْ فَتَصَدَّقِيْ بِهٖ عَنْهُ ثُمَّ اسْتَوْصِيْ بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًا"[1]

تَرجَمۂ: "تم نے صحیح کیا اور اچھا کیا، اب جاؤ اس کی طرف سے ان چیزوں کا صدقہ کر دو، اور اپنے چچا کے بیٹے (شوہر) کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔"

فَائِدَہ: آپ نے پہچانا یہ کون تھیں.....؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کی آواز کو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے سنا یعنی ان کی مشکل کو آسان کیا، اب رہتی دنیا تک کے لئے قرآن پاک کے الفاظ مبارکہ میں ان کا تذکرہ تمام عورتوں کے

[1] الاصابة، كتاب النساء، حرف الخاء، القسم الاول: ٤/٢٩٠

لئے باعث عزت ومسرت رہے گا۔

اسی لئے جب کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سواری پر جارہے تھے، آس پاس لوگ تھے، راستے میں حضرت خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے ان کو روکا اور ان سے کچھ کہنا چاہتی تھیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ رک گئے، اس پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے ایک شخص نے کہا: آپ ایک بڑھیا کی وجہ سے راستے میں رک گئے تو فرمایا:

"أَتَدْرِیْ مَنْ هٰذِهِ امْرَأَةٌ؟ سَمِعَ اللّٰهُ شِكْوَاهَا مِنْ قَوْلِهَا فَوْقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، هٰذِهٖ خَوْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ"[1]

تَرجَمہ: "کیا تم جانتے ہو یہ عورت کون ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر ان کی بات کو سنا یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں (میں کون تھا جو ان کی بات کو ٹالتا)"

یہ تو تھا اسلامی معاشرے میں مسلمان بیوی کا ایمانی معیار اور اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ، اس کو اگر تکلیف پہنچتی تو فوراً اللہ سے فریاد کرتی (کہ جس نے یہ مشکل بھیجی ہے وہی اس کا حل بھیجے گا) وہ ہر مشکل کے بعد آسانی پیدا کرتا ہے، مشکل حالات کا ظاہر ہونا بھی اس کے حکم کے تابع ہے، اسی کے ہاتھ میں ان کا حل بھی ہے، وہی ہنساتا ہے، وہی رلاتا ہے، وہی زندگی دیتا ہے، وہی مارتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنَّهٗ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى ۝﴾[2]

تَرجَمہ: "اور وہی اللہ ہے جو ہنساتا ہے اور (وہی) رلاتا ہے۔"

﴿وَأَنَّهٗ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝﴾[3]

تَرجَمہ: "اور وہی اللہ ہے جو موت دیتا ہے اور زندہ رکھتا ہے۔"

---

[1] الاصابة، كتاب النساء، حرف الخاء، القسم الاوّل: ٢٩٠/٤

[2] سورة النجم، آيت: ٤٣ [3] سورة النجم، آيت: ٤٤

﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنٰى وَأَقْنٰى ۝﴾[1]

ترجمہ: ”اور اسی نے کسی کو مال دار اور کسی کو فقیر بنا دیا (دنیا کی تمام الٹ پھیر، بگاڑنا و بنانا اور خیر و شر سب اسی کے دستِ قدرت میں ہے)۔“

لہٰذا کیسے ہی پریشانی والے حالات ہوں مایوس نہ ہوں، بل کہ اللہ سے مانگئے، وضو کیجئے، دھیان کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھئے اور اللہ ہی سے اپنی شکایت کو کہئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝﴾[2]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ ہی سے مدد طلب کرو ساتھ صبر کے اور نماز کے، بیشک اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔“

اگر کوئی ایسا غم اور پریشانی والا حال ہو جو بہت ستائے تو یہ بھی ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اس کو دل میں چھپایا نہ جائے، بل کہ گھر میں کوئی سمجھ دار ہو تو انہیں بتا دیا جائے، اس سے مشورہ لیا جائے، اس لئے کہ اگر غموں کو بیان نہیں کیا جائے، مخلص دوستوں سے اس کا حل نہیں چاہا جائے تو اس غم کی تکلیف کو چھپانا کئی طرح کی جسمانی، روحانی، نفسیاتی بیماریوں کے پیدا ہونے یا بڑھنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ مسائل اور پریشانیوں کو حل کرنے والا تو اللہ ہی ہے، اسی کا حکم ہے کہ ایسے موقع پر مشورہ کر لیا جائے۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر شوہر کی عمر زیادہ ہو جائے یا کسی بھی وجہ سے مزاج میں چڑچڑاپن آجائے، چاہے بیمار

---

[1] سورۃ النجم، آیت: ٤٨ [2] سورۃ البقرۃ آیت: ١٥٣

ہونے کی وجہ سے آئے، چاہے کسی مالی پریشانی کی وجہ سے آئے، یا کسی بھی وجہ سے ہو، تو اب بیوی کو ان کی باتوں پر صبر ہی کرنا چاہئے، اگرچہ بسا اوقات اس مرحلہ پر بڑی ناگواری پیش آتی ہے، جیسا کہ اس واقعے میں بھی یہی ہے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کی شکایت سننے کے بعد ان کو یہی نصیحت فرمائی کہ اب تمہارے شوہر بوڑھے ہو چکے ہیں، تم ان کی کڑوی باتوں پر صبر کرو گی تو بہت اجر ملے گا، کیوں کہ جب جوانی ہوتی ہے، مزاج ٹھیک ہوتا ہے اور صحت اچھی ہوتی ہے تو اس وقت تو سب ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، لیکن نیک بیوی کی خوبی تو یہ ہے کہ جب اپنے ساتھی اور شریکِ حیات پر پریشانی یا کوئی تکلیف آئے اور جب برداشت کرنا مشکل ہو تو اللہ سے ثواب ملنے کی امید میں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے جذبے سے اب شوہر کی خدمت کرے، ان کی ہر فرمائش بھاگ بھاگ کر پوری کر دے، ان کی ہر خواہش اور چاہت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور ان کے کہنے سے پہلے ہی ان کی من پسند چیز خدمت میں پیش کر دے۔ جن کاموں سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے وہ بالکل نہ کرے اور پھر بھی ان کو کوئی بات بری لگے تو فوراً معذرت کر لے اور اگر بیوی کو زیادہ غصہ آئے تو یہ سوچ لے کہ اللہ کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں اور ہم سے ان کے حقوق کے ادا کرنے میں غلطی اور کمی ہوتی رہتی ہے، جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہئے کہ دوسروں کی غلطیوں کو درگزر کریں، اس طرح برداشت کرنے اور صبر کرنے سے دین کا بڑا بھاری نفع ہوتا ہے اور بہت اجر ملتا ہے اور سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“[1]

---

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۳

اگر مرد کی غلطیوں پر غصہ آئے تو عورت کو کیا کرنا چاہئے

حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں بیبیو! تم کو مرد کے غصے کی وجہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے (کیوں کہ غصہ ہمیشہ اپنے سے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے اور انسان جس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اس پر کبھی غصہ نہیں آتا، چناں چہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا)۔ اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم سمجھو تو چاہے وہ کتنا غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آتا۔ پس تم اس خیالِ فاسد کو دل سے نکال دو اور جیسا اللہ تعالیٰ نے تم کو بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور مرد کی واقعی غلطی اور بے جا غصے کے وقت بھی زبان درازی کبھی نہ کرو، بل کہ اس وقت خاموش رہو اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو اس وقت کہو کہ میں اس وقت تو بولی نہ تھی، اب بتلاتی ہوں کہ آپ کی فلاں بات غلط تھی یا بے جا تھی، اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مرد کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔[1]

جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ حضرت خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا بھی غصہ میں آگئیں، جس کی بناء پر شوہر نے ایسے الفاظ کہہ دیئے کہ ”تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ“ لیکن اس میں تو صرف ”ظہار“ ہوا اور کفارہ ادا کر کے وہ دوبارہ ان کی بیوی بن گئیں، لیکن بعض اوقات بیوی چپ نہیں ہوتی، بولتی ہی رہتی ہے، منہ زوری اور زبان درازی کر کے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی صفائی پیش کرتی رہتی ہے، اپنی غلطی کسی حال میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی تو شوہر مار پیٹ کرنے اور ہاتھ اٹھانے پر تیار ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات جھگڑا اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ شوہر کے منہ سے طلاق کے الفاظ نکل

---

[1] وعظ حقوق البیت: ص ۵۱

جاتے ہیں جو صرف ایک گھر میں نہیں، بل کہ کئی خاندانوں میں آگ لگا دیتے ہیں، کئی خاندانوں کی عزت کو ذلت سے بدل دیتے ہیں، نسل در نسل اس کے جراثیم کا اثر جاتا ہے، بھائیوں اور بہنوں پر اس کیچڑ کے چھینٹے پڑتے ہیں اور ان کے سسرال والوں کو باتیں بنانے کا موقع ملتا ہے کہ فلاں کی بہن نے طلاق لے لی، فلاں کے چچا نے طلاق دے دی، فلاں کی بیٹی گھر نہیں چلا سکی اور فلاں کی ماں شوہر کے ساتھ نباہ نہیں کرسکی وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے حضرت حکیم الامت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ عورتیں اس بات کو اچھی طرح سن لیں! عورتوں میں یہ بھی عام مرض ہے کہ مزاج شناسی بہت کم ہوتی ہے۔ بسا اوقات مرد ناخوش ہوتا ہے اور بیویاں اس کو جواب دیئے چلی جاتی ہیں، بات کو دباتی نہیں، بل کہ بڑھائے جاتی ہیں، لڑائی جھگڑے کی آگ کو بجھاتی نہیں، بل کہ اور بھڑکاتی ہیں (ایسے موقع پر اگر بیوی یا شوہر چپ ہو جائے تو فوراً جھگڑا ختم ہو جائے گا) حتیٰ کہ اس وقت وہ غصے میں طلاق دے بیٹھتا ہے۔ ایسے واقعات بہت ہوئے ہیں کہ غصے میں طلاق ہوگئی بعد میں دونوں میاں بیوی پچھتائے اور بعض عورتیں ایسی بے ہودہ ہوتی ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے مرد سے کہتی ہیں کہ تم طلاق دے دو بس تمہیں اور کیا آتا ہے؟

عورتیں اور مرد سب یاد رکھیں کہ طلاق کا لفظ ہی زبان پر نہ آنے دیں۔ ہنسی میں ہو یا غصے میں، یہ لفظ ایسا ہے جیسے بھری ہوئی بندوق، کہ اگر ہنسی میں دباؤ جب بھی گولی لگ جائے گی اور غصے میں دباؤ جب بھی گولی لگ جائے گی، پھر جب آدمی مرگیا تو کہو کہ میں نے تو غلطی سے غصے میں دبا دی تھی۔ غصے میں بے قابو ہو جانے کو شریعت یا کوئی قانون عذر قرار نہیں دیتا، لہٰذا اپنے غصے کو قابو میں رکھیں اور وہ تدبیریں پہلے سے معلوم کریں جو اس وقت کام دیں جن سے غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے، شریعت نے یہ تعلیمات بے کار نہیں دیں، ہمارے ہی کام کے لئے سکھلائی ہیں۔

غصہ کم کرنے کی تدبیریں

اب ہم یہاں غصے کو کم یا قابو میں کرنے کی چند تدبیریں ذکر کرتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ان تدابیر پر عمل کرنے سے غصے میں کافی حد تک کمی آجائے گی:

❶ شوہر اور بچوں کو گھر میں داخل ہونے کی دعائیں سکھائیں اور اس پر عمل کروائیں کہ جب گھر میں داخل ہوں تو "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ اخلاص، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام کر کے داخل ہوں، دعا یہ ہے:

"أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا."[1]

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں گھر میں آنے اور گھر سے نکلنے کی بہتری و بھلائی چاہتی ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اس کا نام لے کر ہم نکلے اور اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے ہم نے بھروسہ کیا۔"

یاد رکھیں! دعائیں صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہوتیں، بل کہ مانگنے کے لئے ہوتی ہیں لہٰذا دعائیں معنیٰ اور مفہوم سمجھ کر مانگی جائیں، اگر بچے، بڑے گھر میں داخل ہوئے اور شیطان سے پناہ نہیں مانگی (دعا مانگ کر داخل نہ ہوئے) تو شیاطین گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور پھر بچوں اور میاں بیوی میں جھگڑا کروا دیتے ہیں۔

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور کھانے کے وقت بھی اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے یوں کہتا ہے کہ یہاں رات کو رہ سکتے ہو نہ ان لوگوں کے کھانے میں سے کچھ پا سکتے ہو اور اگر گھر میں داخل ہوتے

---

[1] ابوداؤد، الادب، باب ما یقول الرجل اذا دخل بیته: ۳۳۹/۲

وقت اللہ کا ذکر نہیں کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں تمہیں رات کو رہنے کا موقع مل گیا اور اگر کھانے کے وقت (بھی) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں تمہیں رات کو رہنے کے ساتھ ساتھ کھانے کو بھی مل گیا۔"[1]

نوٹ: ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیسے کریں اور کن کن الفاظ سے کریں، اس کے لئے ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ مندرجہ ذیل کتابیں پڑھتی رہے:

① "مسنون دعائیں" از مولانا عاشق الٰہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

② "حصن حصین" ترجمہ وتشریح از مولانا عاشق الٰہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

③ "الحزب الاعظم" از علامہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

④ "مستند مجموعہ وظائف" (مرتبہ احباب بیت العلم ٹرسٹ)

یہ چار کتابیں اپنے پاس رکھے، خود بھی اس میں سے یاد کرے اور بچوں کو بھی یاد کروائے۔

❷ جب غصہ آئے تو "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھیں[2]

"میں اللہ کی پناہ چاہتی ہوں شیطان مردود سے۔"

اور فوراً پانی پی لیں اور اگر شوہر غصے میں ہو تو اس کو بھی پانی پلائیں۔

❸ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے، اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر اس سے غصہ نہ جائے تو لیٹ جائے۔"[3]

یقین کامل ہے کہ اس سے آگے کسی تدبیر کی ضرورت نہ ہوگی، کیوں کہ جب آدمی کھڑا ہوتا ہے تو زمین سے اس کے جسم کو بُعد (دوری) ہوتی ہے اور بیٹھنے میں

---

[1] مسلم، الأشربة، باب اداب الطّعام والشراب وأحكامها، رقم: ٢٠١٨

[2] بخاري، الأدب، باب ما يُنهى من السّباب واللّعن، رقم: ٦٠٤٨

[3] ابوداؤد، الأدب، باب ما يقال عند الغضب، رقم: ٤٧٨٢

زمین سے قرب ہو جاتا ہے اور لیٹنے میں اس سے بھی زیادہ زمین سے مل جاتا ہے اور زمین کی طبیعت میں حق تعالیٰ نے انکساری رکھی ہے اور وہ انکساری آدمی پر اثر کر جاتی ہے اور انکساری غصہ اور تکبر کی ضد ہے تو گویا یہ علاج بالضد ہوا۔

تجربے سے ثابت ہے کہ غصے میں بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ ایسی صورت بنائے کہ مارنا اور پکڑنا آسان ہو جائے، مثلاً: اگر لیٹے ہوئے کو غصہ آئے تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ غصہ ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے تو غصے کا طبعی مقتضیٰ یہ ہے کہ آدمی لیٹا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کو غصے کی اصلی ہیئت سے کچھ دوری ہے اور لیٹنے کو بہت زیادہ بُعد (دوری) ہے۔ یہ تعلیم عین فطری تعلیم ہوئی کہ غصے میں اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔[1]

(۴) غصے کو ضبط کرنے کے فضائل کو سوچیں، اگر شوہر کو غصہ آ جائے تو اس کو یہ فضائل یاد دلوائیں اور شوہر سے بھی کہیں کہ مجھے غصہ آئے تو آپ یہ فضائل یاد دلائیے گا:

(ا) "مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْفُذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ أَيِّ الْحُوْرِ الْعِيْنِ شَآءَ."[2]

تَرْجَمَہ: "جو شخص اپنے غصے کو جاری کر سکتا ہو، لیکن اسے پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے، یہاں تک کہ اسے اختیار دیں گے کہ جس بڑی آنکھوں والی حور کو چاہے پسند کر لے۔"

غور کیجئے......! کتنی بڑی فضیلت ہے، اس کو سوچئے اور غصے کے وقت اس کو

---

[1] ماخوذ از تحفۂ زوجین، ص ۱۶۲

[2] ترمذی، البرّ والصّلة، باب فی کظم الغیظ، رقم: ۲۰۱۱

خیال میں لے آیئے کہ اگر اس غصے کے گھونٹ کو پی لوں گی تو جنت میں حور عین ملے گی۔

(ب) اللہ تعالیٰ مؤمن بندوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَ إِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ [1]

ترجمہ: ''اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔''

(ج) اسی طرح اللہ تعالیٰ متقین (پرہیزگار) لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿أَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ [2]

ترجمہ: ''(وہ جنت جس کا پھیلاؤ سارے آسمان اور زمین ہیں، جو تیار کی گئی ہے ایسے متقی لوگوں کے لئے) جو کہ (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (ہر حال میں) فراغت میں (بھی) اور تنگی میں (بھی) اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ جل شانہ محبوب رکھتے ہیں نیکوکاروں کو۔'' [3]

فضائل صدقات میں ہے کہ ''اس آیت شریفہ میں مؤمنین کی ایک خاص مدح اور تعریف یہ بھی ذکر فرمائی کہ غصے کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور مؤمنین کی یہ بڑی اونچی اور خاص صفت ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب تیرے بھائی، بہن یا شوہر سے لغزش ہوجائے تو اس کے لئے ستر (۷۰) عذر پیدا کر اور پھر اپنے دل کو سمجھا کہ اس کے پاس اتنے عذر ہیں اور جب تیرا دل ان کو قبول نہ کرے تو بجائے اس شخص کے تو اپنے دل کو ملامت

---

[1] سورۃ الشوریٰ، آیت: ۳۷ [2] سورۃ آل عمران، آیت: ۱۳٤

[3] خلاصہ تفسیر از معارف القرآن: ۱۸٤/۲، آل عمران، آیت: ۱۳٤

کر کہ تجھ میں کس قدر قساوت اور سختی ہے کہ تیرا بھائی، بہن یا شوہر ستر (۷۰) عذر پیش کر رہا ہے اور تو ان کو قبول نہیں کرتا، اس لئے تیرا بھائی کوئی عذر کرے تو اس کو قبول کر، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس شخص کے پاس کوئی عذر پیش کرے اور وہ قبول نہ کرے تو اس پر اتنا گناہ ہوتا ہے جتنا چنگی کے محرر کو۔“[۱]

(د) ایک حدیث میں ہے کہ ”آدمی غصہ کا گھونٹ پی لے، اس سے زیادہ کوئی گھونٹ اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔“[۲]

یہ چار احادیث آپ ان کو سنائیں، دوسری بہنوں کو بھی اس کی ترغیب دیں اور بچوں کو یہ فضائل کاپی میں لکھوائیں۔

❺ امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْکُتْ“[۳]

تَرجَمَہٗ: ”جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آجائے تو اسے چاہئے کہ خاموش ہو جائے۔“

اس لئے غصے کے وقت بیوی شوہر کو خاموش ہونے کی ترغیب دے اور یاد دلائے کہ حضور اکرم ﷺ کا حکم ہے کہ غصے کے وقت خاموش ہو جائے اور ہم اور آپ حضور اکرم ﷺ کی بات مانیں گے تو اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کو یاد دلائیں کہ غصہ بری چیز ہے، یہ تو آگ ہے اور غصے کی آگ بجھانے کے لئے خاموش ہو جانا پانی کے مانند ہے۔ غصے کی آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو زبان سے خود کو اور دوسروں کو جلانے والے انگارے نکلتے ہیں۔

---

[۱] مراسیل ابی داود، باب الادب: ص۲۰، ماخوذ از فضائل صدقات، حصہ اوّل، فصل اوّل، آیات متعلقہ انفاق، آیت: ۱۲، ص۲۹

[۲] ابن ماجہ، الزھد، باب الحلم، رقم: ۴۱۸۹ — [۳] مسند احمد: ۲۳۹/۱، رقم: ۲۱۳۷

❻ امام احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"أَلَا اِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ تُوْقَدُ فِيْ جَوْفِ ابْنِ اٰدَمَ أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَ إِنْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَالْأَرْضَ الْاَرْضَ."[1]

تَرْجَمَۃ: "سن لو! غصہ ایک انگارہ ہے جو انسان کے دل میں سلگتا ہے، کیا تم غصہ ہونے والے شخص کی رگوں کے پھولنے اور اس کی آنکھوں کے سرخ ہونے کو نہیں دیکھتے ہو؟ پس جو شخص اس میں سے کوئی چیز محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ زمین کو لازم پکڑے زمین کو لازم پکڑے، (یعنی زمین پر لیٹ جائے اور قبر کو سوچے تا کہ اپنی اصلیت و حقیقت معلوم ہو جائے)۔

❼ جس کو غصہ زیادہ آتا ہو، اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ ایک کاغذ پر یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ لگا دے کہ اس پر آتے جاتے نظر پڑتی رہے، وہ عبارت یہ ہے:

"اللہ تعالٰی کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے کہ جتنی تجھ کو اس پر ہے، یعنی تجھ کو شوہر یا بچوں پر یا ملازموں یا شاگردوں پر یا اپنے نیچے والوں پر جتنی قدرت ہے، اللہ تعالٰی کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے، لہٰذا ایسا نہ ہو کہ سزا جرم سے زیادہ دے دی جائے اور اس پر دنیا اور آخرت دونوں میں پکڑ ہو، قیامت کے دن جرم اور سزا کو تولا جائے گا، اگر برابر برابر ہوئے تو جان بچ سکتی ہے ورنہ پکڑ ہوگی۔"

غصہ اسی پر آتا ہے جس کو آپ اپنے سے کم زور سمجھتی ہیں اور جب دوسرا طاقت ور ہو تو غصہ نہیں آتا، بل کہ اگر تیسرا بھی کوئی طاقت ور اور بڑا موجود ہو تو اس کے

---

[1] مسند احمد: ۲۲۸/۱۷ رقم: ۱۱۱۴۳

سامنے بھی غصہ نہیں آتا، لہٰذا جب اس لکھی ہوئی عبارت کو بار بار دیکھیں گی تو دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا استحضار ہوگا اور پھر غصہ نہیں آئے گا۔

کیوں کہ غصہ عقل کو ختم کر دیتا ہے، کئی قسم کی بیماریاں پیدا کرتا ہے اور آپس میں عداوتیں پیدا کرتا ہے۔ اگر غصہ کو پی لیں تو بہت بڑا ثواب ہے، اس کو دبا لیں تو اس کا بہت بڑا اجر ہے۔ اگر آپ ماں ہیں یا بچوں کی معلّمہ ہیں تو یہی ہدایات آپ کے لئے بھی ہیں۔ بہر حال ان سات تدبیروں کے ذریعے غصے پر قابو پانے کی کوشش کریں۔

قرآن حکیم کی ہدایت کے مطابق ہمارا فرض یہ ہے کہ کسی بے سوچی سمجھی حرکت کی بجائے غور اور فکر سے کام لیا جائے اور اصلاحی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر ایسا راستہ اختیار کیا جائے جو سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مؤثر ہو، یعنی جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف شوہر یا بچے یا شاگرد یا ملازم میں ندامت اور خود اپنی غلطی پر احساس پیدا ہونے لگے، دوسری جانب شوہر، والد اور معلّم کی طرف سے غم اور غصے کے بجائے محبت اور شفقت پیدا ہو، قرآن حکیم کی یہ تعلیم ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ

”برائی کو ایسی صورت میں جو بہت ہی عمدہ ہو دور کرو، اگر تم نے برائی دور کرنے کے لئے سوچ سمجھ کر ایسی صورت اختیار کی جو سب سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کو تم سے عداوت و دشمنی تھی، وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی پکا مخلص دوست۔“[1]

غصے کی بری بلا نے کئی خاندان اجاڑ ڈالے...... کئی لوگوں کی راتوں کی نیندیں خراب کیں...... کئی لوگوں کے دن کے اجالوں کو بے نور کیا...... کئی لوگوں کی خوشیوں پر پانی پھیر دیا...... کئی لوگوں کے سر سے سایہ ہٹا دیا...... کئی لوگوں کو دستِ شفقت سے محروم کر دیا...... اور اس میں صرف شوہر ہی کا غصہ نہیں، بل کہ شوہر کے غصے کے

---

[1] ترجمہ و مفہوم سورۃ حمٓ السجدۃ آیت: ٣٤

ساتھ بیوی کا بھی غصے سے جواب دینا اور برائی کا جواب برائی سے دینا، گھر اجاڑنے کے اسباب ہیں۔

اسی کو حضرت حکیم الامت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر ہے، اگر وہ دور ہو جائے تو یہ سچ مچ کی حوریں بن جائیں گی، وہ کسر کیا ہے کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے، ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے جیسے بچھو کے ڈنک کہ ذرا سی حرکت میں آدمی بل بلا جاتا ہے۔ مرد کے ساتھ جب ان کی گفتگو ہوتی ہے تو وہ بے چارہ ان سے رنج ہی اٹھاتا ہے۔ بس زبان چلائے جائیں گی، خواہ ایک بات بھی موقع کی نہ ہو، اگر محض بولنے، بک بک (بکواس) کرنے کا نام مناظرہ ہے تو گدھا بڑا مناظر ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کی ان تمام روحانی بیماریوں سے حفاظت فرمائے، آمین۔

وہ مرے معصوم سے کھلونے کثیف ہاتھوں نے توڑ ڈالے
وہ چند لمحے میں کیسے بھولوں!

اگر مندرجہ بالا تدابیر سے بھی جھگڑا ختم ہی نہ ہو تو علماء کرام اور بزرگوں سے ضرور مشورہ کرلیں۔ (کتاب کے اخیر میں ہم علماء کرام و مفتیان کے خط لکھنے کے پتے لکھ رہے ہیں، تاکہ دینی مسائل میں آپ ان سے راہ نمائی حاصل کرسکیں)

اب ہم یہاں آپ کے سامنے دو مختصر مکالمے مثال کے طور پر میاں بیوی دونوں کی غلطیاں بتانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ آپ ہی پڑھ کر فیصلہ کیجئے گا اور ایسی غلطیوں سے بچتی رہئے گا۔

ایسے امور سے متعلق کئی مسائل دار الافتاء میں روزانہ آتے ہیں جن میں دونوں اگر تھوڑی سی احتیاط کرلیں تو اچھا بھلا گھر برباد نہ ہو، اللہ تعالیٰ میاں بیوی کو توفیق عطا

---

[1] اصلاح خواتین: ۱۸۳

فرمائے اور ہر قسم کے شیطانی اور نفسانی حربوں سے اور ملامت وذلت کے اسباب سے حفاظت فرمائے، آمین۔

میاں بیوی کی معمولی سی غلطی جو ماچس کی تیلی کے برابر ہے، لیکن پورے گھر کو اس طرح آگ لگا دیتی ہے کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا، کہ اتنی چھوٹی سی بات جو بڑھ کر ایسی تباہی مچائے گی، وہ ہم اب مکالمہ کے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

مکالمہ مناظرہ

١

شوہر تھک کر گرمی برداشت کرتے ہوئے پریشان حال گھر پر آیا، گھنٹی بجائی، بیوی صاحبہ غسل خانے میں تھیں، دروازہ کھولنے میں دیر لگی، اب جب دروازہ کھولا تو اندر آکر شوہر نے دروازہ زور سے بند کیا۔

شوہر: ابے جاہل کہیں کی، جنگلی! تمہیں خیال نہیں آیا کہ آدھے گھنٹے سے گھنٹی بجا رہا ہوں، دھوپ کی وجہ سے باہر کھڑا نہیں ہوا جا رہا اور تمہیں پرواہ ہی نہیں۔

بیوی: جنگلی تم ہو یا میں، دو منٹ صبر نہیں ہوسکتا، میں باتھ روم میں تھی، ابھی تو میں نے گھنٹی کی آواز سنی، اور تمہیں تو دروازہ بند کرنا ہی نہیں آتا، اتنے زور سے بند کرتے ہیں؟

شوہر: ابے نالائق! تمہیں پتہ نہیں یہ وقت میرے آنے کا ہے، ابھی ہی غسل کرنا ضروری تھا......؟

بیوی: تمہیں کیا پتہ کہ گھر میں کتنے کام ہوتے ہیں، صبح سے بچے چین سے نہیں رہنے دیتے اور پھر تم آکر ایک الگ مصیبت بنتے ہو، ذرا ایک دن میری طرح کام کر کے تو دیکھو۔

شوہر: اچھا میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا، تم چلی جاؤ اپنی امی کے گھر۔

شوہر نے بیوی سے کہا چائے بنا دو! اب چائے بننے کے بعد کافی پتی پیالی میں رہ گئی، چھاننے میں خیال نہیں رکھا گیا۔

شوہر: نالائق! چائے بنانا بھی تم نے نہیں سیکھا، یہ بھی میں تم کو سکھاؤں؟

بیوی: کیوں کیا ہوا......؟

شوہر: یہ دیکھو کتنی ساری پتی بچی ہوئی ہے پیالی میں۔

بیوی: تو اتنا بھی تم سے برداشت نہیں ہوتا، خود ذرا پکا کر دیکھو تو پتہ چلے، آرڈر دینا تو بہت آسان ہے، تمہارا خیال رکھوں، بچوں کو جواب دوں، کھانا پکاؤں، کیا کیا کروں......؟

شوہر: ارے بے وقوف، بدتمیز! میرے سامنے بولتی ہو، شرم نہیں آتی، اب تم میرے گھر میں نہیں رہ سکتیں، نکل جاؤ یہاں سے۔

اتنی چھوٹی سی بات پر لمبا چوڑا جھگڑا ہوا، اڑوس پڑوس والے جمع ہوگئے اور غصے میں مرد نے بیوی کو ایسے الفاظ کہہ دیئے جو نہیں کہنے چاہئے تھے اور میاں بیوی میں ہمیشہ کے لئے جدائی ہوگئی۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے اور پورے واقعہ پر غور کیجئے! ایک اگر خاموش ہو جاتا تو بات دور تک نہ پہنچتی، فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اور تمام بہنوں کی ایسی غلطی سے حفاظت فرمائے، کسی کے گھر لڑائی جھگڑے کی آگ نہ لگے۔ ہم نے اپنی والدہ محترمہ اور گھر کی بڑی عورتوں سے یہ دعا اکثر سنی ہے:

"اللہ تعالیٰ دشمن کے گھر میں بھی میاں بیوی میں جھگڑے سے حفاظت فرمائے" یاد رکھئے! میاں بیوی میں نااتفاقی و ناچاقی سے دین و دنیا کے تمام کام خراب ہو جاتے ہیں۔

شوہر کا غصہ اور سمجھ دار بیوی کی حکمتِ عملی

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنی بیوی کو نصیحت

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی بیوی سے کتنی پیاری بات کہی تھی، فرمایا: ”تم جب مجھے ناراض دیکھو تو تم مجھے منا لینا اور اگر میں تمہیں ناراض دیکھوں گا تو میں تمہیں منانے کی کوشش کروں گا، ورنہ ہماری گاڑی ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔[1]“

شوہر کی طرف سے نئی دلہن کو تحفہ ”چار حکمت کی چوڑیاں“

ایک شوہر نے اپنی نئی نویلی دلہن کو چار اشعار میں بہت ہی اچھے اور پیارے انداز میں نصیحتیں کی تھیں۔ ہم ان کو ہر مسلمان بہن (کے لئے دلہن بننے سے پہلے اور اگر بن چکی ہو تو اب ان) کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

خُذِ الْعَفْوَ مِنِّیْ تَسْتَدِیْمِیْ مَوَدَّتِیْ
وَلَا تَنْطِقِیْ فِیْ وَقْتِ حِیْنَ أَغْضَبُ

تَرْجَمَہ: ”اگر کبھی مجھ سے غلطی ہو جائے تو معافی اور چشم پوشی سے کام لینا، تاکہ تیری محبت میرے دل میں برقرار رہے اور جب میں غصے میں ہوں تو اس وقت میرے سامنے جواب بالکل مت دینا۔“

وَلَا تَنْقُرِیْنِیْ نَقْرَکِ الدُّفَّ مَرَّةً
فَإِنَّكِ لَا تَدْرِیْنَ کَیْفَ الْمَغِیْبُ

تَرْجَمَہ: ”اور مجھے اس طرح مت بجانا جس طرح تم دف بجاتی ہو،

---

[1] ماخوذ از اسلام اور شادی

تمہیں کیا معلوم کہ اس میں سے کیسی آواز نکلتی ہے (یعنی اگر تم غصے کے وقت چپ نہ ہوئیں تو ہوسکتا ہے کہ میرے منہ سے ایسی بات میری بے احتیاطی کی وجہ سے نکل جائے جس سے عمر بھر تمہیں بھی پریشانی اٹھانا پڑے اور مجھے بھی، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد و عورت کی حفاظت فرمائے)۔"

وَلَا تُكْثِرِي الشَّكْوٰى فَتَذْهَبَ بِالْهَوٰى
وَيَابَاكِ قَلْبِيْ وَالْقُلُوْبُ تَتَقَلَّبُ

ترجمہ: "اور شکوے شکایتوں کی کثرت بھی نہ کرنا (یاد رکھنا کہ یہ اتنی بری چیز ہے کہ) اس سے (میاں بیوی کے درمیان) محبت ختم ہو جاتی ہے۔ (اللہ آپ کی حفاظت فرمائے، اگر آپ بھی اس میں مبتلا ہیں) تو میرا دل آپ سے نفرت کرنے لگے گا اور دلوں کو بدلنے میں دیر نہیں لگا کرتی۔"

فَإِنِّيْ رَأَيْتُ الْحُبَّ فِيْ الْقَلْبِ وَالْأَذٰى
إِذَا اجْتَمَعَا لَمْ يَلْبَثِ الْحُبُّ يَذْهَبُ [1]

ترجمہ: "میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ شوہر کی طرف سے محبت اور بیوی کی طرف سے نافرمانی تکلیف (یا شکوہ شکایت کی کثرت یا شوہر کے غصے کے وقت خود بھی غصے میں آ جانا یہ) دونوں باتیں اگر جمع ہو جائیں تو شوہر کی محبت ایسی بیوی سے ختم ہو جاتی ہے۔"

اب اس بات کی مزید وضاحت کے لیے ایک واقعہ ہم نقل کرتے ہیں۔ کسی محکمہ کے انچارج آفیسر نے "ولید" کو طلب کیا اور اس کے کسی ناکردہ گناہ پر اسے تنبیہ کی، جب کہ ولید کو اپنی صفائی میں کچھ کہنے یا اپنے موقف کی وضاحت کا کوئی

---

[1] تحفة العروس: ص ١٢٥، ١٢٦، المرأة المثالية: ص ٢٥

موقع نہیں ملا، اس لئے جب وہ آفس سے گھر لوٹا تو اس کا پارہ چڑھا ہوا تھا اور غصہ دبانے کی کوشش میں اس کا سینہ گویا ابل رہا تھا۔ گھر پہنچتے ہی چوں کہ اسے اپنا پرانا موزہ اس جگہ پر نظر نہ آیا جہاں وہ رکھ کر گیا تھا، اس لئے وہ بیوی پر برس پڑا۔

اس کی بیوی بڑی ہوشیار اور سمجھ دار تھی اس نے بھانپ لیا کہ آج اس کا شوہر عام دنوں سے بدلا بدلا نظر آتا ہے، اس لئے اس نے سردست چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اتنی دیر انتظار کیا جب تک کہ دونوں کھا پی کر فارغ نہ ہو جائیں۔ چناں چہ جب دونوں فارغ ہوگئے اور اطمینان سے بیٹھ گئے تو اب بیوی نے رفتہ رفتہ اس پریشان کن کیفیت اور ناگہانی مصیبت کو باتوں باتوں میں جاننا چاہا۔

ابھی بیوی نے اپنے شوہر کی مصروفیات اور اس کے تکان سے متعلق چند ہی باتیں کہی تھیں کہ شوہر کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس کے دل کا بوجھ اتر گیا اور اس نے بڑی راحت محسوس کی اور جب سونے کا وقت آیا تو واقعے سے متعلق شوہر کا ذہن صاف اور اس کا مزاج بالکل بدل چکا تھا اور اسے پورا احساس تھا کہ اس کی بیوی نے اس کا غم دور کرنے کے لئے اسے بے انتہا پیار دیا ہے اور محبت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔

غور کیجئے......! روز مرہ کی زندگی میں دل جمعی اور سکون حاصل کرنے کا یہ ایک معمولی سا گُر ہے، جس کا برے حالات اور ناگوار دنوں میں ہم جب چاہیں تجربہ کر سکتے ہیں اور اس طریقے کو اپنی زندگی میں مفید پا سکتے ہیں۔ چناں چہ مذکورہ بالا واقعے میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ولید کی بیوی اگر اپنے شوہر کی مزاج شناس نہ ہوتی تو اس کے خاوند کا بدلتا مزاج ہرگز اس کے حسب حال نہ ہوتا اور اگر بحالی اور درستی کے لئے وہ روتی، گڑگڑاتی یا اس کے ساتھ حجت اور لڑائی کرتی تو اس کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا، بل کہ ایسا ہوتا کہ ایک چھوٹی سی چنگاری بڑی صورت اختیار کر جاتی اور بات بگڑ جاتی۔

شوہر بسا اوقات باہر کی پریشانیوں کا غصہ آپ کی کسی چھوٹی سی غلطی کو بہت بڑا جرم بنا کر پیش کرے گا:

ہوسکتا ہے اس کو آج ملازمت سے نکال دیا گیا ہو،

ہوسکتا ہے گھر آتے ہوئے گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہو،

ہوسکتا ہے کل پیمنٹ (رقم) دینی ہے اور اس کے پاس پیسے نہیں ہوں وغیرہ وغیرہ تو ایسے میں شوہر باہر کا غصہ گھر پر اتارتا ہے تو سمجھ دار بیوی اس وقت ہرگز کسی بات کا بھی جواب نہ دے، اور تسلی دے کہ فکر نہ کریں، ان شاء اللہ شیطان کی ساری چالیں ناکام ہو جائیں گی۔

بعض اوقات بڑے بڑے جھگڑے مثلاً: طلاق، خلع، ناراضگی و کشیدگی، میکے جا کر بیٹھ جانا یا سسرال والوں کا نہ بلانا، عموماً ان معمولی چیزوں ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

لہٰذا سمجھ دار بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے غصے کے وقت اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور شیطان کو بیچ میں کسی طرح آنے کا موقع نہ دے، خصوصاً جب شوہر گھر میں آئے، اس وقت پہلے پانی کا گلاس پیش کر کے اس کی تھکاوٹ دور کرنے کی کوشش کرے، اگر خلاف مزاج واقعہ پیش آئے تو صبر کرے اور کہہ دے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، آئندہ خیال رکھوں گی۔ شوہر جب گھر میں داخل ہو تو پانی پلائے بغیر یا کھانا کھانے سے پہلی کوئی بات نہ کرے، پہلے پانی پی لے، پھر کھانا کھالے، پھر کسی فون کی یا کسی اور چیز کی اطلاع دے۔

اللہ تعالیٰ میاں بیوی دونوں کو سمجھ اور صبر و تحمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

عمرانیات اور سماجی علوم کے ماہرین (جن کا موضوعِ بحث، خاندان اور خاندانی امور ہے) اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ ازدواجی زندگی میں ناچاقی اور اختلاف غیر متوقع نہیں۔ انہوں نے ایک چارٹ تیار کیا ہے جس میں کم و بیش ساٹھ ایسے

جھگڑے جن کو "میاں" بیوی کے سر یا "بیوی" میاں کے سر ڈالتی ہے، لیکن ان کی نوعیت ہرگز ایسی نہیں ہوتی جو پریشانی کا باعث ہو، کیوں کہ صورتحال تو یہی ہے کہ جس ازدواجی زندگی میں لڑائی جھگڑا نہ ہو، ہماری نظر میں بڑی اہمیت کی حامل اور لائقِ تحقیق وجستجو ہے اور بخوبی جائزہ اور تلاش کے بعد ہمیں محسوس ہوگا کہ میاں یا بیوی تنہا کسی ایک کا قول قابلِ اعتماد یا صداقت پر مبنی نہیں ہوسکتا، کیوں کہ خانگی جھگڑے یا ازدواجی ناچاقیاں فطری ہیں اور انہیں ہونا چاہیے، لیکن سمجھ دار میاں بیوی دانش مندی کے ساتھ اس کو حل کریں۔

شوہر کی بے تکی باتیں اور سمجھ دار بیوی کا جواب

بعض اوقات کم سمجھ شوہر اپنی والدہ یا اپنی بہن سے بیوی کے رشتہ داروں کے متعلق صحیح یا غلط خبر سن کر بیوی کو طعنہ دیتا ہے کہ تمہارے بھائی ایسے، تمہاری بہن ایسی اور تمہارے والدین ایسے ایسے ہیں اور چوں کہ ہر بیوی کو اپنے والدین سے فطری محبت ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ اسی محبت کے جذبے کے تحت بیوی ان باتوں کے جوابات دیتے ہوئے شوہر کی ذات پر اور کبھی شوہر کے والدین پر باتوں سے حملہ کر دیتی ہے اور اس طرح شیطان کو اس گھر میں داخل ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔ اچھے بھلے میاں بیوی محبت سے زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن ایک دوسرے پر سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر حملہ کر کے دونوں نے اپنی زندگی خراب کر لی۔

لہٰذا سمجھ دار بیوی کو چاہیے کہ اپنے والدین اور بھائی بہنوں کی طرف سے مدافعت کرنے کی بجائے یا اپنی ساس اور نند کے عیوب کھولنے کے بجائے خاموش ہو جائے اور یہ کہہ دے کہ اگر آپ کو میرے والدین یا کسی بھی رشتہ دار سے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں ان کی طرف سے معافی مانگتی ہوں اور میں ان کو سمجھا دوں گی کہ آئندہ ایسا نہ کریں اور آپ بھی ان کو دل سے معاف کر دیں، لیکن میری رائے یہ

ہے کہ انہوں نے کوئی غلطی کی ہے یا کسی کے ساتھ برا کیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے اور ان کا معاملہ ہے، ہم اپنا گھر ان کی وجہ سے کیوں برباد کریں......؟

اگر ہم بھی ان کی وجہ سے آپس میں جھگڑیں گے تو اس سے پہلا جھگڑا تو ختم نہیں ہوگا، بل کہ اب دو جھگڑے اٹھ جائیں گے اور دو برائیاں پیدا ہو جائیں گی، لہٰذا عقل مندی کا تقاصہ یہ ہے کہ ہم ان کی برائی کو اچھے طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کریں، نہ یہ کہ آپس میں بحث و مباحثہ کر کے آپس کے اختلاف کو جنم دیں اور ایک برائی کو ختم کرنے کی بجائے دو برائیاں وجود میں لے آئیں۔ اسی سلسلے میں ہم ایک واقعہ مسلمان بہنوں کے لئے مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس واقعے کو پڑھنے سے ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور اس نیک عورت کی یہ مبارک صفت تمام مسلمان بہنوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

واقعہ: ایک دن خالد بن یزید نے کسی رشتہ دار کے سامنے اپنے برادرِ نسبتی (یعنی بیوی کے بھائی) کے متعلق سخت الفاظ کہے، ان کی بیوی رملہ بنت زبیر اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی، وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی۔ خالد نے جب سب کچھ کہہ ڈالا، پھر بھی اس کے غصے کی آگ نہ بجھی تو اس نے اپنی اہلیہ (رملہ) سے خطاب کرتے ہوئے کہا: کیوں! تم نے کچھ کہا نہیں، کیا میری بات کا تمہیں بھی اعتراف ہے کہ تمہارا بھائی واقعۃً ایسا ہی ہے، اس لئے چپ بیٹھی ہو یا میری بات تمہیں ناگوار گزری اور جواب نہ دینا پڑے، اس لئے تم خاموش ہو؟

رملہ نے کہا:

"لَاهٰذَا وَلَا ذَاكَ! وَلٰكِنَّ الْمَرْاَةَ لَمْ تُخْلَقْ لِلدُّخُوْلِ بَيْنَ الرِّجَالِ، إِنَّمَا نَحْنُ رِيَاحِيْنُ لِلشَّمِّ وَالضَّمِّ، فَمَا لَنَا وَ لِلدُّخُوْلِ بَيْنَكُمْ؟"

ترجمہ: "میرے پیش نظر نہ یہ رخ ہے نہ وہ۔ بات یہ ہے کہ ہم

عورتوں کا کام مردوں کے درمیان دخل دینا نہیں، نہ ہم اس لئے پیدا کی گئی ہیں، ہماری حیثیت تو خوش بودار پودوں اور پھولوں کی سی ہے جو سونگھنے اور نظروں کو بھانے کے لئے سمیٹے جاتے ہیں، اس لئے تم مردوں کے معاملات میں دخل اندازی سے ہمیں کیا واسطہ۔"

خالد کو اپنی بیوی کا یہ جملہ اتنا پسند آیا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آکر بیوی کی پیشانی کو چوما اور بہت ہی خوش ہوا اور جو دل میں اپنے برادرِ نسبتی (سالے) کے متعلق ناگواری تھی، وہ بھی ختم ہوگئی۔[1]

اسی لئے حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنے فیصلوں میں فرماتے تھے۔

"أَلْمَرْأَةُ الْعَاقِلَةُ تَبْنِيْ بَيْتَهَا، وَالسَّفِيْهَةُ تَهْدِ مُهَا "[2]

ترجمہ: "سمجھ دار عورت اجڑے ہوئے گھر کو آباد کرتی ہے اور ناسمجھ عورت بنے بنائے آباد گھر کو ویران کردیتی ہے۔"

غور کیجئے! کتنی سمجھ دار بیوی تھیں، اگر اس وقت جواب دینے لگ جاتیں اور اپنے بھائی کی صفائی پیش کرتیں تو اس کے چند ہی جملے خالد کے غصے کے ایندھن پر ماچس کی تیلی کا کام دیتے اور بات بہت آگے بڑھ جاتی، مگر اس سمجھ دار عورت نے عقل مندی سے دو ایسے میٹھے بول بولے جس نے شوہر کے غصے اور ناگواری کی اس آگ پر موسلا دھار بارش کا کام دیا اور ایسی سمجھ داری سے بات کی کہ بھائی کی عزت پر بھی کوئی دھبہ نہ آنے دیا اور بھائی کا ساتھ دیتے ہوئے شوہر کو بھی ناراض نہ کیا، بل کہ ان دونوں کے بیچ سے ایسا راستہ نکالا کہ خود بھی محفوظ ہوگئیں اور اپنے شوہر کو بھی غیظ وغضب کی آگ سے نجات دلائی۔ کیا ہے ہماری مسلمان بہنوں کے لئے اس عقل مند خاتون رملہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعے میں کوئی عبرت؟

---

[1] المرأة المثالية: ص ١٦ [2] المرأة المثالية: ص ٢٦

کاش! مسلمان بہنیں اپنے اسلاف کی مبارک عادتوں کو اپنائیں جن سے ان کا گھر جنت کا نمونہ، خوشیوں کا مجموعہ اور نور و محبت کا گل دستہ بن جائے، اسی طرح بعض عورتوں کی ذکاوت اور ہوشیاری کے قصے اور بھی مشہور ہیں۔

اجازت طلب کرنے کے آداب

(الف) پہلے سلام کیا جائے پھر اجازت طلب کی جائے

حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ بنو عامر کے ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، ان صاحب نے عرض کیا: ''کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے ارشاد فرمایا: ''ان صاحب کے پاس جا کر ان کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور ان سے کہو کہ وہ یوں کہیں ''السلام علیکم! کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟''

ان صاحب نے یہ بات سن لی اور فوراً عرض کیا: ''السلام علیکم! کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو داخل ہونے کی اجازت دے دی اور وہ اندر آگئے۔[1]

(ب) اجازت طلب کرتے وقت اپنا نام یا کنیت یا لقب ذکر کرنا چاہیے

بخاری میں معراج سے متعلق مشہور حدیث میں یہ آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے آسمانِ دنیا کی طرف لے گئے اور وہاں جانے کی اجازت طلب کی تو ان سے پوچھا گیا کہ کون ہے؟ انہوں

[1] ابوداؤد، الأدب، باب کیف الاستئذان؟ رقم: ۵۱۷۷

نے فرمایا: ''جبرئیل'' پوچھا: آپ کے ساتھ کون ہے؟. انہوں نے فرمایا: محمد (ﷺ) پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور پھر تیسرے پر اور ہر آسمان کے دروازے پر یہی سوال ہوتا کون ہے؟ وہ فرماتے: جبرئیل۔''[1]

اسی طرح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ جب نبی کریم ﷺ ایک باغ کے کنویں پر تشریف فرما ہوئے، اتنے میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور اجازت طلب کی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا: ''کون صاحب ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''ابوبکر''، پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور اجازت مانگی، حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا ''کون ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''عمر''، پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔''[2]

اسی طرح بخاری میں حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''میں ہوں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں ہوں، میں ہوں کیا ہوتا ہے؟'' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ''میں'' مجمل کلمہ آپ کو ناپسند ہوا۔[3]

نوٹ: اس لئے چاہئے کہ نام بتائیں کہ میں فلاں ہوں، آپ سے یا فلاں سے ملنا چاہتا ہوں۔

(ج) تین مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہئے

بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

---

[1] بخاری، مناقب الأنصار، بابُ المِعْراجِ، رقم: ۳۸۸۷

[2] بخاری، فضائل أصحاب النّبی، باب مناقب عمر بن الخطّاب، رقم: ۳۶۹۳

[3] بخاری، الاستئذان، بابٌ إذا قال من ذا فقال انا، رقم: ۶۲۵۰

ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اجازت تین مرتبہ طلب کرنا چاہئے، پھر اگر اجازت مل جائے تو بہت اچھا، ورنہ واپس ہو جاؤ۔''[1]

بہتر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ، دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ اجازت طلب کرنے کے درمیان اتنا وقفہ ہو کہ جس میں انسان چار رکعت پڑھ لے، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ جس سے اجازت طلب کی جارہی ہے وہ نماز پڑھ رہا ہو یا قضائے حاجت کے لئے گیا ہوا ہو۔

(د) بہت زور سے دروازہ نہیں کھٹکھٹانا چاہئے

خاص طور پر اس وقت جب اس مکان کا مالک اس کا والد ہو یا استاذ ہو یا اور کوئی بزرگ ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کے دروازے کو انگلیوں سے کھٹکھٹایا جاتا تھا''[2] چناں چہ سلفِ صالحین اپنے بزرگوں کے دروازوں کو ناخن سے کھٹکھٹایا کرتے تھے، جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے باادب تھے اور دوسروں کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے، یہ مندرجہ بالا طریقہ اس شخص کے لئے تو بہت اچھا ہے جس کی نشست دروازے کے قریب ہی ہو، لیکن جس کا کمرہ وغیرہ دروازے سے دور ہو تو اس کا دروازہ اتنی آواز سے کھٹکھٹانا چاہئے جس سے مقصد حاصل ہو جائے اور گھر والا اس کی آواز کو سن لے اور اگر دروازے پر آج کل کی طرح گھنٹی لگی ہو تو اسے آرام سے آہستہ سے بجانا چاہئے، تاکہ اندر والوں کو گھنٹی بجانے والے کی نرم مزاجی، عمدہ اخلاق اور حسنِ معاملے کا اندازہ ہو جائے۔[3]

---

[1] بخاري، الاستئذان، بابُ التّسليم والاستئذانْ ثلاثًا، رقم: ٦٢٤٥

[2] الادب المفرد، باب قرع الباب، رقم: ١٠٨٠، ص: ٣١٦

[3] اسلام اور تربیت اولاد، ص: ٤٤١

نامہربان شوہر کو مہربان بنانے کا طریقہ

اگر غصے میں شوہر تم کو برا بھلا کہے تو تم برداشت کرو اور بالکل جواب نہ دو، چاہے وہ کچھ بھی کہے، تم چپ بیٹھی رہو، غصہ اترنے کے بعد دیکھنا خود شرمندہ ہوگا اور پھر کبھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ ہوگا اور اگر تم بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی، پھر نہ معلوم نوبت کہاں تک پہنچے۔[1]

یہ ہزاروں کتابوں کے مصنف، اس دور کی عورتوں کی نفسیات اور اس کے علاج سے خوب واقف اور قرآن وسنت کے علوم کے ماہر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی نصیحت ہے، اللہ کرے کہ عورتیں اس پر عمل کر کے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنالیں، آمین۔

اس لئے کہ یہ زبان درازی ایسا مرض ہے کہ جس کی بناء پر سینکڑوں مرد، عورتوں کی زبان درازی سے بیزار ہو کر غلط راہ پر چل پڑے، بے وقوف عورتیں صرف اپنی بدزبانی سے مہربان شوہروں کو نامہرباں بنا دیتی ہیں۔ شریف اور ہمدرد شوہر کا دل بیوی کی طرف سے صرف اس لئے خراب ہو جاتا ہے کہ بیوی بک بک کر کے ہمیشہ اس کو پریشان اور تنگ کرتی رہتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی بھی شوہر اپنی بیوی کی سخت بات برداشت نہیں کرسکتا۔ بیوی کو ایسی امید ہرگز نہیں رکھنی چاہئے کہ شوہر اس کی بدکلامی کو شربت کا گھونٹ سمجھ کر پی جائے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عورت بہت زبان دراز تھی، خاوند اس کو بہت مارتا تھا، مار کھاتے کھاتے بھی بولتی ہی رہتی، آخر تنگ آکر ایک بزرگ کے پاس گئی کہ مجھے ایسا تعویذ دے دیجئے کہ جس کے اثر سے میرا خاوند مجھے مارا نہ کرے، میرا تابع دار بن جائے، مجھ سے محبت کرے

[1] بہشتی زیور، ص: ۴۱

اور گھر میں جھگڑا نہ ہو۔ (وہ بزرگ سمجھ گئے کہ یہ عورت زبان درازی کرتی ہوگی اسی لئے پٹتی ہے) ان بزرگ نے فرمایا: ''اچھا تم تھوڑا پانی لے آؤ اسے پڑھ دوں گا'' چناں چہ پڑھ دیا اور فرمایا: جب خاوند غصہ ہوا کرے تو اس میں سے ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ پھر نہیں مارے گا۔

چناں چہ وہ ایسا ہی کرتی، جب خاوند غصہ ہوتا تو منہ میں پانی کا گھونٹ لے کر بیٹھ جاتی، اب بول تو سکتی نہیں، منہ کو تالا لگ گیا، آخر تھوڑے ہی دنوں میں میاں راضی ہوگیا اور اس کا غصہ آہستہ آہستہ ختم ہوگیا۔ اب یہ عورت دوبارہ ان بزرگ کی خدمت میں آئی اور کہا: الحمد للہ! میرا مسئلہ حل ہوگیا، آپ نے پانی پر دم کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے میرے شوہر کے دل کو نرم بنا دیا، ان بزرگ نے فرمایا: یہ چپ رہنے کا کمال ہے۔

عورت کی شکل وصورت اور طبیعت وفطرت ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ اس سے کتنی ہی بڑی غلطی ہو جائے اور یہ نرمی سے معافی طلب کر لے تو مرد معاف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اس کے بغیر مرد کے لئے چارہ ہی نہیں، اس کے معافی مانگنے کے بعد اس کے پاس مواخذہ کا کوئی جواز ہی نہیں رہتا۔

عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ شیریں زبان ہو، شیریں زبانی ایک ایسی عمدہ اور ایک ایسی دل کش خوبی ہے کہ اس سے اچھے سے اچھے اور بڑے سے بڑے لوگ بھی تابع ہو جاتے ہیں، کہاوت مشہور ہے کہ:

''زباں شیریں تو ملک گیری'' ......

میٹھی اور شیریں زبان سے تو انسان ہاتھی کو بھی ایک بال سے باندھ سکتا ہے۔ شیریں زبانی سے انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ میٹھی زبان ایک ایسا جادو ہے جو ہمیشہ اپنے سامنے والے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ شیریں زبان عورت کے عیبوں کو بھی لوگ بھول جاتے ہیں۔ ایک عورت میں دنیا بھر کی خوبیاں ہوں، لیکن اگر وہ بدزبان ہو تو

اس کی ساری خوبیوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اگر عورت چاہے تو شیریں زبانی کے جادو سے نامہربان شوہر کو بھی مہربان بنا سکتی ہے۔

عورت شیر کو بہلا سکتی ہے تو شوہر کو کیوں نہیں؟

اپنی چالاکی سے اگر عورت شیر پر حملہ کرنا چاہے تو شیر کو بھی قابو کر سکتی ہے تو شوہر کو قابو کیوں نہیں کر سکتی؟

مشہور ہے کہ ایک عورت کا شوہر سے ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اپنی کسی سہیلی کو یہ ماجرا سنایا تو سہیلی نے کہا: کسی ذہین تجربہ کار آدمی کے پاس جاؤ، وہ تمہیں صحیح مشورہ دے گا۔ وہ ایک تجربہ کار آدمی کے پاس گئی اور روز روز کے جھگڑوں کی شکایت کرنے لگی کہ ہمارے ہاں پتہ نہیں جادو ہے یا جنات ہیں کہ ہم گھر میں چین سے بیٹھ ہی نہیں سکتے، سفر میں بھی ہم دونوں لڑتے ہی رہتے ہیں، بات بات پر شوہر کو غصہ آجاتا ہے، پھر مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔

اس شخص نے کہا: تمہارا علاج بہت آسان ہے، لیکن ایک شرط یہ ہے کہ تم شیر کی گدی سے تین بال لے آؤ۔

عورت وہاں سے گئی اور سوچتی رہی کہ کیا ترکیب کی جائے جس سے شیر کے تین بال مل جائیں۔ چڑیا گھر میں شیر پنجرے میں بند تھا، وہاں جاتی، دور کھڑے کھڑے دیکھتی رہتی، ہمت نہ ہوتی، پھر ایک دن گوشت لے کر گئی، پنجرے میں گوشت پھینکا، شیر نے کھا لیا، اب تھوڑا سا ڈر ختم ہوا تو روزانہ وقت مقررہ پر گوشت لے کر جاتی، پہلے دور سے پھینکتی پھر نزدیک سے، یہاں تک کہ جب وہ کھاتا تو پنجرے میں ہاتھ ڈال کر اس کی گدی پر پیار کرنے کی کوشش کرتی۔

جب شیر کافی مانوس ہوگیا تو گدی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تین بال زور سے کھینچ لئے اور اس شخص کے پاس لے آئی۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ واقعۃً شیر کے بال

لے کر آگئی ہے تو اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا:

''ہائے افسوس! میری محترمہ بہن! تو شیر کو قابو کر سکتی ہے، اس کو مانوس کر کے اس کے تین بال لاسکتی ہے تو کیا اپنے شوہر کو مانوس نہیں کر سکتی، کسی بھی تدبیر کے ذریعے اس کو راضی نہیں کر سکتی؟

روزانہ شیر کو کھانا وقت پر پہنچا کر اس کو تو نے اپنے سے مانوس کر لیا، اسی طرح شوہر کے مزاج کی رعایت کر کے اس کو مانوس کر لو، بس یہی تمہاری ساری بیماریوں کی دوا اور ساری پریشانیوں کا علاج ہے۔ تمہارا شوہر شیر سے تو زیادہ سخت نہیں ہے، پھر کیا وجہ ہے تم اس کو قابو نہ کر سکیں۔ بہن! ہمت کرو اور آئندہ خیال کرو۔''

اس عورت نے خوش ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور آئندہ شوہر کے ساتھ اچھے سلوک کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ اللہ کرے کہ مسلمان بہنیں اس واقعے سے عبرت حاصل کریں، آمین۔

میاں بیوی کے جھگڑوں کے خاتمے کے لئے دو اصول

اگر عورت ان دو باتوں کو اپنا لے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ میاں بیوی کے بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں، بہت سی نااتفاقیاں ...... ناچاقیاں ...... ظلم و زیادتی ...... ناراض ہو کر میکے چلے جانا ...... معصوم بچوں پر غصہ نکالنا ...... ان کو ڈانٹنا ...... پٹائی کرنا، خلع لینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا یہ سب خرابیاں ان دو اصولوں پر عمل کرنے سے عزت و شفقت، ایثار و برداشت، چشم پوشی، اکرام و احترام، شفقت و نرمی سے بدل جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد دونوں میں محبت بھی پیدا ہو جائے گی۔

پہلا اصول: یہ ہے کہ بیوی ''جی ہاں'' لفظ بولنا سیکھ لے، ہر وقت ''جی ہاں''! ''جی ہاں'' کہے (سمجھانے کے لئے یہ بات کہی جارہی ہے کہ) شوہر دن کو کہے رات ہے

تو بھی جھگڑے سے بچنے کے لئے کہے جی ہاں! وہ رات کو کہے کہ دن ہے تو بھی کہے جی ہاں! جیسے آپ کہہ رہے ہیں، وہی صحیح ہے۔ شوہر کہے آج یہ پکانا ہے کہے جی ہاں! وہ کہے کہ آج یہاں جانا ہے کہے جی ہاں! وہ کہے یہاں تم نہیں جاؤ گی، کہے جی ہاں! فلاں کی کل ضیافت (دعوت) میں تم کو نہیں جانا کہے جی ہاں! وہ کہے کہ آج تمہارے سگے بھائی کے نکاح کی جو تقریب ہے، اس میں تم نہیں جاؤ گی تو کہے جی ہاں! میں بالکل نہیں جاؤں گی، جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا، سگے بھائی سے آپ کا حق زیادہ ہے، آپ نے منع کر دیا تو کیسے جا سکتی ہوں۔ اب اس دوران اللہ تعالیٰ سے مانگئے، ہو سکے تو دو رکعت نماز نفل پڑھئے اور پھر دعا مانگئے کہ اے اللہ! سارے انسانوں کے دل آپ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہیں، آپ جیسے چاہیں پھیر دیں۔

اے اللہ! میری ضرورت پوری فرمانے کا آپ فیصلہ فرما دیجئے۔ جب آپ فیصلہ کر دیں گے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر اس میں خیر نہیں تو میرے دل سے اس ضرورت کی خواہش نکال دیجئے، پھر جب شوہر کا موڈ ٹھیک ہو جائے تو اس وقت کہے کہ مناسب ہوگا کہ آپ مجھے بھائی کی شادی میں جانے دیں، آج ان کے گھر میں خوشی کا موقع ہے، میں نہ جاؤں گی تو ان کی خوشی مکمل نہ ہوگی، اگر آپ اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

الغرض اسی طرح اپنی ضرورتوں اور دل کی چاہتوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کروائیں اور اگر پھر بھی وہ راضی نہ ہو تو صبر کر لیں اور ان کی بات مان لیں، چند دنوں تک ان کی بات مان لینے سے ان کو آپ پر ایسا اعتماد پیدا ہو جائے گا کہ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کی باتوں کو بھی رد نہیں کریں گے اور ہر کام میں آپ سے مشورہ کر کے چلیں گے، بل کہ آپ کے اشارہ کے موافق چلیں گے۔

چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو بڑا بنایا ہے تو مرد فطرۃً یہ چاہتا ہے کہ میری بات

مانی جائے، اس لئے فیصلہ اسی کا ماننا ہوگا۔ ہاں تم اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہو اور اسلام نے مرد کو یہ ہدایت بھی دے رکھی ہے کہ وہ حتی الامکان تمہاری دل داری کا خیال بھی کرے، لیکن فیصلہ اسی کا ہوگا، لہٰذا اگر یہ بات ذہن میں نہ ہو اور آپ یہ چاہیں کہ ہر معاملے میں فیصلہ میرا چلے تو یہ صورت فطرت، شریعت، عقل اور انصاف کے بھی خلاف ہے اور اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ اب بیوی اگر ان کو بڑا سمجھ کر دل چاہے یا نہ چاہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی خاطر ان کی ہر جائز بات کو مان لے اور جو وہ کہیں، کر کے دکھادے، ان کو زندگی بھر یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ تم نے میری بات کیوں نہیں مانی، فلاں فلاں وقت پر تم نے مجھ کو ناراض کیا۔

اے مسلمان بہن! جب تم اپنے گھر سے رخصت ہو کر کسی کی بیوی بن کر آئی ہو تو کسی باپ کی اس نصیحت کو دماغ کے خلیوں، دل کی رگوں اور آنکھوں کی پتلیوں میں ہمیشہ مرتے دم تک پیوست رکھنا اور اس کو مت بھولنا، بل کہ ہمیشہ یاد رکھنا۔

اے لختِ دل! لختِ جگر، ماں باپ کی تو نورِ نظر
اے میرے گھر کی چاندنی، آنکھوں کی ٹھنڈی روشنی
نصیحت باپ کی یہ یاد تم رکھو مگر بیٹی
ازل سے شیوہ صبر و رضا بیٹی کی فطرت ہے
نہ ٹپکے آنکھ سے ہر چند ہو خون جگر بیٹی
جو کچھ زندگی میں پیش آئے اس کو سہہ لینا
رہے پیش نظر ہر وقت ہر شے پر مقدم ہو
رضا جوئی رفیق زندگی کی عمر بھر بیٹی
نہ آئے حرف کوئی باپ کے اس نام پر بیٹی
تمہارے ساتھ ہیں ماں باپ کی دعائیں بھی
ابھی مبارک ہو تمہیں زندگی کا یہ سفر بیٹی

دوسرا اصول: معافی مانگنا اور یوں کہنا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور چوں کہ میاں بیوی کا تعلق سال کے ۳۶۵ دنوں اور دن کے ۲۴ گھنٹوں کا ہے، لازمی ہے کہ ناگواریاں بھی پیش آئیں اور کبھی کبھی ناچاقیاں بھی، کبھی نااتفاقی کی سردمہریاں، کبھی بچوں کا اسکول میں فیل ہونا، کبھی کسی کا سر پھوڑ کر آنا، کبھی بچہ کا خود زخمی ہو کر آنا، کبھی مدرسہ کا ناغہ کرنا، کبھی خاوند کی ملازمت ختم ہوئی، کبھی کاروبار ٹھپ ہوگیا، کبھی بیوی سے سالن جل گیا، کبھی دوستوں کی ضیافت خراب ہوئی اور ان سب کے اوپر کبھی شوہر کی نادانیاں، زیادتیاں، نند و ساس کی ٹک ٹک، دیورانی و جیٹھانی کی کڑ کڑ، ان سب باتوں کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے اللہ کا ڈر۔

میاں بیوی دونوں میں جب اللہ کا ڈر ہوگا تو ایک دوسرے کا دل دکھانے سے ڈریں گے کہ قیامت کے دن اس کا جواب دینا ہوگا کہ میرے بندوں کو کیوں ستایا، تو اللہ تعالیٰ کو منہ کیسے دکھائیں گے؟

جب دونوں نیک ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک بھی ہو جائیں گے، لیکن بیوی کی اس میں یہ زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے یہ جملہ یاد کر لے کہ غلطی ہوگئی، آئندہ ایسا نہیں ہوگا، کسی بات پر بحث مباحثہ نہ کرے، سو باتوں کی ایک بات معافی چاہتی ہوں، آئندہ نہیں کروں گی۔ یہ لفظ ''معافی'' ایسا ہے کہ حجاج بن یوسف جیسے ظالم شخص کو بھی نرمی پر مجبور کر دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حجاج نے سفر کے دوران کسی دیہاتی سے امتحان کے لئے پوچھا کہ تمہارا بادشاہ حجاج کیسا ہے؟

وہ کہنے لگا: بڑا ظالم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے وغیرہ وغیرہ۔ حجاج نے کہا: تم جانتے ہو میں کون ہوں......؟

اس نے کہا: نہیں۔ بادشاہ نے کہا: میں ہی تو حجاج ہوں، دیہاتی نے کہا: تم مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ حجاج نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: میں فلاں شخص کا غلام ہوں

اور میں ہر مہینے تین دن پاگل ہو جاتا ہوں اور آج میرا پاگل ہونے کا پہلا دن ہے، اس لئے معاف کرنا، حجاج بن یوسف یہ سن کر ہنسا اور اس کو چھوڑ دیا۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ جملہ ''غلطی ہوگئی آئندہ ایسا نہیں ہوگا'' کتنا اہم ہے۔ کبھی خدانخواستہ شوہر سے کسی بات پر اَن بن ہو جائے اور اگر بیوی اس وقت صرف یہ کہہ دے کہ معاف کیجئے گا، اب آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی، تو آپ یقین جانئے! بہت سے جھگڑے ناچاقیاں چٹکیوں میں ختم ہو سکتے ہیں، اگر عورت اس دیہاتی سے سبق لے لے جس نے حجاج کے پھندے سے اپنے آپ کو پاگل بنوا کر اپنے بچاؤ کا راستہ نکال لیا، اسی طرح ہم سب اپنے اپنے معاشرے میں اس کو لے آئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ ہر چھوٹا اپنے بڑے کے سامنے غصے کے وقت یہ کہے کہ غلطی ہوگئی، آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہوگا۔ چوں کہ ہم سب ہی خطا کار ہیں اور ہر عدالت میں اقراری مجرم معافی کا طالب ہو تو اس کے لئے نرمی ہے، بمقابلہ انکاری مجرم کے۔

نادان شوہر کے اس طرح کے سوالات کہ یہ کیوں ہوا؟ یہ کیوں تم نے کیا؟ یہ کیسے ہوا؟ تم دیکھ رہی تھیں اور یہ ہوا؟ تم کہاں مر گئی تھیں اس وقت؟ تم کیوں نہیں اٹھیں؟

تم اور تمہارا خاندان سارا کا سارا ایسا ہی ہے، اگر تم دھیان دیتیں تو ایسا نہ ہوتا، تم ہو ہی نالائق، تب ہی بچہ فیل ہوا، تم نے ایسی بات کیوں کہی؟ سالن کیسے جل گیا؟ تم نے پکاتے وقت بے توجہی کیوں کی؟ اب تک کھانا تیار کیوں نہیں ہوا؟ تم کون اور تمہاری حیثیت کیا ہے؟ یہ تو میرا احسان ہے جو تم کو یہاں لے آیا، ورنہ تم کو کون اٹھاتا؟ تم میرے آگے زبان کھولتی ہو؟ میری بہن کو جھڑک کر تم نے جواب دیا؟ میری بہن آئی، تم نے ادب سے اس کو سلام نہیں کیا؟

اب اللہ کو خوش کرنے والی، اور گھروں میں جھگڑوں کی آگ کے انگاروں کو

بجھانے والی نیک سیرت بیوی کا جواب سنئے:

"غلطی ہوگئی معاف کرنا، آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔"

اب اس کے بعد شیطان کے لئے اس گھر میں جھگڑے پیدا کروانے کا کوئی ہتھیار باقی نہیں رہے گا، اور اللہ نہ کرے اگر...... نادان بیوی کا جواب یہ ہوتا ہے "میں کیا کروں؟

آپ کو تو صرف بولنا آتا ہے، کر کے تو دیکھئے، ہر بات پر آپ ٹک ٹک کرتے ہیں، یہ میں ہی ہوں جو آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں، وغیرہ وغیرہ"۔ اس کے بعد میاں بیوی میں جو جھگڑا ہوتا ہے وہ بہت لمبا ہو جاتا ہے اور کئی جوڑوں میں جدائی صرف ان چھوٹی چھوٹی باتوں ہی کی وجہ سے ہو جاتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے جھگڑوں سے ہر مسلمان مرد وعورت کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

اے حوا کی بیٹی! یہی ایک ایسی اکسیر کی پڑیا ہے جو ہر مصیبت سے بچائے گی، ہر لغزش کے وقت آڑے آئے گی، ظالم شوہر کو بھی سچا دوست اور جان دینے والا بنا دے گی اور بے وقوف شوہر کو سمجھ دار بنا دے گی۔ یہ ایسا تعویذ ہے جو شوہر کو دین دار بنا دے گا۔ کسی غلطی کی آپ تاویل نہ کریں کہ یہ اس وجہ سے ہوا، اس وجہ سے ہوا، بل کہ غلطی کو مان لیں، جو ہوا بس ہوگیا، ابھی شوہر کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے جھگڑے سے بچنے کے لئے کہہ دیں کہ غلطی ہوگئی، آئندہ ایسا نہیں ہوگا، چاہے آپ کی غلطی نہ بھی ہو، لیکن پھر کسی وقت شوہر کو سمجھا دیں کہ آپ کا بار بار مجھے ڈانٹنا صحیح نہیں، میری غلطی بھی نہ تھی، آپ بلا وجہ آتے ہی مجھے ڈانٹنا شروع ہوگئے، میں اس وقت نہ بولی تھی کہ بات آگے نہ بڑھ جائے، ابھی آپ کو بتلائے دیتی ہوں کہ بات اس طرح تھی۔ اب شوہر خود نادم ہوگا اور آئندہ خیال رکھے گا۔

یہ "معاف کرنا" ایسا جملہ ہے جو حجاج جیسے سنگ دل شخص کو بھی موم بنا دیتا ہے، سخت سے سخت غلطی کو بھی چھوٹا بنا دیتا ہے، بڑی سے بڑی غصے کی آگ کے لئے پانی

کا کام دیتا ہے، حد سے زیادہ ظالم کو بھی رحم پر مجبور کر دیتا ہے اور دشمن کو بھی دوست بنا دیتا ہے۔

یہ کسی انسان کا قول نہیں، بل کہ انسانوں کے پیدا کرنے والے اللہ رب العزت جن کے ہاتھ میں سارے انسانوں کے دل ہیں، ان کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝﴾[1]

تَرجَمہ: ”نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، آپ نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجیے پھر یکایک (آپ دیکھیں گے کہ) آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی، وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔“

اگر برائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے تو جانی دشمن بھی جان نثار بن سکتا ہے، آپ یہ نسخہ آزما کر تو دیکھیے، تجربہ کر کے دیکھیے۔

دو ایسے گُر جس کی وجہ سے میاں بیوی میں کبھی جھگڑا نہ ہو

❶ شکر: عورتیں شروع ہی سے اپنے آپ کو شکر کا عادی بنا لیں، ہر وقت جس حال میں بھی اللہ نے شوہر کے گھر میں رکھا اس کا شکر کریں، شوہر کے گھر کی دال روٹی کو قورمہ اور بریانی سمجھیں اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اے اللہ! دال روٹی تو آپ نے دی، میری بہت ساری بہنیں ایسی ہیں جن کے پاس یہ بھی نہیں ہے۔

شوہر گھر میں خواہ کیسی بھی چیز لائیں ان کا دل رکھنے کے لئے باتکلف ہی ان کا شکریہ ادا کیجیے، ہر چیز کو شکر کے چشمے لگا کر دیکھیں تو اس کی برائیاں چھپ جائیں گی

[1] سورة حم السجدة، آیت: ٣٤

اور اچھائیاں آپ کے سامنے آئیں گی۔

ایک سمجھ دار عورت نے اچھی مثال بیان کی کہ میں اس لئے رو رہی تھی کہ میرے پاس جوتے نہیں تھے، لیکن جب میں گھر سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ایک عورت کے پاؤں ہی نہیں ہیں تو میں نے شکر ادا کیا کہ اے اللہ! آپ نے مجھے پاؤں تو دیئے ہیں۔ لہٰذا بیوی کو چاہئے کہ شوہر، ساس اور سسر وغیرہ کا شکر ادا کرتی رہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا ہو جائے گا۔ ہر وقت الحمد للہ (اے اللہ! آپ کا شکر ہے) کہنے کی عادت ڈالیئے۔ اگر کوئی تکلیف پہنچی، کوئی بیماری آئی، مثلاً: سر میں درد ہے تو کہئے اے اللہ! آپ کا شکر ہے کہ ہاتھ صحیح ہیں، پاؤں ٹھیک ہیں، پیٹ ٹھیک ہے، کمر ٹھیک ہے تو آپ تکلیف کو بھول جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بھی آپ سے بہت ہی خوش ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب اللہ کا شکر ادا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نعمتوں کو بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بندوں میں شامل فرما دے، آمین۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دوزخ میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

"تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ"[1]

"شوہروں کی ناشکری کی وجہ سے" دیکھئے شوہروں کی ناشکری کرنا کتنا بڑا گناہ ہے کہ جہنم میں جانے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن (ہم سب کی مائیں) جن کے بیٹے اور بیٹی کہلانے پر ہم سب کو فخر ہے، انہوں نے کیسی مشکلات وتنگ دستی سے زندگی بسر کی، لیکن پھر بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں۔ ان کو قیمتی لباس، زیور، عالی شان عمارت، ہینڈی کرافٹ فرنیچر اور طرح طرح کے کھانوں میں سے کوئی چیز شوہر کے

[1] بخاری، الکسوف، باب صلوٰۃ الکسوف جماعۃً، رقم: ۱۰۵۲

ہاں حاصل نہیں ہوئی، دیکھ رہی تھیں کہ فتوحات کا خزانہ سیلاب کی طرح ایک طرف سے آتا ہے اور دوسری طرف نکل جاتا ہے، تاہم کبھی ان میں طلب، بل کہ چاہت بھی ان کے اندر پیدا نہیں ہوئی۔

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانا طلب کیا، پھر فرمایا: میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی کہ مجھے رونا آ جاتا ہے، ان کے ایک شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں آں حضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑا، اللہ کی قسم! دن میں دو مرتبہ کبھی سیر ہو کر آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔[1]

اب ہم ذرا غور کریں! ہم جن کے نام لیوا ہیں انہوں نے اس دنیا کو کبھی اپنا اصلی گھر نہیں سمجھا، بل کہ اس کو ہمیشہ مسافر خانہ سمجھا، کیوں کہ واقعی دنیا ایک مسافر خانہ ہے، ایک امتحان گاہ ہے، یہاں رات دن چیزوں میں لگے رہنا، یہاں کی مٹی گارے کے مکان کو سجاتے رہنا اس بے وقوف عورت کی طرح ہے جو سفر میں ہو اور انتظار گاہ کے کمرے کو سجاتی رہے اور جب سواری آ جائے تو پچھتائے اور افسوس کرے۔

لہٰذا خدارا دنیا کی ختم ہونے والی چیزوں کے لئے اپنے اور اپنے شوہر کے قیمتی پیسوں کو ضائع نہ کیجیے، بل کہ ان پیسوں کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے اور اس کو دنیا میں رواج ڈالنے کے لئے خرچ کیجیے۔ پیسے جمع کر کے اپنے شوہر کو دیجیے کہ جاؤ تم ان پیسوں سے اللہ کے راستے میں دور سے دور جاؤ اور دین کو پھیلاؤ۔ کسی فقیر، مسکین اور یتیم کی مدد کیجیے، غریب رشتہ دار لڑکیوں کی سادگی کے ساتھ شادی کروا دیجیے، کوئی سفید پوش لوگ ہوں ان کی اس طرح مدد کیجیے کہ دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلے۔

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی صفة خبز رسول اللّٰه، ص: ۱۰

ذرا سوچئے! آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنی نعمتیں دی ہیں، جب کہ حضور اکرم ﷺ جو دونوں جہاں کے سردار تھے، ان کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی کل کائنات کیا تھی؟ ایک چار پائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں چھال بھری ہوئی تھی، آٹا اور کھجور رکھنے کے ایک دو برتن، پانی کا ایک برتن اور پانی پینے کے ایک پیالہ سے زیادہ نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: چالیس چالیس راتیں گزر جاتی تھیں اور گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔[1]

اب ہم آپ کے سامنے صحیح بخاری سے دو بیویوں کا قصہ نقل کرتے ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ شکر گزار بیوی کی کتنی فضیلت ہے، تاکہ ہمیں بھی شکر کی توفیق ہو۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں گی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں شکر کی کتنی اہمیت ہے اور شکر نہ کرنا بل کہ شکایت کرتے رہنا کتنی بری خصلت ہے۔

بہو کے صابرہ، شاکرہ ہونے کی خواہش اور کوشش

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خاندان والوں کو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر پر موجود نہ پایا تو ان کی بیوی سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ اب ان دونوں کا آپس میں مکالمہ پیش کیا جاتا ہے۔

خاتونِ خانہ: وہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس عورت سے ان کے گھریلو حالات کے بارے میں پوچھا۔

خاتونِ خانہ: ”نَحْنُ فِیْ ضَیْقٍ وَّشِدَّۃٍ“ ہم بہت تنگی اور بہت سخت حالت میں ہیں (اور اس نے ان سے خوب شکایت کی)

---

[1] سیرت عائشہ: ص ۴۳

حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: جب تمہارا شوہر آ جائے تو ان کو سلام کے بعد یہ کہہ دینا کہ وہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لے، (ان کی مراد تھی کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے)

حضرت اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَامُ نے گھر آنے کے بعد پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟

خاتونِ خانہ: جی ہاں! اس اس شکل کے ایک بڑے میاں آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے بتلا دیا۔

پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری زندگی کیسی گزر رہی ہے؟ تو میں نے انہیں بتلا دیا: "نَحْنُ فِيْ ضَيْقٍ وَّشِدَّةٍ" کہ ہم تنگی و پریشانی کا شکار ہیں۔

حضرت اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَامُ: کیا انہوں نے کوئی پیغام چھوڑا ہے؟

خاتونِ خانہ: جی ہاں! انہوں نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچا کر ان کا یہ پیغام آپ کو دے دوں کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لیں۔

حضرت اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَامُ: وہ بزرگ تو میرے والد ماجد تھے اور انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں چھوڑ دوں، لہٰذا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور یہ کہہ کر انہوں نے اس عورت کو طلاق دے دی، پھر اس قوم کی ایک اور لڑکی سے حضرت اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَامُ نے شادی کر لی، حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ ان کے پاس کافی دنوں تک نہیں آئے، پھر جب کچھ عرصے بعد ان کے گھر آئے تو وہاں حضرت اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَامُ کو موجود نہ پایا، ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا۔

حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ: اسماعیل کہاں ہے؟ اور تمہاری زندگی کیسے گزر رہی ہے؟

خاتونِ خانہ: "نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ" (وہ ہمارے لئے شکار کی تلاش میں گئے ہیں) اور ہم خیریت سے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ نے ہمیں کشادگی دے رکھی ہے۔

آپ ہمارے مہمان بنئے، کھانا کھائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: تمہارا کھانا پینا کیا ہے؟

خاتونِ خانہ: ہمارا کھانا گوشت ہے اور پینا پانی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: اے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ سب کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے۔'')

حضرت ابراہیم علیہ السلام: جب تمہارے شوہر آجائیں تو ان سے میرا سلام کہہ دینا اور ان کو یہ بھی کہہ دینا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو مضبوط رکھیں۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی صاحب آئے تھے؟

خاتونِ خانہ: جی ہاں! ہمارے پاس نہایت اچھی صورت والے ایک بزرگ آئے تھے (اور بیوی نے ان کی خوب تعریف کی) اور انہوں نے ہمارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو بتلایا ''أَنَا بِخَيْرٍ'' کہ ہم خیریت سے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام: کیا انہوں نے تمہیں کوئی پیغام دیا تھا؟

خاتونِ خانہ: جی ہاں! آپ کو سلام کہہ رہے تھے اور حکم دے رہے تھے کہ آپ اپنے گھر کی چوکھٹ کو مضبوط رکھیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام: وہ میرے والد بزرگوار تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو، انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے نکاح میں برقرار رکھوں۔[1]

غور کیجئے! اس واقعے کو بار بار پڑھئے کہ شکر گزار بیوی اپنے شوہر اور سسر کی نگاہ میں کتنی محبوب ہوتی ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس شکر گزار بیوی نے

---

[1] بخاري، أحاديث الأنبياء، باب يزفّون النّسلان في المشي، رقم: ٣٣٦٤

صرف زم زم کے پانی اور کبھی گوشت مل جانے پر کیسا شکر ادا کیا، جو پریشانیاں اور تکلیفیں تھیں ان کو زبان پر ہی نہیں لائیں، بل کہ نعمتوں کو ہی یاد کیا اور اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام (اللہ کے دوست) کتنے خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے حالات بیان کئے اور ان کی خوب تعریف کی۔ اب بتائیے! جب شوہر بیوی کے منہ سے اپنے والد اور والدہ کی تعریف سنے گا تو اس شوہر کا دل کتنا خوش ہوجائے گا اور اس کی مشکلات کی کتنی گتھیاں ان باتوں سے سلجھ جائیں گی۔

کاش! ہماری عورتیں اس کو سمجھیں۔ اسی طرح جب ساس یا سسر اپنی بہو سے اپنے گھر اور اپنے بیٹے کی تعریف سنیں گے تو وہ بہو کو اور بہو کے والدین کو کتنی دعائیں دیں گے کہ کیسی اچھی بہو ہے، کیسے اس کے والدین نے اس کی تربیت کی کہ بہو نے ہمارا نام روشن کیا، ہمیں معاشرے میں عزت دلوائی، اللہ تعالیٰ مسلمان بہنوں کے نصیب پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شکر گزار بیوی کا سایہ ڈالے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بہو کے اخلاق کی طرح ہماری بہوؤں کے بھی اخلاق بنا دے، آمین۔

بہر حال ہر وقت ہر حال میں کہیے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ“ ”ہر حال میں الٰہی تیرا شکر ہے“ اتنا شکر کیجئے کہ آپ کی زبان اور دل شکر (چینی) کی طرح میٹھے ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ کو شکر کرنے والا بندہ اور بندی بہت ہی زیادہ پسند ہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔[1]

اس لئے اپنے تمام محسنین کا خصوصاً شوہر کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس کا آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت کہیے ”جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا“ (اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو

---

[1] ابوداؤد: الأدب، باب فی شکر المعروف، رقم: ٤٨١١

بہترین بدلہ عطا فرمائے) اور چھوٹے بچوں کو بھی آپ اس کا عادی بنائیں، اگر بچوں کو آپ پانی کا گلاس دیں، کوئی کھانے پینے کی چیز دیں تو یہ کہلوایئے، بیٹا! کہو "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" اگر بچے سے کوئی کام لیا اور وہ کام کرلے تو کہیے! "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا"

❷ صبر:

صبر کہتے ہیں کوئی تکلیف دہ بات پیش آئے تو انسان زبان سے کوئی خلاف شرع بات نہ نکالے، نہ جسم کے دوسرے اعضاء سے کوئی خلاف شرع کام کرے، اپنے آپ کو قابو میں رکھے، نہ زبان سے پروردگار کے شکوے کرے، نہ اعمال سے اس کی نافرمانی ہو۔ اگر غم، مصیبت، بیماری اور پریشانی کے باوجود بھی یہ کیفیت ہے تو یہ آدمی صبر کرنے والا کہلائے گا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب ہمیں کوئی اس قسم کی صورتِ حال پیش آتی ہے تو ہم دوسرے لوگوں سے اس بات کا بدلہ لینے کے لئے خود تل جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر کسی نے کچھ الفاظ کہہ دیئے جو ہمیں ناگوار گزرے، ہم سوچتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے، رشتہ داروں میں کوئی جھگڑے کی بات ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک کی تھی ہم دو کریں گے۔ ایسی صورتِ حال میں اللہ رب العزت ہمیں ہمارے مخالفین کے ساتھ کھلا چھوڑ دیتا ہے کہ تم جانو تمہارا کام جانے، اگر تم صبر کرتے تو تمہاری طرف سے بدلہ لینے والا میں ہوتا، اب چوں کہ تم نے خود قدم اٹھا لیا، اس لئے میں تمہارا معاملہ تمہارے اوپر چھوڑ دیتا ہوں۔ اس لئے بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ جب بھی کوئی ایسی بات انسان کو پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔

صبر کرنے کے فوائد

بعض اوقات بندہ اپنی عبادات کی وجہ سے اللہ رب العزت کے قرب کے وہ

مقامات نہیں پاسکتا جو اللہ تعالیٰ اسے دینا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر اس کے اوپر کچھ برے حالات بھیج دیتے ہیں۔ جب وہ بندہ ان حالات میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سبب بنا کر اس بندے کو بلند مقام عطا فرما دیا کرتے ہیں۔ چناں چہ روایات میں آیا ہے کہ جب کوئی بیمار آدمی صحت یاب ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ خزاں کے موسم میں درخت کے پتے گرتے ہیں، اسی طرح بیمار آدمی کے جسم سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو دور کر دیا کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ذرا سی کوئی بات ہو تو عورتیں تعویذ لینے کے لئے عاملین کے پاس جاتی ہیں کہ جی ذرا دے دو فلاں کے بارے میں، وہ سمجھتی ہیں کہ ان عاملوں کے پاس جا کر ہم کالا علم کروائیں اور جادو کروالیں، تاکہ فلاں کا کاروبار نہ چلے یا ان کی اولاد کی بندش ہو وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا اگر کوئی آدمی آپ کی مخالفت کر رہا ہے، دشمنی کر رہا ہے یا حسد کر رہا ہے تو آپ اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیں۔ عاملوں کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں، کوئی تعویذ گنڈوں کی ضرورت نہیں، اپنے مولا سے تار جوڑیئے، اسی سے مدد مانگئے، معاملے کو اسی کے حوالے کر دیجئے، پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ آپ کی کیسی مدد فرماتا ہے۔

بنیادی بات سمجھانے کا مقصد کیا ہے کہ عورتیں بجائے اس کے کہ بھاگتی پھریں ان عاملوں کے پاس اور کالے علم والوں کے پاس، جادو والوں کے پاس اور اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں، اس سے بہتر ہے کہ جب کبھی پریشانی آئے تو اپنے رب کی طرف توجہ کیجئے، نفلیں پڑھ لیجئے، رب کریم کے سامنے سر سجدے میں ڈال کے دعائیں کر لیجئے، فریاد کر لیجئے، آپ مانگیں گے تو پروردگار عطا فرما دیں گے۔

کیا نہیں دیکھتیں کہ ایک بچہ جو اپنی ماں سے کچھ پیسے مانگتا ہے اور ماں اسے

کہتی ہے کہ ہر وقت تجھے پیسے مانگنے کی عادت ہے، جا دفع ہو! میں تجھے نہیں دیتی، وہ بچہ ضد کر لیتا ہے، پھر مانگتا ہے، پھر ماں پیچھے ہٹاتی ہے، پھر وہ بچہ مانگتا ہے، حتیٰ کہ ماں غصے میں آ کر تھپڑ بھی لگا دیتی ہے، وہ رونا شروع کر دیتا ہے، پھر ماں کے قریب آتا ہے، پھر مانگتا ہے، پھر ماں دیکھتی ہے کہ میں نے مارا بھی سہی، رو بھی رہا ہے، پھر بھی میرے ہی سینے سے لپٹ رہا ہے، ماں کا غصہ اس کی رحمت میں بدل جاتا ہے اور ماں اس کے کہنے سے بھی زیادہ چیزیں لے کے دے دیتی ہے۔

یہی معاملہ پروردگار کا ہے اگر وہ کبھی بندے کے اوپر کوئی غم اور مصیبت بھیج دیتا ہے اور بندہ پھر بھی اس کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے، اسی کے سامنے فریاد کرتا رہتا ہے تو رب کریم فرماتے ہیں: ''یہ بندہ خوشی میں بھی میرا شکر ادا کرتا تھا اور میں نے غم کے حالات بھیجے، پھر بھی میری چوکھٹ پکڑ لی، پھر بھی میرے سامنے سجدہ ریز رہا، یہ میرے سامنے دامن پھیلائے بیٹھا ہے، اس نے مجھ سے تار جوڑی ہوئی ہے، یہ غم کسی کو نہیں کہتا، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں، تنہائیوں میں میرے سامنے روتا ہے، جب یہ کسی اور کو کچھ نہیں بتاتا، مجھے ہی بتا رہا ہے تو یاد رکھ کہ میں پروردگار بڑی شان والا ہوں۔'' لہٰذا پروردگار اس کی دعاؤں کو قبول کر لیتے ہیں اور غموں کو ہٹا کر اسے خوشیاں عطا کر دیتے ہیں۔

اسی لئے صبر کرنے والے کا ہر آنے والے دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بہتر ہوا کرتا ہے اور بے صبری کرنے والے کا ہر آنے والا دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بدتر ہوا کرتا ہے۔

یہ پکی بات ہے اپنے دلوں پر لکھ لیجئے، اللہ رب العزت کو صبر کرنے والوں سے محبت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [1]

---

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۵۳

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

وہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ محبت کر رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی معیت ان کو نصیب ہے۔ جس کے ساتھ پروردگار ہوتا ہے، پھر کوئی بندہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اگر اپنی بات کہنی ہو تو فقط اللہ کے سامنے کہیں۔ اس پروردگار نے حالات بھیجے ہیں۔ جو بھیجنے والا ہوتا ہے حالات کو واپس بھی وہی لے لیا کرتا ہے۔ ہم اس کے در پہ تو جاتے نہیں اور ہم ہر در کے اوپر جا رہے ہوتے ہیں، در در پر ہاتھ پھیلا رہے ہوتے ہیں، شکوے سنا رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنی پریشانیوں میں اور اضافہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور ان کو بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

اس لئے غموں پر پریشان نہ ہوا کریں۔ یہ زندگی کا حصہ ہیں، اگر خوشیاں ہمیشہ نہیں رہتیں تو پھر غم بھی ہمیشہ نہیں رہا کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [1]

ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ اس کو دو مرتبہ کہا حالاں کہ بات تو ایک مرتبہ ہی کہہ دینا کافی تھی، مگر رب کریم نے دو مرتبہ جو بات کو دہرایا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی، چناں چہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب تنگی کے اوپر بندہ صبر کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت ایک تنگی کے بدلے اسے دو آسانیاں عطا فرمایا کرتے ہیں۔ تنگی ایک ہوتی ہے خوشیاں دو مل جاتی ہیں۔ لہٰذا صبر کیجئے اور اپنی تنگی اور پریشانی کا بدلہ دگنا پا لیجئے۔

حضرت لقمان علیہ السلام (حکیم تو سب کے نزدیک ہیں اور بعض کے نزدیک پیغمبر بھی ہیں) نے ایک باغ میں نوکری کر لی تھی، ایک مرتبہ باغ کا مالک آیا اور ان

---

[1] سورۃ الانشراح، آیت: ۵، ۶

سے ککڑیاں منگوائیں اور ان کو تراش کر ان کو ایک ایک ٹکڑا دیا، یہ مزے لے کر اس طرح کھاتے رہے کہ نہایت لذیذ ہے، اخیر میں مالک نے ایک پھانک اپنے منہ میں رکھ لی تو وہ کڑوی زہر تھی، فوراً تھوک دی۔ کہا: لقمان! تم اس کڑوی ککڑی کو مزے لے لے کر کھا رہے ہو یہ تو زہر کی طرح ہے؟

کہا: جی ہاں! کڑوی تو ہے۔

کہا: پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے؟

فرمایا: میں کیا کہتا، مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے سینکڑوں مرتبہ مٹھائی اور میٹھی چیزیں کھانے کو ملی ہیں، اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک مرتبہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا زبان پر لاؤں۔

حضرت حکیم الامت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اس واقعے کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ایسا اصول ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں یاد رکھیں تو کبھی لڑائی جھگڑا نہ ہو اور کوئی بدمزگی پیش نہ آئے۔ بیوی یاد کرے کہ میاں نے ہزاروں طرح کے میرے ناز اٹھائے ہیں، پتا نہیں میری کن کن چیزوں کو یہ برداشت کر رہا ہوگا، ایک مرتبہ سختی کی تو کوئی بات نہیں، لہٰذا صبر کرے، شوہر کے عمر بھر کے احسانات کوئی ایک تکلیف پہنچنے پر یا شوہر کی ایک ہی ڈانٹ پر یا ایک ہی تنگی پر نہ بھول جائے اور ایسے بے ہودہ نامناسب الفاظ زبان پر نہ لائے کہ:

''اس نگوڑے (منحوس) گھر میں آ کر تو میں نے سدا تنگی ہی دیکھی ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر اس کنویں میں دھکیل دیا، میں نے اس منحوس گھر میں کیا آرام پایا؟ میں اس دن سے پہلے مر جاتی تو جان چھوٹ جاتی۔'' غرض جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہے اور اس کا ذرا خیال نہیں کرتی کہ آخر اسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش کیا ہے، مجھے اس کو نہ بھولنا چاہئے اور خاوند کو چاہئے کہ خیال کر لے کہ بیوی ہزاروں قسم کی میری خدمتیں کرتی ہے، اگر ایک مرتبہ خدمت کرنے میں کوتاہی ہوگئی یا

بیوی کے رویے سے تکلیف پہنچی تو کوئی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو ذرا غور سے سنیں اور پھر سوچیں کہ میرے پیدا کرنے والے ربّ العالمین کا یہ حکم ہے، اگر میں نے اس پر عمل کرلیا تو وہ مالک مجھ سے خوش ہوجائیں گے اور جب وہ خوش ہوگئے تو ساری بگڑیاں بنادیں گے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اے ایمان والو! (طبیعتوں میں غم ہلکا کرنے کے بارے میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) حاصل کرو، بلاشبہ حق تعالیٰ (ہر طرح سے) صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجہ اولیٰ ساتھ رہتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ نماز سب سے بڑی عبادت ہے، جب صبر میں یہ وعدہ ہے تو نماز جو اس سے بڑھ کر ہے اس میں تو بدرجہ اولیٰ یہ بشارت ہوگی)۔''[1]

اور (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے (جن کی یہ عادت ہے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ (دل سے سمجھ کر یوں) کہتے ہیں کہ ہم تو (مال و اولاد کے ساتھ حقیقۃً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں (اور مالک حقیقی کو اپنی ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے اور اس سے مملوک کا تنگ ہونے کے کیا معنیٰ) اور ہم (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں (سو یہاں کے نقصانوں کا بدلہ وہاں جاکر مل کر رہے گا اور جو مضمون بشارت کا ان کو سنایا جائے گا وہ یہ ہے کہ) ان لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے (متوجہ) ہوں گی اور (سب پر عمومی طور سے) عام رحمتیں بھی ہوں گی اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگی (کہ حق تعالیٰ کو ہر چیز کا مالک اور نقصان کا تدارک کردینے والا سمجھ گئے)۔[2]

---

[1] معارف القرآن: ۳۹۳/۱، سورۃ البقرۃ: ۱۵۳

[2] معارف القرآن: ۳۹۷/۱، سورۃ البقرۃ: ۱۵۵ تا ۱۵۷

اب سوچئے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو بشارت مل جائے اس بات کی کہ یہ لوگ ہدایت والے ہیں تو کتنی بڑی بات ہے۔ لہٰذا جب بھی شوہر کی طرف سے ساس، نند وغیرہ کی طرف سے تکلیف پہنچے تو سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اور کون ہے جو اس کے حکم کو ٹال سکے، جو کچھ ہوا اور جو ہوگا اور جو ہو رہا ہے، اس کی مرضی سے ہو رہا ہے۔

اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے! کہ اگر مرنا نہ ہوتا تو زندگی کا فائدہ ہی کیا تھا، اگر رات نہ ہو تو دن میں لذت ہی کیا اور غم نہ ہو تو خوشی کا مزہ ہی کیا۔

دنیا خوشی و غم کی معجون مرکب ہے، اچھی اور بری دونوں باتیں یہاں ملیں گی۔ کبھی جوانی کی مستی ہے تو کسی وقت بڑھاپے کی پستی ہے، کبھی دنیا کی کثرت اور مال و سامان کی چمک و روشنی ہے تو کسی وقت غربت کی تنگی و اندھیری ہے، کبھی صحت کا پرچم لہرا رہا ہے تو کبھی مرض وضعف کی وجہ سے یہی پرچم سرنگوں ہے، کبھی خوشیوں کی ہنسی لعابِ دہن ٹپکا رہی ہے تو کبھی غمی کے آنسو خونِ جگر بہا رہے ہیں۔

کبھی حسن کے خدو خال آسمانِ دنیا کی طرف نگاہیں جما رہے ہیں تو کبھی بڑھاپے کی جھریاں زمینِ دنیا کی طرف نگاہیں جھکا رہی ہیں، کبھی ذہن و دماغ کی جولانیاں بوعلی سینا اور ارسطو کی یادیں تازہ کر رہی ہیں تو کبھی اپنا نام بھی پوچھنے پر یاد کیا جا رہا ہے۔

پس خوش نصیب، عقل مند اور سمجھ دار ہے وہ مسلمان عورت جو ہر حالت کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس حال کو بھیجا ہے۔ ظاہری اسباب میں سے کوئی بھی سبب ہو، مگر حکم و ارادہ ان ہی کا ہوتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضۡحَكَ وَأَبۡكَىٰ ۝﴾ [1]

---

[1] سورة النجم، آیت: ۴۳

ترجمہ: ”اور یہ کہ بے شک وہی اللہ ہنساتا اور رلاتا ہے۔“

وہ جب چاہتا ہے تو رونے والوں کو ایک لمحہ میں ہنسا دیتا ہے اور ہنسنے والوں کو ایک منٹ میں رلا دیتا ہے۔ وہ ہر طرح سے اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے۔ لہٰذا صبر سے ہاتھ نہ دھونا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی اور غمی کو مسکراتے ہوئے چہرے اور مطمئن دل کے ساتھ قبول کرنا چاہئے اور پریشانیوں، بلاؤں اور مصیبتوں کو دعائیں مانگ کر اسی سے دور کروانا چاہئے۔

دل کا کوئی گوشہ کہیں کسی اور کی طرف جھکنے نہ پائے، کسی اور سے امید رکھنے نہ پائے صرف اور صرف اسی احکم الحاکمین کی طرف نگاہ ہو، اسی کی بارگاہ میں التجا ہو، اسی سے دعا ہو، اسی سے سوال ہو، ہر مصیبت اور آرام پر شکر اور صبر ہو اور یہ یقین کرے کہ یہ حال ایسے عَلِیْمٌ، خَبِیْرٌ، لَطِیْفٌ جَلَّ جَلَالُهٗ کی طرف سے ہے جس کو اس مصیبت کا علم بھی ہے، وہ باخبر بھی ہے، حال بھیج کر بھول نہیں گیا، وہ لطیف بھی ہے، رحم والا کرم والا بھی ہے، جو حالت اور پریشانی آئی ہے وہ مالک اور دوست کی طرف سے ہے۔ (ہر چہ از دوست میر سعد نیکوست)

لہٰذا اگر آپ نے دوست کا دیا ہوا زہر بھی شہد خیال کیا، صبر کیا اور شکر کیا تو اُسے راضی کر لیا جو ہر چیز کا پروردگار ہے، کیا آپ اس کی خواہش مند نہیں ہیں کہ جس کے پاس جانا ہے وہ بھی آپ کو اپنا دوست کہہ کر پکارے۔

ساری دنیا تو یہ چاہتی ہے کہ وہ اسے اپنا دوست کہے، لیکن وہ خلیل (دوست) کا لقب تو اسے ہی دیا کرتے ہیں جو غم اور تکلیف میں بھی اس سے راضی ہو اور خوش دلی کے ساتھ مصیبت پر صبر کرے۔ ایک ہی کو مشکل کشا، حاجتوں کو پورا کرنے والا اور ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝﴾ [1]

(جو چاہے، جب چاہے، جہاں چاہے، جس طرح چاہے ویسے کر سکتا ہے) سمجھے۔

---

[1] سورۃ البروج، آیت: ۱۶

نیک بیوی کا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جانا

کیوں کہ یہ بھی ایک نیک بیوی کی صفت ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے، اس پر راضی ہو جائے اور اس پر شکر ادا کرے۔ اس کے متعلق حضرت امام اصمعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

فرماتے ہیں: میں ایک گاؤں میں گیا تو ایک بہت حسین عورت ایک بہت بدصورت آدمی کے نکاح میں تھی تو میں نے اس سے کہا: تم کیسے راضی ہو گئیں اس شخص سے نکاح کرنے پر؟

اس نے کہا:

"أُسْكُتْ، فَقَدْ أَسَأْتَ فِيْ قَوْلِكَ، لَعَلَّهُ أَحْسَنَ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَالِقِهِ فَجَعَلَنِيْ ثَوَابَهُ، أَوْلَعَلَّنِيْ أَسَأْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَالِقِيْ فَجَعَلَهُ عُقُوْبَتِيْ أَفَلَا أَرْضٰى بِمَا رَضِيَ اللّٰهُ لِيْ؟ فَأَسْكَتَتْنِيْ"[1]

تَرجَمہ: "تم خاموش ہو جاؤ، تم نے یہ بات پوچھ کر اچھا نہیں کیا، اس لئے کہ شاید اس نے اللہ تعالیٰ کو ایسا راضی کیا ہو کہ اس کا اجر اللہ نے اس کو میرے جیسی بیوی کی صورت میں دیا اور مجھ سے ایسی نافرمانی ہو گئی ہو جس کی سزا مجھے یہ ملی، کیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پسند کیا اس پر میں راضی نہ ہو جاؤں؟"

(امام اصمعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ) اس نے مجھے خاموش کر دیا۔ اسی طرح کتاب "عقد الفرید" میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ عمران بن حظان کی بیوی نے جو بہت ہی خوب صورت تھی، اپنے شوہر سے ایک دن کہا جو بہت ہی بدصورت تھا کہ

[1] المرأة المثالية: ۳۷

ہم دونوں جنتی ہیں، شوہر نے کہا وہ کیسے؟

کہنے لگی:

”لِأَنَّكَ أُعْطِيتَ مِثْلِيْ فَشَكَرْتَ ...... وَابْتُلِيْتُ بِمِثْلِكَ فَصَبَرْتُ، وَالصَّابِرُ وَالشَّاكِرُ فِي الْجَنَّةِ“[1]

ترجمہ: ”اس لئے کہ تم جیسے شوہر کو مجھ جیسی خوب صورت عورت ملی تو تم نے اس پر شکر کیا اور مجھے تم جیسا شوہر ملا تو اس پر میں نے صبر کیا اور شکر گزار اور صبر کرنے والے دونوں جنت میں ہوں گے۔“

لہٰذا ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ کسی سے کسی قسم کی کوئی اُمید نہ رکھے، خصوصاً مسلمان نیک بیوی کی یہی شان ہونی چاہئے کہ اپنے شوہر، والد، بھائی، ساس اور بھابھی کسی سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ رکھے اور یہ یقین رکھے کہ کوئی بندہ کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں دے سکتا، سب کو دینے والا وہی ہے، سب کو وہی پالنے والا ہے، لہٰذا اسی سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی اللہ کا دیا ہوا ہے اور اس کے امتحان کے لئے آج اس کے ہاتھ میں امانت ہے۔

میاں بیوی کے اکثر جھگڑوں کی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے امیدیں باندھ لیتے ہیں، مثلاً: بیوی نے امید باندھی وہ پوری نہیں ہوئی، اب اس پر ناراض ہوگئی۔ امیر گھرانہ میں منگنی ہوئی اور اب امیدیں باندھ لیں کہ یہ یہ ملے گا، حالاں کہ اکثر امیروں کے گھر میں جو کچھ دیا جاتا ہے، دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور بعضوں کی اندرونی زندگی غریبوں سے بھی بدتر ہوتی ہے، لہٰذا نہ امیر گھرانے سے امید باندھے نہ غریب گھرانے سے ناامید ہو اور امید سے بھی بڑھ کر بُرا یہ ہے کہ سوال کرے شوہر سے، خواہ کھلم کھلا ہو یا اشارۃً، یہ بھی نیک بیوی کی شان کے خلاف ہے، لہٰذا اس سے بھی بچنا چاہئے۔

---

[1] زهرات من الروض للمرأة المسلمة ص ۲۱

حدیث شریف میں آتا ہے:

"إِذَا سَأَلْتَ فَسْأَلِ اللّٰهَ. وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ"[1]

تَرْجَمَۃ: "جب تو کوئی چیز مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب کوئی مدد طلب کرنی ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔"

حضرت امام رازی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عجیب بات فرماتے ہیں (جو ہر مسلمان عورت کو یاد کر لینی چاہئے اور بار بار اس کو پڑھنا چاہئے، تاکہ اس کی حقیقت دل میں اتر جائے، فرماتے ہیں:) کہ اللہ تعالیٰ ابن آدم سے خطاب کرتے ہیں:

قَلْبُكَ لِيْ، فَلَا تُدْخِلْ فِيْهِ حُبَّ غَيْرِيْ

وَلِسَانُكَ لِيْ، فَلَا تَذْكُرْ بِهٖ أَحَدًا غَيْرِيْ

وَبَدْ نُكَ لِيْ، فَلَا تُشْغِلْهُ بِخِدْمَةِ غَيْرِيْ

وَ إِذَآ أَرَدْتَّ شَيْئًا فَلَا تَطْلُبْهُ إِلَّا مِنِّيْ

"(اے آدم کے بیٹے!) تیرا دل میرے لئے ہے، اس دل میں میرے سوا کسی اور کی محبت داخل مت کر، تیری زبان میرے لئے ہے، اس سے میرے سوا کسی اور کا ذکر مت کر، تیرا بدن میرے لئے ہے، اس کو میرے حکموں کے سوا کسی اور کی چاہت پر استعمال نہ کر اور جب تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو سوائے میرے کسی اور سے مت مانگ (بلکہ صرف مجھ ہی سے مانگ)۔"

اسی لئے امام احمد رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یہ دعا کیا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيْ عَنِ الْمَسْئَلَةِ لِغَيْرِكَ."[2]

تَرْجَمَۃ: "اے اللہ! جیسا کہ تو نے مجھے اپنے غیر کے سامنے سجدہ

---

[1] ترمذی، صفة القيامة، باب حديث حنظلة، رقم: ٢٥١٦

[2] مرقاة المفاتيح: ٢٢/١، حلية الاولياء، ذكر تابعي التابعين: ٢٤٤/٩، رقم: ١٣٧٨٣

کرنے سے محفوظ رکھا، اسی طرح مجھے اپنے غیر سے سوال کرنے سے بھی محفوظ فرما۔“

دوسرا مشہور قصہ ہے کہ ہارون رشید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے پاس ایک فقیر مانگنے آیا، دیکھا تو ہارون رشید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نماز میں مشغول تھے، نماز کے بعد دعا مانگنے لگے، پھر فقیر کی طرف متوجہ ہوئے کہ کس کام کے لئے آئے ہو؟

فقیر نے کہا: میرا کام ہوگیا، جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا ہوگیا۔

بادشاہ نے کہا: پھر بھی بتاؤ تو کیسے کام ہوگیا، کیا ہوا؟

فقیر نے کہا! میں آپ سے بچی کی شادی کے سلسلہ میں کچھ لینے آیا تھا، لیکن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بھی دو ہاتھ پھیلائے ہوئے کسی سے مانگ رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ بجائے اس کے کہ آپ سے مانگوں خود آپ جس سے مانگ رہے ہیں اس سے میں بھی کیوں نہ مانگ لوں۔

آپ بھی محتاج ہی ہیں، خود کسی ذات کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں، تو فقیر فقیر کو کیا دے گا، اس لئے اب میں اسی غنی سے مانگ لوں گا جس سے آپ مانگتے ہیں اور وہ آپ کو دیتا ہے پھر آپ ہم کو دیتے ہیں، اب ہم براہ راست اسی سے کیوں نہ مانگ لیں۔

اکثر بار بار مانگنے والی بیوی شوہر کی نگاہ سے گر جاتی ہے اور جو بیوی شوہر سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتی، بل کہ صرف شوہر سے یہ کہتی ہے کہ میں آپ کی دعا چاہتی ہوں، جب مجھے آپ دیکھ کر مسکراتے ہیں تو یہ مسکراہٹ میرے لئے دنیا کی سب سے قیمتی چیز ہے، اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے اور جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائیں گے تو میں جو مانگوں گی اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں گے تو ایسی عورت شوہر کی نگاہ میں اپنا مقام بنا لیتی ہے۔

شوہر سے بار بار نہ مانگنے اور نہ ہی امیدیں رکھنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ شوہر

کے دل میں اللہ تعالیٰ خود ڈال دیتے ہیں اور وہ خود پوچھتا ہے کہ آپ کے لئے کون سا کپڑا لاؤں؟ بچوں کے لئے کیا لاؤں؟ باقی جب شوہر پوچھے تو اس کا دل توڑنا بھی نہیں چاہئے، بل کہ ضرور بتا دے کہ مجھے ان چیزوں کی ضرورت ہے، یہ چیزیں پسند ہیں، اسی طرح از خود بھی اگر شوہر کوئی چیز لے آئے تو یہ نہ کہے کہ "کیوں لائے؟ مجھے ضرورت تو نہیں تھی، خواہ مخواہ آپ فضول خرچی کرتے ہیں" بل کہ "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" کہے۔

شوہر جو کچھ لے آئے اس پر تو شکریہ ادا کرنا اور اس کی چیز کی تعریف کرنا ہی چاہئے، لیکن خود کوشش کرے کہ اپنی زبان سے نہ مانگے، ہاں اللہ تعالیٰ سے خوب خوب اور بار بار مانگے، پھر ضرورت سمجھے تو اس انداز سے شوہر کو کہہ دے کہ "میرا خیال ہے کہ یہ چیز گھر کے لئے ضرورت کی ہے باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں، میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ کپڑا فلاں کی شادی کے لئے خرید لوں، آپ کا کیا خیال ہے"؟

شوہر سے بات کرنے کے آداب

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی چھوٹی بیوی جب اپنے شوہر سے کوئی حدیث روایت کرتیں تو کہتیں حَدَّثَنِیْ سَیِّدِیْ۔[1]

اس حدیث کو مجھے میرے سردار ابودرداء نے سنایا۔

عربی میں "سَیِّدْ" کا لقب بہت ہی ادب کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جب اس میں نسبت اپنی طرف کی جائے کہ میرے سیّد نے تو اس میں ایک گونہ محبت و عقیدت کی ہلکی سی جھلک بھی محسوس ہوتی ہے، لہٰذا نیک بیوی کو چاہئے کہ شوہر سے بات کرنے میں ان باتوں کا خاص خیال رکھے:

❶ اس کی بات کو پوری توجہ سے سنے، بیچ میں نہ بولے، جب بات پوری ہو جائے

---

[1] رهبان الليل: ۱۵/۲

اور پھر کوئی بات سمجھ نہ آئی ہو تو پوچھ لے کیوں کہ بیچ میں بولنے سے اکثر بات کا رخ کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے اور بات کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

۲ کبھی ''تو'' کا لفظ استعمال نہ کرے، بل کہ ہمیشہ ''آپ'' کا لفظ استعمال کرے، ہمارے ہاں تو بعض خاندانوں میں کسی کو ''تو'' کہہ دینا گالی کی طرح شمار ہوتا ہے، مثلاً: پچاس سال کا دادا جب چھوٹے سے پوتے سے بھی مخاطب ہوگا تو یوں کہے گا:

''بیٹا! آپ مدرسے کیوں نہیں گئے، بیٹا! آپ یہ لے لیجئے۔

بیٹا! آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟'' وغیرہ وغیرہ۔

۳ ہمیشہ اپنا لہجہ نرم رکھے، کبھی بھی تیز لہجے میں بات نہ کرے، بل کہ غصے کی آمیزش سے دور ہو کر نرمی و شگفتگی کے ساتھ بات کرے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ ملائم جواب بعض اوقات شوہر کے غصے کو ختم کر دیا کرتا ہے۔ سامنے والا بندہ کتنے ہی غصے میں کیوں نہ ہو، اگر آپ اس کو ملائم بات کہیں گی تو اس کا غصہ فوراً دور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے زبان کے اندر ہڈی نہیں بنائی، اس کے اندر نرم لوتھڑا بنایا ہے، مقصد کیا تھا؟ اے میرے بندے! جس طرح میں زبان کو نرم بنا رہا ہوں اسی طرح تم اپنی گفتگو کو بھی نرم رکھنا، تاکہ دل ملے رہیں، دلوں کے اندر نشتر نہ چبھتے پھریں، تو ہم جب اپنی نرم زبان سے سخت الفاظ نکالتے ہیں تو لوگوں کو ایذاء پہنچتی ہے۔

حکماء نے لکھا ہے کہ زبان کی صورت دیکھ کر ڈاکٹر کو اس بندے کے ہاضمہ کا اندازہ ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح زبان کی شیرینی کو دیکھ کر بندے کی خوش اخلاقی کا اندازہ ہو جاتا ہے، آدمی کی گفتگو بتا دیتی ہے کہ یہ کیسا انسان ہے، یہ سنورا ہوا انسان ہے یا بگڑا ہوا انسان ہے۔ اس لئے بیوی کو چاہئے کہ اپنی زبان کو اچھے انداز سے استعمال کرے۔

④ کیوں، کیا، کیسے، کب، کہاں، ان الفاظ کو کبھی استعمال نہ کرے، مثلاً: آپ کیوں دیر سے آئے؟

آپ نے کیا کر دیا، ایسے جنگلیوں کی طرح بچوں کو مارنا چاہئے؟

آپ کی عادتیں کیسی ہیں، میری تو سمجھ سے باہر ہے؟

آپ کب جائیں گے؟ کب آئیں گے؟ آپ کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

آپ کہاں چلے جاتے ہیں، ہمیں پتا ہی نہیں چلتا، بتا کر تو جایا کریں، ہمارا بھی تو کچھ حق ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان سوالات سے عورت جو مقصد پورا کرانا چاہتی ہے اپنے شوہر سے اگر اس کو مندرجہ بالا الفاظ کے بجائے اس سے زیادہ خوب صورت الفاظ کا لبادہ پہنا دیا جائے تو یہ الفاظ شوہر کے دل کو نرم کرنے اور بیوی کی مرضی کے پورا ہونے میں زیادہ مددگار ثابت ہوں گے اور بیوی کا جو مقصد ہے وہ بھی پورا ہو جائے گا اور دونوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت کے جذبات بھی بڑھتے جائیں گے، مثلاً یوں کہے: آپ اگر وقت پر آجایا کریں تو مجھے بہت راحت ہوگی، چوں کہ بہت دیر سے کھانا تیار رکھا تھا، انتظار کرتے کرتے کوئی اور کام بھی نہ ہو سکا اور میں اور بچے بھی کھانا نہ کھا سکے۔

آپ نے رات جو رشید کو مارا تو اس کے کان پر بہت زیادہ لگا ہے، اس طرح مارنے سے کبھی کبھی بچے کے کان کی سماعت بھی ختم ہو جاتی ہے، اس طرح پھر ہم اللہ تعالیٰ کے بھی غضب کے شکار ہوں گے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آگیا اس کی ہلاکت و بربادی میں کیا تردّد ہے اور نیز اس طرح مارنے سے بچہ باپ کو ظالم سمجھنے لگتا ہے اور یوں سمجھتا ہے کہ باپ میری اصلاح نہیں چاہتا، بل کہ اپنے غصے کو اتارنا چاہتا ہے اور پھر یہ بچہ ایسا ڈھیٹ ہو جاتا ہے کہ پھر ضد میں آکر غلط کام کرتا ہے۔ لہٰذا آپ کو بچوں کی نازیبا حرکتوں پر غصہ آئے تو اس پر آپ صبر کریں، اولاد کی پرورش میں اسی لئے تو بہت بڑا ثواب ہے کہ ان کی غلطیوں پر غصہ آئے تو ہم کو

چاہیئے کہ صبر کریں اور اصلاح کی ایسی کوشش کریں کہ آئندہ وہ اس بری عادت کے قریب بھی نہ جائے، اس کے دل میں اس بری عادت کی نفرت ایسی بیٹھ جائے کہ وہ اکیلے میں بھی اس کا ارادہ نہ کرنے پائے۔

اگر آپ اپنے جانے کا وقت مجھے بتا دیں تو مجھے تیاری کرنے میں آسانی ہو جائے گی، اسی طرح رات کو آج کس وقت آئیں گے، اگر بتا سکیں تو میں اس سے پہلے پہنچ جاؤں، اس لئے کہ آج بچی کی دوائی لینے کے لئے جانا ہے۔ آپ جہاں جائیں اگر ہو سکے تو بتا کر جایا کریں تا کہ مجھے تشویش نہ ہو۔ آپ گھر دیر سے پہنچتے ہیں تو ہمیں فکر لگ جاتی ہے کہ پتا نہیں کیا ہوا ہوگا؟

اسی طرح آپ کے فون بہت آتے رہتے ہیں، ہمیں پتا ہو تو ہم بتا سکیں کہ کہاں گئے ہیں؟

اب آپ خود ہی غور کیجئے اور دونوں مکالموں کو پڑھیے، پہلے والے سے جس میں کیوں، کیا، کیسے، کب، کہاں ہے سے صرف گھر میں نفرت کی آگ ہی بھڑکے گی اور لڑائی جھگڑوں کی کثرت ہی ہوگی اور مقصد بھی پورا نہیں ہوگا، بل کہ شوہر ضد میں آکر بیوی کو اور ستائے گا، پہلے وقت پر پہنچتا تھا تو اب جان بوجھ کر دیر کرے گا۔ پہلے بچوں کو غلط کام پر صرف ڈانٹتا تھا، اب مارے گا، اللہ تعالیٰ ایسے شوہر سے حوا کی ہر بیٹی کی حفاظت فرمائے، آمین۔

اس لہجے میں بات کرنے سے شوہر کا دل بھی نرم ہوگا، وہ اپنی غلطی پر شرمندہ بھی ہوگا اور آئندہ ضرور خیال رکھے گا اور بیوی کی دانائی و سمجھ داری کا پہلے سے زیادہ معتقد ہو جائے گا، اسی لئے مسلمان بیوی کو چاہیئے کہ کسی بھی موقع پر اپنے لہجے کو نہ بدلے، ادب کا ہر وقت خیال رکھے کہ بے ادبی کے جال سے کسی کو بھی شکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ادب و احترام کے بغیر کسی سخت دل شوہر کے دل کو موم بنایا جا سکتا ہے۔

محترمہ پیاری بہن! یاد رکھنا بعض اوقات چھوٹی سی غلطی کی سزا عمر بھر بھگتنی پڑتی

ہے، اس لئے کبھی نرمی وشائستگی والا لہجہ ہاتھ سے نہ جانے دینا، یہ نرمی والا لہجہ کبھی نہ کبھی ضرور راحت پہنچائے گا، اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے اگر دنیا میں اس کا بدلہ نہ ملا تو آخرت میں ضرور بالضرور بے شمار اجر دلائے گا اور یہ سختی والا لہجہ کبھی نہ کبھی انسان کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے، مگر یہ کہ اللہ سے توبہ کرے اور شوہر سے بھی معافی تلافی کر کے اور اس کی خدمت کر کے اتنا اس کو خوش کر دے کہ جتنا اس کا دل دکھا ہے۔

موقع پر گفتگو

''موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے۔''

حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''ہمارے علاقہ میں ایک خاتون گزری ہیں جن کو حاتم طائی کی بیوی کہا جاتا تھا۔ نیک، دین دار اور مال دار خاوند کی بیوی تھیں۔ ان کا گھر جس بستی میں تھا اس کے قریب سے ایک عام سڑک گزر رہی تھی۔ دیہاتوں کے لوگ اپنی بستیوں سے چل کر اس سڑک تک آتے اور بسوں کے ذریعے پھر شہروں میں جاتے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ وہ جب پہنچتے تو بس کا آخری وقت ختم ہو چکا ہوتا، رات گہری ہو چکی ہوتی، اب ان مسافروں کو بس نہ ملنے کی وجہ سے انتظار میں بیٹھنا پڑتا اور بیٹھنے کے لئے کوئی خاص جگہ بھی نہیں بنی ہوئی تھی۔ اس نیک عورت نے جس کا خاوند خوش حال تھا، اپنے خاوند کو یہ تجویز پیش کی کہ کیوں نہ ہم مسافروں کے لئے ایک چھوٹا سا مسافر خانہ بنا دیں، تاکہ وقت بے وقت لوگ اگر آئیں اور ان کو سواری نہ ملے تو وہ لوگ ایک کونہ میں بیٹھ کر وقت گزار لیں۔ خاوند نے مسافر خانہ بنوا دیا، لوگوں کے لئے بڑی آسانی ہوگئی، جب بھی لوگ آتے تو اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر انتظار کر لیتے۔

پھر اس نیک عورت کو خیال آیا کہ کیوں نہ ان مسافروں کے لئے چائے پانی کا تھوڑا سا انتظام ہی ہو جائے، چناں چہ اس کو جو جیب خرچ ملتا تھا، اس نے اس میں

سے مسافروں کے لئے چائے پانی کا انتظام کر دیا۔ اب مسافر اور خوش ہو گئے اور اس عورت کو اور زیادہ دعائیں دینے لگے۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں میں یہ بات پسند کی جانے لگی کہ اللہ کی نیک بندی نے لوگوں کی تکلیف کو دور کر دیا۔ حتیٰ کہ اس عورت کو اور چاہت ہوئی، اس نے اپنے خاوند کو کہا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہوا ہے، اگر ہم کھانے کے وقت میں ان مسافروں کو کھانا بھی کھلا دیا کریں تو اس میں کون سی بڑی بات ہے، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ہی لگائیں گے'' چناں چہ خاوند مان گیا۔

نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے نیکی کے کام کروایا کرتی ہیں، یہ نہیں ہوتا کہ کوئی تو تاج محل بنوائے اور کوئی گلشن آرا کا باغ بنوائے، یہ ساری بے وقوفی کی باتیں ہیں کہ دنیا کی چیزیں بنوالیں، یہ کیا یادگار رہوئی؟ یادگار تو وہ تھی تو جو زبیدہ خاتون نے چھوڑی کہ جن کی نہر سے لاکھوں انسانوں نے پانی پیا اور اپنے نامۂ اعمال میں اس کا اجر بھی لکھا گیا۔ تو نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے ہمیشہ نیک کاموں میں خرچ کرواتی ہیں۔

چناں چہ شوہر نے مسافروں کے لئے کھانے کا انتظام بھی کر دیا۔ اب جب مسافروں کو کھانا بھی ملنے لگا تو بہت سے مسافر رات میں وہیں ٹھہر جاتے اور اگلے روز بس پکڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے، یہاں تک کہ وہاں پر سو پچاس مسافر رہنے لگ گئے، کھانا پکتا، لوگ کھاتے اور اس کے لئے دعائیں کرتے۔ اب کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ خیر خواہ بھی ہوتے ہیں جو خیر خواہی کے رنگ میں بدخواہی کر رہے ہوتے ہیں، دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہے ہوتے ہیں۔ چناں چہ ایسے آدمیوں میں سے ایک دو نے اس کے خاوند سے بات کی کہ جی تمہاری بیوی فضول خرچ ہے، سو پچاس بندوں کا کھانا روز پک رہا ہے، یہ فارغ قسم کے نکھٹو اور نالائق قسم کے لوگ یہاں آکر پڑے رہتے ہیں اور کھاتے رہتے ہیں، تمہیں اپنے مال

کا کوئی احساس نہیں، یہ تو تمہیں ڈبو کر رکھ دے گی۔ انہوں نے ایسی باتیں کہیں کہ خاوند نے کہا: اچھا ہم ان کو چائے پانی پلا دیں گے البتہ کھانا دینا بند کر دیتے ہیں، چناں چہ کھانا بند کر دیا گیا۔ جب عورت کو پتہ چلا تو اس عورت کے دل پر بہت صدمہ گزرا مگر عورت سمجھ دار تھی، وہ جانتی تھی کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کے مانند ہوتی ہے، اس لئے مجھے اپنے خاوند سے الجھنا نہیں، موقع پر بات کرنی ہے، تاکہ میں اپنے خاوند سے بات کہوں اور اسے بات سمجھ میں آجائے۔ چناں چہ وہ دو چار دن تک خاموش رہی۔ ایک دن وہ خاموش بیٹھی تھی، خاوند نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ خاموش کیوں بیٹھی ہو؟

وہ کہنے لگی: ''بہت دن ہوگئے ہیں گھر میں بیٹھے ہوئے، سوچتی ہوں کہ ہم ذرا اپنی زمینوں پر چلیں، جہاں کنواں ہے، ٹیوب ویل ہے، باغ ہے۔''

کہنے لگا: بہت اچھا، میں تمہیں لے چلتا ہوں۔ چناں چہ خاوند اپنی بیوی کو لے کر اپنی زمینوں پر آگیا، جہاں باغ تھا، پھل پھول تھے وہاں ٹیوب ویل بھی لگا ہوا تھا۔ وہ عورت پہلے تو تھوڑی دیر پھولوں اور باغ میں گھومتی رہی اور پھول توڑتی رہی، پھر اخیر میں آکر وہ کنویں کے قریب بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا۔ خاوند سمجھا کہ ویسے ہی کنویں کی آواز سن رہی ہے، پانی نکلتا دیکھ رہی ہے۔

جب کافی دیر ہوگئی تو خاوند نے کہا: نیک بخت! چلو گھر چلتے ہیں۔

کہنے لگی: ہاں! بس ابھی چلتے ہیں اور پھر بیٹھی رہی، کچھ دیر کے بعد اس نے پھر کہا: چلو گھر چلتے ہیں۔

کہنے لگی: ہاں! بس ابھی چلتے ہیں اور پھر بیٹھی رہی۔

تیسری مرتبہ اس نے پھر کہا: ہمیں بہت دیر ہو رہی ہے، مجھے بہت سے کام سمیٹنے ہیں، چلو گھر چلتے ہیں۔

کہنے لگی: جی ہاں! چلتے ہیں اور کنویں میں ہی دیکھتی رہی۔ اس پر خاوند قریب

آیا اور کہا: کیا بات ہے؟ تم کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو؟

تب اس عورت نے کہا: میں دیکھ رہی ہوں کہ جتنے ڈول کنویں میں جا رہے ہیں، سب کے سب کنویں سے بھر کر واپس آ رہے ہیں، لیکن پانی جیسا تھا ویسا ہی ہے، ختم ہی نہیں ہو رہا۔ اس پر خاوند مسکرایا اور کہنے لگا: اللہ کی بندی! بھلا کنویں کا پانی بھی کبھی کم ہوا، یہ تو سارا دن اور ساری رات بھی اگر نکلتا رہے اور ڈول بھر بھر کر آتے رہیں، تب بھی کم نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نیچے اور بھیجتے رہتے ہیں۔ جب اس مرد نے یہ بات کہی، تب اس سمجھ دار خاتون نے جواب دیا، کہنے لگی: اچھا یہ اسی طرح ڈول بھر بھر کر آتے رہتے ہیں اور پانی ویسا ہی رہتا ہے، نیچے سے اوپر آتا رہتا ہے؟

خاوند نے کہا: تمہیں نہیں پتہ؟

بیوی نے کہا: میرے دل میں ایک بات آ رہی ہے کہ اللہ نے نیکیوں کا ایک کنواں ہمارے یہاں بھی جاری کیا تھا، مسافر خانہ کی شکل میں۔ لوگ آتے تھے اور ڈول بھر بھر کر جاتے تھے تو کیا آپ کو خطرہ ہوگیا تھا کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اور نہیں بھیجے گا۔ اب جب اس نے موقع پر یہ بات کہی تو خاوند کے دل پر جا کر لگی، کہنے لگا: تم نے واقعی مجھے قائل کر لیا، چناں چہ جب خاوند واپس آیا تو اس نے دوبارہ مسافر خانہ میں کھانا شروع کروا دیا اور جب تک یہ میاں بیوی زندہ رہے، مسافر خانے کے مسافروں کو کھانا کھلاتے رہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ نیک بیویاں فوراً ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا کرتیں، بل کہ بات کو سن کر خاموش رہتی ہیں، سوچتی رہتی ہیں اور پھر سوچ کر بات کرتی ہیں۔ انجام کو سامنے رکھ کر بات کرتی ہیں، موقع پر بات کرتی ہیں اور کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ مرد اگر غصے میں کوئی بات کر بھی جائے گا تو دوسرے موقع پہ وہ خود معذرت کر لے گا اور کہے گا: مجھ سے غلطی ہوئی۔ لہٰذا اگر ایک موقع پر آپ نے کوئی بات کہی، اس پر مرد نے کہا: میں ہرگز نہیں کروں گا، آپ خاموش ہو جائیے، دوسرے موقع پر وہ خوشی سے

بات مان لے گا۔ یہ غلطی ہرگز نہ کریں کہ ہر بات کا جواب دینا اپنے اوپر لازم سمجھیں۔ اس غلطی کی وجہ سے بات کبھی چھوٹی سی ہوتی ہے، مگر بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے اندر جدائیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ تو اس لئے عقل مند عورت پہلے تولے گی اور پھر بولے گی، اس لئے کہ اسے پتہ ہے کہ اگر میں موقع پر بات کہوں گی تو اس بات کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔[1]

اس سلسلے میں ہم عرب عورتوں کے طرز گفتگو سے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے خاوندوں کے سامنے کس انداز سے گفتگو کی ہے، تاکہ دوسری مسلمان بہنیں بھی اپنی صلاحیتیں بیدار کریں اور ازدواجی زندگی میں اس سے کام لیتی رہیں:

1. مشہور شعراء اپنی بیوی کے انداز گفتگو کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَقَدْ تَكُوْنُ بِهَا سَلْمٰى تُحَدِّثُنِيْ
تُسَاقِطُ الْحُلِيُّ حَاجَاتِيْ وَأَسْرَارِيْ

ترجمہ: ''وہاں رہ کر سلمیٰ کبھی یوں ہم کلام ہوتی تھی جیسے ہار کی لڑیاں ٹوٹ گئی ہوں اور موتی کی طرح میرے دلی راز اور میری ضرورتیں باہر آجاتی ہیں۔''

شاعر نے سلمیٰ کے اندازِ گفتگو کو موتیوں کے ہار سے تشبیہ دی ہے جس کی لڑی ٹوٹ گئی ہو اور ایک ایک موتی ترتیب سے گر رہا ہو۔

حَدِيْثٌ لَوْ أَنَّ اللَّحْمَ يَصْلٰى بِحَرِّهٖ
غَرِيْضًا أَتٰى أَصْحَابُهٗ وَهُوَ مُنْضَجُ

ترجمہ: ''وہ ایسی گرم جوشی سے باتیں کرتی ہے کہ اس کی گرم گفتاری کے سامنے کچا گوشت رکھ دیا جائے اور لوگ واپس آئیں تو انہیں گوشت

---

[1] سکون دل: ص ۲۱ تا ۲۴

پکا ہوا ملے گا۔“

وَكَأَنَّ رَجْعَ حَدِيْثِهَا
قِطَعُ الرِّيَاضِ كُسِيْنَ زَهْرًا [۱]

ترجمہ: ”اس کی آواز صدائے باز گشت، ایسی ہے جیسے باغیچہ کی کیاریاں جو پھولوں سے لدی ہوئی ہیں۔“

کیا آج بھی ہماری دلہنوں کے لئے اس ”سلمیٰ“ کے انداز گفتگو میں کوئی نمونہ ہے کہ ہماری عورتیں بھی اسی طرح نرم لہجے میں اپنے شوہروں سے بات کریں اور مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔

❷ امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس ایک کنیز فروخت کرنے کے لئے پیش کی گئی تو امیر المؤمنین نے کہا:

فَلَوْلَا كَلَفٌ فِيْ وَجْهِهَا
وَخَنَسٌ فِيْ أَنْفِهَا لَاشْتَرَيْتُهَا

ترجمہ: ”اگر یہ داغدار چہرہ والی اور دبی ہوئی ناک والی نہ ہوتی تو میں اسے خرید لیتا۔“

باندی نے یہ سنا تو کہا: امیر المؤمنین۔ مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دیجیے۔ خلیفہ نے اجازت دی تو اس نے کہا:

مَا سَلِمَ الظَّبْيُ عَلٰى حُسْنِهٖ
كَلَّا وَلَا الْبَدْرُ الَّذِيْ يُوْصَفُ
أَلظَّبْيُ فِيْهِ خَنَسٌ بَيِّنٌ
وَالْبَدْرُ فِيْهِ كَلَفٌ يُعْرَفُ [۲]

ترجمہ: ”ہرن بھی حسین ہونے کے باوجود سالم نہیں رہا، ہرگز نہیں! نہ

---

[۱] تحفة العروس، ص: ١٦٢، ١٦٣ [۲] المرأة المثالية: ص ١٦

ہی چودھویں کا چاند جس کی (بہت زیادہ) تعریف کی جاتی ہے۔
ہرن کی ناک دیکھو تو دبی ہوئی ہے اور چاند کے داغوں کو تو سب
ہی جانتے ہیں۔"

خلیفہ کو یہ اشعار اتنے پسند آئے کہ اس نے اسے خرید لیا اور یہ باندی اس کی خوش قسمت باندیوں میں سے ایک ہوئی۔

دیکھیے! یہ باندی باوجود خوب صورت نہ ہونے کے اپنی ہوشیاری سے خلیفہ کے دل کو اپنی طرف کیسے مائل کر گئی، اگرچہ چہرے پر داغ تھے، لیکن اتنی سمجھ دار عورت تھی کہ اپنے آپ کو چاند سے تشبیہ دی کہ چاند پر بھی تو داغ لگے ہوئے ہیں، داغ ہونے کی وجہ سے اس کی چاندنی اور خوب صورتی میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔

اسی طرح ناک دبی ہوئی ہرن کی بھی تو ہوتی ہے تو ہرن کے حسن میں ناک کا دبا ہوا ہونا کوئی رکاوٹ نہیں بنا تو میری ناک دبی ہوئی ہے تو کیا ہوا، لہٰذا وہ احساس کمتری یا رونے دھونے میں مبتلا نہیں ہوئی، بل کہ شکر گزار بنی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اس طرح امیر المؤمنین کو اطمینان دلا دیا۔

اسی طرح علی بن جہم کہتے ہیں: میں نے ایک رات اپنی باندی سے کہا: آؤ ہم چاندنی رات میں چل کر بیٹھیں۔ جواب میں اس نے کہا: دو سوکنوں کو ایک ساتھ رکھنے کا شوق تمہیں کیوں کر ہوا، یعنی اس نے چاند کو اپنی سوکن بنایا۔ یہ باندی زیورات سے نفرت کرتی تھی۔ ایک دن کہنے لگی: زیور سے عیب کی طرح محاسن بھی چھپ جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک دن سورج کو گہن لگا، اس نے سورج کی طرف دیکھا تو کہا میری خوبیوں کو دیکھ کر جل گیا اور شرما کر چھپ گیا ہے۔

ایک مرتبہ خلیفہ معتضد نے اپنی باندی کے زانو پر اپنا سر رکھا اور سو گیا، باندی

نے سرہانے ایک تکیہ رکھ کر اپنا زانو ہٹالیا اور اٹھ کر چلی گئی، خلیفہ جب بیدار ہوا تو غصے میں باندی سے پوچھا: ایسا کیوں کیا؟ کیوں کہ اس کے اندر سے تکبر کی بو آرہی تھی۔ باندی نے کہا: یہ بات نہیں، ہمیں اس کی تعلیم دی گئی ہے کہ سونے والے کے پاس کوئی نہ بیٹھے، نہ بیٹھنے والے کے پاس کوئی شخص سونے کی کوشش کرے۔

معتضد نے اس کے جواب کو معقول سمجھا اور پسند کیا۔[1]

اس سے معلوم ہوا جس عورت کو اللہ نے جتنا بھی حسن دیا ہے اور دیگر قدرتی صلاحیتوں سے نوازا ہے اس پر شکر کرے، ناشکری بالکل نہ کرے، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جتنا ملا ہے وہ بھی کم ہوجاتا ہے، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو کہ میں تو ایسی ہوں، میرا رشتہ کیسے آئے گا، میرا شوہر مجھ سے کیسے محبت کرے گا، بل کہ اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے اور باطنی حسن (قدرتی صلاحیتوں) کو اجاگر کرے، سمجھ داری وسلیقے سے کام کرنے سے بیوی کی عزت و عظمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اسی لئے ایک شاعر نے دو عورتوں کو نصیحت کی، ایک عورت خوب صورت تھی اور دوسری بدصورت، چناں چہ خوب صورت عورت سے کہا:

يَا حَسَنَةَ الْوَجْهِ تَوَقَّ الْخَنَا
لَا تُبْدِلَنَّ الزَّيْنَ بِالشَّيْنِ

تَرجَمَہ: ''اے حسین چہرے والی عورت! بدکلامی سے باز آ، جو اللہ نے تمہیں اپنے فضل وکرم سے حسن دیا ہے اس کو اپنی بدکلامی سے خراب مت کر۔''

اور بدصورت سے کہا:

---

[1] تحفة العروس، ص: ١٦٨، ١٦٩

وَيَا قَبْحَةَ الْوَجْهِ كُوْنِيْ مُحَسِّنَةً
لَا تَجْمَعْنَ بَيْنَ قُبْحَيْنِ

تَرجَمۂ: ''اور اے بدصورت عورت! (کم از کم) نیک سیرت تو بن ہی جا، دوخرابیوں (بدصورتی اور بدکلامی) کو یک جانہ کر (یعنی تیرا شوہر تیری بدصورتی پر تو صبر کر ہی رہا ہے، اب تیرے چڑچڑے پن اور بداخلاقی کو کیسے برداشت کرے گا)۔''

۵ شوہر کو حکم کے لہجے میں کوئی بات نہ کہے۔ انسان کی طبیعت ہے کہ کوئی بات اس کو حکم سے کہی جائے گی یا زبردستی اس سے طلب کی جائے گی، تو یا وہ انکار کردے گا یا مجبوری کی صورت میں بے دلی سے کام کرے گا۔

فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنے بیٹے کو بھی حکماً کسی کام کا نہ کہیں، کیوں کہ اگر بیٹے نے بات نہ مانی تو وہ گناہ گار ہوگا، بل کہ بیٹے کو گناہ سے بچانے کے لئے یوں کہیں:

''بیٹا! ہمارا خیال ہے یوں کرلو تو اچھا ہے۔''[1]

والدین کو کن صفات کا حامل ہونا چاہئے۔ اپنی اولاد کی وہ کیسے تربیت کریں۔ اس سلسلے میں دو کتابیں بنام ''مثالی ماں'' اور ''مثالی باپ'' مطبوعہ بیت العلم ٹرسٹ بہت مفید رہیں گی۔

جس کے پڑھنے سے والدین کو اپنی اولاد کی صحیح دینی تربیت کرنے کا طریقہ آئے گا، اور بچے اپنے والدین کے لئے دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے ان شاء اللہ تعالیٰ ''قُرَّةَ اَعْيُنٍ'' (آنکھوں کی ٹھنڈک) ثابت ہوں گے۔

اسی طرح بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو حکم نہ کرے کہ ''آپ یہ کرنا، آپ یہ لانا، فلاں کو یوں کہہ دینا'' بل کہ یوں کہے ''میرا خیال ہے اس طرح ہو جائے تو، میں یوں

[1] خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الثاني في العبادات: ۳٤٠/٤

چاہتی ہوں۔ آپ فلاں چیز لاسکیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ رشید کی طبیعت ٹھیک نہیں، اگر آپ کو وقت ملے تو دوائی کے لئے جانا ہے۔

گھر میں سبزی کل تک ختم ہو جائے گی، پرسوں کے لئے لانی پڑے گی۔" وغیرہ وغیرہ۔

محترمہ بہن! کیا خیال ہے آپ کا؟ آپ ان نصیحتوں پر عمل کر کے دیکھیں، آزمانے کے لئے چند روز ہی کر کے دیکھیں تو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور تمام مسلمان بہنوں کی مدد فرمائے، آمین۔

جواب صاف دیجئے

اگر عورت سلیقہ گفتاری کی مالکہ ہو اور گفتگو میں صاف گوئی کا اہتمام کرے تو گھروں میں بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں، اس کے لئے ہم کچھ مفید تدابیر پیش کرتے ہیں، ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ گفتگو کرنے کے دوران ان باتوں کا خاص خیال رکھے:

(۱) اگر شوہر کوئی بات پوچھے تو اس کے سوال پر غور کرے اور سوال کا مقصد سمجھنے کی کوشش کرے کہ شوہر کے اس سوال کرنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ جواب دینے میں سوال سے ہٹ کر کوئی فضول بات نہ کی جائے کہ جس سے بات آگے بڑھ جائے اور اصل جواب کے ساتھ فضول بات ملانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ شوہر کو ان باتوں کی بھی خبر ہو جائے گی جن کو آپ بتانا نہیں چاہتیں۔

یاد رکھئے! کسی عقل مند کا قول ہے کہ دنیا میں ہر انسان سے غلطیاں صادر ہوتی ہیں، لیکن عقل مند شخص وہ ہے جو اپنی غلطیاں چھپانے میں کام یاب ہو سکے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے عیب خود ہی کھول دے۔ اس لئے اپنے عیبوں کو چھپانے کے

لئے یہ ضروری ہے کہ بات ادھوری بھی نہ کی جائے اور ضرورت کی بات میں فضول بات نہ ملائی جائے، مثلاً: شوہر نے آپ سے صبح ہی کہہ دیا تھا کہ شام کو مہمان آئیں گے کسٹرڈ بنا کر رکھنا اور آپ کسی وجہ سے نہ بنا سکیں، اب شام کو جب شوہر گھر پر پہنچے اور آپ سے پوچھے کسٹرڈ بن گیا؟

اس کا صحیح جواب تو یہ ہے کہ آپ یوں کہیں کہ کسٹرڈ نہیں بن سکا، اس کے بدلے میں نے پڈنگ بنالی ہے، پھر آپ کو شوہر کی طرف سے جواب ملے گا۔

''جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا'' بہت اچھا کیا اللہ تم کو جزائے خیر دے، اچھا ہوا کچھ تو بنالیا، مہمان باہر کے آئے ہیں اور پھر جماعت میں نکلے ہوئے ہیں، اللہ کے راستے کے مہمان ہیں، اس لئے ہمیں ان کا اکرام کرنا چاہئے تھا۔''

دیکھا آپ نے! سلیقے کی گفتگو سے کیسے اچھے طریقے پر بات ختم ہوگئی۔ اب اس کا غلط جواب غور سے پڑھئے (امید ہے آپ اس طرح جواب نہیں دیتی ہوں گی، اللہ نہ کرے اگر آپ کے اندر یہ عادت ہے کہ صاف جواب نہیں دیتیں یا فضول بات ملا دیتی ہیں یا ادھوری بات کرتی ہیں تو آج سے ارادہ کر لیجئے کہ صحیح اور صاف جواب دیں گی، گول مول یا ایسا جواب کہ جو بات نہ سمجھا سکے، بل کہ دوسرے اور تیسرے سوال پر مجبور کرے، ایسے جواب سے بچیں گی)

شوہر نے پوچھا کسٹرڈ بن گیا؟

بیوی: جی نہیں۔

شوہر: بھئی کیوں نہیں پکایا، جب تمہیں پہلے سے بتا دیا تھا پکا دینا، پھر کیوں نہیں پکایا؟

بیوی: رات کو دودھ گرم کرنا بھول گئی تھی، صبح دودھ پھٹ گیا تھا، اس لئے نہیں بنا سکی۔

شوہر: تم ہو ہی ایسی لاپروا، رات کو کیوں گرم نہیں کیا تھا؟ چلو اگر گرم نہیں کیا تھا

تو مجھے بتا دیتیں تو میں دوسرا دودھ منگوا دیتا یا تم کسی اور سے منگوا لیتی" اس پر اتنا لمبا چوڑا جھگڑا ہوا کہ پوچھئے نہیں۔

اب شوہر کو فکر ہوئی کہ میں مہمانوں کا کس طرح اکرام کروں گا، لہٰذا اس بات پر جھگڑا ہوا۔ اب اس جھگڑے کی وجہ سے دونوں کے دلوں میں دوری بڑھے گی اور اختلافات بڑھیں گے۔ لہٰذا سمجھ دار بیوی کو چاہئے کہ جو شوہر نے کہا ہے وہ ضرور پورا کرنے کی کوشش کرے، اگر وہ کام نہیں ہو سکا تو کوئی اور حل نکالے تاکہ شوہر کا مقصد پورا ہو جائے، اگر اس کے باوجود کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تو شوہر کو کسی طرح اطلاع دے دے کہ آپ نے جو کہا تھا وہ شام تک نہیں ہو سکے گا، مثلاً: اگر کسی بھی وجہ سے تین چار چیزیں ایک ساتھ نہیں پکا سکتیں تو دفتر میں فون کر کے ان کو اطلاع دیدیں کہ میں سوئیٹ ڈش یا روسٹ نہیں تیار کر سکوں گی، تاکہ وہ آتے وقت بازار سے یہ چیزیں خرید کر لے آئیں یا کوئی اور حل سوچ لیں۔

لیکن خدارا یہ غلطی کبھی بھی نہ کیجئے کہ آپ انتظار کریں کہ شوہر جب مجھ سے پوچھیں گے اس وقت بتا دوں گی کہ یہ نہ ہو سکا، مثلاً: عشاء کے بعد جب وہ سخت بھوک کی حالت میں کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے لگے تو اس وقت اطلاع دی کہ ہائے میں بھول گئی تھی، آٹا تو ختم ہو چکا تھا، آپ جلدی سے بازار سے روٹیاں لے آئیں بس کھانا تیار ہے۔ یاد رکھئے! اس سے بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے معمولی سی بات بڑے جھگڑے کا سبب بن جاتی ہے۔

اس لئے کہ ایک مرتبہ گھر آنے کے بعد دوبارہ دو تین منزلوں سے اتر کر بازار جانا یا گاڑی پارک کر دینے کے بعد دوبارہ نکالنا اور پھر دکان پر جا کر روٹی کی لائن میں لگنا، آپ خود ہی سوچ لیجئے، شوہر پر کس قدر گراں گزرے گا اور اگر اللہ نہ کرے آپ وہ کام شام تک بھی نہیں کر سکیں یا ان کو اطلاع بھی نہ دے سکیں، اب ان کے آنے کا وقت ہے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے دعا مانگ لیں یا عذر کی حالت میں

صرف تسبیح پڑھ کر دعا مانگ لیں کہ اے اللہ! مجھ سے یہ غلطی ہوگئی، آپ ہی میرے شوہر کو مطمئن کر دیں، اس کے بعد شوہر کو صفائی کے ساتھ کہہ دیں کہ ان ان مجبوریوں کی وجہ سے یہ نہ ہو سکا، لیکن آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور آپ کے کہے پر عمل کروں گی۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو بات کرنے اور جواب دینے کا سلیقہ عطا فرمائے، آمین۔

اپنے بچوں پر رحم کیجئے

ہماری بعض خواتین میں ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ شوہر کے پکارنے پر فوراً جواب نہیں دیتیں، اگر آپ شوہر کی دلی دعائیں لینا چاہتی ہیں تو اس بات کا بہت اہتمام کریں کہ شوہر کے بلانے پر فوراً جواب دیں، صرف اس بنا پر دیر ہرگز نہ کریں کہ شوہر جس کام کے لئے آواز دے رہے ہیں خود بھی کر سکتے ہیں، مثلاً: شوہر تھکے ہارے آئے اور آتے ہی سلام کر کے جوتے اتار کر بستر پر لیٹ گئے، اب جب بیوی کو بلایا تو بیوی صاحبہ اپنے طور پر یہ خیال کر کے خاموش بیٹھی ہیں اور ان کے بلانے پر جاتی بھی نہیں کہ کوئی معمولی کام ہوگا، مثلاً: پنکھا تیز یا آہستہ کروانا ہوگا یا اخبار اٹھا کر دینا ہوگا یا پانی کا گلاس منگوانا ہوگا، اب اس کے لئے میں دوسرے کام چھوڑ کر کیسے جاؤں؟

خوب سمجھ لیں! بعض مرتبہ بیوی کی طرف سے صرف اتنی ہی لاپرواہی بہت بڑے جھگڑے کا باعث بنتی ہے اور پھر مزید حیرت یہ کہ بعد میں جب شوہر نے پوچھا کہ کیوں نہیں آئیں؟ یا اتنی دیر کیوں لگائی اور فوراً جواب کیوں نہ دے دیا؟ میں تو چیخ چیخ کر تھک گیا، تو نادان عورتیں (اللہ تعالیٰ آپ کو ان میں سے نہ بنائے، آمین) ان ساری کوتاہیوں کی وجہ بھی شوہر کو قرار دے دیتی ہیں۔ مثلاً:

"آپ ہی کے لئے تو روٹیاں پکا رہی تھی یا آپ ہی کے آرام کی خاطر منے کو بھابھی کے کمرے میں لے گئی تھی یا آپ ہی کو چوں کہ فوراً ولیمہ میں کہیں جانا ہے، تو دوسرے جوڑے پر استری کرنے گئی تھی۔"

اگر آپ چاہتی ہیں کہ پورے طور سے شوہر آپ سے محبت کریں اور ان کا دل کبھی بھی آپ کی طرف سے میلا نہ ہو وہ ہمیشہ آپ کو دعائیں دیتے رہیں اور آپ سے اپنے دوستوں کی بیویوں کے سلیقے مندی سے خدمات کے حالات اور واقعات کا افسوس سے تذکرہ نہ کریں اور آپ کی لاپرواہیوں پر یوں طعنہ نہ دیں کہ تمہاری والدہ ہی نے تمہاری صحیح تربیت نہیں کی، تمہیں ادب نہیں سکھایا وغیرہ وغیرہ تو آپ خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام رکھیں کہ ہر کام اس طرح ہو کہ شوہر کو تکلیف بھی نہ ہو اور آپ کی خدمت کی پوری پوری قدر بھی کی جائے۔

مثلاً: شوہر کے لئے آپ روٹی پکا رہی ہیں اور اس نے آپ کو بلایا تو عقل مندی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ یا تو ان کے بلانے پر چولھے سے کسی طریقے سے توا ہٹا کر فوراً جا کر انہیں جواب دیں یا روٹی پکانے یا دیگر کسی کام میں مشغول ہونے سے پہلے ہی ان کو اطلاع دے کر پھر مشغول ہوں، مثلاً: مجھے عشاء کی نماز پڑھنی ہے، آپ کو پہلے کھانا دے دوں یا کچھ دیر بعد کھائیں گے؟

یا یہ کہ میں آپ ہی کے جوڑے پر اسٹور روم میں استری کرنے جا رہی ہوں، آپ کو فی الحال کوئی ضرورت تو نہیں وغیرہ، اس سلیقہ مندی سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

❶ اس صورت میں گھروں میں وہ جھگڑے جو معمولی معمولی باتوں پر ہوتے ہیں، وہ نہیں ہوں گے۔

❷ آپ کو جو شکوہ رہتا ہے کہ باوجود یہ کہ میں دن بھر ان ہی کی خدمت میں لگی رہتی ہوں، پھر بھی میری خدمت کی تو قدر نہیں اور ہر وقت اپنے دوستوں کی بیویوں،

اپنی اور میری بھابیوں یا اپنی شادی شدہ بہنوں کی سلیقہ مندی کی مثالیں دے دے کر مجھے اور جلاتے ہیں، وہ پھر ایسا نہیں کریں گے، بل کہ آپ کی قدر کریں گے۔

❸ شوہر کی ڈانٹ یا چیخنے پر جو آپ کو یہ ڈر رہتا ہے کہ میری بھابھیاں سنیں گی، ساس اور نندیں سنیں گی یا ماسیوں کو نہ صرف یہ کہ باتیں بنانے، بل کہ دوسروں کے ہاں جا کر بات لگانے کا موقع ملے گا کہ زینب کی شادی کو تو چھ سال ہوگئے، مگر شوہر سے اس کی ایک دن بھی نہیں بنی، کبھی وقت پر شوہر کو کوئی چیز ہی تیار کر کے نہیں دے سکی۔ شوہر کی کمپنی کی وین واپس چلی جاتی ہے اور شوہر کا ٹفن یا ناشتہ دان ہی تیار نہیں ہو پاتا یا یہ کہ بے چاری زینب کا قصور ہی کیا، اس کی ماں نے بھی تو اپنے شوہر کو یوں ہی تنگ کیا تھا کہ کبھی روٹی پر چٹنی لگا کر بھی سکون سے کھانے نہ دی اور بے چارے بھائی صاحب اسی غم میں گھل گھل کر اللہ میاں کو پیارے ہوگئے وغیرہ وغیرہ۔ جب آپ کی سلیقہ مندی سے ان جھگڑوں کی جڑ ہی ختم ہو جائے گی تو نہ ہی شوہر کو آپ پر غصہ کرنے اور چیخنے کا موقع ملے گا اور نہ ہی ان عورتوں کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔

❹ آپ ہمیشہ شوہر کی دعائیں لیتی رہیں گی اور شوہر ہمیشہ آپ کا قدردان رہے گا، آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کی موت کے بعد بھی، نیز اس سلیقہ مندی کا آپ کی بچیوں پر بھی نہایت اچھا اثر پڑے گا، وہ بھی ایسے ہی اچھی خوبیوں والیاں بن کر جب پرائے گھر جائیں گی تو آپ کی نیک نامی کا ذریعہ ہوں گی۔

❺ سب سے بڑا فائدہ یہ کہ آپ کی طرف سے اچھا طرزِ عمل سامنے آنے کی وجہ سے شوہر سے ہونے والی ہر وقت کی تو تو میں میں، جب ختم ہو جائے گی تو یہ معصوم سے پھول عدنان اور فوزیہ پر بہت بڑا رحم ہوگا کہ وہ اس محبت اور سکون والی فضاء میں پرورش پا کر تمام نفسیاتی بیماریوں اور الجھنوں سے دور رہیں گے، ورنہ جھگڑوں کے ماحول میں گھٹ گھٹ کر پلنے والے بچے سہمے سہمے رہتے ہیں، خود اعتمادی سے محروم

ہو جاتے ہیں اور اپنے دل کی بات ماں باپ دونوں ہی سے نہیں کہہ سکتے، خواہ ماں کو بے بس یا باپ کو ظالم سمجھ کر کہ جو ہماری والدہ کو رلاتے ہی رہتے ہیں، وہ ہماری بات کیا سنیں گے اور والدین کو جھگڑتا دیکھ کر یا ماں کو ہر وقت دادی اور پھوپھیوں سے ڈرتا دبتا دیکھ کر ان بچوں کی خداداد صلاحیتیں اور قابلیتیں (جن سے وہ نہ جانے دین و دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ کیا کیا کام کر جاتے) ختم ہو جاتی ہیں۔

الحمد للہ! اسکولوں اور مدرسوں کے مختلف بچوں سے چوں کہ تعلیمی اور تربیتی بنیاد پر ہمارا واسطہ پڑتا رہتا ہے جس سے یہ بات سامنے آئی کہ ① کسی بچے کے بار بار ناکام (فیل) ہونے ② پڑھائی میں کثرت سے غیر حاضر ہونے ③ کلاس اور درس گاہ میں گم سم رہنے کی اصل وجہ وہی ڈر اور گھٹن اور خود اعتمادی سے محرومی یا احساس کمتری کی بیماری ہے، جو ماں باپ کی طرف سے گھر کا ماحول خراب کر دینے کی وجہ سے ان کو لگی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس معصوم ذہن پر ہر وقت باپ کا طمانچہ اور ماں کے بہتے ہوئے آنسوؤں کا تصور طاری رہتا ہو یا جس معصوم کے کانوں میں، ابا یا دادی اور پھوپھی سے جھڑکی کھانے کے بعد روتی ہوئی ماں کی سسکیوں کی آوازیں گونجتی رہیں، وہ بچہ کبھی بھی دوسرے ہنس مکھ بچوں کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو ایسی حقیقت شناسی اور دین کی سمجھ نصیب فرمائے کہ وہ ایسا طرزِ زندگی اختیار کریں کہ گھر میں بدنظمی بھی نہ ہونے پائے اور ان کی اولاد بھی کسی محرومی کا شکار نہ ہو، آمین۔

شوہر کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے ایک اہم اصول

جب شوہر کے گھر آنے کا وقت ہو یا باہر سفر سے آنے کا وقت ہو تو اس سے

پہلے تمام کاموں سے فارغ ہو جائیں، ہرگز آپ ایسا نہ کیجئے کہ شوہر گھر میں آئیں اور آپ ان پر کوئی توجہ نہ دیں، آپ اپنے کاموں میں ایسی مشغول ہوں کہ گویا کسی کا آنا اور نہ آنا آپ کے لئے برابر ہو جائے، لہٰذا شوہر کے لئے ضرور وقت نکالیں، چاہے تھوڑا سا ہی ہو اور ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ان کا استقبال کیجئے۔

یاد رکھئے! مسکراہٹ بکھیرنے والی پیشانی اور شیریں زبان سے "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ" اور کیا حال ہے کی صدا شوہر کی تھکاوٹ اور پریشانی کے دور ہونے کا سبب ہوگی اور شوہر کے منہ اور دل کو دنیا بھر کی کئی مٹھائیوں خواہ وہ فریسکو، عصرِ شیریں اور قصرِ شیریں کی ہوں یا باؤنٹی اور کٹ کیٹ (BOUNTY اور KITKAT) کے طرز کی چیزیں ہوں، ان سب سے بھی زیادہ میٹھا کر دے گا، شاید اسی لئے اکثر ان مٹھائیوں کو بھی ان گھروں میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے جن گھروں میں غموں اور پریشانیوں کی کڑواہٹ کو بدلنے کے لئے نیک بیوی کی مسکراہٹ بکھیرنے والی شیریں زبان نہ ہو اور یہ سوئیٹس (مٹھائیاں) ان کا بدل سمجھی جائیں۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

ایک حدیث جو میں نے خود تو نہیں دیکھی، البتہ حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے مواعظ میں یہ حدیث پڑھی ہے اور حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کئی جگہ اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے، وہ حدیث یہ ہے کہ شوہر باہر سے گھر کے اندر داخل ہو اور اس نے محبت کی نگاہ سے بیوی کو دیکھا اور بیوی نے محبت کی نگاہ سے شوہر کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔[1]

لہٰذا یہ میاں بیوی کے تعلقات محض دنیوی قصہ نہیں ہے، یہ آخرت اور جنت بنانے کا راستہ بھی ہے۔

ذرا ایک لمحے کے لئے سوچئے کہ آپ کھانا پکانے میں یا جس کام میں بھی لگی

---

[1] شوہر کے حقوق: ص ۳۸

ہوئی ہیں وہ بس شوہر کے لئے تو ہے یہی شوہر آپ کی دنیا اور آخرت کی جنت ہے۔
شوہر کو باہر سے تھکے ہوئے آنے پر کسی قسم کی توجہ نہ دینا کتنی بری بات ہے، لہٰذا ان کا مسکراہٹوں کے ساتھ استقبال کریں اور تھوڑی دیر سانس لینے کے بعد اگرچہ سادہ پانی کا گلاس ہی ہو، لیکن محبت سے پیش کیا ہوا یہ ایک گلاس ہی شوہر کے دل کو موم بنانے اور دل کی سینکڑوں بیماریوں کے لئے دوا، جسم کی سینکڑوں کمزوریوں کے لئے وٹامن A,B,C,D ثابت ہوگا اور یہ ایک سادہ پانی کا گلاس بغیر گلوکوز، بغیر روح افزا اور بغیر TANG کے شوہر کی تھکن کے دور ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے، اگر یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

اسی طرح ان کے آتے ہی ان کو غم کی کوئی خبر، کسی بچے کی شکایت، ٹیلی فون کا کوئی پیغام، غرض کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف کی خبر نہ بتایئے، بل کہ پہلے وہ ضروری تقاضوں سے فارغ ہو جائیں، پھر حسبِ موقع صرف جو ضروری بات ہو اتنی ہی بتائیں۔ اسی طرح چھوٹا بچہ یا بچی کو تیار کر کے ابو کا استقبال کرنے کے آداب سکھایئے، مثلاً: بچے سے کہیں کہ اب ابو کے آنے کا وقت ہے، ننھی سی چہچہاتی ہوئی مینا (حفصہ/ فرحانہ) اور معصوم طوطے محمد یا عبداللہ کی کانوں میں رس گھولنے والی آوازوں سے باپ کے دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔

کاش! بیوی اس بات کو سمجھ لے اور خود اپنے کو بھی صحیح کر لے، دوپٹہ سر پر اچھی طرح رکھ لے، چہرے پر تھکاوٹ کے آثار کو مسکراہٹ کے صابن سے دھو لے اور اپنے غموں یا پریشانیوں کی خبریں شوہر کو خوش آمدید کہنے کی صداؤں میں گم کر دے۔

بچوں کے رونے اور تنگ کرنے کی پریشانیوں پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اجر و ثواب ملتا ہے اس کو سوچ کر اپنی ہر پریشانی دور کر لے، ساس، نند، دیورانی اور جیٹھانی کی طرف سے دی گئی تکلیفوں کی بنا پر دل میں اٹھنے والے

انتقامی جذبے پر تحمل اور برداشت کی کمپنی کے اجر اور صبر والے پرفیوم چھڑک لے اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اجر ملے گا اس کے تصور کی مہک سے اپنے کو معطر کرلے، پھر دیکھے شوہر اس پر کیسے مہربان ہو جاتا ہے۔

مسکراہٹ زندہ دلی کا نام ہے

کہتے ہیں مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ روح کا رشتہ ذہن سے، ذہن کا دماغ سے اور دماغ کا دل سے ہوتا ہے، بیوی خوب صورت وہی سمجھی جاتی ہے جو شوہر کے دل میں خوشیاں بکھیرنے اور دل لگی کا باعث بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اگر آپ ایک ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھیں تو خود بخود آپ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جائے گی، اس ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اور اس کی خوش گوار باتیں سن کر آپ کے دل میں بھی خوشی اور مسرت کا جذبہ پیدا ہوگا اور آپ اس کے قریب رہنا پسند کریں گی۔ اس کے برعکس ایک ایسا چہرہ جس پر معمولی سی بھی مسکراہٹ کا بھی دور دور تک نشان نہ ہو بات کرنے کا ایسا انداز ہو جو اس کے چہرے پر آڑی ترچھی لکیریں چھوڑ جائے، ماتھے پر شکنیں ہوں، ناک سکڑی ہوئی ہو اور بات کرتے ہوئے ہونٹ عجیب انداز سے کھلیں تو آپ کو ایک بہت ہی ناگوار قسم کا احساس ہوگا اور جلد ہی آپ اس سے اکتا جائیں گی اور اس سے بچنے کی کوشش کریں گی۔

ایک فرانسیسی ادیب ''روکتے'' نے لکھا ہے کہ ''دل سب سے زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب کوئی ہنستا مسکراتا شخص تمہارے قریب بیٹھا ہو'' آج سے اٹھائیس سو سال پہلے کی ایک مقدس کتاب کے ذریعے یہ مقولہ ہم تک پہنچا کہ ''دل کی شادمانی اور خوشی عمدہ دوا کی طرح نفع پہنچاتی ہے۔'' اطباء یہ بات کہتے ہیں ''ہنسنا مسکرانا ایک بہت ہی صحت افزا ورزش ہے اور غذا کو ہضم کرنے میں مدد دینے والی چیز ہے۔'' ایک اور طبیب کہتے ہیں ''اگر آپ عقل مند ہیں تو خوب مسکرایا کریں۔'' اسی طرح اطباء یہ

بات بھی کہتے ہیں ''آپ کی عمر کے جتنے دن گزرے ہیں، ان میں سب سے ناخوش گوار دن اسے سمجھئے جس میں آپ پورے دن میں ایک مرتبہ بھی نہ مسکرائے ہوں۔''

اس لئے آپ ذرا احتیاط کیجئے اور ہمیشہ مسکرا کر زندہ دلی کا ثبوت دیجئے اور شوہر کے آتے ہی اپنے اور بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ کا پاؤڈر مل لیجئے اور شوہر اور بچوں کو بھی چاہئے کہ وہ گھر میں داخل ہوں تو مسکراتے ہوئے آئیں اور ہمیشہ میاں بیوی یہ اصول یاد رکھیں ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں۔'' میاں بیوی میں محبت واتفاق پیدا کرنے کا مجرب نسخہ یہ ہے کہ دونوں مسکراہٹ کو اپنائیں، جو مسکراہٹ کے خلاف باتیں ہوں ان کا ذکر ہی نہ کریں، ہر وقت مسکراتا ہوا چہرہ اپنائیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے یا بندی کو مسکراتا ہوا چہرہ عطا فرمادیں۔ اس مسکراہٹ کے حصول کے لئے کتاب ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں'' کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ (مؤلفہ شیخ سیّد رضی الدین صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ) نیز اصلاحی خطبات (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم) کے مواعظ کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ یہ دونوں کتابیں ضرور اپنے پاس رکھیں اور روزانہ تھوڑا تھوڑا اس میں سے مطالعہ کرتے رہیں۔

اگر کسی کے مقدر میں خلاف مزاج شوہر آجائے

اگر کسی کے مقدر میں ایسا شوہر آجائے جو بیوی سے بالکل محبت نہ کرتا ہو، اس کے کسی کام کی قدر نہ کرتا ہو، ہر وقت لڑائی جھگڑا ہی کرتا رہتا ہو تو اس کے لئے اصل وجوہات کی تحقیق اور بیماری کی اصل جڑ معلوم ہونا بہر حال ضروری ہے، کیوں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر نظر آنے والی بیماری کے علاوہ اختلاف کی اصل جڑ کوئی اور چیز ہوتی ہے جس کا دونوں کی زندگی سے گہرا تعلق ہوتا ہے اور جس کے تدارک کے لئے صرف میاں بیوی کی باہمی مفاہمت اور مخلصانہ تعاون کافی ہوتا ہے۔ یہاں ہم چند

وجوہات کا ذکر کرتے ہیں:

بعض اوقات شروع میں ایک دوسرے کی عادتوں سے مانوس نہ ہونے کی وجہ سے جھگڑا ہوتا ہے، بعض اوقات میاں بیوی میں تو شدید تعلق ہوتا ہے، لیکن ساس، نند اور جیٹھانی بیچ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ بہر حال جو بھی سبب ہو اس کا تدارک ماہر علماء کرام سے پوچھ لیں ناامید نہ ہوں، ایک سے مشورہ صحیح نہ ملا تو دوسرے سے یا اپنے خاندان کے کسی دین دار اور سمجھ دار شخص سے مشورہ کرلیں۔

کبھی میاں بیوی کو شروع سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کی ازدواجی گاڑی تادیر چل نہیں سکتی (مثلاً: شوہر کو پہلی ہی نظر میں بیوی پسند نہ آئی اور یہ اکثر وہاں ہوتا ہے جہاں منگنی کرتے وقت شوہر بیوی کو دیکھتا نہیں ہے، بغیر دیکھے صرف ماں یا بہن کے بھروسہ پر شادی کر لیتا ہے) اس لئے مرد وعورت دونوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ازدواجی زندگی کے لئے خوب غور وفکر کے بعد قدم اٹھائیں، محض جذباتی محبت یا سنی سنائی تعریف پر اعتماد نہ کریں۔

اس دنیا میں ہماری زندگی عارضی ہے، لہٰذا جب مقدر سے شادی ہو ہی گئی تو اب مایوس نہ ہوں اور علیحدگی کا دل میں خیال نہ لائیں، ہاں اگر شروع سے ہی اندازہ ہو جائے کہ ہماری گاڑی نہیں چل سکے گی تو میاں بیوی دونوں ایسی کوشش کریں کہ حمل نہ ٹھہر پائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جدائی ہو جائے اور اس نئے آنے والے مہمان کی زندگی خراب ہو جائے، مرد وعورت اپنے کیے کی سزا اسے دیں اور اس معصوم کو اخلاقی اور دماغی صدموں سے دوچار کریں۔

ہم نے بعض ایسے گھرانے دیکھے کہ شروع سے موافقت نہ ہوئی اور میاں بیوی اسی کش مکش اور بے چینی کی زندگی گزارتے رہے، یہاں تک کہ تین بچوں کے بعد جدائی ہوگئی یا اگر عمر بھر چلتے بھی رہے تو روزانہ جھگڑوں کی وجہ سے نئی نسل بھی خوف، عدم اعتماد، بزدلی، بیماری اور کم زوری کا شکار رہی۔

ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ بچہ ہوگیا ہے شادی کو کافی وقت گزر گیا ہے، لیکن اب بھی موافقت نہیں ہے، ملاپ نہیں ہے، محبت و اُلفت نہیں ہے تو اس کے اسباب پر غور کریں، شوہر کب زیادہ ناراض ہوتے ہیں، میری کون سی بات پر غصہ زیادہ آتا ہے، کس بات سے آج ان کا غصہ کم ہوا، آج اچانک وہ کیسے مسکرائے، اور آج انہوں نے کیوں نہیں ڈانٹا؟

سمجھ دار میاں بیوی اگر خود بھی چاہیں تو ان مشکلات کا خاتمہ اور ان کا حل خود بھی ڈھونڈ کر نکال سکتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی خوش گوار بنا سکتے ہیں، البتہ اس میں بیوی کی زیادہ ذمہ داری ہے کہ اصلی ناراضگی کے اسباب پر غور کرے اور خوش دلی اور خندہ پیشانی سے اس ناراضگی کے سبب کو دور کرے اور اس میں تنگ دل نہ ہو، اس لئے کہ شوہر کو خوش کرنے کے لیے جتنی بھی تکلیف برداشت کرے گی اس کا بہت ہی ثواب ملے گا، جس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد شوہر کا مقام ہے۔

بیوی اپنے ماں باپ یا اپنی سہیلیوں کو درمیان میں لانے کی ہرگز کوشش نہ کرے اور نہ یہ توقع رکھے کہ کوئی آکر اس کی حمایت یا طرف داری کرے گا یا یہ ثابت کرے گا کہ ہاں تم صحیح ہو اور تمہارا شوہر غلط ہے، کیوں کہ تجربہ ہے کہ اس قسم کی مداخلت سے جھگڑا بڑھتا ہی ہے اور معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

''تحفۃ العروس'' کے مؤلف شیخ محمود استانبولی اپنے ایک دوست کا واقعہ لکھتے ہیں (جس کو ہم نقل کر کے دکھی دل بیوی کو سہارا و تسلی دینا چاہتے ہیں کہ فکر مت کرو غم مت کھاؤ، یہ کالی رات کبھی نہ کبھی ضرور چھٹے گی اور صبح کی روشنی تمہارے غموں کو ضرور ختم کر دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ):

''میرا ایک دوست سادہ مزاج اور غصے والا تھا، پوری پڑھائی بھی نہ کر سکا کہ شادی کی ڈور میں بندھ گیا اور نتیجہ یہی ہوا کہ بیوی کے ساتھ ٹھیک سے نباہ نہ سکا اور

اس منزل کے اتار چڑھاؤ کو سمجھ نہ سکا، چناں چہ آئے دن وہ بیوی پر سختی کرتا اور اس کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا۔

بیوی نے اپنی ماں (لڑکے کی ساس) سے اس کی شکایت کی، ماں سمجھ دار اور دین دار عورت تھی، ماں نے کہا: بیٹی! تیرا شوہر ناتجربہ کار نوجوان ضرور ہے، لیکن اس کے چہرے سے خیر اور دوستی کے اثرات نمودار ہوتے ہیں، اس لئے تو صبر سے کام لے اور رفتہ رفتہ اسے راستے پر لا، اسے سمجھانے کی کوشش کر، ایک نہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا، جب وہ تیرے حق میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

لڑکی نے اسی نصیحت پر عمل کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ماں کی بات حرف بحرف درست ثابت ہوئی اور اس کا شوہر بہترین اور لائق ترین شوہر ثابت ہوا۔[1]

جو عورت اپنے خاوند کو پیار سے اپنا نہ بنا سکی وہ تلوار سے بھی اپنے خاوند کو اپنا نہیں بنا سکے گی۔ کئی مرتبہ عورتیں سوچتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو کہوں گی وہ میرے خاوند کو ڈانٹے گا، میں اپنے ابو کو بتا دوں گی وہ میرے خاوند کو سیدھا کر دیں گے۔ ایسی عورتیں انتہائی بے وقوف ہوتی ہیں بل کہ پرلے درجے کی بے وقوف ہوتی ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بھائی اور آپ کے باپ ڈانٹیں گے اور آپ کا خاوند ٹھیک ہو جائے گا، یہ تیسرے بندے کے درمیان میں آنے سے فاصلے بڑھ جاتے ہیں، جب آپ نے اپنے اور خاوند کے معاملے میں اپنے ماں باپ کو ڈال دیا تو آپ نے تو تیسرے بندے کو درمیان میں ڈال کر خود فاصلہ کر لیا، تو جب آپ خود اپنے اور اپنے میاں کے درمیان فاصلہ کر چکیں تو اب یہ قرب کیسے ہوگا؟ اس لئے اپنے گھر کی باتیں اپنے گھر میں سمیٹی جاتی ہیں، لہٰذا یاد رکھئے کہ "اپنا گھونسلہ اپنا، کچا ہو یا پکا"

خاوند کے گھر میں اگر آپ فاقہ سے بھی وقت گزاریں گی تو اللہ رب العزت کے یہاں درجے اور رتبے پائیں گی۔ اپنے والد کے گھر کی آسانیوں اور ناز و نعمت کو

---

[1] تحفۃ العروس: ص ٦٣٨

یاد نہ کرنا، ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹیاں ماں باپ ہی کے گھر میں رہتی ہیں، بالآخر ان کو اپنا گھر بسانا ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے جو زندگی کی ترتیب ہے اسی کو اپنانا ہوتا ہے، تو اس لئے اگر خاوند کے گھر میں رزق کی تنگی ہے یا خاوند کی عادتوں میں سے کوئی عادت خراب ہے تو صبر وتحمل کے ساتھ اس کی اصلاح کے بارے میں فکر مند رہیں، سوچ سمجھ کر ایسی باتیں کریں، خدمت کے ذریعے خاوند کا دل جیت لیں، تب آپ جو بھی بات کہیں گی خاوند مان لے گا۔[1]

اپنے شوہر کو میں نے کس طرح جیتا

جو دکھ اور مصیبت مجھے ازدواجی زندگی میں سہنا پڑا اس کی طویل داستان تو میں یہاں نہیں بتاؤں گی اور اس کا تذکرہ بھی اس وقت بے مقصد ہوگا، یہاں تو فقط وہی باتیں میں بیان کروں گی جس کی وجہ سے میں اپنے شوہر کی محبوبہ بنی ہوں۔

پہلے میرے شوہر مجھے بالکل نہ چاہتے تھے، بل کہ مجھے چھوڑ دینے پر تلے ہوئے تھے، لیکن سمجھ دار لوگوں کے سمجھانے کی وجہ سے انہوں نے ایسے اقدامات نہیں کیے۔ میری زندگی خاک میں مل گئی تھی۔ مجھے ان کے ساتھ شادی کرنے کے بعد بہت پچھتانا پڑا۔ دوسروں کی سکھ بھری زندگی دیکھتی تو میرا دل جل بھن کر راکھ ہو جاتا، میرے شوہر مجھ سے بولتے ہی نہیں تھے، اتنا ہی نہیں بل کہ میرے ہاتھ کا پانی تک نہیں پیتے تھے۔ میرے شوہر مجھے دُھتکارتے، نفرت کرتے تھے۔ دراصل مجھ میں ان کو خوب صورتی، جوانی کی دل کشی اور جاذبیت جیسی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی، اسی وجہ سے تو انہوں نے مجھے چھوڑ رکھا تھا۔ میں اپنے شوہر کے زندہ سلامت ہوتے ہوئے بھی گھر کے ایک کونے میں بیوہ جیسی زندگی گزارتی تھی۔ میرے سسر اور ساس فرشتہ صفت انسان تھے۔ میری تکلیف اور دکھ پر ہمدردی جتاتے اور مجھے ذرا بھی بددل نہ ہونے دیتے تھے۔

[1] سکونِ دل: ص ۴۴

ایک مرتبہ میں فرصت کے وقت میں ''مسلمان خاوند، بیوی'' ''تحفہ دلہن'' اور ''تحفہ خواتین'' نامی کتابیں پڑھ رہی تھی، ان میں کتنی ہی ایسی باتیں تھیں جو میری زندگی سے مطابقت رکھتی تھیں۔ ایک عورت اپنے شوہر کو کس طرح خوش کر سکتی ہے، اس کا ذکر تھا۔ اس کو پڑھتے ہی میرا دل پھڑک اٹھا، میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میں بھی ان باتوں پر عمل کر کے اپنے شوہر کی محبت حاصل کر لوں اور پھر میں نے اپنے اس ارادے کو عملی جامہ بھی پہنا لیا۔

میں نے اپنی عادتوں کا جائزہ لیا اور اپنی پوری توجہ اپنے شوہر کی طرف کر دی۔ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ جن خوبیوں کو میرے شوہر پسند کرتے ہیں وہی خوبیاں اگر میں اپنے اندر پیدا کر لوں تو پھر وہ مجھے ضرور چاہنے لگیں گے اور اسی وجہ سے میں نے تین باتوں کی طرف زیادہ توجہ دی:

1. ان کا مزاج کیسا ہے؟
2. کون کون سی خوبیاں ان کو پسند ہیں؟
3. ان کو کیا ناپسند ہے؟

لہٰذا ان تین باتوں کے اپنانے پر میں نے اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ ان کے مزاج کا میں نے آہستہ آہستہ جائزہ لینا شروع کیا۔ عورت کے کون سے اوصاف اور کون سی خوبیاں ان کو پسند ہیں؟ یہ ساری باتیں میں نے ان کے برتاؤ سے جان لیں اور پھر میں نے ان کو جن باتوں میں لطف آتا ہو اس طرح بننے کی کوشش کی۔ ان کی پسند کا بناؤ سنگھار، ان کی پسندیدہ عادتیں اور ان کی پسند کے کھانے بنانے شروع کیے، اس کا اچھا نتیجہ نکلا۔

ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا: بیگم! اب تو تم دن بدن خوب صورت ہوتی جا رہی ہو، اس کا میں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ الحمد للہ! تیر نشانہ پر لگ گیا ہے، میری آنکھوں میں خوشی اور مسرت اور میرے دل میں تمنائیں انگڑائیاں

لینے لگیں اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

انہوں نے مزید کہا: بیگم! اب تم بہت دِل کش لگ رہی ہو۔ انہوں نے یہ دوسرا سوال کیا، اب مجھے لگا کہ اگر میں اس کا جواب نہ دوں گی تو خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکوں گی، میں نے مسکراتے ہوئے کہا: ''میرے سرتاج! میں خوب صورت کب نہ تھی میں تو خوب صورت ہی ہوں، لیکن آپ کو پسند ہوں تب نا اور یہ لفظ بولتے ہی میں نے ایک اڑتی ہوئی نگاہ ان پر ڈالی۔

تیر برابر نشانے پر لگ گیا تھا، میرے شوہر نے مجھے پیار سے کہا: نہیں بیگم! تم اب مجھے بہت اچھی لگتی ہو، میں نے اب تک تمہیں ناحق تکلیف اور دکھ پہنچایا، میں اب تک تمہیں صحیح روپ میں دیکھ نہیں سکا تھا، اب تو میں تمہیں اپنی نگاہ کے سامنے سے ہٹنے بھی نہ دوں گا۔

میں اپنے شوہر کی آنکھ کی پتلی بن گئی ہوں

آج میں اپنے شوہر کی آنکھ کی پتلی بن گئی ہوں۔ میرے شوہر میرے علاوہ اور کسی کے ہاتھ سے پکا ہوا بھی نہیں کھاتے۔ ہر بات میں مجھ سے مشورہ لیتے ہیں۔ میری ساس اور سسر بھی میری اس کام یابی پر بہت خوش ہیں۔ اپنے شوہر کی نگاہ سے گری ہوئی اور شوہر کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکنے والی بہنوں سے میری گزارش ہے کہ وہ میرے جیسا تجربہ کر کے دیکھ لیں، مجھے امید ہے کہ ان کو اس میں ضرور کام یابی حاصل ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مجھے گھر سے نہ نکالو

کسی شوہر کا ایک بے ہودہ عورت سے تعلق ہوگیا، اب اس عورت نے مجبور کیا کہ پہلے اپنی بیوی کو طلاق دو پھر میں تم سے شادی کر سکتی ہوں۔ شوہر اتنا مجبور ہوگیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا۔ بیوی صاحبہ بہت پریشان ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ اس دکھیاری کی ایک سہیلی تھی جو ماشاءاللہ دین دار، ہوشیار اور باپردہ خاتون تھی، اس نے اس سے مشورہ کیا، اس سہیلی نے چند نصیحتیں کیں کہ آئندہ ان باتوں کا خیال رکھو اور شوہر کے دل میں جگہ پانے کے لئے کچھ تدبیریں بتلائیں، پھر اس کے شوہر کے لئے ایک درد بھری نظم لکھی، جس میں اپنی سہیلی کے دلی جذبات کی ترجمانی کی۔ چناں چہ بیوی نے وہ نظم اپنے شوہر کو دکھائی، الحمد للہ! یہ نظم براہ راست شوہر کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئی اور اس نظم نے وہ کام کیا جو شاید معاشرے کی اصلاح کرنے والے بڑوں بڑوں سے نہ ہو سکے۔ آخر کار اس خاوند نے اپنا فیصلہ بدل دیا اور وہ دکھیاری عورت طلاق کی تلوار کے وار سے بچ گئی اور شوہر بے ہودہ عورت کے جال سے بچ گیا۔ آپ اس نظم کو پڑھ کر اپنے اندر بھی اُلفت ومحبت کے جذبات اپنے شوہر کے لئے پیدا کیجئے۔

نظم

ناز تھا جس پہ مجھے، میری وہ قسمت نہ رہی
کیا خطا ہوگئی، کیوں لائق الفت نہ رہی
اپنے ہی گھر کے لئے باعث زینت نہ رہی
میں وہ گوہر ہوں کہ جس کی کوئی قیمت نہ رہی

بے سبب مجھ پر اہل زمانے نے ستم گاری کی
میں قسم کھاتی ہوں آج، اپنی وفاداری کی

فصل گل اپنی جوانی پہ تھی گلشن چھوٹا
ہائے! ایک طائر بے پر سے نشیمن چھوٹا
جو ابھی ہم نے بنایا تھا وہ مسکن چھوٹا
ہاتھ سے ہائے غضب! کس کا یہ دامن چھوٹا

جس نے اپنے لئے سمجھا، گل بے خار مجھے
مدتوں جس نے کہا ملکہ گل زار مجھے
جس نے بخشا شرف شمع شب تار مجھے
ہائے! وہ آج رلائے پسِ دیوار مجھے

ہاں میرے حسن کی معراج، تمہیں تھے کہ نہیں
میرے مالک میرے سرتاج، تمہیں تھے کہ نہیں
آؤ اگر روٹھے ہو مجھ سے تو منالوں تم کو
تم ہوگر دور تو نزدیک بلالوں تم کو

ڈگمگاتے ہو کہاں، آؤ سنبھالوں تم کو
دل میں آنکھوں میں کلیجے میں بٹھا لوں تم کو
چھوٹے یہ مال و متاع چوڑیاں ٹوٹیں نہ کہیں
دنیا چھوٹے مگر مالک میرے چھوٹیں نہ کہیں

مجھ سے سرزد ہوئی کیا ایسی بتاؤ تو خطا
کون سے جرم پہ دی جاتی ہے یہ سخت سزا
بے سبب مجھ کو ستاتے ہو ستالو آقا
اس پہ بھی سر ہے خم، لگا دو ٹھوکر آقا

واسطہ اس رب کریم کا جو ہے تم کو عزیز
مجھ کو رکھ لو یہ سمجھ کر کہ ہے سوکن کی کنیز
دل پہ میرے جو گزرتی ہے سناؤں کیونکر
ہو جو مرضی تو لگا دو، اسی سر میں ٹھوکر

میں تو ہر حال میں راضی برضا ہوں پیارے
میں تیرے واسطے مصروف دعا ہوں پیارے

آیا چھوڑا ہے مجھے جنسی مسرت کے لئے
وہ بھی دن ہوگا کہ ترسو گے محبت کے لئے
کیا کہا شمع بنوں غیر کی خلوت کے لئے
ہائے! یہ بات ہے مر جانے کی عورت کے لئے
زندہ کیوں خانہ یوسف سے زلیخا نکلے
مر کے اس گھر سے تمنا تھی جنازہ نکلے
غیر دیکھیں تیری دیکھی ہوئی صورت میری
یہ گوارہ نہ کرے گی کبھی غیرت میری
دیکھ کے آنسو بہاؤ گے مصیبت میری
مجھے کافی ہے فقط چادر عصمت میری
نام لے لے کے جیوں گی یہ کہے جاتی ہوں
رب العزت ذوالجلال والاکرام کی قسم کھاتی ہوں
دم نکل جائے مگر تیری خدمت گزار رہوں
بے وفا تم ہو تو کیا میں تو وفادار ہوں
خاک روبی کے لئے بادل بیدار رہوں
گھر کے قابل نہ رہی تو پسِ دیوار رہوں
رکھ لو لونڈی ہی سمجھ کے مجھے خدمت کے لئے
کچھ سہارا تو رہے گا غم فرقت کے لئے
یاد ہے تم نے سنوارے تھے کبھی یہ گیسو
دیکھ سکتے نہ تھے، ان آنکھوں میں میرے آنسو
میرے گیسو سے کبھی باندھتے تھے اپنے بازو
تھا تیرے سر کا سہارا کبھی میرا زانو

یاد ہے تم نے کبھی مانگ بھری تھی میری
باغباں تم تھے تو کھیتی بھی ہری تھی میری
ابھی مرجھائے بھی نہ پایا تھا یہ میرا سہرا
بیٹھے بٹھلائے مصیبت نے کہاں سے گھیرا
کون اب دیکھے یہ اترا ہوا چہرہ میرا
ضبط کرتی ہوں تو جلتا ہے کلیجہ میرا
عمر بھر مجھ کو رلائے گا تیرا رنج فراق
خیر خم ہے سر تسلیم جو دیتے ہو طلاق

منفی سوچ سے بچیں

یاد رکھئے! آپ کو نفس کبھی یہ دھوکہ نہ دے کہ میرے ماں باپ مال دار ہیں، میں ان کے پاس چلی جاؤں گی، نہیں کبھی نہیں! شوہر کے کہنے پر بھی آپ اس کو قبول نہ کیجئے، بل کہ ایسا موقع ہی نہ دیجئے کہ وہ یہ کہہ دے کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ، تم نہیں ہوتی تو مجھے سکون ملتا ہے، اس لئے کہ ابھی تو آپ کا لڑ جھگڑ کر شوہر کے گھر سے نکلنا بہت آسان ہے اور یہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ والدہ کو فون کر کے گاڑی منگوالی اور میکے چلی گئیں یا چھوٹے بھائی اور والد کو بلا لیا اور چلی گئیں، لیکن پھر دوبارہ لوٹنا بڑا مشکل ہوگا۔

اب یہ آپ کے ہاتھ میں نہیں رہے گا یہ کسی اور ہاتھ میں چلا جائے گا کہ وہ جب آپ کو بلانا چاہے گا بلائے گا اور جو چیز دوسرے کے ہاتھ میں چلی جائے اس میں پھر اپنی نہیں چلتی، اس لئے کبھی اس خیال کو بھی دل ودماغ میں مت آنے دیجئے، ابھی تو والدہ بھی آپ کا ساتھ دیں گی، چھوٹے بھائی بھی ساتھ دے دیں گے، خالائیں بھی حوصلہ افزائی کریں گی، لیکن جوں جوں وقت گزرے گا آپ کو والدین کے

گھر کا ایک دن ایک ماہ کے برابر لگے گا۔

جب چھوٹے بھائیوں کی شادی ہو جائے گی اور اللہ نہ کرے بھابیوں نے کبھی یہ کہہ دیا "ہمارے ساتھ کیا نباہ کرے گی، اپنی ساس اور شوہر کے ساتھ تو نبھایا نہیں۔"

اس وقت کا یہ ایک طعنہ پتھر جیسے جگر میں بھی سوراخ کر سکتا ہے، اس لئے کہ شوہر کے سو طعنے برداشت کرنے آسان ہیں، لیکن بھابھی کا ایک طعنہ ان سو پر بھی بھاری ہوتا ہے۔ شوہر کے گھر کا معمولی کھانا، دوسروں کی مرغی بریانی سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے، اس لئے کبھی اس خیال کو دل میں جگہ مت دیجیے گا کہ "میکے چلی جاؤں گی" اس لئے بڑی بوڑھیاں کہتی تھیں کہ ڈولی آئی ہے بارات کی شکل میں اب جنازہ کی صورت ہی میں واپس جائے گی

زندہ کیوں خانۂ یوسف سے زلیخا نکلے
مر کے اس گھر سے تمنا تھی جنازہ نکلے
غیر دیکھیں تیری دیکھی ہوئی صورت میری
یہ گوارہ نہ کرے گی کبھی غیرت میری

لہٰذا یہی اب تمہارا اپنا گھر ہے، اسی گھر کو بنانا ہے، اسی میں اپنے مقدرات کی تکلیفوں کو مسکراہٹ کے آئینے میں دیکھنا ہے۔ ساری تکلیفیں ختم ہو جائیں گی، ایک دن اسی کو سوچ کر اپنے آپ کو تسلی دینا ہے، اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگ کر ان مصیبتوں کو دور کروانا ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ یہ سوچیں کہ میں اس گھر سے چلی جاؤں گی۔

میں میکے خفا ہو کر چلی آئی

جمعہ کی رات تھی، بھائی اور والد صاحب تبلیغی مرکز شبِ جمعہ کے لئے گئے ہوئے تھے، گھر میں کوئی مرد نہ تھا، صرف چھوٹے بھائی جو دار العلوم میں پڑھتے ہیں

وہ تھے کہ اس رات میرے نصیب کا سیاہ پردہ ہٹ گیا، وہ اس طرح کہ آج کی رات میری پریشانیوں اور الجھنوں کی کوئی حد نہ تھی، طرح طرح کے خیالات ستارہے تھے، دل میں بے چینی تھی کہ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔

خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، سب مردے زمین سے اٹھ رہے ہیں اور میدان حشر میں جمع ہو رہے ہیں، سب کو اپنی اپنی زندگی کے حساب دینے کی فکر ہے۔ اچانک داہنی طرف دیکھا تو کچھ لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت کے محلات کی طرف بڑھ رہے ہیں، جہاں خوش نما عالی شان باغات ہیں اور ان باغات میں طرح طرح کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے ہیں، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی لہریں چل رہی ہیں، بھینی بھینی خوش بو سے پورا ماحول معطر ہے۔ باغ میں ہر طرح کی آسائش و آرام کا سامان موجود ہے، مردوں اور عورتوں کا ہجوم چاروں طرف سے خوشی و مسرت میں مست ہوکر اس باغ میں داخل ہو رہا ہے، میں بھی دوڑ کر اس دروازہ پر پہنچی۔

میں نے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا اور جوں ہی اندر داخل ہونے کی غرض سے آگے بڑھی تو دربان نے مجھے روک لیا اور داخلہ کا اجازت نامہ طلب کیا۔

میں نے حیرت سے پوچھا:

ارے! داخلے کے لئے کیا ٹکٹ لینا پڑتا ہے؟

دربان! جی ہاں، بغیر ٹکٹ کے داخلہ ممنوع ہے، اگر ٹکٹ موجود ہے تو ٹھیک، ورنہ حساب کی لائن میں چلی جائیے۔

”اچھا، ٹکٹ کتنے میں ملتا ہے“؟

یہ کہہ کر میں نے بٹوے میں ہاتھ ڈالا۔

دربان نے کہا: محترمہ! یہ ٹکٹ پیسوں سے نہیں ملا کرتا۔ میں نے تعجب سے پوچھا: اس کے لئے پھر کس چیز کی ضرورت ہے؟

دربان نے کہا: مسلمان مرد کے لئے ماں باپ کی خوشی کا پروانہ چاہئے اور مسلمان عورت کے لئے اس کے خاوند کی خوشی کا پروانہ چاہئے، اس کے بغیر اس جنت میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔

کیا میرے ماں باپ کی خوشی کا پروانہ نہیں چل سکتا؟ میں نے حسرت بھری نگاہوں سے دربان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں! شادی شدہ عورت کے لئے تو اس کے خاوند کی رضامندی اور خوشی کا پروانہ چاہئے'' یہ سن کر میں پریشان ہوگئی اور شرم کی وجہ سے میں پسینے میں ڈوب گئی، میری پشیمانی اور حسرت کی کوئی حد نہ رہی اور میں حسرت بھری نگاہوں سے اندر داخل ہونے والی عورتوں کو دیکھتی ہی رہ گئی، کتنی ہی میری سہیلیاں اور رشتہ دار عورتیں بے جھجک، بے حساب جنت میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ داخل ہو رہی تھیں اور میں کلیجہ تھام کر دیکھتی رہ گئی۔

خدایا! یہ کیسی میری بے عزتی ہے! اگر زمین جگہ دیتی تو میں اس میں سما جاتی، ایسی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی کہ میری دو چار سہیلیوں کو مجھ پر رحم آیا، انہوں نے مجھے پکار کر کہا: زینب! اندر آجاؤ، ہم دربان سے کہہ دیتے ہیں۔

چناں چہ وہ مجھے لینے آگئیں، مگر جب انہوں نے بھی میرے پاس میرے شوہر کی خوشی کا پروانہ نہ دیکھا تو مجھے چھوڑ کر افسوس کرتی ہوئی چلی گئیں اور سلمیٰ تو ویسے بھی بہت تیز تھی، اس نے تو مجھے وہیں کھری کھری سنا دی۔

''دیکھا زینب! ہم تمہیں کہا نہیں کرتے تھے کہ دیکھو دنیا کی زندگی تو بہت تھوڑی ہے، اس میں شوہر کو راضی رکھ کر چلو، ورنہ موت کے بعد پچھتانا پڑے گا، مگر زینب! تم کبھی شوہر کی بات مانتی ہی نہ تھیں، وہ تمہیں کتنا کہتے تھے کہ بے پردہ مت پھرو، شادیوں میں اپنی مووی مت بنواؤ، نمازوں کو قضا مت کرو اور مجھے اللہ کے راستے میں جانے سے مت روکو، مگر تم نے ایک نہ سنی۔''

میں وہیں پریشان ہو کر اپنی غلطیوں پر پچھتا رہی تھی کہ (کاش! میرے پاس بھی اپنے خاوند کی خوشی کا پروانہ ہوتا تو آج میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح جنت میں جا کر بہاریں اور خوشیاں لوٹتی اور پشیمانی کا یہ دن مجھے دیکھنا نہ پڑتا)۔

اتنے میں میرے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا کہ ''جگہ دو راستہ چھوڑو'' وغیرہ کی آواز دی گئی، میں نے سامنے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک خاتون کی سواری بڑے اعزاز سے آتی ہوئی نظر آئی، راہ گیر راستہ دینے لگے، سب جھک جھک کر سلام و آداب کرنے لگے، دربان بے حد ادب واحترام سے آداب بجالایا، وہ خاتون سواری سے اتر کر سیدھی جنت میں چلی گئیں۔ میں نے دربان سے پوچھا: یہ محترم خاتون کون ہیں؟

دربان نے کہا: یہ خاتون اپنے شوہر کی چاہنے والی ہیں، انھوں نے اپنے شوہر کی ایسی تابع داری اور فرماں برداری کی کہ ان کا شوہر ہر وقت ان کو دعائیں دینے لگا، صرف تھوڑا عرصہ خاوند کی خدمت کر کے یہ مرتبہ حاصل کیا ہے۔

دربان کی اس بات نے میرے دل کو بہت متاثر کیا، کیوں کہ میری ازدواجی زندگی پرسکون نہ تھی، بات بات میں میری شوہر کے ساتھ ناچاقی اور جھگڑا ہو جاتا تھا، میں شوہر سے خفا ہو کر میکے چلی آئی تھی، جب وہی مجھے خاطر میں نہ لائے تو میں کیوں ان کو خاطر میں لاؤں، شوہر ہوئے تو کیا ہوا، کیا میں ان کی لونڈی بن گئی تھی، میرے ماں باپ مجھے سنبھال سکتے تھے تو میں کیوں ان سے دب کر رہوں اور جاہل عورتیں ہی مرد کی غلامی پسند کرتی ہیں، مجھے تو اس کے خیال ہی سے گھن آتی ہے اور ایسے الفاظ سے تو میری روح فنا ہو جاتی ہے۔

مردوں کی غلامی کا وقت اور دور ختم ہو چکا ہے، یہ تو اپنے خیالات وعمل کی آزادی کا زمانہ ہے، سانپ نکل گیا مگر اس کے نشانات باقی رہ گئے، لہٰذا مردوں کو چاہئے کہ آنکھ اور کان کے پردے کھول ڈالیں اور امریکہ اور یورپ سے آزادی کا

سبق سیکھیں، یہ میرے غلط خیالات تھے، لیکن اس بلند مرتبہ خاتون کی کہانی سن کر مجھ پر ندامت سوار ہوئی، میرا دل میرے قابو میں نہ رہا، مجھے اس پر رشک آیا کہ میں نے خاوند کی خدمت کیوں نہیں کی، میں کیوں یہ بلند مرتبہ حاصل نہیں کر سکی۔ میں ایک دم سے بے قابو ہوگئی اور مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور بے اختیار ہچکیاں لے لے کر رونے لگی، میری والدہ میری چیخ سن کر بیدار ہوگئیں، میرے دونوں بیٹے عدنان اور فوزان بھی اٹھ گئے، والدہ نے کہا بیٹی بیٹی! کیا ہوا کیا ہوا کیوں رو رہی ہو؟

میں گھبرا کر بیدار ہوگئی اور چونک کر اٹھ بیٹھی، ماں نے کہا: بیٹی! ہوش میں آ، لَاحَوْلَ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھ لے، وضو کر کے بائیں طرف تھوک دے، تو نے کیا خواب دیکھا ہے، وہ میری چارپائی کے پاس آگئیں، مجھے اپنے سینے سے لگا کر تسلی دینے لگیں اور بولیں کیا ڈر گئی، اللہ خیر کرے، تو نے خواب میں کیا دیکھا؟

میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا والدہ کو کہہ سنایا، اب نہ تو وہ میدان حشر تھا نہ وہ جنت کا منظر، نہ وہ دربان تھا نہ وہ خاتون تھیں، میں خواب بیان کر رہی تھی اور خوف زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ ماں نے مجھے سینے سے لگاتے ہوئے کہا:

بیٹی! خواب کی باتیں سچ تھوڑی ہوتی ہیں، تو نے خواب ہی دیکھا ہے، ایسی باتوں کا اثر نہیں لینا چاہئے، چل دوبارہ سو جا! میرا دماغ ٹھکانے نہ تھا، طرح طرح کے خیالات میں مگن لیٹ گئی اور دوبارہ خوابوں کی دنیا میں پہنچ گئی، کیا دیکھتی ہوں کہ شادی کی محفل جمی ہوئی ہے اور لوگوں کی چہل پہل ہے، بارات چلنے کی تیاری ہے، میں نے اپنے خاوند کو دیکھا کہ وہ دولہا بنے ہوئے ہیں، میں دوڑ کر ان کے پاس پہنچ گئی اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور غصے میں پوچھا: میں یہ کیا تماشہ دیکھ رہی ہوں؟

لیکن انہوں نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور میرا ہاتھ بڑی بے دردی سے جھٹک دیا، میں اپنے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ روتی بلکتی ہوئی ماں باپ کے گھر آگئی اور مجھے وہ جملہ یاد آگیا جو میرے شوہر مجھے اکثر کہا کرتے تھے ”دیکھو

زینب! اگر تم نے مجھے بہت ستایا تو میں دوسری شادی کرلوں گا، پھر تم بہت پچھتاؤ گی اور دیکھو زینب! تم سے شادی سے پہلے میں دنیا کا کام بھی صحیح کرلیتا تھا اور دین کا کام بھی، لیکن جب سے تم آئی ہو، نہ میں دین کا کام اچھی طرح کرسکتا ہوں نہ دنیا کا۔"

اب میری پریشانی کی کوئی حد نہ رہی، میں کلیجہ تھام کر ہی رہ گئی، میرے منہ سے چیخ نکل گئی اور فوراً چونک کر بیٹھ گئی، والدہ نے بہت سمجھایا بیٹی! تیرا خاوند کچھ اتنا بھی ناراض تھوڑا ہی ہے کہ تجھے چھوڑ کر دوسرا نکاح کرلے، تو لڑائی کرکے تھوڑی آئی ہے، اس وقت تو اس کی ناراضگی صرف اس لئے ہے کہ تو اس کے پوچھے بغیر ہی آگئی ہے، یہ اتنا بڑا قصور نہیں ہے کہ وہ تجھے چھوڑ دے، بیٹی! اب بہت ہوگیا، جا آرام سے سوجا! تو ہمیشہ سے وہمی ہے، یہ صرف تیرا وہم ہے، جب اتنا سوچتی رہے گی تو ایسے ہی خواب آئیں گے، وہم نہ کر، آیت الکرسی پڑھ لے جا، سوجا بیٹی، شاباش!

یہ سب مجھے تسلی دینے کے لئے اور میرا دل بہلانے کے لئے امی کہہ رہی تھیں، اس وقت تو میں خاموش ہوگئی، لیکن ان دو خوابوں نے میرا آرام اور میری نیند حرام کردی، میرے ارادوں میں زبردست انقلاب آگیا، دل ایک دم بدل گیا، میں نے دل میں طے کرلیا کہ اب کبھی بھی شوہر کی مرضی کے خلاف نہیں کروں گی اور جو جو، ان کو مجھ سے شکایات تھیں ان کا جائزہ لینے لگی اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگی۔

مثلاً: میں ہمیشہ یہ سمجھتی تھی کہ شوہر مجھے ستاتے ہیں، اپنی والدہ اور اپنی بہنوں کی پڑھائی ہوئی پٹی پر حرف بہ حرف چلتے ہیں اور وہ مجھے کہتے تھے: تم مجھے ستاتی ہو، اب جب میں نے غور کیا تو مجھے پتا چلا کہ درحقیقت میں ہی ان کو ستاتی تھی۔

مجھے افسوس ہے کہ وہ اکثر ہوٹلوں میں کھانا کھانے چلے جاتے تھے، ان کے لئے کبھی اچھا کھانا نہ پکا سکی، وہ ہمیشہ مجھے ڈانٹتے تھے کہ تم کھانا اچھا نہیں پکا سکتی۔ وہ

جب بھی اپنے دوستوں کی دعوت کرتے تو ان کو شرمندگی اٹھانی پڑتی اور میں سمجھتی تھی کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں، اس لئے کہ میرے سسرال میں سب لوگ اچھے سے اچھے بہترین سے بہترین عمدہ ذائقے کے کھانے کے شوقین تھے اور میری جیٹھانیاں بھی ایک سے ایک قسم کے کھانے پکانے کی ماہر تھیں اور میری امی کے گھر میں ہر ایک جو دسترخوان پر جیسا بھی پکا ہوا کھانا رکھا جاتا اس کو خوشی سے کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا، لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ اس میں میری ہی غلطی تھی اور افسوس یہ ہوا کہ میری امی اور بہنوں نے بھی مجھے یہ نہیں سمجھایا کہ اس میں تمہاری ہی غلطی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے ان کے سامنے یہ باتیں رکھی ہی نہیں تھیں، اپنی غلطیاں تو بتائی نہیں جن غلطیوں کی وجہ سے شوہر غصہ ہوتے تھے، وہ غصہ اور ناراضگی تو بتلاتی لیکن اس کا سبب نہیں بتلایا تھا۔

دوسری ان کو مجھ سے یہ شکایت تھی کہ تم خوب صورت نہیں ہو، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن و جمال سے بھی نوازا ہے اور مال و دولت سے بھی، لیکن میں بے پروا اور سست رہتی تھی، کبھی بھی شوہر کے سامنے اپنے حسن و جمال زیب و زینت کا خیال نہیں رکھا، بچوں کی بھی صفائی ستھرائی میں اور ان کو اچھے کپڑے پہنانے میں مجھ سے بہت کوتاہی ہوئی، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل وکرم سے چاند کے ٹکڑے جیسے دو بیٹے عدنان اور فوزان عطا فرمائے ہیں، لیکن میں نے ان کو صاف ستھرا رکھنے میں بہت ہی سستی اختیار کی۔

تیسری میری غلطی یہ تھی کہ جب بھی شوہر نے مجھ سے پیار اور محبت کا اظہار کیا تو میرا دل برف کے ٹکڑے کی مانند بنا رہا، بل کہ اللہ مجھے معاف کرے، کبھی کبھی تو انہوں نے مجھے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے بلایا تو میں نے سوتے بچے کو اٹھا دیا اور اس کے رونے کی وجہ سے ان کی خواہش پوری نہ ہوسکی، اس میں بھی میں ہی قصور وار تھی۔ ان خیالات میں میں غوطہ کھا رہی تھی کہ یکا یک میں نے وضو کیا، دو

رکعت نماز تہجد کی نیت سے پڑھی، توبہ کی اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتی ہوں، اپنے کرتوتوں پر پشیمان ہوں، بے شک میں ہر طرح سے خطاوار ہوں، سب قصور میرا ہی ہے، شوہر کو ناراض کرنا مجھے کسی بھی حال میں زیب نہیں دیتا، وہ میرا خاوند ہے، میرے بچوں کا والد ہے، میرے سر کا تاج ہے اور میرا جیون ساتھی ہے۔ عورت اپنے شوہر کے زخموں کو اپنی زبان سے چاٹتی بھی رہے تو بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، جس عورت سے اس کا خاوند ناراض ہو تو اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوتی ہے اور پھر اس طرح مجھے یکے بعد دیگرے رسول پاک ﷺ کی حدیثیں یاد آنے لگیں جن کو میں نے ''تحفۂ خواتین'' اور ''تحفۂ دلہن'' نامی کتابوں میں پڑھا تھا، میں نے سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی، ویسے بھی تہجد کا وقت قبولیت کا ہوتا ہے، اس کے بعد میں نے قلم اور کاغذ لیا اور لکھنا شروع کیا:

اے میرے سرتاج!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ آپ کو سلامت رکھے! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے، عرض یہ ہے کہ اب تک میری طرف سے جو کچھ بھی آپ کو برداشت کرنا پڑا، اس کو ایک دردناک خواب سمجھ کر بھول جائیں اور اس وقت جو کچھ میں لکھ رہی ہوں اس کو ایک حقیقت سمجھیں۔ میں آپ کی ایک ادنیٰ لونڈی ہوں۔ اب میں اپنی غلطیوں پر پچھتا رہی ہوں، اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، آپ بھی اپنی اس گناہ گار لونڈی کو معاف کر دیں، میں آپ سے رحم وکرم کی بھیک مانگ رہی ہوں، اللہ کے واسطے میرے حال پر ترس کھائیں اور مجھے آپ اپنے گھر آنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، میں آپ کے حکم کا انتظار کر رہی ہوں۔

میں وہاں آنے کو ہر وقت تیار ہوں، اگر میرے پر ہوتے تو اڑ کر آجاتی۔ اگر آپ نے اس خط کا جواب نہ دیا تو ہوسکتا ہے میں کوئی جہالت والا کام کر بیٹھوں۔

میں آپ کے قدموں میں، آپ کی نگاہوں کے سامنے رو رو کر جان دے دوں گی، میں نے آپ پر قربان ہو جانا طے کر لیا ہے، میری اتنی ساری نافرمانیوں کے باوجود اگر آپ کے دل میں میرے لئے محبت کی ایک کرن اور جھلک بھی باقی ہو تو اللہ کے واسطے مجھے معاف فرما کر اپنے یہاں آنے کی اجازت دے دیں۔ دونوں بچے عدنان اور فوزان بھی آپ کو بہت یاد کر رہے ہیں، بس میں آپ کو آخری بات کہتی ہوں کہ آئندہ کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا اور میری زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

فقط والسلام

آپ کی نافرمان بیوی

زینب بنت یاسر

شوہر کی طرف سے جواب

خط پہنچتے ہی شوہر نے جواب لکھا:

”میری نادان اور ناسمجھ بیوی!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں الحمد للہ! خیریت سے ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے نیک ہدایت عطا فرمائے، عرصہ دراز کے بعد تیرا خط ملا، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تو اور ایسا تیرا خط، صرف تیرے والد کی دعا ہوگی یا میرے والد کی کہ جس نے تیری ہدایت کے اسباب پیدا فرما دیئے۔ تیرے خیالات کی تبدیلی دیکھ کر بے حد تعجب ہوا اور حیرت کی کوئی حد نہ رہی، اگر تیرے ان الفاظ میں سچائی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اگرچہ دیر ہی

میں سمجھی، تجھے اچھے اور برے کی تمیز محسوس ہوگئی، تو صرف میری ہی خطاوار نہیں، بل کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی بھی خطاوار ہے۔

میرے دل میں تیری باتوں اور تیری حرکتوں کی وجہ سے جو زخم لگے ہیں وہ اب ناسور بنتے جا رہے ہیں، وہ زخم اب تیرے اچھے برتاؤ ہی سے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ میرے دل میں تیری کتنی محبت ہے، اس لئے کہ تو الحمد للہ! ایک باپردہ عورت ہے اور تیرے والد ایک دین دار شخص ہیں۔ میں تجھے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں تیرے سوا کسی کا بھی گزر نہیں اور مجھے تجھ سے بے پناہ محبت و پیار ہے۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے تیرے قصور معاف کرتا ہوں، خصوصاً اس لئے بھی کہ تیری زندگی کا انحصار میری معافی پر ہے۔ میرا ماضی اگر دردناک خواب تھا تو اب تیری اس عاجزی اور ان محبت بھرے کلمات نے غم و رنج سے پر خوابوں کو بھلا دیا ہے اور میں دل و جان سے ماضی کو بھول جانے پر تیار ہوں۔

یہاں تجھے آنے کے لئے اجازت کی کیا ضرورت ہے، تجھے جانے کی ہی کہاں اجازت تھی کہ آنے کے لئے منع کروں۔ یہ تیرا ہی گھر ہے تو ہی اس کی مالکہ ہے اور بچے اس گھر کے گلاب و چنبیلی ہیں، جب جی میں آئے چلی آ، لیکن یہاں آکر اس طرح رہنا کہ واقعی میں ماضی کو ایک خواب سمجھ کر بھول جاؤں، اس لئے ان چار باتوں پر ضرور عمل کرنا:

❶ جب تک تو اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کرے گی کسی بندے کو راضی نہیں کر سکتی، جب تجھ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے تو وہ مجھے بھی راضی کر دیں گے، اس لئے کسی ایک نماز کو بھی بے وقت مت پڑھنا۔

❷ اسی طرح ان شادیوں میں جانے پر مجھے بالکل مجبور مت کرنا جن میں کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔

❸ اسی طرح زبان چلانے کی عادت بالکل ختم کر دینا اور جتنی بات پوچھی جائے

صرف اسی کا جواب دینا اور جب میں باہر سے واپس آؤں تو بچوں کو ڈانٹنے یا چلانے وغیرہ سے بالکل بچنا، بچے بھی شور مچائیں اور تو بھی چلانے لگ جائے تو گھر آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے، بچوں کا شور تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن تیرا شور مچانا بالکل سمجھ نہیں آتا، کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ بچوں کو شور سے روکنے کے لئے خود بھی شور مچانا یا بچوں کو لڑائی جھگڑے سے روکنے کے لئے خود لڑنا جھگڑنا، لہٰذا بچوں کو پیار ومحبت سے سمجھانا۔

❹ میری ماں بہنوں کی شکایت میرے سامنے بالکل مت کرنا۔

اُمید ہے تم ان چار باتوں کا خیال رکھو گی تو ہماری زندگی خوش گوار گزرے گی۔ میری طرف سے عدنان اور فوزان کو پیار۔

فقط والسلام

تمہارا شوہر

میں خط کے جواب کا انتظار کرتی رہی، میں اس کے جواب کے لئے تڑپ رہی تھی، انتظار کی آگ میں جل بھی رہی تھی اور میری ایک ایک گھڑی سخت بے چینی میں گزر رہی تھی کہ الحمد للہ! انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئیں اور ڈاکیا ایک دن خط لے ہی آیا۔ بے چینی کے انداز میں جلدی جلدی خط کھول کر پڑھا اور میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ دل بھر آیا اور میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ اسی وقت سجدہ میں گر پڑی اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا، وقت ضائع کیے بغیر چھوٹے بھائی سے ٹیکسی منگوائی اور سسرال جانے کی تیاری کر لی۔

گھر کے سب لوگ چیختے رہ گئے اور سب بیک زبان ہو کر بول اٹھے کہ لو اس بے وقوف لڑکی کو دیکھو کہ کوئی بلانے تو آیا نہیں اور یہ بے شرم بن کر خود ہی چلتی بنی۔ لیکن میں نے کسی کی بھی پروا نہیں کی۔ والدہ الگ چلانے لگیں کہ ارے او بے شرم! تو کہاں چلی، یہ سب کیا ہو رہا ہے اور کیا طوفان مچا رکھا ہے؟ ہماری عزت و آبرو پر

پانی پھیر رہی ہے، ہم منع کر رہے ہیں پھر بھی بے شرم بن کر جا رہی ہے، اب تک تو شوہر میں ڈھیر بُرائیاں تھیں، وہ سب برائیاں کہاں گئیں۔

ہم تو چاہتے تھے کہ چار آدمیوں کو بیچ میں ڈالیں اور پھر ان لوگوں کی خبر لیں، اس کے بعد پھر تجھے عزت و احترام سے رخصت کریں۔ اس طرح رخصت کرنے میں اور جانے میں کچھ اور ہی مزا ہوتا، اس سے وہ سدھر جاتے اور انہیں پتا چل جاتا کہ ہماری بچی ان کے ٹکڑوں کی محتاج نہیں ہے۔ اب تو ہماری ناک ہی کٹ جائے گی تو خود نکٹی بن کر ہم سب کو بھی نکٹا بنائے گی، وہ لوگ تجھے بات بات میں طعنے دیں گے کہ دیکھو بے شرم بن کر گئی اور نکٹی بن کر واپس آئی، یہ تو ان کے آن بان اور شان کی بات ہوگئی اور ہم مفت میں بدنام ہوں گے۔

خیر میں نے والدہ کو تسلی دی اور چھوٹے بھائی کے ساتھ نکل گئی، میں اپنے خاوند کے گھر اچانک پہنچ گئی، گھر میں انوکھی چہل پہل نظر آ رہی تھی گھر میں داخل ہوتے ہی میں شوہر کے قدموں میں گر پڑی اور زار و قطار رو رو کر اپنی غلطیوں کی معافی مانگنے لگی، میں روتی رہی یہاں تک کہ میرے شوہر کا دل پگھل کر موم ہوگیا اور ان کا دل بھر آیا، ان کی آنکھوں سے بھی ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے، انہوں نے مجھے دل کی گہرائیوں سے معاف کر دیا، اس کے بعد گھر کے تمام لوگوں سے بھی معافی مانگی اور پھر ہم سکون و اطمینان اور خوشی و مسرت سے رہنے لگے، پھر تو کیا تھا، ایک نئی زندگی کا آغاز اور ہر دن عید کا دن اور ہر رات عید کی رات کی مانند ہوگئی۔ اب میں نے ایک اصول بنا لیا کہ گھر میں سب سے پہلے سویرے ہی بیدار ہو جاتی اور فجر کی نماز پڑھ کر کام شروع کرتی اور رات کو سب کو کھلا پلا کر اور سب کام کاج سے فارغ ہو کر سب سے آخر میں سوتی ہوں، گھر کا سارا انتظام میری نگرانی میں بحسن و خوبی چلنے لگا ہے، یہ وہی گھر تھا جو پہلے جہنم نما لگتا تھا اور اب یہی گھر جنت کا نمونہ بن گیا ہے۔

میری حسن انتظامی سے گھر کا سارا نقشہ ہی بدل گیا، یہ گھر اب ایک دین دار گھر کی طرح بن گیا اور جو لوگ آتے ہیں وہ گھر کے اس حسنِ انتظام اور گھر کی زیب و زینت دیکھ کر واہ واہ! کہہ اٹھتے ہیں، میری ہنر مندی اور حسنِ انتظام کو دیکھ کر اب میرے شوہر بھی ہر وقت مجھ سے خوش رہتے ہیں، گھر میں قدم رکھتے ہی ان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور اب وہ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں، آرام کی نیند سوتے ہیں، کسی کام کے لئے زبان سے کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، ہر کام اور ہر چیز ان کو وقت پر تیار ملتی ہے، وہ اب مجھ پر جان نچھاور کرتے ہیں، ہر وقت ان کی زبان پر میرے لئے دعائیہ کلمات رہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت اس طرح کرتی ہوں جیسا کہ ایک باندی کیا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا، ایک بات کی کمی تھی، وہ بھی اب اللہ کے فضل و کرم سے پوری ہوگئی، دیکھنے والے دعائیں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا جوڑا قائم و سلامت رکھے۔ بچے زندہ و سلامت رہیں اور آباد رہیں۔

ان دو خوابوں سے ایسا خوف اور ایسی عبرت حاصل ہوئی کہ پچھلی تمام حرکتیں یک دم ختم ہوگئیں۔ الحمد للہ! یہ دو خواب میری ہدایت کا ذریعہ بن گئے پہلے، سب کی زبان پر برائی ہی برائی رہتی تھی اور اب سب کی زبان پر تعریفوں کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اڑوس پڑوس اور محلے کی عورتیں میرے پاس بیٹھنے اور میل جول رکھنے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتی ہیں اور مجھے بار بار آکر کہتی ہیں کہ تم فضائل اعمال اور بہشتی زیور میں سے پڑھ کر ہم کو سناؤ اور ہماری نماز صحیح کرواؤ۔

یہ سچ ہے کہ اگر عورت ہنر مند اور دین دار ہو کم از کم بہشتی زیور اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے اور ماں باپ اور شوہر کی دعائیں لے تو گھر میں چار چاند لگا دے۔ جہاں جہاں اس کے قدم پڑیں وہاں وہاں اجالا ہی اجالا اور روشنی ہی روشنی پھیلا دے۔ سلیقہ مند اور باپردہ نیک عورت اس دنیا کی روشنی ہے، ایک ایسی اَن مول دولت ہے

جو دین اور دنیا میں سرخ روئی سے مالا مال کر دیتی ہے۔ اللہ کرے کہ میری تمام بہنیں ایسی ہی نیک بن جائیں اور اس وجہ سے اسی طرح خوش گوار زندگی بسر کرنے لگیں، آمین۔

میری بہنوں کو نصیحت

میں اپنی بہنوں کو اپنے تجربے کی بنا پر نصیحت کرتی ہوں کہ مرد کی تندرستی، اس کا سکھ، اس کی عزت و آبرو کی حفاظت خاندان اور اولاد کی بہتری، یہ سب عورت کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔

لہٰذا سمجھ دار بیوی کو چاہیے کہ کبھی تو وہ اپنے شوہر سے ایک نئی نویلی دلہن کی طرح پیش آئے تو کسی وقت جان نثار ساتھی کی طرح اس کے رنج وغم میں شریک ہو اور کسی وقت ایک بہادر محافظ کی طرح اس کو دنیاوی الجھنوں سے بچانے کی کوشش کرے تو کبھی ایک شفیق استاذ کی طرح اس کو اس فانی دنیا کی ناجائز خواہشات اور گناہوں میں ملوث ہونے سے بچائے۔

میری بہنو! یاد رکھنا خاوند خوب صورت عورت کا غلام نہیں بنتا، بل کہ خدمت کا جذبہ رکھنے والی عورت کا غلام بنتا ہے۔ دن بھر کا تھکا ماندہ شوہر جب شام کو گھر آتا ہے تو اپنی خدمت گزار بیوی کو دیکھ کر اس کی ساری تھکان ختم ہو جاتی ہے۔ عقل مند عورت خدمت کر کے ہی اپنی خاوند کو قابو کر سکتی ہے۔

دوسری میری نصیحت یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

"تَهَادَوْا تَحَابُّوا." [1]

ترجمہ "ہدیہ دیا لیا کرو تو اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔"

لہٰذا بیوی کو چاہیے کبھی کبھی اپنے شوہر کو ہدیہ بھی دیا کرے، مثلاً: ان کو قلم پسند

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب الجامع، باب ماجاء في المهاجرة، ص: ۷۰۷

ہے تو اپنے بھائی کے ذریعے منگوا لیا اور بھائی کی طرف سے یا والدہ کی طرف سے ہدیہ دے دیا، اس سے بھی دلوں کے کینے دور ہوں گے اور محبت بڑھے گی۔

میری تیسری نصیحت یہ ہے کہ شوہر کے دفتر جاتے وقت اور واپس آتے وقت ان دو وقتوں میں اگر عورت سمجھ داری اور سلیقہ مندی سے شوہر کا ساتھ دے تو پورے دن کا نظام صحیح چلتا ہے، ایسی بیوی سے شوہر بہت ہی خوش ہوتا ہے اور ایسی بیوی کی شوہر ہر تمنا پوری کرتا ہے، اکثر بہنیں ان دو وقتوں میں غفلت اختیار کر جاتی ہیں جس کی وجہ سے گھروں میں لڑائی جھگڑے کی فضا بن جاتی ہے۔

شوہر کے دل کے بند تالے کھولنے کی چابیاں

شوہر کے دل کے بند تالوں کو بیوی کیسے کھول سکتی ہے۔ شوہر کیسا ہی بے پروا کیوں نہ ہو، لیکن قدرت نے عورت کو ایسی طبعی رنگینیاں، سریلی آواز، مسکراہٹ بکھیرنے والی پیشانی، نرم خوئی اور نرم گوئی والی زبان، مائل کرنے والے اور گھائل کرنے والے دو ہونٹ، دل جوئی اور دل داری والی دو آنکھیں اور نرم و نازک ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے عنایت کیے ہیں کہ نیک بیوی ان کو استعمال کر کے اپنی ہر ادا سے شوہر کو اپنا اور صرف اپنا بنا سکتی ہے۔

کوئی عورت اگر یہ کہے کہ مجھے کوئی ایسا تعویذ دو کہ میرا شوہر مجھ سے محبت کرنے لگے تو اس پر بہت ہی تعجب ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب اس کی ہر ہر ادا کو تعویذ بنایا ہوا ہے، اس کی ہر ہر چیز میں جادو سے زیادہ اثر رکھا ہے، پھر یہ کیسا تعویذ مانگتی ہے؟

ہاں! شوہر اگر تعویذ مانگے کہ بیوی مجھ سے محبت کرنے لگ جائے تو سمجھ میں آنے والی بات ہے، اس پر غور کیا جا سکتا ہے اور اس کی تدبیریں بتلائی جا سکتی ہیں، لیکن عورت کا جسم، اس کے خدوخال، اس کی آواز اور سب سے بڑھ کر اس کی جان

نثاری اور ہم دردی والی صفت میں وہ کشش ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا، کشش کے اعتبار سے زمرد کا کوئی پتھر اور مقناطیس کا کوئی ٹکڑا اتنا اثر نہیں رکھتا ہوگا جتنا عورت مرد پر اپنا اثر رکھتی ہے۔

لہٰذا سمجھ دار بیوی کو شوہر کی محبت حاصل کرنے یا اس میں اضافہ کے لئے کسی تعویذ لینے کی ضرورت نہیں، لیکن کسی کے مقدر میں ایسا شوہر آگیا ہو جس کو سمجھ داری سے گھائل و مائل کرنے کی ضرورت ہو تو ہم اس کے دل کے بند تالے کھولنے کے لئے پانچ چابیاں پیش کرتے ہیں، تاکہ نیک بیوی ان سب باتوں کا اہتمام کر کے اپنے مقصد میں کام یاب ہو جائے:

❶ اَلْبَصَرُ (نگاہ)

سب سے پہلی چیز جو مرد کے دل و دماغ کو متاثر کرنے والی ہے وہ اس کی نگاہ ہے، کیوں کہ پہلے آنکھ ہی فیصلہ کرتی ہے کہ یہ میرے لئے کیسی رہے گی؟ پھر اس کا دل ہاں یا نہیں میں فیصلہ کرتا ہے۔

اگر اس کی نگاہ بیوی کی اچھی حالت، اچھے صاف ستھرے چہرے اور لباس پر پڑتی ہے تو وہ اس کے دل میں اتر جاتی ہے اور اس کے دل میں اپنا ٹھکانہ بنالیتی ہے۔

اسی لئے عرب کی ایک سمجھ دار عورت نے اپنی بیٹی کو یہی نصیحت کی تھی:

"فَلَا تَقَعُ عَيْنُهُ مِنْكِ عَلٰى قَبِيْحٍ"

"تمہارے شوہر کی نگاہ کبھی تم پر کسی بری اور گندی حالت میں نہ پڑنے پائے" یعنی ہمیشہ صفائی کا خیال رکھنا۔

اسی طرح عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے سونے کے کمرے اور بچوں کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

کیوں کہ بعض ماہرینِ نفسیات نے لکھا ہے کہ "ہم نے بہت سے مردوں کی

آراء جمع کی ہیں تو ہمیں معلوم ہوا کہ کمرے کا صاف ستھرا ہونا اور اس میں ہرے رنگ کے پودے اور کچھ پھول وغیرہ رکھنا، اسی طرح بے جان خوب صورت قدرتی اشیاء کی سینری فریم کر کے لگانا اور بستر پر صاف ستھری سفید چادر، جس پر سلیقے سے رکھے ہوئے خوب صورت تکیے دل کو راحت اور سکون دینے میں بہت ہی زیادہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

❷ اَلسَّمْعُ (سننا)

نیک بیوی کی ایک ہی سریلی آواز مرد کو گرویدہ بنانے کے لئے کافی ہے، بہت ہی تعجب کی بات ہے جب کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ ''میرا شوہر مجھے بہت مارتا اور ڈانٹتا ہے، نہ میری بات مانتا ہے اور نہ ہی مجھے کہیں لے کر جاتا ہے۔''

حالاں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو اتنی پیاری آواز دی ہے کہ اگر وہ اس کا صحیح استعمال کر لے تو کیا کوئل کی کوک، کیا پرندوں کے نغمے اور کیا مینا کا چہچہانا، یہ سارے مناظرِ قدرت ایک طرف، لیکن نرم دل وفرمان برداری بیوی کا ایک میٹھا بول کہ جی! میں حاضر ہوں، کہیے کیا حکم ہے؟ شوہر کے دل کو لبھانے، مردہ دل میں زندگی کی نئی اُمنگ پیدا کرنے کے لئے بہت ہی زیادہ کافی وشافی ہے۔

اللہ تعالیٰ میاں بیوی دونوں کو شیریں زبان بنا دیں، آمین۔

❸ الشَّمُّ (سونگھنا)

بعض کو اس کا تصور ہی نہیں کہ قدرت نے سونگھنے کی طاقت میں کتنی تاثیر رکھی ہے، خصوصی طور سے جنسی تعلقات کے اندر سونگھنے کی طاقت تو اطباء کے ہاں بھی مسلم ہے۔ چناں چہ وہ کہتے ہیں: ''ہر عورت کے غدود کے ذریعے کھالوں سے ایک ایسی غیر حسی خوش بو مہکتی ہے جو مردوں کی عقلوں کو کھو سکتی ہے اور صدیوں سے مرد

عورت کی طرف اسی مہک کی وجہ سے مائل ہوتے ہیں، جس عورت میں جتنی زیادہ مہک ہوتی ہے مرد اس کی طرف اتنے ہی زیادہ مائل ہوتے ہیں اور جس میں یہ کم ہوتی ہے اس کی طرف کم میلان ہوتا ہے۔"[1]

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ شوہر کے لئے خوش بو کا استعمال رکھے جو اس کی ناک کے ذریعے اس کے دل و دماغ تک پہنچے اور خوش بو ایسی ہو جس کا رنگ زیادہ ہو مہک کم ہو مثلاً: خوش بودار مہندی اور زعفران وغیرہ۔

لہٰذا بیوی کو چاہئے کہ وقتاً فوقتاً شوہر کے لئے ایسی خوش بوئیں استعمال کرے جو شوہر کو پسند ہوں، اس لئے کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے آراستہ ہونا اور خوش بو لگانا آپس میں محبت والفت پیدا کرنے کے لئے بے حد مؤثر ہے، کیوں کہ خوش بو دلوں میں نشاط پیدا کرتی ہے۔ فرشتوں کو بھی اس سے راحت ہوتی ہے۔

خوش بو کی اہمیت اور اس کی اثر آفرینی کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے عطر لگا کر شاہراہوں پر نکلنے سے عورتوں کو منع فرمایا ہے، تاکہ مرد کسی قسم کی آزمائش وفتنے میں مبتلا نہ ہوں۔[2]

نیز حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہاری دنیا کی تین چیزیں مجھے پسند ہیں: عورت، خوش بو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"[3]

اس لئے عورت کو چاہئے کہ تقریبات میں جاتے ہوئے خوش بوؤں کا استعمال بالکل نہ کرے تاکہ نامحرم مرد اس کی طرف مائل نہ ہوں، ہاں صرف اپنے شوہر کے لئے گھر میں استعمال کرے اور جیسے کہ پہلے گزر چکا کہ بہترین خوش بو پانی ہے، لہٰذا پانی کا استعمال زیادہ کرے۔ غسل اور وضو کا خوب اہتمام ہو، اسی طرح دانتوں کی

---

[1] المرأة المثالية فی اعین الرجال، ص: ٧٤

[2] ابوداؤد، الترجل، باب فی طیب المرأة للخروج، رقم: ٤١٧٣

[3] نسائی، عشرة النساء، بابُ حبّ النّساء، رقم: ٣٣٩١

صفائی وغیرہ کا بھی زیادہ اہتمام کرے، خصوصاً اپنے ایامِ مخصوصہ سے فارغ ہونے کے بعد بھی اچھی طرح خوش بو کا اہتمام کرے، حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے غسلِ جنابت کی کیفیت دریافت کی۔

آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے غسل کی کیفیت بتا کر فرمایا: ”مشک کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت حاصل کر لینا۔

اس عورت نے دریافت کیا: ”حضور! مشک کے ٹکڑے سے میں کیسے طہارت حاصل کروں؟“ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بس طہارت کر لینا۔

عورت نے پھر کہا: ”حضور! کیسے“؟

آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: سبحان اللہ (تو اتنا بھی نہیں جانتی کہ) طہارت کر لے۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: تب میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مراد بتلائی کہ مشک کے ٹکڑوں کو مخصوص مقام پر مل لینا۔[1]

اسی طرح شوہر کے کمرے میں بھی خوش بو چھڑکنے کا یا خوش بو دار لکڑی کی دھونی دینے کا اہتمام کرے، نیز اچھی سے اچھی خوش بو شوہر کو بھی اپنے ہاتھوں سے لگا دے، اس لئے کہ یہ بھی ایک سنت عمل ہے اور اس کا دنیوی فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے میاں بیوی میں محبت بڑھے گی اور سنت کی نیت سے عمل کرنے پر آخرت میں بھی اجر ملے گا۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے:

”طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ حِيْنَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُّفِيْضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُّ.“[2]

---

[1] نسائی، الغُسل والتیمُّم، بابُ العملِ فی الغُسل مِن الحیض، رقم: ٤٢٧

[2] مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الاحرام في البدن: ۳۷۸/۱

ترجمہ: ”جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا (یعنی احرام کی نیت کرنے سے پہلے پہلے) اور جب حج کے ارکان سے فارغ ہوئے تو طوافِ زیارت سے پہلے پہلے جو بہتر سے بہتر خوش بو میرے پاس تھی وہ میں نے لگا دی۔“

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مخصوص ایام کی وجہ سے مسجد میں نہ آسکتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک حجرۂ مبارکہ کے نزدیک فرما دیتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنگھی کر دیتیں۔[1]

لہٰذا آپ بھی کوشش کیجئے کہ جمعہ کے دن یا عام نمازوں کے لئے جانے سے پہلے شوہر کے جسم اور کپڑوں پر اپنے ہاتھوں سے خوش بو مل دیجئے۔ کبھی ان کے بالوں میں کنگھی کر دیجئے، تاکہ آپ کو بھی اس عمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے۔

صفائی کی اہمیت

اسلام نے بہت ہی اہمیت کے ساتھ صفائی پر زور دیا ہے، غور کیجئے! اگر کوئی عورت بدبودار منہ سے نماز پڑھے گی تو فرشتوں کو کتنی تکلیف ہوگی، جس منہ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، قرآن کریم کی تلاوت کی جائے، اس کو صاف ستھرا نہ رکھنا کتنی بری بات ہے۔ جسم پر خوب اچھے اچھے پاؤڈر مل لینا، پرفیوم چھڑک لینا، یہ حقیقی صفائی نہیں، بل کہ صفائی کا معیار تو یہ ہے کہ منہ سے بدبو نہ آتی ہو، دانت صاف ہوں، بدن کے غیر ضروری بال صاف ہوں، ناک اچھی طرح صاف ہو، ناخن کٹے ہوئے ہوں، انگلیوں کے پورے چمکتے ہوئے موتی کی طرح صاف ستھرے ہوں، پاؤں

---

[1] بخاری، کتاب الحیض، باب غسل الحائض راس زوجها وترجيله: ۴۳/۱

کے تلوے صاف ہوں اور سر کے بال صاف اور کنگھی کیے ہوئے ہوں۔

اگر کسی عورت کو اپنی صفائی کا معیار جانچنا ہو کہ آیا میں صاف ستھری کہلانے کی مستحق ہوں یا نہیں تو ان چیزوں میں صفائی ستھرائی دیکھ لے، پھر باورچی خانہ، فریج اور باتھ روم وغیرہ کی صفائی دیکھ لے، کیوں کہ حقیقی صفائی تو وہ ہے جو ہمیں اسلام نے سکھائی ہے۔ اُس میں خصوصیت سے دانت اور منہ کی صفائی بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ پان کھا کر یا چاکلیٹ وغیرہ کھا کر بغیر دانت صاف کیے سو جاتی ہیں اور بچوں کو بھی بغیر دانت صاف کروائے سلا دیتی ہیں۔

ہائے افسوس! اس جدید تہذیب نے ہماری اصلی تعلیمات کو بھی ختم کر دیا۔

حضرت عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

”وَسَمِعْنَا إِسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ حُجْرَتِهٖ.“[1]

تَرجَمَہ: ”ہم اُمّ المؤمنین عائشہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے حجرۂ مبارکہ سے ان کے دانت صاف کرنے کی آواز سنتے تھے۔“

اسی طرح سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:

”كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَّلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَّتَوَضَّأَ.“[2]

تَرجَمَہ: ”حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رات اور دن میں کسی وقت بھی آرام فرماتے تو اٹھنے کے بعد وضو سے پہلے مسواک ضرور فرماتے تھے۔“

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نزدیک صفائی خصوصاً دانتوں کی صفائی کی اتنی اہمیت تھی کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا گیا: ”حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب گھر

---

[1] شخصية المرأة المسلمة: ص ١٠٦

[2] ابوداؤد، الطّهارة، بابُ السّواك لمن قام باللّيل، رقم: ٥٧

پر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے۔“
فرمانے لگیں:
”قَالَتْ بِالسِّوَاكِ“[1]
تَرجَمہ: ”مسواک کرتے تھے۔“
اس لئے ہماری گزارش ہے کہ درج ذیل باتوں کا خصوصیت سے اہتمام کریں:

❶ اپنے مسوڑھوں اور دانتوں کے مناسب باریک یا موٹی مسواک لے لیں اور مسواک کو بھی صاف ستھرا رکھیں، ممکن ہو تو ہر دو تین دن بعد اس کا برش بدل لیں یا مسواک ہی بدل دیں۔

❷ کھانے کے بعد ضرور مسواک یا برش سے اچھی طرح دانت صاف کر لیں۔ پیاز یا لہسن کی طرح کی چیزیں کھا کر دانتوں کو اور ان کو کاٹنے کے بعد ہاتھوں کو خوب اچھی طرح صاف کر لیں۔

❸ دانتوں کے درمیان خلال کرنے کے لئے مخصوص دھاگہ (Dental Floss) لے کر دانتوں کے درمیان اچھی طرح خلال کر لیں، تا کہ کوئی کھانے کی چیز رہ کر بیماری اور بدبو کا سبب نہ بنے اور ممکن ہو تو آئینہ دیکھ کر دانتوں کو صاف کر لیں۔

❹ خود بھی پان، چھالیہ، گٹکا اور اس قسم کی دوسری چیزیں کھانے سے بچیں اور بچوں کو بھی بچائیں کہ اس کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔

❺ رات کو سونے سے پہلے ضرور دانتوں کا خلال کر لیں۔ دانتوں کے درمیان کوئی ذرہ رہ جانے سے وہ رات بھر نئی نئی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتا رہتا ہے۔ اگر رات کو چاکلیٹ یا کوئی میٹھی چیزیں کھائیں تو پھر دانت خوب صاف کریں، اس لئے کہ (Sweet eat teeth) میٹھی چیز دانتوں کو کھا جاتی ہے۔

---

[1] مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك: ١٢٨/١

❻ سال میں ایک مرتبہ ممکن ہو تو دانتوں کی کسی لیڈی ڈاکٹر سے اپنے دانتوں کا معائنہ کروائیں اور یاد رکھئے! دانت جتنے صاف ستھرے اور صحیح رہیں گے، اتنے ہی جسم کے دوسرے اعضاء صحت مند رہیں گے، کیوں کہ صاف ستھرے دانتوں سے چبائی ہوئی غذا جسم کی تن درستی اور معدہ کی چستی کا ذریعہ ہوتی ہے، جس سے سارے بدن کو صحت وتقویت ملتی ہے اور پیٹ اور معدہ پورے جسم میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

دانتوں کی صفائی کتنی اہمیت رکھتی ہے اور اسلام میں اس کا کس قدر خیال رکھا گیا ہے اور شوہر کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہونے کے لئے دانتوں کی صفائی کتنی ضروری چیز ہے، اس کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتی ہیں کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک عورت دیکھنے کے لئے بھیجا تو فرمایا:

"شُمِّيْ عَوَارِضَهَا وَانْظُرِيْ إِلٰى عُرْقُوْبِهَا"[1]

"اس کے منہ کی مہک سونگھ لینا (اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے قریب بیٹھ کر باتیں کرنا کہ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ دانتوں کی صفائی کیسی ہے، کہیں دانتوں کو صاف نہ رکھنے کی وجہ سے بدبو تو نہیں آرہی) اور ایڑیوں کو دیکھ لینا کہ (ان کے اوپر یا اطراف وغیرہ میں میل تو نہیں جمی ہوئی)۔" اس سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کو اپنے نکاح میں لینے کے لئے اس کی صفائی ستھرائی کا کتنا خیال فرماتے تھے۔

اسی طرح دانت صاف نہ رکھنے کی وجہ سے منہ میں ایک عجیب سی بو پیدا ہو جاتی ہے جس سے ہر پاس بیٹھنے والے کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ شوہر کو کتنی تکلیف پہنچے گی۔ اسلام نے عورت کو صاف ستھرا رہنے کی اس قدر تاکید کی

[1] مسند احمد: ۲۳۱/۳، رقم: ۱۳۰۱۱

ہے کہ جب شوہر کچھ مدت کے لئے سفر پر گیا ہوتو واپسی سے پہلے شوہر کو تاکید کی گئی ہے کہ بغیر اطلاع کے گھر نہ پہنچے، اس کی وجہ بزبانِ وحی یہ بتلائی گئی۔

"لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ."[1]

"تاکہ بکھرے ہوئے (پراگندہ اور میلے کچیلے) بالوں والی عورت اپنے بالوں کو صاف کر کے کنگھی کر لے اور جن زائد بالوں کو دور کرنے کا حکم ہے انہیں دور کر لے۔"

دیکھئے! ان دو مختصر جملوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی محبت کی خواہش مند نیک بیوی کے لئے کیسی پیاری نصیحتیں بیان فرمائی ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں مشہور محدث حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے:

یہ حکم سفر و حضر دونوں کے لئے عام ہوگا کہ بیوی کوشش کرے کہ شوہر کی موجودگی میں بھی اور اس کی غیر موجودگی میں بھی ان دو باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھے۔[2]

اسی طرح بچوں کی صفائی ستھرائی کا بھی خصوصیت سے خیال رکھے، کیوں کہ ہمارے پاس کچھ ایسے شوہروں کے مسائل آئے ہیں کہ بچوں کی پیدائش کے بعد بیوی اتنی میلی کچیلی رہتی ہے کہ ہمارے لئے گھر میں چند گھڑیاں گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اور بچوں کو بھی اتنا گندہ رکھتی ہے کہ ہم ان کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے۔

ان باتوں سے بچنے کا خوب اہتمام کیجئے! تاکہ آپ کا شوہر آپ سے اور بچوں سے نفرت نہ کرے، ورنہ اس طرح آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہیں اور اپنے بچوں کو باپ کی شفقت سے محروم کر رہی ہیں، خدارا! اس طرح اپنے بچوں کے

---

[1] بخاري، النكاح، باب تستحد المغيبة وتمتشط الشعثة: ۷۸۹/۲

[2] فتح الباري، النكاح: ۴۲۲/۹

مستقبل کو برباد نہ کیجئے۔

کیا پتا اس بچی کی قسمت میں کوئی عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ جیسا ولی شخص لکھا ہو، کیا پتا اس بچے کی پیشانی میں صلاح الدین ایوبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی جھلک ہو۔

اس لئے ان کو ہر وقت ایسے صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کیجئے کہ گھر کے تمام افراد ان کو اٹھانے اور پیار کرنے پر اور ان کو اپنی دلی دعائیں دینے پر مجبور ہو جائیں۔

نانی دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔''

دادی دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! اس پوتی کو نیک بنا۔''

دادا دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! بہتر سے بہتر طریقے پر اس کی نشو ونما فرما، اور عافیت کے ساتھ اس کو پھلتا پھولتا رکھ۔''

نانا، نواسی کو ہنستے ہوئے دیکھ کر یہ دعا دے:

''اللہ تجھے ہنستا رکھے، کوئی غمی کا موقع نہ دکھائے۔''

باپ دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! اسے ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔''

ماں دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! اس کے دل کو منور فرما اور اس کو نماز کا پابند بنا۔''

ماں بچی کو روتا ہوا دیکھے تو یہ دعا دے:

''اللہ تجھے کبھی نہ رلائے، بل کہ دنیا و آخرت دونوں میں خوشیوں سے مالا مال کرے''

چچا دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

''اے اللہ! اس بچی کو اپنے دین کی خادمہ بنا اور رسول اکرم ﷺ کے دین کی دعوت دینے والی بنا۔''

پھوپھی دیکھے تو یہ دعا دے:

''اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔''

اسی طرح بچہ کو بخار یا کوئی اور بیماری آئے تو ماں یہ دعا دے:

''کوئی بات نہیں، اللہ نے چاہا تو فوراً بخار ختم ہو جائے گا اور یہ بخار گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔''

''اللہ تعالیٰ تم کو ہر ایسی بیماری سے شفا دے دے جو تم کو تکلیف پہنچائے۔''

اب جس بچے یا بچی کو اتنی دعائیں اس کے خاندان والوں سے ملی ہوں، اس بچے کو شیطان، جنات اور آسیب کیسے چھو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کی حفاظت فرمائیں گے اور اس کو اپنے دین کا خادم بنائیں گے۔

لہٰذا مندرجہ ذیل باتوں کا خصوصیت سے اہتمام کریں:

❶ روزانہ بچے کو گرمی میں تو کم از کم دو مرتبہ غسل کروائیں۔

❷ کپڑے گندے ہو جائیں تو فوراً بدل دیں۔

❸ کسی قسم کی گندگی کا بچے کو عادی نہ بنائیں۔

❹ بچے کے ناپاک بستر کو فوراً دھولیں، یاد رکھئے! گھر میں ناپاک کپڑے بالکل نہ رکھیں، ناپاک جگہوں پر شیطان کو آنے کا موقع مل جاتا ہے، جس سے گھروں میں مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں۔

لہٰذا ناپاکی سے بہت بچیں اور بچے نے جس بستر یا چادر پر پیشاب کر دیا ہو اس کو صرف سکھانے پر اکتفا نہ کریں، بل کہ اچھی طرح پانی سے دھو کر پاک کر کے پھر استعمال کریں۔

اولاد کی تربیت کے متعلق اچھی اچھی کتابیں لکھی گئیں ہیں، ان من جملہ کتب میں سے ایک کتاب ''مثالی ماں'' بھی ہے، اس کا ضرور مطالعہ کریں جو الحمد للہ! شائع ہو چکی ہے۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ ''The Ideal Mother'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، وہ بھی انگریزی جاننے والی مستورات کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح بچے جب پڑھنے کے قابل ہو جائیں تو ان کو اچھی دینی کتابیں مطالعہ کے لئے دیں ''ذوق وشوق'' کی سیریز بچوں کی تربیت کے لئے اچھی ہے، یہ کتاب بچوں کو دی جائے۔

اسی طرح کتاب ''اسلام اور تربیت اولاد'' مترجم مولانا حبیب اللہ مختار رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور ''تحفۂ خواتین'' نامی کتابوں کا بھی ضرور مطالعہ کریں۔

یہاں ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ بچے کو صاف ستھرا رکھیں، اس کی صحیح تربیت کریں۔ اگر خود کمزور ہوں اور سب کام خود نہیں کر سکتیں اور اللہ تعالیٰ نے گنجائش بھی دی ہے تو خادمہ رکھ لیں جو آپ کے کاموں میں ہاتھ بٹائے، تاکہ بچے کی تربیت پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

اب ہم بچے کی تربیت کی اہمیت کے متعلق ابراہیم بن صالح کے اشعار نقل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو پڑھنے سے ہر ماں کے دل میں بچے کی تربیت اور اس کو دین دار اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دین کا خادم/خادمہ بنانے کا شوق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! (جس خوش قسمت عورت کو عربی آتی ہو وہ ان اشعار کو ضرور یاد کرے:)۔

عَوِّدْ بَنِيْكَ عَلَى الْأُدَابِ فِي الصِّغَرِ
كَيْمَا تَقَرُّبِهِمْ عَيْنَاكَ فِي الْكِبَرِ
فَإِنَّمَا مَثَلُ الْأُدَابِ تَجْمَعُهَا
فِيْ عُنْفُوَانِ الصِّبَا كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ

ترجمہ: ''اپنے بچوں کو چھوٹی عمر ہی سے اچھے آداب کا عادی بناؤ، تاکہ بڑی عمر میں ان کو دیکھ کر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(کیوں کہ) بچپن میں آداب سکھا دینا اور اچھی طرح تربیت کرنا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پتھر پر نقش کرلیا جائے'' (جیسے وہ نہیں مٹتا ایسے ہی بچپن کی عادتیں پچپن تک چلتی ہیں)

اسی طرح صفائی کی اہمیت کے متعلق شیخ قطان کی کتاب ''سری للنساء'' کے کچھ پیارے اشعار ہم نقل کرتے ہیں:

لَزَوْجَةٌ مُّطِيْعَةٌ عَيْنُكَ عَنْهَا رَاضِيَةٌ
وَطِفْلَةٌ صَغِيْرَةٌ مَّحْفُوْفَةٌ بِالْعَافِيَةِ
وَغُرْفَةٌ نَّظِيْفَةٌ نَفْسُكَ فِيْهَا هَانِيَةٌ
وَلُقْمَةٌ لَّذِيْذَةٌ مِّنْ يَّدٍ أَغْلٰى طَاهِيَةٌ
خَيْرٌ مِّنَ السَّاعَاتِ فِيْ ظِلِّ الْقُصُوْرِ الْعَالِيَةِ
تَعْقِبُهَا عُقُوْبَةٌ يَّصْلٰى بِنَارٍ حَامِيَةٍ

مفہوم: ایسی فرماں بردار بیوی جس کو دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے اور ان میاں بیوی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی بچی دی، جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عافیت میں لپٹی ہوئی ہے۔

اس بیوی نے کمرے کو ایسا صاف رکھا کہ جس میں آکر شوہر راحت حاصل کرتا ہے اور ایسے عمدہ لذیذ پکے ہوئے کھانے کا سادہ لقمہ جو ایسی نیک بیوی کے مبارک ہاتھوں سے شوہر کو ملے جو سب سے مہنگے فائیو اسٹار ہوٹلوں کے کھانے سے بھی بہتر ہے۔

اپنے غریب خانہ میں جو گھڑیاں گزر جائیں وہ ان گھڑیوں سے بہتر ہیں جو ایسے محلات میں گزریں جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو کہ جس پر دہکتی ہوئی گرم آگ کا عذاب ہے، جس میں گناہ گاروں کو داخل کر دیا جائے گا۔

نوٹ: لیکن اس صفائی ستھرائی میں اتنا مبالغہ نہ ہو کہ گھر کے ضروری کام رہ جائیں

اور شوہر سے جھگڑا ہو۔

④ أَللَّمْسُ (چھونا)

یہ بات تو شادی کے بعد اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ میاں بیوی کے جسموں کا آپس میں ملنا، دلوں کے ملنے کا سبب ہوتا ہے، قدرتی طور سے دونوں کے جسموں کی حرارت وگرمی خصوصاً جو عورت کے مسام سے حرارت باہر آتی ہے دونوں کی کئی بیماریوں اور پریشانیوں کا اس سے ازالہ ہو جاتا ہے۔

لہٰذا مسلمان بیوی کو اس لذت کے حاصل کرنے میں شوہر کی ضرور معاون بننا چاہیے، اگر شوہر ہاتھ لگا کر چھونا چاہے تو وہ اپنے جسم کو خود سے آگے کر دے، بل کہ خود بھی اس کا جسم چھو کر اپنے جسم کو چھونے کی دعوت دے اور کوشش کرے کہ اس فانی لذت کے ذریعے شوہر کو آخرت کی لذتیں یاد دلائے کہ یہ لذتیں تو ہمارے باپ دادا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر لوگ اب تک حاصل کرتے رہے اور دنیا سے چلے گئے اس لذت کو کوئی ہمیشہ کے لئے حاصل نہیں کر سکتا، ہم بھی یہاں سے چلے جائیں گے، لہٰذا ہم دیکھ لیں کہ کہیں ہماری زندگی میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ٹوٹ تو نہیں رہا، ہم کوئی ایسا کام تو نہیں کر رہے جس سے اللہ رب العزت ہم سے ناراض ہو رہے ہوں، لہٰذا ہم ابھی سے توبہ کر لیں اور سو فی صد اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے میں گزاریں اور ان حکموں کو دنیا بھر کے تمام انسانوں کے اندر لانے کی کوشش وفکر کریں، تا کہ ساری دنیا کے انسان آخرت کی حقیقی و دائمی لذتوں سے محروم نہ ہوں۔

⑤ أَلتَّذُوقُ (چکھنا)

ذائقہ حاصل کرنے کا انسان کے پاس سب سے پہلا ذریعہ منہ ہے۔ جو سر

میں سب سے زیادہ حساس عضو ہے اور اس منہ کے ذریعے سب سے پہلی چیز بوسہ ہے، جو دونوں کے تعلق کی مقدار بغیر کسی تھرما میٹر کے محبت کا درجہ اور اس کا وزن بتا دیتا ہے۔ یہ "بوسہ" ایسی گونگی چیز ہے جو بغیر کہے ہی سب کچھ کہہ دیتا ہے۔

ہزاروں محبت کی باتوں کے مقابلے میں ایک پیار کا بوسہ زیادہ وزن رکھتا ہے۔ شوہر کا جب بیوی بوسہ لیتی ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ مجھ سے محبت کرتی ہے، نہ اس کے لئے کوئی وقت خاص کیا جا سکتا ہے نہ کوئی طریقہ، یہ محبت کا فوارہ پھوٹنے پر دونوں کو بے قابو کر دیتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کا بوسہ لیں اور دونوں کو محبت کے جذبات کے اظہار پر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ بوسہ لے کر اپنے آپ کو مطمئن کریں، لیکن بعض اوقات ناسمجھ بیوی اس میں کوتاہی کر جاتی ہے کہ وہ بوسہ لیتی ہی نہیں، سوائے جنسی ملاپ کے، حالاں کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے مختلف اوقات میں اپنے شوہروں کا بوسہ لینا ثابت ہے، خصوصاً شوہر گھر سے جب باہر جا رہا ہو تو بیوی اسے پیشانی پر الوداعی بوسہ دے جس میں عظمت واحترام کے ساتھ ساتھ محبت وشفقت کی مہک بھی ہو۔

اسی طرح جب وہ سفر سے لوٹے تو بوسہ لے۔ اسی طرح جب شوہر بوسہ لینے کا ارادہ کرے تو ایک گال کے ساتھ دوسرا گال بھی آگے کر دے، تاکہ محبت میں اضافہ ہو۔ بہت سی عورتیں شوہر کی محبت کے لئے پانی پڑھواتی ہیں، تعویذ لیتی ہیں کہ شوہر دوسری بیوی نہ کرے، مجھ پر صحیح توجہ دے۔ ان کو چاہئے کہ محبت بڑھانے والا یہ آسان نسخہ استعمال کریں۔

عموماً جو میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ہو جاتی ہے اگر اس کے اسباب معلوم کیے جائیں تو اکثر آپ کو ان ہی پانچ اسباب اختیار کرنے میں عورت ہی کی طرف سے کوتاہی ملے گی کہ اس نے ان کے ذریعے شوہر کا دل نہیں جیتا اور ان چابیوں سے شوہر کے دل کے بند تالوں کو نہیں کھولا اور اپنے لئے شوہر کے دل میں جگہ نہیں

بنائی۔

خصوصاً پانچویں چابی یعنی ''شوہر کا بوسہ لینا'' اس میں جتنی کوتاہی ہوتی ہے اتنی ہی محبت میں کمی آتی ہے۔

عورتوں کی آپس کی لڑائیاں

بعض عورتوں کی ایک بری عادت یہ بھی ہے کہ ایک ذرا سا لڑائی کا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی اور اس کی شاخ سے شاخ نکالتی چلی جائیں گی، بال کی کھال اتارتی جائیں گی، ان کی لڑائیاں شدید (سخت) تو نہیں ہوتیں، مگر مدید یعنی لمبی ہوتی ہیں۔ ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔

کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں مبتلا نہ ہوں "اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ" (مگر کوئی کوئی) ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں۔ ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جیٹھانی تو پیدا ہی شاید اس لئے ہوئی ہیں کہ لڑائی کریں، ان سب کی بنیاد اوہام پرستی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ سنی سنائی باتوں پر اعتبار نہ کریں، مثلاً: ایک آتی ہے کہ اے فلانی! تم کو پتا ہے بڑی بھابھی تمہارے متعلق کیا کہہ رہی تھیں۔

یہ...... یہ...... کہہ رہی تھیں اور مرچ مسالہ لگا کر چار باتیں اور لگا کر کہتی ہے اور یہ بے وقوف بھابھی دل و دماغ میں خوب اس کو محفوظ کر لیتی ہے اور ہماری عورتوں کے دماغوں میں جو ہندوستانی کیسٹ ہے وہ فطرتی طور سے چار باتوں کو بڑھا کر اس میں ملا کر پیش کرتی ہے اور اس کو یہ عورتیں جھوٹ بھی نہیں سمجھتیں اور پھر فتویٰ بھی اپنے دماغ کے اسی خانے سے جس میں بغض و حسد بھرا ہوا ہے لے لیتی ہیں کہ اس کہنے کا یہ مقصد تھا اور وہ صحیح تھا۔

پھر گھر کی ماسی آتی ہے، بھابھی آج آپ نے چاول جو پکائے تھے تو چھوٹی بھابھی کہہ رہی تھی کہ آپ کے بھائی (یعنی چھوٹے دیور) کہہ رہے تھے کہ اتنی عمر گزر

گئی، بھابھی کو اب تک چاول پکانے نہیں آئے، سب مہمانوں کے سامنے بدنامی کروائی اور یہ اور وہ ...... اور انہوں نے فوراً یقین کر لیا۔ اب یہ بھابھی ساس کے پاس گئی، ان کو سارا ماجرا چھوٹی بھابھی کا سنایا اور اس کے ساتھ چند باتیں اور بھی ملا لیں اور ساتھ ہی دو آنسو بھی ٹپکا دیئے کہ اب اس کے سچ ہونے میں کوئی شک باقی نہ رہے، ساس نے اپنے دماغ کے خانوں میں ایک نئی اسکیم بنائی، چوں کہ بعض ساسوں کو اور کوئی کام تو ہوتا نہیں، لہٰذا ایسی فضول حرکتوں میں اوقات برباد کرتی ہیں۔ اب دماغ میں اسکیمیں تیار ہو رہی ہیں، ان اسکیموں کو سچا بنانے کے لئے ساس کے دماغ کا جج فوراً پرانے واقعات کو گواہ بناتا ہے اور گھر کی ماسی کو اس پر وکیل اور بھاوج کو مدعی، اب مقدمہ وکیل اور گواہوں کی جھوٹی گواہیوں کے ساتھ مکمل تیار ہو گیا، اب ہائی کورٹ میں چھوٹی نند کے دعویٰ پر مقدمے کی درخواست دے دی گئی اور اس کے لئے آخری فیصلہ سپریم کورٹ میں منجھلی نند کے آنے پر چھوڑ دیا۔

اب جب چھوٹی بھابھی کے پکانے کے باری آئی اور مقدر سے چاول میں پانی زیادہ پڑ گیا یا سالن میں نمک زیادہ پڑ گیا تو سارے گھر کی عورتوں نے گویا باقاعدہ منصوبے کے تحت اس پر حملہ کر دیا کہ تم خود کو تو دیکھو اور ایسی ایسی باتیں ہماری پیٹھ پیچھے کرتی ہو، کیا ہمیں پتہ نہیں چلتا، کیا دیواروں کے کان نہیں؟ کیا تم ہم کو بچی سمجھتی ہو؟ کیا ہم کو بے وقوف سمجھتی ہو؟

اب وہ چھوٹی بہو کہتی ہے یہ بات تو میں نے کہی نہیں، میرے فرشتوں کو بھی اس بات کا پتہ نہیں اور آپ کو میرے حوالے سے کس نے کہا یہ تو بتا دو، تو یہ دوسری عورتیں کہتی ہیں: نہیں، سننے والی جھوٹ نہیں بول سکتی، بڑی ایمان دار عورت ہے، بغیر سنے اس نے کبھی نہیں کہا ہوگا، ہمارے ہاں دس سال سے وہ کام کرتی ہے، وہ جھوٹ کیسے بول سکتی ہے۔ گویا دس سال سے کام کرنا اس کی بزرگی کا معیار ہے اور اب وہ کبھی جھوٹ بول ہی نہیں سکتی، تم بھی ایسی تمہارا شوہر بھی ایسا، تمہاری ماں بھی

ایسی۔

الغرض یہ ساری گھریلو خانہ جنگیاں سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اللہ کی کسی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ پہلے تو یہ کہ ماسیوں یا گھروں میں کام کرنے والی عورتوں یا بھابھیوں سے کسی کی شکایت سنے ہی نہیں، اور اگر شکایت سن ہی لی تو اس بیچ کے واسطے کو ختم کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ کیا آپ نے میری شکایت کی ہے؟

مسنون طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو فوراً اس شخص سے ظاہر کر دے، اگر ظاہر نہیں کرے گی تو دل میں کینہ، دشمنی اور غصے کے جذبات کا پودا اگ جائے گا اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا یہ پودا بڑا درخت بنتا جائے گا اور اس کی جڑیں دل میں اتنی پیوست ہو جائیں گی کہ پھر نکالنا مشکل ہوگا، اور اگر شکایت صحیح ہو تو فوراً شکایت دور کر کے ایک دوسرے سے معافی تلافی کر لیں اور اگر غلط ہو تو ہمیشہ کے لئے اس کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور یہ بیچ والا واسطہ خود شرمندہ ہوگا اور سب کو اس کا حال معلوم ہو جائے گا کہ یہی لڑائی کی جڑ ہے۔

یاد رکھئے! کینہ صرف ایک گناہ نہیں، بل کہ یہ گناہوں کا دروازہ ہے اور میٹھا غصہ ہے، اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور رنجیدگیاں روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہیں، اس لئے عورتوں کو چلتے پھرتے اور فرض نماز کے بعد بھی یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے:

﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾[1]

ترجمہ: ”اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بغض، کینہ ایمان والوں کے لئے، اے رب! تو ہی نرمی والا مہربان ہے۔“

---

[1] سورۃ الحشر، آیت: ۱۰

یہ بھی یاد رکھئے! کینہ سے دل صاف ہو جانا بہت ہی بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لہٰذا اس کو خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگئے، اپنے دل میں کسی کے لئے برا نہ چاہیں، ہر ایک کے لئے بھلائی چاہیں، ہر ایک کی برائی پر پردہ ڈالنا سیکھیں، ہر ایک کی خوبیاں دیکھنے کی عادت ڈالیں۔ دل سے کینہ کا صاف ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے، چناں چہ جنت کی نعمتوں میں سے جو سب سے بڑی نعمت ملے گی، وہ یہی کینہ کے دلوں سے صاف ہو جانے کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾[1]

ترجمہ: ”اور (دنیا میں طبعی تقاضے سے) ان کے دلوں میں جو کینہ تھا، ہم وہ سب ان کے دلوں میں سے (جنت میں داخل ہونے کے قبل ہی) دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔“

لطیفہ

”زَهَرَاتٌ مِّنَ الرَّوْضِ لِلْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ“ نامی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ ایک بھیڑیا صبح غذا تلاش کرنے نکلا تو ایک گھر سے آواز آئی (ماں اپنے بیٹے کو تنبیہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی):

ماں: بیٹا! اگر تم اپنا سبق یاد نہیں کرو گے تو ہم تمہاری بکری بھیڑیئے کو دے دیں گے، وہ اسے کھا جائے گا۔

بھیڑیئے نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور انتظار کرتا رہا کہ اب بکری آئے گی، اب آئے گی، یہاں تک کہ شام ہوگئی تو آواز آئی۔

---

[1] سورة الحجر، آیت: ٤٧

ماں: بیٹا! تم بہت اچھے بچے ہو، ماشاء اللہ! تم نے سبق یاد کرلیا ہوگا، اب اگر بھیڑیا تمہاری بکری لینے آیا تو ہم بھیڑیئے کو ماردیں گے۔

بھوکے بھیڑیئے نے جب یہ سنا تو تیزی سے بھونکا اور اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ کیا بغیر کچھ لائے واپس لوٹ آئے؟

اس نے جواب دیا: ہاں! "حَدَثَ هٰذَا لِیْ، لِاَنِّیْ صَدَّقْتُ امْرَاَةً" "یہ حادثہ آج میرے ساتھ اس لئے پیش آیا کہ میں نے ایک عورت کی بات کو سچ سمجھ لیا تھا۔"

اس واقعے میں ہر مسلمان کے لئے عبرت ہے، خصوصاً عورتوں کے لئے کہ وہ دوسری عورتوں کی سنی سنائی باتوں پر بالکل یقین نہ کریں۔

یاد رکھئے مسلمان بہنو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو مسلمانوں کے دلوں میں پھوٹ پیدا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ ایک مرتبہ شبِ قدر کی رات بتلانے تشریف لائے کہ کون سی رات ہے تو دو مسلمان جھگڑا کر رہے تھے تو ان کے جھگڑے کی وجہ سے تعیین لیلۃ القدر (یعنی لیلۃ القدر کس رات میں ہے اس کے متعین ہونے) کا علم اٹھا لیا گیا، چناں چہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کی خبر دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی۔ کیا بعید ہے کہ یہ اٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔"[1]

اس لئے میری بہنو! اللہ کے واسطے غیبتوں سے بچو، ٹیلی فون پر ایک دوسرے کی برائی کرنے سے بچو، "ارے! فلانی کے بچے کی منگنی ٹوٹ گئی؟ کیوں ٹوٹی؟ اوہو! فلانی کی بچی ایسی ہے..... فلانے کا بچہ ایسا ہے" الغرض سب اِدھر اُدھر کی باتوں سے بچو، یہ آپ کی نیکیاں ختم کردیں گی، دنیا میں بھی آپ پر مصیبتیں آئیں گی اور موت کے بعد اس پر بہت بڑا عذاب ہوگا۔

---

[1] بخاری، فضل لیلۃ القدر، بابُ رفع مَعرفَةِ لَیلَةِ القَدرِ، رقم: ۲۰۲۳

لہٰذا ان دو باتوں کو یاد رکھئے، پرانی باتیں تو بالکل بھلا دیں اور کسی سے غیبت، چغل خوری سنیں ہی نہیں، اگر سن لی تو اس پر یقین نہ کریں۔

ساس بہو کا جھگڑا

عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ لڑکے شادی کے بعد بھی ماں باپ کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ماں باپ اپنی مرضی سے اپنے بیٹوں کی اس عمر میں شادی کرا دیتے ہیں کہ ان میں اس وقت گھر چلانے کی اور خرچ برداشت کرنے کی طاقت اور صلاحیت ہی نہیں ہوتی اور ماں باپ خود ہی ان کا خرچ برداشت کرتے ہیں تو اس صورتِ حال میں ان کو ماں باپ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہے بغیر چارۂ کار نہیں اور یوں ساس اور بہو ایک ساتھ نہ رہیں تو اور کیا کریں۔

جب ایک ہی گھر میں رہنا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپس میں جھگڑے نہ ہوں۔ کہاوت مشہور ہے ''دو برتن جمع ہوں تو ان میں ٹکراؤ ہوتا ہے۔''

بے جان چیزوں کی جب یہ حالت ہے کہ ایک جگہ ہو کر ٹکرائے بغیر نہیں رہ سکتیں تو پھر ساس اور بہو جیسی مختلف مزاج والیوں میں ایک ساتھ رہ کر بھی آپس میں جھگڑا نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب رہ گئی ساس بہو کی لڑائی تو اس کی اصلاح کا مناسب حل ہم پیش کرتے ہیں:

جھگڑا اور تکرار کیسی بری چیز ہے

لڑائی جھگڑے کے بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ لڑائی چاہے کسی کے ساتھ بھی ہو، اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ لڑائی جھگڑا آپس کے سکون، اطمینان اور راحت و آرام کا ستیاناس کر دیتا ہے اور دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے نقصان پہنچنے کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ جن گھروں میں اس قسم کی

لڑائی جھگڑوں کا بازار گرم ہوتو ان کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا پوچھنا ہی کیا۔

ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ اس نے یوں کیوں کیا، ایسا طعنہ کیوں دیا، میرا کیا قصور ہے وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا پہلے ہم جھگڑے کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں:

جھگڑوں کا نقصان

کسی بھی گھر میں آپس کے اختلافات اور باہمی جدال ونزاع اس گھر کے لئے زہر قاتل اور اس کی بنیادوں کو اندر سے کھوکھلا کرنے کے لئے خطرناک قسم کی دیمک کی طرح ہوا کرتا ہے، اگر کسی بیوی کے خاموش رہنے اور معافی مانگنے سے آپس کے اختلافات کا خاتمہ ہوسکتا ہوتو ضرور یہ کڑوا گھونٹ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی خاطر گھر اجاڑنے سے بچانے کے لئے پی لینا چاہئے۔

ایک مسلمان مرد وعورت کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ جھگڑوں اور تنازعات سے کوسوں دور رہیں اور جھگڑوں سے نفرت کریں۔

جھگڑوں کے نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ رحمت سے گر جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کو "حَالِقَةُ الدِّیْن" کہا گیا ہے کہ "جھگڑا دین کو مونڈنے والی چیز ہے۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا: "تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ میں سے افضل چیز بتلاؤں" صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور ارشاد فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی (دین کو) مونڈنے والی ہے (یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی

[1] ترمذی، صفة القيامة، باب فی فضل المخالطة مع الصّبر، رقم: ۲۵۱۰

طرح صاف ہو جاتا ہے)۔"[1]

اس حدیث مبارک میں ایک اہم مضمون یہ ہے کہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے، جو بہن جھگڑے سے بچنے اور بچانے کے لئے اپنا جائز اور قیمتی سے قیمتی حق صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی خاطر چھوڑ دے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائیں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے کہ اس بندی نے مجھے راضی کرنے کے لئے اپنا حق چھوڑ دیا، اپنی غلطی نہ ہونے کے باوجود معافی مانگ لی اور آخرت میں جنت میں ایسی خاتون کو جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے جنت کے بیچوں بیچ گھر ملے گا، حدیث شریف میں آتا ہے:

"أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَ إِنْ كَانَ مُحِقًّا."[2]

تَرجَمۂ: "میں اس شخص کے لئے جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔"

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾[3]

تَرجَمۂ: "جو جہنم کی آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا۔"

حقیقی کامیابی جہنم سے بچنا اور جنت میں داخل ہونا ہے، تو وہ اعمال جو جنت میں داخل ہونے کا سبب بنیں، وہ کتنے قیمتی ہوں گے تو جھگڑنے سے بچنا یہ بھی ایک سبب ہے جنت میں داخل ہونے کا...... اب اندازہ لگایئے جو بہن اپنا دامن جھگڑوں

---

[1] ابوداؤد، الأدب، باب في إصلاح ذات البين، رقم: ٤٩١٩

[2] ابوداؤد، الادب، باب حسن الخلق: ٣٠٥/١ [3] آل عمران: ١٨٥

سے بچالے گی باوجود حق پر ہونے کے، صرف اس لئے اپنا حق چھوڑ دے گی کہ جھگڑا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ مقام نصیب فرمائیں گے۔

جھگڑے کے اسباب ساس کی طرف سے

ساس کی طرف سے جھگڑے کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں:

❶ سب سے اہم سبب تو گھروں میں دین کا نہ ہونا ہے، جب گھروں میں دین آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات زندہ ہوں گے تو یہ مصیبتیں اور بلائیں آپ ہی آپ ختم ہو جائیں گی۔

❷ ساس کے دل میں خود بخود ایسی بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس بیٹے کو میں نے مصیبتیں برداشت کر کے اور خون کو پانی کر کے پالا ہے، ایک نئی آئی ہوئی لڑکی اس پر قبضہ کر لے گی اور پھر بیٹا میرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ بہو کو چاہئے کہ عملی کوشش کر کے ساس کی اس بدگمانی کو دور کرنے کی کوشش کرے اور فرض نمازوں کے بعد دعا بھی کرتی رہے کہ اے اللہ! میری محبت ساس کے دل میں ڈال دے۔

❸ ساس چوں کہ اپنے گھر کی مالکہ ہوتی ہے اور پورے گھر پر اس کی حکومت چلتی ہے وہ اپنی طاقت اور اپنے اختیار سے گھر کا ہر کام اپنی مرضی کے مطابق کرتی ہے اور اب بہو کے آنے کے بعد خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں بہو کی دخل اندازی کی وجہ سے میری حکومت کا خاتمہ نہ ہو جائے۔

❹ بعض ساسیں صرف اپنے خاوند ہی کے مال و اسباب وغیرہ کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتیں، بل کہ بیٹے کی کمائی پر بھی ان کی نظر ہوتی ہے اور جب بہو اس میں سے اپنا حصہ مانگتی ہے تو وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتیں۔

❺ ساس کے دل میں یہ وہم پیدا ہو جاتا ہے کہ بہو میرے گھر کی چیزیں اپنے ماں

باپ کے یہاں بھیج دیتی ہے اور جب کسی معاملے میں ذرا سا بھی وہم پیدا ہو جائے تو پھر بدگمانیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں کئی نئی نئی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر رائی کا پہاڑ بن جاتا ہے۔

❻ ساس اپنا وقت بھول جاتی ہے اور اس کو یاد نہیں رہتا کہ ایک زمانے میں، میں بھی بہو تھی، اگر ساس اپنا وقت اور زمانہ یاد رکھے تو سمجھ سکتی ہے کہ بہو بھی ایک انسان ہے اور اس کے پہلو میں بھی دل ہے۔

❼ بہت سی ساسیں طبعی طور پر تیز اور تلخ مزاج ہوتی ہیں اور اپنی اس سخت مزاجی کی وجہ سے نہ تو خود سکون سے رہتی ہیں اور نہ بہو کو سکھ کا سانس لینے دیتی ہیں، بات بات پر طعنہ دیا کرتی ہیں۔ آخر بہو بھی کب تک خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایسے جھگڑوں سے ہر گھر کی حفاظت فرمائے۔

نندوں کی ناراضگی کی وجہ

یہی حالت بعض نندوں کی بھی ہوتی ہے کہ جب بھابھی گھر میں آئی تو ان کی آزادی ختم ہو جاتی ہے، وہ گھر کی کسی بھی چیز کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتی ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بھابھی کچھ کہہ دے اور یہ بات ان کی طبیعت کے خلاف ہوتی ہے، اس لئے وہ بھی بھابھی سے نفرت کرنے لگتی ہیں، ایک طرف بھائی کو اس کی مخالفت پر اکساتی ہیں تو دوسری طرف ماں سے کانا پھوسی کر کے اس کو بھی اکساتی ہیں، خود بھی بھابھی سے لڑنے میں کسر باقی نہیں رکھتیں اور خوب اس کی عیب جوئی کرتی ہیں۔ اس طرح ماں اور بھائی کو مشتعل کر کے آگ میں تیل ڈالتی رہتی ہیں۔

جھگڑے کے اسباب بہو کی طرف سے

بہو چوں کہ ناتجربہ کار، نادان اور ناسمجھ لڑکی ہوتی ہے۔ کسی بھی طرح کا گھریلو تجربہ نہیں ہوتا کہ کس طرح بڑی بات معمولی بنائی جا سکے اور اس طرح خاموش رہنے

میں یا اپنی غلطی نہ ہونے کے باوجود معافی مانگنے میں کتنے فائدے ہیں، اس کا بھی اس کو علم نہیں ہوتا۔ اپنے خاوند کو وہ اپنا ہی تابع دار دیکھنا چاہتی ہے۔ وہ اس بات کو خوب جانتی ہے کہ ساس میرے ہر کام کی نگرانی کرے گی اور اس پر نکتہ چینی بھی کرے گی۔ اسی طرح وہ یہ بھی سمجھتی ہے کہ جس طرح اس گھر میں ساس بھی بہو بن کر آئی تھی، میں بھی اسی طرح بہو بن کر آئی ہوں، اس لئے میں ساس سے کسی بھی طرح کم نہیں ہوں اور اس کو جتنا اختیار اس گھر میں ہے مجھے بھی اتنا ہی اختیار ہے۔ اگر ساس مجھ پر ایک بات بنائے گی تو میں اس پر چار بناؤں گی، ساس اگر میری طرف آنکھ نکال کر دیکھے گی تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گی، وہ اگر مجھے چور کہے گی تو میں اس کی سات پشتیں اکھاڑ دوں گی۔ اس کو اس کی سہیلیوں نے پہلے ہی سے ایسا پڑھا دیا ہوتا ہے کہ خبردار! اگر ایک بار بھی دب گئیں تو پھر دب کر ہی رہنا پڑے گا۔ اس کو غیر دین دار سہیلیوں کا یہ سبق ہوتا ہے کہ فرسٹ امپریشن از لاسٹ امپریشن۔

اگر حالات کے پیش نظر کسی جگہ اور کوئی چیز سبب بن جائے تو یہ الگ بات ہے، ورنہ ہمارے خیال کے مطابق یہی اسباب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بدگمانیاں بڑھتی جاتی ہیں اور یہ آگ ایک طویل عرصہ تک اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے اور آخر میں ایک دم سے شعلہ بن کر بھڑک اٹھتی ہے اور پھر نہ ختم ہونے والی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے اور اڑوس پڑوس والے اسی طرح بعض ناسمجھ دوسرے رشتہ دار خوب مزہ لے لے کر مفت کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ دراصل لڑائی کے یہ اسباب سراسر خود غرضی اور ناسمجھی پر موقوف ہیں، لیکن اگر دونوں ذرا ہی سمجھ اور عقل سے کام لیں اور اپنے اپنے مرتبے کو پہچانیں اور دین پر عمل کریں (اور اس کے لئے گھروں میں فضائل اعمال کی تعلیم شروع کر دیں اور دوسری مفید کتابوں کا مطالعہ کریں) تو بہت ہی آسانی سے آپس میں محبت قائم ہو سکتی ہے۔

ساس کو کیا سمجھنا چاہئے

ساس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ بہو بھی ایک انسان ہی تو ہے، اس کے پہلو میں بھی تو دل ہے، اس کے دل میں بھی امنگیں اور ارمان ہیں، زندگی گزارنے کی تڑپ ہے، وہ اپنے ماں باپ کے گھر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر آئی ہے اور اب اسی گھر کو وہ اپنا گھر سمجھتی ہے، بہو اس کے بیٹے کی عزت ہے۔

وہ خریدی ہوئی لونڈی نہیں۔ شوہر کے اس پر حقوق ہیں، یہ حقوق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو دیئے ہیں۔ اس کو سکھ دکھ کا ایسا ہی احساس ہوتا ہے جس طرح مجھے ہوتا ہے۔ میں بھی کسی زمانے میں بہو رہ چکی ہوں، جیسا سلوک میں اپنی ساس سے چاہتی تھی ایسے ہی سلوک کی امید بہو بھی مجھ سے رکھتی ہے۔ میں تو اپنی زندگی کا ہر مزہ اور لطف اٹھا چکی ہوں، اب بہو کی باری ہے۔

ساس کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ بہو غلام بن کر اس گھر میں نہیں آئی، تاکہ اپنی مرضی کے مطابق سب کام اس سے کراتی رہے، ساس خود ہی تو پسند کر کے اپنے بیٹے کے لئے لائی ہے، وہ جب دلہن کو پسند کرنے گئی تب تو وہ روپ اور خوبیوں کا خزانہ تھی اور اب دلہن بن کر آتے ہی اس میں کیا خرابی آگئی۔ فرض کرو اگر ساس نرمی نہ کرے، تو بھی بہو اسی گھر میں رہے گی تو پھر روزانہ کی یہ ٹک ٹک آخر کیوں؟ لوگوں کو مفت کا تماشا دکھانے سے کیا فائدہ؟ پورے خاندان کے وقار اور عزت کو خاک میں ملانے سے کیا ملے گا؟ ساس کو بڑا دل رکھ کر بہو کی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ غلطی بہو، جان بوجھ کر نہیں کرتی بل کہ نادانی سے ہو جاتی ہے، کیوں کہ وہ ناتجربہ کار ہے۔

شاید ایسی غلطیاں خود ساس سے بھی کسی زمانے میں ہوئی ہوں گی، بل کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ساس گھر کا پورا انتظام اپنی خوشی سے بہو کو سونپ دے اور خود تمام

بکھیڑوں سے الگ ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے تو یہ بات بہت بہتر ثابت ہوگی۔ بہو اگر نادانی سے ایسی غلطیاں کر بیٹھے تو نرمی سے اس کو سمجھا دے اور معمولی معمولی باتوں پر اس کو برا بھلا نہ کہے جس طرح کا سلوک وہ اپنی لڑکیوں سے کرتی ہے اسی طرح بہو کے ساتھ کرے، اس طرح گھر کا انتظام بحسن وخوبی چلتا رہے گا اور پھر کسی پریشانی اور الجھن کا موقع نہیں آئے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ساس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی بہو کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور حقیقی ماں کی طرح سلوک کرے اور یوں سمجھے کہ یہ پرائے گھر کی بے سمجھ اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ، بھائی بہن سب کو چھوڑ کر آئی ہے۔ اب ہمارے سوا اس کا کون ہے۔ اگر ہم بھی اس کے ساتھ سختی کریں گے تو وہ بے چاری کہاں جائے گی اور اس کو کون تسلی دے گا؟

اسی طرح خود ساس کو بھی یہ بات سمجھنی چاہئے کہ اپنی بیٹی اگر کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے گی تو ماں اپنی بیٹی کا عیب چھپاتی پھرے گی اور اگر اس کی بہو چھوٹی سی، معمولی سی کوئی غلطی کھانے پکانے میں کر بیٹھے گی تو یہ ساس اس کو دوسرے لوگوں میں بتاتی پھرے گی، یہ کتنی بڑی ناانصافی ہے۔ بیٹی نے وہی گناہ کیا اور ماں چھپاتی پھر رہی ہے اور بہو سے غلطی ہوئی تو ساس لوگوں کو بتاتی پھر رہی ہے، یہ ناانصافی کی باتیں ہیں۔ جب ساس اپنی بہو کو بیٹی سمجھنے لگ جائے گی اور بیٹی اپنی ساس کو ماں سمجھنے لگ جائے گی تو زندگی پرسکون ہو جائے گی۔ ماں اور بیٹی کے درمیان نفرتیں نہیں ہوا کرتیں محبتیں ہوا کرتی ہیں۔

بہو کو کیا سمجھنا چاہئے

بہو کو یہ بات سوچنی چاہئے کہ اگر خدانخواستہ ساس اس کی دشمن ہوتی تو وہ اپنے بیٹے کے لئے اس کو کیوں پسند کرتی اور اس کے ساتھ شادی کرا کر اس کو اپنے گھر میں

کیوں لاتی۔ یاد رکھیں! کہ تمام ساسیں خراب نہیں ہوتیں، بعض جگہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہو ہی اپنی نادانی کی وجہ سے گھر کا پورا نقشہ بگاڑ دیتی ہے اور ماں بیٹے کے درمیان لڑائی کروا دیتی ہے۔ بعض بہوئیں ہی تیز ہوتی ہیں، ان سے ساس کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، خصوصاً جب ساس بہو اور بیٹے کی محتاج ہو جائے، اس وقت تو بہو بہت بے لگام ہو جاتی ہے، ساس کو طرح طرح سے تنگ کرتی ہے اور تکلیفیں پہنچاتی ہے، وہی ساس جو کبھی اس گھر کی مالکن تھی اور اس کو کوئی روکنے والا نہ تھا، اب وہ بے بس ہو چکی ہوتی ہے، سب اختیارات اس سے چھن گئے ہیں۔ سب کام بہو اپنی مرضی کے مطابق کرتی ہے اور ساس کو بالکل خاطر میں نہیں لاتی، بے چاری کا حال تک نہیں پوچھتی، گویا کہ گھر میں اس کا کوئی حق ہی نہیں، اللہ ہی بچائے ایسی جاہل بہوؤں سے، بعض بہوئیں تو اپنی خدمت بھی ساس سے لیتی ہیں اور ساس کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے اور وہ اپنے وقت کو یاد کر کے بہت روتی ہے اور بددعائیں دیتی رہتی ہے۔

بعض بہوؤں میں ایسی خراب عادتیں ہوتی ہیں کہ وہ گھر کی معمولی معمولی باتوں کو بڑھا چڑھا کر خاوند کے سامنے پیش کرتی ہیں، ساس اور نندوں کی برائی کرتی ہیں اور خاوند کو ان کے خلاف بھڑکاتی رہتی ہیں۔ بے چارے خاوند کو اصل معاملے کا علم نہیں ہوتا، اس لئے وہ ان کے دھوکے میں آ جاتا ہے اور پھر وہ ماں بہنوں کے ساتھ الجھ جاتا ہے اور بہو دور کھڑی تماشا دیکھتی رہتی ہے۔

یاد رکھئے! ایسی بہوئیں جو ساسوں کو تنگ کرتی ہیں، دنیا ہی میں پریشانیوں اور ایسی بری بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ اللہ کی پناہ! اللہ ہی ہم سب کو عافیت میں رکھے، آمین۔

بہو کو جان لینا چاہئے کہ اگرچہ وہ باندی اور لونڈی نہیں، مگر شوہر کی خدمت اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کی ہے۔ انصاف کی نظر سے خاوند کے لئے ماں سے بڑھ کر

کسی کا مرتبہ نہیں، کیوں کہ ماں نے ہزاروں تکلیفیں برداشت کر کے اس کی پرورش کی ہے جو اس وقت اس کا خاوند ہے۔ اس کے خاوند کی جنت اگر کسی کے قدموں تلے ہے تو وہ اس کی بوڑھی ماں ہے، جس کے متعلق رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔''[1]

اگر بے وقوف اور کم عقل بیوی کے بہکانے سے بیٹا غصے میں آکر ماں سے اُلجھ جائے تو وہ جنت میں کس طرح جا سکے گا، کیوں کہ خاوند کی جنت تو اسی بوڑھی ماں کے قدموں تلے ہے اور جب خاوند ہی جنت میں نہ جائے گا تو اکیلی بیوی کو جنت میں جانے سے کیا مزہ آئے گا؟ اس لئے بہوؤں کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔

بہو کو جان لینا چاہئے کہ ساس گھر کی مالکن ہوتی ہے اور وہ فطری طور پر چاہتی ہے کہ چھوٹے بڑے سب اس کے کہنے پر چلیں، اس کی عزت کریں اور اس کو اپنا بڑا سمجھ کر اس سے پوچھ پوچھ کر کام کریں۔ اس لئے بہو کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں اس کے وقار کا خیال رکھے اور اس کا ادب کرے۔

لمحۂ فکریہ

کاش! اگر ہماری عورتیں دینی تعلیم حاصل کرتیں، گناہوں سے بچنے اور بچانے کی فکر کرتیں، محرم مستورات کی جماعتوں میں جا کر دین پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے کی فکر کرتیں اور روزانہ گھروں میں ''فضائل اعمال'' اور ''فضائل صدقات'' کی تعلیم کرتیں تو ایسے ناپاک جھگڑے ہمارے گھروں میں پیدا نہ ہوتے، اگر ہوتے بھی تو اس قدر نہیں، کیوں کہ اسلامی تعلیم حاصل کرنے سے انسان میں اچھا برا اور غلط صحیح پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ تمیز اور سمجھ آ جاتی ہے تو پھر نہ تو ساس بہو کو تکلیف دیتی ہے اور نہ بہو ساس کو تنگ کرتی ہے۔

---

[1] کنز العمال، الثامن، النکاح: ۱۶/۱۹۲، رقم: ٤٥٤٣١

سخت غصے والی ساس اور جو دوسروں کی ہر بات کو سچا مانے اور ان کی پڑھائی ہوئی پٹی پر حرف بحرف چلے، ایسی ساس کے ساتھ بھی صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے اچھا سلوک کرنا، اس کی برائی نہ کرنا، اس کے لئے راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا، اپنی غلطی نہ ہونے کے باوجود یہ کہنا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی معافی مانگتی ہوں، آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔ یہ وہ عمدہ خوبیاں ہیں کہ جس عورت میں یہ ہوتی ہیں اسی کی گود میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کوئی ایسی رابعہ بصریہ یا کوئی ایسا رشید احمد گنگوہیؒ دیتے ہیں جس سے لاکھوں انسانوں کی زندگی بدل جاتی ہے، لاکھوں لوگ گمراہی کے راستے سے ہٹ کر ہدایت کی طرف آجاتے ہیں اور جہنم کے راستے سے بچ کر جنت کے راستے پر آجاتے ہیں۔

اس طرح کبھی بھی میکے جا کر سسرال کی برائی نہ کرے اور جس طرح ماں باپ کے گھر اپنے کام کاج اور خوبیوں کی وجہ سے سب کو پیاری تھی اسی طرح سسرال میں بھی اپنی خوبیوں سے کام لے کر سب کے دلوں میں اپنا مقام بنا لے، کیوں کہ قابل تعریف بہو تو وہ ہے جس کی تعریف میکے اور سسرال والے دونوں ہی کرتے ہوں۔

اگر بہو مذکورہ بالا تدبیروں پر عمل کرے تو ساس چاہے کتنی ہی سخت مزاج اور لڑاکو کیوں نہ ہو وہ بھی بہو کے ساتھ لڑائی نہ کر سکے گی، وہ یوں سمجھے گی کہ ایسی گونگی بہری بہو سے کیا لڑنا، اس کے ساتھ تو لڑنے میں مزہ بھی نہیں آتا، یہ تو ہر بات کو ہنس کر ٹال دیتی ہے اور پھر ساس کو مجبوراً خاموش ہونا پڑے گا۔ اگر ساس بھی مذکورہ بالا تدبیروں پر عمل کرے تو بہو چاہے کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو، وہ ساس کے مقابلے پر نہ آسکے گی اور زندگی کی گاڑی بھی اطمینان سے چلتی رہے گی۔

ساس بہو کے جھگڑوں کا بہترین حل

ایک بزرگ پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ زوجین کے

درمیان جھگڑے عموماً ساس بہو سے ہی جنم لیتے ہیں اور ایسے جھگڑوں کا ایک بہترین حل ہے، اگر وہ طریقہ اختیار کر لیا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ساس بہو کی بنیاد پر جھگڑے کھڑے ہوں، وہ طریقہ یہ ہے کہ میاں بیوی شروع ہی سے یہ compromise (سمجھوتہ) کر لیں کہ میاں اپنی بیوی کے والدین کی عزت اور احترام کرے اور ضروریات کا خیال رکھے اور بیوی اپنے خاوند کے والدین کی خدمت کرے اور ضروریات پوری کرنے کے لئے تیار رہے۔ یعنی دونوں اپنے اپنے سسرال کی خدمت اور معاونت کے لئے عملی طور پر تیار رہیں۔

ذاتی واقعہ

حضرت پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ:

میرے پاس ایک خاتون آئی جو کافی پڑھی لکھی لگتی تھی، شاید ایم اے کیا ہوا تھا۔ اس نے پردے کے پیچھے بیٹھ کر بات کی۔ اپنی ساس کے بڑے گلے شکوے کئے کہ ناک میں دم کر رکھا ہے، بات بات پر نوک جھونک کرتی ہے۔ غرض اس نے ساس کا خوب رونا رویا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ ساس کے شکوے کرتی رہی اور اس دوران وہ رو پڑی، لیکن ساتھ ہی بتایا کہ خاوند میرے ساتھ بہت اچھا ہے، بہت پیار کا سلوک رکھنے والا ہے۔ اس کے خاوند کی ایک فیکٹری ہے۔ بڑا کھاتا پیتا گھرانہ ہے، کار کوٹھی اس کے پاس ہے، لیکن ساس کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ جب اس نے بتایا کہ خاوند اس کے ساتھ بہت اچھا ہے، اس سے اسے کوئی شکوہ نہیں تو میں نے اس سے ایک سوال کیا: کیا آپ کو خاوند اور گھر اچھا لگا؟

کہنے لگی: جی ہاں! میں نے پوچھا: آپ اس گھر میں کیسے آئیں؟

کہنے لگی: وہ تو میری ساس میرے گھر آئی، مجھے دیکھا اور پسند کیا اور مجھے بیاہ کر لے آئی۔ اس پر میں نے کہا: اس نے تو آپ پر احسان کیا کہ اتنے اچھے گھر میں

آپ کو لے آئی جس میں آپ کو خاوند بھی اچھا ملا۔ اس بڑے احسان پر تو آپ کو عمر بھر اپنی ساس کا شکر گزار رہنا چاہئے تھا، لیکن یہ شکوے کیسے؟

میں نے کہا: اب بتائیں کہ اتنے بڑے احسان کے مقابلے میں تمہاری یہ باتیں کیسی ہیں؟

کہنے لگی: آپ نے تو میرا مسئلہ حل کر دیا۔ اس احسان کے مقابلے میں تو یہ باتیں واقعی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں[1]

عورتوں کی وجہ سے مردوں کی آپس میں لڑائیاں

اگر بیوی اپنی بھابیوں، ساس یا نند کی شکایتیں شوہر سے کرتی ہے اور نادان شوہر اس کو کان لگا کر دھیان سے سنتا ہے کہ فلانی نے مجھے یوں کہا اور تمہارے متعلق یوں کہا یا فلانی کے بچے نے ہمارے بچے کو اس طرح مارا، ڈانٹا، اپنی سائیکل پر بیٹھنے نہیں دیا، اس کے کھلونے چھین لئے یا فلانی نے کہا کہ تمہارا بچہ گورا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ نادان بیوی اپنا فیصلہ بھی سناتی ہے کہ آپ تو کچھ کرتے نہیں، اپنے بھائی کو سمجھائیے نا! کیا میں ہی سب کچھ کرتی رہوں؟

اب جو شوہر دن بھر کا تھکا ماندہ گرمی سردی برداشت کر کے باہر کے ماحول سے آ کر یہ باتیں اپنی نادان اور کم عقل بیوی سے سنتا ہے اور چوں کہ مردوں میں گرمی زیادہ ہوتی ہے، ان پر ایسی باتوں کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے، چناں چہ مردوں کی آپس میں تو تو میں میں ہو جاتی ہے۔ پھر یہ بات یہیں تک نہیں رہتی، بل کہ مرد پھر ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو جاتی ہے اور بعض اوقات قتل تک ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں تو دو سگے بھائیوں میں عداوت پیدا کروانے کا یہ عورتیں ذریعہ تو بن ہی جاتی ہیں۔

---

[1] خطبات فقیر: ۱۳۸/۲

یاد رکھئے، اور دل کے کانوں سے سنئے! اگر آج آپ یہ باتیں اپنے شوہر کو بتاتی ہیں اور ان سے چھپاتی نہیں اور آپ جانتی ہیں کہ اس کا صرف یہ نتیجہ نکلے گا کہ دو بھائی بہنوں میں یا ماں بیٹے میں جھگڑا ہوگا اور پھر بھی آپ باز نہیں آتیں تو آپ کے بیٹوں میں بھی اسی طرح آپ کی آنے والی بہوئیں جھگڑے کروائیں گی کیوں کہ یہی فطرت کا اصول ہے:

"كَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ."[1]

تَرجَمَہ: "جیسا کروگے ویسا بھروگے۔"

"جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ، جنت بھی حق ہے دوزخ بھی حق ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ۔"

لہٰذا ان باتوں سے خوب بچیں۔ جب بھی جی چاہے شوہر کو بتانے کا یا کسی کی بھی شکایت کرنے کا تو اس کا نتیجہ سوچیں...... کہ اس طرح دو بھائیوں یا بھائی بہن میں ناچاقیاں اور اختلافات بڑھیں گے۔

اور میں ذریعہ بن گئی دو بھائیوں میں اختلاف پیدا کرنے کا تو ہوسکتا ہے کہ کل میری اولاد میں بھی اختلاف پیدا ہوجائے، اور آج میں صبر کرلوں گی تو اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں اس کا بدلہ عطا فرمائیں گے۔

[1] كنز العمال، الثامن، المواعظ والحكم ...... ۳۲٦/۱٥ رقم ٤٣٠٢٤

حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا

”ایک پاک باز صحابیہ“

حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا ان خوش نصیب صحابیات میں سے ہیں جن کو آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ ان کا اسم گرامی رمیصاء تھا۔ آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں ان کے کئی واقعات ایسے ہیں جنہوں نے ان کو صحابی خواتین میں ایک منفرد مقام عطا کیا ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے یہ سب واقعات ”حلیۃ الاولیاء“ میں یک جا لکھ دیئے ہیں، وہیں سے ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

① مبلغہ

ان کے نکاح کا واقعہ بھی عجیب ہے، یہ اپنے نکاح سے پہلے اسلام لا چکی تھیں۔ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ جو بعد میں ان کے شوہر بنے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے کفر ہی کی حالت میں انہیں شادی کا پیغام دیا، اس کے جواب میں اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے ان سے فرمایا:

”ابوطلحہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے ایک ایسی لکڑی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جو زمین سے اُگی ہے اور اسے فلاں قبیلے کے ایک حبشی شخص نے گھڑا ہے؟“

”ہاں جانتا ہوں“ ابوطلحہ نے کہا۔

”کیا تمہیں ایسی لکڑی کو پوجتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ تم جیسے آدمی کا پیغام رد نہیں کیا جا سکتا، لیکن میں مسلمان ہو چکی ہوں اور تم ابھی کافر ہو، اگر تم اسلام لے آؤ تو مجھے اس کے سوا کوئی مہر نہیں چاہیے۔“ حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے جواب دیا۔

"لیکن تم اس مرتبے کی عورت ہو کہ یہ تمہارا مہر نہیں بن سکتا۔" ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا۔

"پھر میرا مہر کیا ہو سکتا ہے؟" حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پوچھا۔

"سونا چاندی!" ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے نہ سونا چاہئے نہ چاندی، میں تو تم سے بس اسلام چاہتی ہوں۔" حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا۔

یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دل میں اسلام گھر کر گیا اور آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آتے دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے فرمایا:

"ابوطلحہ تمہارے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کی آنکھوں کے درمیان اسلام کا نور چمک رہا ہے۔" اس کے بعد حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام لے آئے اور حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔[1]

۲ مجاہدہ

یہی حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں جن کے بارے میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر میں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے پائنچے چڑھائے ہوئے تھے اور اپنی پشت پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں اور مجاہدوں کو پانی پلاتیں، جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو پھر لوٹتیں اور تازہ پانی بھر کر لاتیں[2] (اس وقت تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) اور غزوہ حنین کے موقع پر

[1] حلية الاولياء، ذكر النساء الصحابيات: ٧١/٢، رقم: ١٥١٢

[2] حلية الاولياء، ذكر النساء الصحابيات: ٧٣/٢، رقم: ١٥١٦

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پاک باز بیوی کو دیکھا کہ ایک خنجر لئے کھڑی ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اُمّ سلیم یہ کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا ''یہ خنجر ہے اور میں نے اس لئے تھام رکھا ہے کہ کسی مشرک نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو یہ اس کے پیٹ میں اتار دوں گی۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مجاہدانہ عزم کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اُمّ سلیم (اب تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی) اللہ کافی ہوگیا ہے۔''[1]

۳ صبر و حکمت کی پیکر

یہی اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے صاحب زادے بیمار ہوگئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں بیمار چھوڑ کر کام پر چلے گئے، اسی دوران صاحب زادے کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان پر کپڑا ڈالا، جس کوٹھڑی میں انتقال ہوا تھا، نعش اسی میں رہنے دی اور آکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا تیار کرنے لگیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے سے تھے تو حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ افطار وغیرہ سے پہلے انہیں اس سخت غم میں مبتلا کر دیں۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے وقت گھر آئے تو بچے کا حال پوچھا اور اسے دیکھنے کے لئے کوٹھڑی میں جانے لگے، لیکن حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''وہ بہت اچھی حالت میں ہے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ آئے اور مطمئن ہو کر افطار کرنے لگے۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کے استقبال کے لئے حسبِ معمول سنگھار بھی کیا اور گھر کے ماحول پر حادثے کا معمولی اثر بھی نہ

---

[1] حلیة الاولیاء، ذکر النساء الصحابیات: ۷۲/۲، رقم: ۱۵۱۵

ہونے دیا۔ رات حسبِ معمول ہنستے کھیلتے گزری، تہجد کے وقت حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا:

''ابوطلحہ! فلاں قبیلے کے لوگ بھی عجیب ہیں، انہوں نے اپنے پڑوسیوں سے کوئی چیز استعمال کرنے کے لئے مانگی، پڑوسیوں نے دے دی، مگر یہ اسے اپنی سمجھ کر بیٹھ گئے، اب وہ اپنی چیز مانگتے ہیں تو یہ ان پر خفا ہوتے ہیں۔''

حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: ''انہوں نے بہت برا کیا، یہ تو انصاف کے خلاف ہے۔'' اس پر حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بولیں۔ ''آپ کا بیٹا بھی اللہ نے بطور امانت آپ کو دیا تھا اور اب اس کو واپس لے لیا ہے، وہی اس کا مالک تھا، لہٰذا ہمیں صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔''

حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ سن کر حیران رہ گئے اور جا کر آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے شکایت کی کہ اُمّ سلیم نے میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کیا۔ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب میں فرمایا:

''يَا أَبَا طَلْحَةَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا.''[1]

تَرجَمَہ: ''اے ابوطلحہ! اللہ نے تمہاری گزشتہ رات میں تم پر بڑی برکتیں نازل کی ہیں۔''

چناں چہ اس کی برکت سے ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوا اور ان کی نسل سے نو بیٹے پیدا ہوئے اور سب قرآن شریف کے حافظ ہوئے۔

④ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے خاص تعلق

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے سوا مدینہ طیبہ کے کسی گھر میں تشریف نہیں لے جاتے

[1] مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي طلحة، رقم: ۲٤٥٨

تھے، صرف ایک اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ان پر رحم آتا ہے، ان کے بھائی میرے سامنے قتل ہوئے تھے۔''[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت وہیں آرام فرما ہوگئے۔ سوتے ہوئے آپ علیہ السلام کے جسم اطہر سے پسینہ بہت نکلا۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو ایک شیشی لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اس میں جمع کرنا شروع کردیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے اور پوچھا: ''اُمّ سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟'' حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: ''یہ آپ کا پسینہ ہے، ہم اسے اپنی خوش بو میں ملائیں گے، یہ عطر سے زیادہ خوش بودار ہوتا ہے۔''[2]

۵ دین کو پھیلانے کے لئے مشقت برداشت کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میاں بیوی کو دعا دی تھی:

''بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا.''

''اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے اس رات میں برکت عطا فرمائے!''

اس کے بعد یہ حاملہ ہوئیں، جب حمل کی آخری مدت ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر جانے کی تیاری فرمانے لگے تو انہوں نے کہا: میں بھی چلوں گی۔ (اتنا بڑا شرف ملے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر ہوگا میں کیسے پیچھے رہ سکتی ہوں)

شوہر کو خیال ہوا کہ اس حالت میں اتنا تکلیف دہ سفر مشکل ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔

---

[1] مسلم، فضائل الصّحابة، باب من فضائل أُمّ سليم، رقم: ٢٤٥٥

[2] حلية الاولياء، ذكر النساء الصحابيات: ٧٣/٢، رقم: ١٥١٨

چناں چہ اس سفر میں ساتھ ہوگئیں (مکہ مکرمہ کی فتح کے وقت بھی ساتھ تھیں، غزوۂ حنین میں بھی ساتھ رہیں، ایسے سخت حالات میں کہ جس میں سفر کرنا مشکل ہوتا ہے مگر یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی محبت کرنے والی حمل کی آخری مدت میں دین کو دنیا میں پھیلانے اور جو کافر نہ مانیں ان کے گندے وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کرنے کے لئے جہاد میں مشغول ہیں)۔ یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فتح عطا فرمائی اور یہ لشکر دوبارہ مدینہ منورہ لوٹا، اخیر راستے میں ان کو دردِ زہ اٹھا۔

ان کے شوہر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم قافلے سے رہ جائیں، لہٰذا انھوں نے دعا مانگی:

"إِنَّكَ تَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى."

ترجمہ: "اے میرے رب! آپ جانتے ہیں کہ میری چاہت ہے کہ میں مدینہ سے نکلوں تو آپ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلوں اور داخل ہونا چاہوں تو بھی آپ کے رسول ﷺ کے ساتھ داخل ہوں، لیکن اب بیوی کے درد کی وجہ سے مجھے ٹھہرنا پڑے گا (اور میں آپ ﷺ کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہوسکوں گا)۔"

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں کچھ ایسے قبول کرتا تھا کہ اِدھر مانگی اور اُدھر پوری ہوگئیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ دنیا میں آنے کا مقصد (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کو پھیلانے کے لئے محنت کرنا) پہچان کر اس پر مر مٹنے والے تھے۔

یہ دعا مانگی ہی تھی کہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں:

"يَا أَبَا طَلْحَةَ! مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، اِنْطَلِقْ."

ترجمہ: ”اے ابوطلحہ! اب مجھے وہ درد نہیں رہا جو پہلے تھا، چلو اٹھو! ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہی مدینہ میں داخل ہوں گے۔“

یہاں تک کہ جب مدینہ پہنچے تو دوبارہ درد اٹھا اور اللہ نے بچہ عطا فرمایا تو اپنے بڑے بیٹے انس کو بلا کر کہا:

”يَآ أَنَسُ! لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.“

ترجمہ: ”اے انس! اس کو ابھی کوئی عورت دودھ نہ پلائے یہاں تک کہ پہلے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اسے لے جایا جائے۔“

صبح لے کر گئے تو حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا:

”لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ.“

ترجمہ: ”شاید اُمّ سلیم نے بچہ جنا ہے۔“

انھوں نے کہا: ہاں! پھر مدینہ کی عجوہ کھجور منگوائی اور اس کو اپنے منہ مبارک سے نرم کر کے بچے کے منہ میں ڈالا، بچہ اس کو چوسنے لگا تو فرمایا:

”حُبُّ الْاَنْصَارِ لِلتَّمْرِ“[1]

ترجمہ: ”انصار کو کھجور پسند ہے۔“ (بچے کو بھی بچپن ہی سے کھجور پسند ہے)

اسی قربانی کا نتیجہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا هٰذِهِ الْغُمَيْصَآءُ بِنْتُ مِلْحَانَ، أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ“[2]

---

[1] الطبقات لابن سعد، من نساء بنی عدی بن النجار: ٦/٢٩٢

[2] مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سليم ...... رقم: ٢٤٥٦

تَرجَمہ: ”میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ اُمّ سلیم، انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی والدہ ہیں۔“

اس واقعے کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا مانگئے کہ اے اللہ! جس طرح آپ نے حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کو دین کی محنت کے لئے، اپنے راستے میں جہاد کے لئے قبول فرمایا تھا اسی طرح مجھے بھی قبول فرما، آمین۔

نیک بیوی کی پانچ خوبیاں

دنیا کے سب سے بڑے معلّم و ہادی کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے نیک بیوی کی چار خوبیاں بہت ہی مختصر اور جامع جملوں میں بیان فرمائیں اور پانچویں خوبی دوسری حدیث میں بیان کی گئی ہے (اس کے پڑھنے سے پہلے آپ یہ نیت کرلیں اور دعا مانگ لیں کہ اے رحیم وکریم آقا! یہ پانچ خوبیاں مجھ میں اور میری تمام مسلمان بہنوں میں پیدا فرما، آمین)

”إِنْ أَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَ إِنْ نَّظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَ إِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ، وَ إِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَا لِهٖ“[۱]

تَرجَمہ: ”اگر شوہر کوئی حکم کرے (جو خلاف شرع نہ ہو) تو اس کی بات مانے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کر دے اور اگر شوہر کسی کام پر قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کروگی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کر دے، (یعنی اس پر عمل کرے) اور اگر شوہر کہیں چلا جائے (اور وہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے) تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے (یعنی خیانت نہ کرے)۔“

---

[۱] ابن ماجه، النكاح، باب افضل النساء: ۱۳۵

اب ہم آپ کے سامنے اس کی تفصیل ذکر کرتے ہیں:

پہلی صفت

پہلا سبق (مسلمان بیوی کو اس کے اور سارے جہاں کے سب سے بڑے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں) یہ ملتا ہے کہ اگر تمہارا شوہر کوئی حکم کرے تو اس کی اطاعت کرو بشرطیکہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے منع نہ کیا ہو، اگر انہوں نے منع کیا ہے (جیسے نامحرم مردوں سے ملنا جلنا، گناہوں کی مجلسوں میں جانا وغیرہ) تو اس میں شوہر کی اطاعت کرنا جائز نہیں، جو بیوی اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنے شوہر کی ہر جائز بات ماننے اور اس کی چاہت کے موافق چلنے کی کوشش کرے تو شوہر کے دل میں اس کی محبت ضرور پیدا ہوگی اور شوہر اس کا سچا دوست اور اس پر جان فدا کرنے والا بن جائے گا، لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب بیوی اپنے آپ کو شوہر کی اطاعت میں فنا کردے۔

لہٰذا بیوی شوہر کی اطاعت میں اپنا چین و آرام سب چھوڑ دے، اطاعت میں جتنی ذلتیں ملیں انہیں عین عزتیں سمجھے، کانٹوں کا بستر ملے تو اس کو پھولوں کی سیج خیال کرے، اگر ہر نئی دلہن اس صفت کو اپنا لے اور نکاح کے بعد تھوڑے ہی عرصہ تک اس پر جم جائے، پھر دیکھے کہ میاں بیوی میں کیسی محبت ہوتی ہے، پھر یہ ہوں گے ایک جان دو قلب، ایک دماغ دو جسم، ایک باطن دو ظاہر، ایک مزاج دو روحیں، ایک بیماری دو علاج چاہنے والے، ایک پریشانی دو دعا مانگنے والے، ایک غم دو سہنے والے، ایک خوشی دو ہنسنے والے اور ایک فکر دو سوچنے والے۔

لہٰذا شوہر کی اطاعت اور فرمان برداری کے ذریعے اس کی خوشی کے حاصل کرنے میں دن رات لگی رہئے۔ اگر ذرا بھی شوہر کے چہرے پر رنج، غمی اور پریشانی کے آثار نظر آئیں تو فوراً بے چین ہو جائیے اور اس کے غم کے ساتھ غم گین ہو جائیے،

اس کے خوش ہونے کے ساتھ خوش ہو جایئے، اس کے ہنسنے کے ساتھ ہنسئے اور اس کے رونے کے ساتھ رونا سیکھئے۔

جو شوہر کہے وہی پہنئے، جو کہے وہی پکایئے، جس طرح کہے ویسا کیجئے، جب کہے تب کیجئے! بس سن لے اس وقت کی معصوم لڑکی اور تھوڑے عرصہ میں بن جانے والی کسی کی بیوی، کسی کی بہو! اب نکاح کے دو بول بولنے کے بعد زندگی کا نیا دور شروع ہوگا، بس ایک کے گوشۂ چشم پر بیوی بن کر آنا ہوگا، اب تک بے فکری کے ساتھ زندگی گزاری، لیکن کل سے نئی پابندی ہوگی، اس لئے شریف بچیوں کو پہلا سبق اِطاعت، خدمت گزاری اور اپنے دل کو مار کر دوسرے کا جی خوش کرنے کا ملتا ہے، کیوں کہ اب تک زندگی اپنے واسطے تھی، کل سے دوسرے کی خدمت کے لئے وقف ہوگی۔ اب نہ اپنے لیے کھانا، نہ اپنے لئے پہننا، نہ اپنے وقت پر سونا اور نہ اپنے وقت پر جاگنا۔ اللہ کی شان اب تک جو دوسروں کی آنکھوں کی پتلیوں، آرزوؤں اور ارمانوں کے گہواروں میں پلی اور بڑھی، کل سے وہ خود شوہر کی خدمت گزاری کے لیے وقف ہوگی، اچھی بری جو کچھ بھی ہوئی، سب اسی دن کے لئے تھی۔ بے شک پہنے گی اور اوڑھے گی، مگر اس لئے کہ شوہر کو اچھی لگے۔ اپنے کو سنوارے گی، نکھارے گی، مگر اس لئے کہ شوہر کی نظر میں جچے اور جب ماں بنے گی تو اولاد کے آرام کی خاطر راتوں پر راتیں جاگے گی اور ٹہل ٹہل کر کاٹے گی، اس لئے کہ نئی نسل کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔

پس اے مسلمان بیوی! اپنے آقا رحمۃ للعالمین ﷺ کی اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ ''اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ'' کہ ''شوہر جو حکم کرے اس کی فرماں برداری کرنا''۔ منزل بے شک کڑی ہے اور ذمہ داریاں سخت، لیکن مسلمان لڑکی یہ سن لے کہ انعامات بھی کیسے کیسے اور بشارتیں بھی کیا کیا ہیں؟

زندگی کے سفر میں جہاں میاں بیوی ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں، اس میں اللہ

تعالیٰ نے شوہر کو "امیر اور نگران" بنایا ہے۔ اس "اِمارت" کے علاوہ اور جتنی اِمارتیں ہیں وہ سب وقتی اور عارضی ہیں۔ آج ایک آدمی امیر اور حاکم بن گیا یا ملک کا بادشاہ بنا دیا گیا، لیکن اس کی حاکمیت اور بادشاہت اور اِمارت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہے، کل تک حاکم اور امیر بنا ہوا تھا اور آج وہ جیل خانے میں ہے، کل تک بادشاہ بنا ہوا تھا اور آج اسے کوئی پوچھنے کو تیار نہیں۔ لہٰذا یہ اِمارتیں اور حکومتیں آنے جانے والی چیزیں ہیں، آج ہیں تو کل نہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق زندگی بھر کا تعلق ہے، دم دم کا ساتھ ہے اور ایک ایک لمحے کی رفاقت ہے۔ لہٰذا اس تعلق کے نتیجے میں شوہر کو جو اِمارت حاصل ہوتی ہے وہ مرتے دم تک برقرار رہتی ہے یا جب تک نکاح کا رشتہ برقرار رہے، اس لئے یہ "اِمارت" عام امارتوں سے مختلف ہے۔ دوسری امارتوں میں حاکم کا محکوم کے ساتھ، امیر کا رعایا کے ساتھ صرف ایک ضابطے کا اور قانونی تعلق ہوتا ہے، لیکن میاں بیوی کا تعلق محض ضابطے، قانون اور محض خانہ پوری کا تعلق نہیں ہے، بل کہ یہ دو دلوں کا جوڑ اور دو دلوں کا تعلق ہے، جس کے اثرات ساری زندگی پر پھیلے ہوئے ہیں۔

دوسری صفت

"اِنْ نَّظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ".

اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، یعنی اپنی چال ڈھال، بطریقِ شرع شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے کہ جب بیوی پر نظر پڑے تو اسے دیکھ کر اس کا دل خوش ہو۔ حضرت اقدس تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: یہ عجیب بات ہے کہ گھر میں تو بھنگنوں اور ماسیوں (نوکرانیوں) کی طرح رہتی ہیں اور جہاں کہیں باہر جانا ہو تو بن سنور کر بیگم صاحبہ بن جائیں گی، کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہننے کی وجہ کیا ہے، کیا صرف غیروں کو دکھانا ہے؟ تعجب ہے کہ جس شوہر

کے پیسوں سے یہ کپڑے بنے اس کے سامنے کبھی نہ پہنا جائے اور غیروں کے سامنے پہنا جائے۔

حیرت ہے کہ خاوند سے کبھی سیدھے منہ بات نہ کریں۔ کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسروں کے گھروں میں جائیں تو شیریں (میٹھی) زبان والی بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک اچھے سے اچھے پہن کر جائیں، کام آئیں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے (یعنی خرچہ وحقوق مانگیں شوہر سے) کیا یہ انصاف ہے اور اس بناوٹ کی کوئی حد ہے؟[1]

گھر میں سب سے میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہننا جیسے سادگی بہت پسند ہے اور شوہر اور ساس نے جتنے نئے کپڑے سلوا دیئے ہیں وہ نہ پہننا اور بالکل گندے کپڑے اور گندی حالت میں شوہر کے سامنے رہنا یہ بہت بری بات ہے۔ اس لئے حدیث پاک میں عورت کی یہ صفت بیان کی گئی کہ شوہر کے سامنے اس طرح رہے کہ جب شوہر دیکھے تو دیکھ کر خوش ہو جائے اور اس کو اپنی بیوی دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ خوب صورت معلوم ہو، اگر عورت اپنے شوہر کے سامنے اچھے لباس میں صاف ستھری ہو کر رہے، بالوں میں تیل، آنکھوں میں کاجل، صاف کپڑے، گھر میں خوش بو اور غسل کا اہتمام کرے تو شوہر کی نگاہ میں یہ سب سے زیادہ حسین ہو جائے۔ بقول کسی کے:

ع کہن خرقہ خویش پیرا ستن

اور پہلے لوگ اپنی بچیوں کو خاص طور سے ان باتوں کی نصیحت کیا کرتے تھے۔

مثلاً: حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی بیٹی کو حسبِ ذیل نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”غیرت یعنی رشک وتکبر اور غرور سے بچنا، کیوں کہ یہ طلاق کی چابی

---

[1] التبلیغ، دواء العیوب بتصرف، ص: ۹۱

ہے، زیادہ ڈانٹ ڈپٹ سے پرہیز کرنا، کیوں کہ اس سے بغض و حسد پیدا ہوتا ہے۔ سرمہ ضرور استعمال کرنا، کیوں کہ یہ سب سے بہتر زینت ہے اور سب سے بہتر خوش بو پانی ہے۔"

اسی طرح فرافصہ بن احوص نے اپنی بیٹی نائلہ کا نکاح امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کیا، جب ان کی رخصتی کا وقت قریب آیا تو انھوں نے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

"میری بیٹی! تو قریش کی عورتوں کے پاس جا رہی ہے جنہیں بہ نسبت تیرے خوش بو زیادہ میسر ہے، اس لئے دو باتیں اختیار کرنے کی کوشش کرنا: سرمہ کا استعمال کرنا اور پانی کی خوش بو لگانا۔ (یعنی خوب غسل کرنا) کہ تیری خوش بو مشکیزہ کی مہک کی طرح ہو جس پر بارش کا پانی پڑا ہو۔"[1]

ابوالاسود نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

"زیب و زینت کا خیال رکھنا اور سب سے بہتر زینت سرمہ ہے اور خوش بو کا استعمال کرنا اور بہترین خوش بو اچھی طرح وضو کرنا ہے۔"[2]

یورپ کی ایک حسین و جمیل خاتون نے اپنے دور کی لڑکیوں کو دن بھر میں کئی مرتبہ ٹھنڈے پانی سے چہرہ دھونے کی تاکید کی تھی، معلوم ہوا کہ وضو میں کتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

آپ نے دیکھا! اسلام میں شوہر کے لئے زینت کا کتنا اہتمام کیا گیا ہے، لیکن سادگی کیسی، ہر غریب سے غریب عورت چاہے سفر میں ہو چاہے گھر میں، چاہے بیمار ہو چاہے تندرست، عمر کی کسی منزل پر بھی ہو چاہے جوان ہو چاہے بوڑھی، ان باتوں

---

[1] الاغانی لابی الفرج الاصفہانی، تحفۃ العروس، ص: ۱۲۲

[2] تحفۃ العروس: ص ۱۲٤

کا خیال ضرور رکھے کہ اگر گرمی ہو تو دن میں دو مرتبہ، ورنہ ایک مرتبہ تو غسل کر ہی لے (اگر غسل صحت کے لئے نقصان دہ نہ ہو) اور وضو تو چوں کہ پانچ مرتبہ فرض نماز کے لئے کریگی ہی، اس کے علاوہ بھی گھر کے کاموں سے جب فارغ ہو تو ہاتھ منہ ضرور دھولے۔

اسی طرح سرمہ کا بھی ضرور اہتمام کرے اور یہ ایسی سادی چیزیں ہیں کہ ان کے لئے نہ بہت پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، نہ اس میں شوہر کا مال برباد ہوگا، نہ کافروں کے ملکوں کی بنی ہوئی خوش بوئیں اور میک اپ کا سامان لینے کی ضرورت، نہ اس میں اپنا قیمتی وقت برباد کرنے کی ضرورت اور نہ یہ ایسی زیب و زینت ہے جس سے وضو اور غسل نہ ہو۔

اس لئے اسلام کا اصلی جوہر ''سادگی'' ہے، کاش! اگر عورتیں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم سادگی اپنائیں گی تو آج مسلمانوں کا مال جو تباہ و برباد ہو رہا ہے وہ نہ ہو۔

ابوالفرج اصفہانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ: ''خوب صورت عورت بھی اپنے شوہر کی نظر میں اس وقت اپنا مقام بناپاتی ہے جب وہ زیب و زینت اختیار کرے اور صاف ستھری رہنے کی پابند ہو، اپنے حسن کو مزید دِل کش بنانے کے لئے جائز طرز کے بناؤ سنگھار، طرح طرح کے کپڑے، اور آرائش کے ایسے طریقوں پر کاربند ہو جنہیں شوہر پسند کرتا ہو اور اگر اس نے ان چیزوں میں کوتاہی برتی تو اس کا نقصان خود اٹھائے گی کیوں کہ اس کا قوی اندیشہ ہے کہ شوہر اس کی سستی اور لاپرواہی کو محسوس کر کے کسی اور کی طرف مائل ہو جائے گا۔''[1]

لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھیں، اگر کپڑے پر کوئی دھبہ لگ جائے تو فوراً صاف کردیں، ایک دھبہ بھی اپنے جسم پر یا کپڑوں پر نہ لگے رہنے دیں، کیوں کہ جو اپنے جسم اور کپڑوں کی ہر قسم کی گندگی اور داغ دھبوں سے

---

[1] تحفة العروس: ص ١٣٤

حفاظت کرے گی، اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں کے دھبوں سے حفاظت کرنے کی توفیق دیں گے۔

اسی طرح خوش بو لگانا، مسواک کرنا، خلال کرنا، میل کچیل سے خود کو بچائے رکھنا، زائد بالوں کی صفائی کرنا اور ناخن تراشنا یہ سب بیوی کے لئے ضروری چیزیں ہیں، لہٰذا ان میں غفلت نہ کرنا چاہئے۔

بیوٹی پارلر

یاد رکھئے! شوہر کے دل میں محبت اور گھر میں سکون اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے سے ملے گا، دل تو اللہ ہی کے قبضے میں ہے، لہٰذا مروجہ بیوٹی پارلر جہاں اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکامات توڑے جاتے ہیں، وہاں سے میک اپ کروا کر شوہر کے پاس گئیں تو یہ ناجائز حرکت شوہر کے دل میں بغض ونفرت آج نہیں تو کل ضرور بٹھادے گی۔

لہٰذا بیوٹی پارلر میں نہ خود جائیں نہ دوسروں کو بھیجیں، بل کہ یہ یقین رکھیں کہ دل میں محبت ڈالنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، وہی دلوں کے مالک ہیں، اسی کی دو انگلیوں کے درمیان انسانوں کے دل ہیں، وہ جس طرف چاہیں اس کو پھیر دیتے ہیں۔ جو سادہ زینت گھر میں ہو سکے وہ کرلیں، اللہ تعالیٰ اسی زینت ومیک اپ کے ذریعے شوہر کے دل میں نہ مٹنے والی محبت بٹھا دیں گے اور پہلی رات ہی سے میاں بیوی میں ایک روح دو جسم والا تعلق ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ تمام دلہنوں کو ہر قسم کے ناجائز وحرام کاموں سے بچنے کی اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا، ان پر عمل کرنے کی اور جن کاموں سے منع کیا ہے، ان سے بچنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، آمین۔

دیکھیں! زیب وزینت عورت کا فطری حق ہے، ہر عورت چاہتی ہے کہ وہ خوب صورت نظر آئے۔

اسلام اس فطری خواہش کا مخالف نہیں، البتہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اس کا مظاہرہ صرف ایک مرد کے سامنے ہی کیا جائے، وہی مرد جو اس کا شریکِ حیات اور زندگی کا ہم سفر ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی زینت اور ہر قسم کی خوش بو صرف شوہر ہی کے لئے استعمال کی جائے، اس لئے کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ جو عورت عطر لگا کر باہر نکلے اور اس کا گزر ایسے لوگوں پر ہو جو اس کی خوش بو محسوس کریں تو وہ عورت زانیہ (بدکار) (جیسی گناہ گار) ہوگی۔[1]

عورت اگر راستے میں خوش بو لگا کر چلے، جو کہ پیام کا نہایت لطیف ذریعہ ہے اور اس سے لوگ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اس لئے اسلام کسی مسلمان عورت کو اس کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ راستوں اور بالخصوص مردوں کی محفلوں کے پاس خوش بو میں اچھی طرح رچ بس کر اس کا گزر ہو، کیوں کہ حسن و جمال چھپ سکتا ہے، لیکن خوش بو کو کون روک سکتا ہے؟ خوش بو فضا میں تحلیل ہو کر آگے بڑھے گی اور اس سے مردوں کے جذبات ضرور خراب ہوں گے۔

ان باتوں سے غفلت نے صدہا جھگڑے، لڑائیاں اور میاں بیوی کے درمیان کشیدگی پیدا کر رکھی ہے، اس لئے جس قدر احتیاط ہو سکے احتیاط کی جائے، زیب و زینت ضرور کیجئے، لیکن اس میں حد سے آگے نہ بڑھئے کہ اپنے بجٹ کا بھی خیال نہ ہو یا نئے سے نئے فیشن کے کپڑے اور مہنگے مہنگے زیورات کم از کم ایسے حالات میں تو استعمال نہ کریں جب کہ بہت سے لوگ سوکھی روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔

بنگلہ دیش میں ہر سال ایک صاحب ساڑھیاں مفت تقسیم کرتے ہیں، ایک سال عورتوں کا اتنا ہجوم ہوا کہ ۱۹ عورتیں اس ہجوم میں کچل کر مر گئیں، ان کو کیا پتہ تھا کہ ہمیں ساڑھیاں ملیں گی یا ہمیں کفن پہنایا جائے گا؟[2]

---

[1] ابوداؤد، الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، رقم: ٤١٧٣

[2] ماخوذ از حقوق المسلمین للشیخ اسلم شیخوپوری

لہٰذا آپ کی بہنوں کا تو غربت کی وجہ سے یہ حال ہو اور وہ دنیا کے کسی کونے میں اس حال میں زندگی گزار رہی ہوں اور آپ مٹی میں ملنے والے بدن کے لئے مہنگے سے مہنگے کپڑے اور زیورات کی تیاری میں لگی ہوئی ہوں یہ ہرگز مناسب نہیں۔

بیوٹی پارلروں میں جانے کا دوسرا نقصان جو ''ڈاکٹر عبدالمنعم'' استاذ و صدر شعبۂ امراض طبیہ کالج قاہرہ، رسالہ ''تمہارا خصوصی معالج'' سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسی طرح بیوٹی پارلر جا کر بالوں کی سیٹنگ اور کٹنگ کرانا، یورپ کے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا، بالوں کو جھاڑنے اور ان کے اندر خم دینے کے لئے مختلف غیر فطری طریقے استعمال کرنا جس سے بال جلدی گر جائیں اور ان کی جڑیں کمزور ہو جائیں یا سیٹنگ مشین استعمال کرنے اور کیمیاوی دواؤں کے ذریعے جن میں ایسے مادے شامل ہوتے ہیں جو بالوں کے لئے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا کبھی بھی مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ایسی زیب و زینت اختیار کرے۔''

بہت ساری عورتوں کو یہ معلوم نہیں کہ بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے کے کیا نقصانات ہیں، اس لئے کہ ایک رات کے لئے بالوں کو کھینچ کر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جڑوں پر زور ڈالا جائے اور خون کی مخصوص مقدار کو بالوں کی جڑوں میں پہنچنے نہ دیا جائے جس سے بالوں کی جڑیں کمزور ہو جائیں اور وہ جلدی گر جائیں، جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بیوٹی پارلروں میں فیشل، ہیئر کٹنگ، تھریڈنگ، ویکسنگ اور بلیچنگ کروا کر اور آئی بروز اور اپر لیوز بنوا کر بن ٹھن کر نکلنے والی چند دنوں تک بظاہر بہت اچھی بھی لگے گی، لیکن اس کے بعد جوں جوں اس کا اثر ختم ہوتا ہے پھر ۲۵ سالہ لڑکی اگر پچاس سال کی نہیں تو چالیس سال کی ضرور لگتی ہے۔

نیز بیوٹی پارلر میں کام کرنے والی جو عورتیں ہوتی ہیں وہ اکثر بے نمازی، بے

پردہ اور آزاد خیال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ناراض کرنے والی ہوتی ہیں، جن میں سے بعض کافر عورتیں بھی ہوتی ہیں، جن کے شوہر خود ہی ان سے بے زار ہیں اور وہ خود اپنے شوہروں سے بے زار ہو کر ان کاموں پر لگ گئیں تو وہ کیا دوسری نئی نویلی دلہن کو ایسا تیار کریں گی جس سے وہ شوہر کو اچھی لگے؟ کبھی نہیں......

لہٰذا نئی نویلی دلہن کو ایسی عورت کو اپنے جسم پر ہاتھ بھی نہیں لگانے دینا چاہیے اور اگر (اللہ وہ دن نہ دکھائے) بیوٹی پارلر میں کام کرنے والے مرد ہوں یا ان کا آنا جانا ہو تو اس کے حرام ہونے میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں کیا شبہ باقی رہ جائے گا، اس لئے نیک اور سادہ عورت سے گھر پر ہی جو کچھ ہو سکے اس سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کروایئے، اس لئے کہ نیک عورتوں کی صحبت ضرور اپنا اچھا اثر دکھلاتی ہے اور یہ نیک عورتیں شوہر کی چاہت حاصل کرنے کا اصلی گر بھی جانتی ہیں۔

اس لئے ہم یہاں کچھ اشعار نقل کرتے ہیں جن کا شیخ بشیر الغزی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا ہے اور شیخ علی فکری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اپنی کتاب "تربیة البنات" میں ذکر کیا ہے، یہ اشعار اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان لڑکی کو یاد ہونے چاہئے اور بری سہیلیوں اور فضول خرچ عورتوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔

ملکِ شام میں ایک خاص قسم کی مٹی کے ساتھ گلاب ملایا جاتا ہے اور اسی مٹی کو غسل کرنے کے بعد سر پر لگایا جاتا ہے جس سے دیر تک خوش بو آتی رہتی ہے تو شاعر کہتا ہے: ؎

فَقُلْتُ لَهُ أَمِسْكٌ أَمْ عَنْبَرٌ
لَقَدْ صَيَّرْتَنِيْ بِالْحُبِّ مُغْرَمٌ
أَجَابَ الطِّيْنُ إِنِّيْ كُنْتُ تُرْبًا
صَحِبْتُ الْوَرْدَ صَيَّرَنِيْ مُكْرَمٌ

أَلِفْتُ أَكَابِرًا وَازْدَدْتُّ عِلْمًا
كَذَا مَنْ عَاشَرَ الْعُلَمَاءَ يُكْرَمُ

"میں نے اس مٹی سے پوچھا! تمہاری خوش بو نے مجھے تمہارا عاشق بنا دیا ہے، تم مجھے یہ تو بتاؤ تمہارا کیا نام ہے، تم مشک ہو یا عنبر ہو؟

اس مٹی نے جواب دیا میں تو ایک نرم مٹی گارے کیچڑ کی طرح تھی، لیکن گلاب کی صحبت میں رہ کر مجھ سے بھی خوش بو آنے لگی۔

جو کچھ تم مجھے آج دیکھتے ہو یہ گلاب کا کرم ہے، اس نے مجھے معزز بنا دیا، ورنہ میں تو پاؤں میں روندنے کے قابل مٹی تھی۔

میں نے محبت کی اپنے بڑوں سے جس سے میرے علم میں اضافہ ہوا، اسی طرح علماء کی صحبت سے آدمی شرافت والا ہو جاتا ہے۔"

غور کیجئے! جو عورت آپ کو بیوٹی پارلر میں جانے کے لئے مجبور کر رہی ہے وہ دراصل آپ کے والد کی محنت سے کمائی ہوئی حلال روزی کو ایک ہی رات کے اندر ضائع کرا دیتی ہے، وہ کیسے دوستی کے قابل ہے؟ کیا آپ کے دوسرے چھوٹے بھائی بہن نہیں ہیں جن پر والد کو خرچ کرنا ہے؟

یاد رکھئے! دنیا میں جہاں بھی کوئی مرد و عورت رہتے ہیں وہ بھی آخر آپ کے دینی بھائی بہن ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں جنگ اخبار میں آیا تھا کہ لاہور میں ایک لڑکے (اقبال) نے اس لئے خودکشی کر لی کہ اس کے پاس عید کا جوڑا نہیں تھا، اپنے والدین کی مسلسل تنگ دستی کو وہ دیکھ نہ سکا اور دنیا سے چلا گیا۔

آپ بھی غور کر لیں! ہمارے بچوں کے اسکول کا یونی فارم الگ ......، گھر کے کپڑے الگ ......، دعوت کے کپڑے الگ ......، گرمی کے الگ ...... سردی کے الگ ......، کھیل کے الگ ......، رات کے سونے کے الگ ......، اسی ملک میں ایسے کئی اقبال ہیں جو کھانے پینے اور عید کے جوڑے کے محتاج ہیں، کئی ایسے گھر ملیں گے جن

کے والد کی تنخواہ ۱۵ دن بعد ختم ہو جاتی ہے، ان کو تنخواہ صرف =/۳۰۰۰ روپے ملتی ہے، اس پر ان کا گزارہ بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ بچوں کی اسکول (مدرسہ) کی فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور وہ بڑی مشکل سے گزارہ کر رہے ہیں۔

سوچئے اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچئے! جس غریب کا پورا گھرانہ چھ ماہ اتنے پیسوں میں گزارہ کر لیتا ہے، وہ آپ ایک رات کی نظر کر دیں! پھر آپ یہ بھی خیال کریں کہ میں اچھا کام کر رہی ہوں۔ میں عائشہ و خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی تابع دار ہوں، میں فاطمہ و زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی باندی ہوں، مین اپنی گود میں صلاح الدین ایوبی کی خواہش مند ہوں۔ میں زبیدہ ہارون کی بہن ہوں، میں فاطمہ بنت عبدالملک کی بیٹی کی طرح ہوں۔ یہ آپ خوش فہمی میں مبتلا ہیں!

اس لئے اے نئی نویلی دلہن! تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اپنے آپ کو استعمال نہ کر، اللہ ہی کی بن جا، اسی سے مانگ اور اسی کی مان تو ان شاء اللہ ہو سکتا ہے کوئی ہونہار بچہ تیرے جگر کا ٹکڑا بن کر اسلام کے لئے اور سارے انسانوں کے لئے خوشیاں بکھیرنے کا سبب ہو، جس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مہک ہو، حضرت مولانا الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تڑپ ہو، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذوق حدیث ہو، حضرت علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہو، حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا اثر ہو، حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حافظہ ہو، حضرت عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیاست ہو اور حضرت محمد بن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کی قائدانہ صلاحیت ہو۔

اے اللہ!...... اپنے فضل و کرم سے ہماری مسلمان عورتوں کو پورے پورے دین پر چلنے والا بنا دے۔ ان کی اولادوں کو نیک بنا دے، ان کو اپنا بنا لے اور آپ ان کے ہو جایئے، ان کی شادی و غمی اور جینا مرنا سنت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے مطابق

بنادیجئے، آمین۔

خوب صورت عورت کون سی ہوتی ہے

عربوں کے نزدیک خوب صورت عورت وہ نہیں ہوتی جس کو آدمی ایک مرتبہ دیکھ کر اس کا گرویدہ ہو جائے، لیکن جب اس کے پاس جائے اور اس سے نزدیک ہو تو اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں، بل کہ خوب صورت بیوی وہ ہوتی ہے۔

"بَلِ الْجَمِيْلَةُ الَّتِيْ كُلَّمَا كَرَّرْتَ بَصَرَكَ فِيهَا زَادَتْكَ حُسْنًا."[1]

"جس کو جتنی مرتبہ دیکھو (اور جس حالت میں دیکھو اور جس زاویے سے دیکھ لو) تمہاری نظروں میں اس کا حسن بڑھتا ہی چلا جائے۔"

یعنی اس کو غربت کے حال میں دیکھیں یا امیری میں دیکھیں دونوں میں اس کے ہونٹوں پر تبسم کے موتی بکھرے ہوئے ہوں۔

پریشانی وخوشی دونوں حالتوں میں وہ شوہر کو تسلی اور تشفی دیتی رہتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بیوی کو ایسی ہی خوب صورت بنائے۔

ایک بڑھیا جو بہت ہی خوب صورت اور پرکشش چہرے کی مالکہ تھی، اس سے کسی نوجوان لڑکی نے پوچھا: اماں! آپ نے خوب صورتی کے لئے کون سی چیزیں استعمال کی ہیں کہ جن سے آپ کا چہرہ اتنا چمک رہا ہے، بڑھیا نے کہا:

"أَسْتَخْدِمُ لِشَفَتِيَ الْحَقَّ، وَلِصَوْتِيَ الذِّكْرَ، وَلِعَيْنِيْ غَضَّ الْبَصَرِ، وَلِبَدَنِيَ الْإِحْسَانَ، وَلِقَوَامِيَ الْاِسْتِقَامَةَ، وَلِقَلْبِيْ حُبَّ اللّٰهِ، وَلِعَقْلِيَ الْحِكْمَةَ وَلِنَفْسِيَ الطَّاعَةَ، وَلِهَوَايَ الْإِيْمَانَ."[2]

---

[1] ماخوذ از من اجمل ما قرات: ص ۳۲ [2] كَيْفَ تَكْسِبِيْنَ زَوْجَكِ: ص ۴۱

ترجمہ: ''بیٹی! میں نے اپنے ہونٹوں پر ہمیشہ حق کی لالی لگائی اور اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھا اور جن چیزوں کو اللہ نے دیکھنے سے منع کیا ہے ان کو دیکھنے سے بچنے کا اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا اور اپنے جسم میں احسان یعنی عطا کرنے کی مہندی لگائی، (سب کو دینا سیکھا اور لینا صرف اللہ ہی سے سیکھا، دے کر خود استعمال کرنا، کھلا کر کھانا، پہنا کر پہننا یہ ہے حقیقی مسلمانی) اور اپنے اعمال پر استقامت (ثابت قدمی) کا پاؤڈر لگایا اور اپنے دل پر اللہ کی محبت کا سکہ جمایا اور اپنی عقل پر حکمت وبصیرت کو غالب کیا اور اپنے نفس پر اطاعت کو لازم ٹھہرایا اور اپنی ہر خواہش کو اس دھیان سے پورا کیا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔''

بار بار اس کو غور سے پڑھئے اور خوب گڑگڑا کر اللہ سے دعا مانگئے کہ اے اللہ! آپ نے جو اپنا احسان اس بڑھیا پر فرمایا تھا وہ مجھ پر اور سب مسلمان بہنوں پر بھی فرما اور یہ خوبیاں ہم سب میں بھی پیدا فرما، آمین یارب العالمین۔

یاد رکھئے! خوب صورت نظر آنے کا بڑا سبب ''اطاعت ہے، شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت تو بیوی کی فطرت میں شامل ہونا چاہئے، کیوں کہ شوہر ہی تو ہے جو اس کے لئے دن رات ایک کرتا ہے اور مسلسل اپنے آپ کو تھکاتا ہے، اس کا حق تو اس سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ لہٰذا خیر اور بھلائی کے کاموں میں اس کی اطاعت اور تابع داری فرض (ضروری) ہے۔

اسی لئے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا عورتوں کو اپنے شوہروں کے بارے میں وصیت کرتی تھیں اور سخت لہجے میں فرماتی تھیں:

''یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ، لَوْ تَعْلَمْنَ بِحَقِّ أَزْوَاجِکُنَّ عَلَیْکُنَّ لَجَعَلَتِ الْمَرْأَۃُ مِنْکُنَّ تَمْسَحُ الْغُبَارَ عَنْ قَدَمَیْ زَوْجِھَا بِخَدِّ

وَجْهِهَا."[1]

تَرْجَمَہ: "اے عورتوں کی جماعت! اگر تم جان لیتیں کہ تم پر تمہارے شوہروں کے کیا حقوق ہیں تو تم ان کے قدموں کے غبار کو اپنے رخساروں سے صاف کرتیں۔"

اطاعت اور فرماں برداری عورت کو خوب صورت سے خوب صورت بنا دے گی۔ اطاعت محبت کو کھینچے گی۔ عورت محبت کا سرچشمہ ہے اور جب گھر پیار ومحبت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے تو عورت کا دامن بھی خوشیوں سے بھر جاتا ہے اور اس لئے کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ جو عورت ڈھیروں پیار دے اور اپنے شوہر اور بچوں پر محبت کے آنسو نچھاور کر دے پھر اس کو اس سے فائدہ نہ ہو، مرد ایسی فرماں بردار بیوی سے بے حد خوش ہوتا ہے، جب اس کی بیوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ موتیوں کی لڑی کی طرح سجتی ہے، جب اس کی آنکھوں پر نظر پڑتی ہے تو وہاں پیار کی گرمی، محبت کی شیرینی اور فطری خوب صورتی ان آنکھوں سے جھلکتی نظر آتی ہے۔

پیار کی اس فضا کا قائم رکھنا بڑی اہم ذمہ داری ہے جو عورت کے کم زور کاندھوں پر آتی ہے، کیوں کہ اس جیسے کاموں کے لئے مردوں کی قوت ارادی کے مقابلے میں عورتوں کی قوت ارادی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

بیوی کی خوب صورتی کا راز شوہر کی اطاعت میں پوشیدہ ہے، جتنی وہ شوہر کی فرماں برداری کرے گی، اتنی ہی زیادہ خوب صورت لگے گی، اس لئے کہ عورت عشق و ناز کے تیروں سے لیس ہونے کے باوجود بھی مرد کی قد آور شخصیت کے آگے بے بس ہے اور اس کی کم زوری ظاہر ہے اور بالآخر جلد ہی مجبور ہو کر اسے مرد کی تابع داری اور اطاعت کے لئے سر جھکانا ہوگا، آداب واخلاق سے آراستہ ہو کر آئندہ ہر قسم کی نافرمانی سے پرہیز کرنا ہوگا۔

---

[1] شخصية المرأة المسلمة: ص ١٦٤

لہٰذا مسلمان بیوی کو چاہئے کہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ شوہر کی نگاہ میں حقیقی خوب صورتی اس کی ''اطاعت'' ہے۔ اس لئے شوہر کی خوب اطاعت کرے۔ اگر نیک بیوی نے اپنے اندر ایک یہی صفت پیدا کر لی تو وہ پاؤڈر لگائے بغیر، کسی بیوٹی پارلر میں جائے بغیر اور کسی میک اپ کے بغیر سب سے زیادہ خوب صورت بیوی شمار ہوگی۔

مثالی عورت عرب کے دیہات کے رہنے والے کی نظر میں

عربی زبان اتنی پیاری اور اتنی خوب صورت ہے کہ کسی اور زبان کا اس سے مقابلہ کسی طرح بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ زبان دیہات کے رہنے والے کو بھی سلیقہ دار، سمجھ دار بنا دیتی ہے تو ان کے شہریوں کا کیا حال ہوگا۔

اب ہم آپ کے سامنے ایک دیہاتی کا جواب پیش کرتے ہیں، جب اس سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر بیوی کون سی ہوتی ہے؟

اس نے جچے تلے انداز سے چند جملوں میں ایک بہت بڑی بات کہی ہے:

''أَفْضَلُ النِّسَآءِ أَطْوَلُهُنَّ إِذَا قَامَتْ، وَأَعْظَمُهُنَّ إِذَا قَعَدَتْ وَأَصْدَقُهُنَّ إِذَا قَالَتْ''

تَرجَمَہ: ''سب سے بہتر عورت وہ ہے جب کھڑی ہو تو لمبی معلوم ہو، بیٹھے تو شان وشوکت والی معلوم ہو اور جب اس کے منہ سے الفاظ نکلیں تو سچے بولوں کی شکل میں ہوں (اور جھوٹ نہ بولے)۔''

''أَلَّتِيْ إِذَا غَضِبَتْ حَلَمَتْ وَ إِذَا ضَحِكَتْ تَبَسَّمَتْ وَ إِذَآ أَصْنَعَتْ شَيْئًا جَوَّدَتْ.''

تَرجَمَہ: ''جب اسے غصہ آئے تو اس کڑوے گھونٹ کو پی لے، جب

ہنسے (تو دانت باہر نہ نکالے) معمولی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر موتیوں کی لڑی کی طرح ظاہر ہو اور جب (کسی چیز کو پکائے یا) کوئی بھی کام کرے تو اچھی طرح سے صفائی ستھرائی کے اہتمام کے ساتھ کرے۔"

"أَلَّتِيْ تُطِيْعُ زَوْجَهَا، وَتَلْزِمُ بَيْتَهَا اَلْعَزِيْزَةُ فِيْ قَوْمِهَا اَلذَّلِيْلَةُ فِيْ نَفْسِهَا أَلْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ وَكُلُّ أَمْرِهَا مَحْمُوْدٌ."

تَرجَمہ: "اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی ہو اور اپنے گھر میں قالین کی طرح چپک کر بیٹھنے والی ہو (کہ جب تک قالین کو گھر سے نکالا نہیں جاتا خود نہیں نکلتا۔ لہٰذا بہت ضروری کام ہو تب گھر سے باہر جائے)۔ اپنی قوم میں عزت والی ہو لیکن خود اپنے آپ کو بہت ہی کمتر سمجھتی ہو (شوہر کے سامنے اپنی کوئی حیثیت نہ سمجھتی ہو کہ میں یوں یوں میں ایسی ویسی ہوں۔ شوہر سے بہت ہی زیادہ محبت کرنے والی (اور محبت کا اظہار کرنے والی) ہو۔ زیادہ بچے جننے والی ہو اور اس کا ہر کام ہی تعریف کے قابل ہو۔"

آپ بھی یہ دعا کر لیجئے کہ اے اللہ! یہ صفات ہماری تمام مسلمان بہنوں میں پیدا فرما، تاکہ ہر غریب امیر کی جھونپڑی اور کوٹھی چین وسکون کا گہوارہ اور امن و اطمینان کا ٹھکانہ بن جائے، آمین یارب العالمین۔

شیخ عثمان اپنی کتاب "ألمرأة المثالية" میں ابومعشر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ جب تک سو (۱۰۰) آدمیوں سے مشورہ نہ کرلوں نکاح نہیں کروں گا۔ جب ننانوے ہوگئے اور ایک رہ گیا تو سوچا کہ جو بھی راستے میں ملے گا اس سے مشورہ کرلوں گا۔ ایک پاگل سا شخص نظر آیا، اس سے سلام کے بعد پوچھا کہ ایک پریشانی کا حل چاہتا ہوں، وہ یہ کہ عورتوں سے میں نے بہت تکلیف اٹھائی

ہے، لہٰذا اب قسم کھالی ہے کہ جب تک سو آدمیوں سے مشورہ نہ کرلوں نکاح نہیں کروں گا، ننانوے آدمیوں سے مشورہ کر چکا ہوں اب تم آخری ہو، تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

اس نے کہا: عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں: ایک وہ جو تمہارے لئے ہے، دوسری وہ جو تم پر مسلط کی گئی ہے اور تیسری وہ جو نہ تمہارے لئے ہے نہ تم پر مسلط کی گئی ہے۔

ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہئے جو صرف تمہاری ہو اور تمہارے لئے ہو، وہ یہ ہے:

"فَشَابَّةٌ ظَرِيْفَةٌ لَمْ تَمَسُّهَا الرِّجَالُ إِنْ رَأَتْ خَيْرًا حَمِدَتْ وَ إِنْ رَاَتْ شَرًّا قَالَتْ: كُلُّ الرِّجَالِ كَذَا."

تَرجَمہ: "ہنس مکھ نوجوان لڑکی جس کو کسی مرد نے نہ چھوا ہو، اگر وہ (تم میں) کوئی بھلائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اس کی تعریف بیان کرے اور اگر (تم میں) کوئی برائی دیکھے تو کہے کہ تمام لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

(یعنی یہ نہ سوچے کہ فلانی کے شوہر ایسے ایسے ہیں، کاش! میں اس گھر میں نہ آتی میں، کہاں پھنس گئی، بل کہ یہ سوچے کہ جو کچھ ہوا اللہ کی طرف سے ہوا، یہاں ایک قسم کی تکلیف ہے وہاں کسی اور قسم کی ہوگی) باقی دو عورتوں کا ذکر ہم اس لئے نہیں کرتے کہ ان کا تذکرہ آپ کے لئے مفید نہیں ہے۔ ہمیں صرف یہ سمجھانا ہے کہ آپ اپنے اندر یہ صفت پیدا کرلیں، کوئی بھلائی پیش آئے تو اللہ کی تعریف بیان کیجئے اور شوہر کا شکریہ ادا کیجئے اور اگر کوئی تکلیف پیش آئے تو سوچ لیجئے کہ ہر گھر میں کچھ نہ کچھ تکلیف تو ہوتی ہی ہے۔

تیسری صفت

یہ فرمایا کہ اگر شوہر کسی ایسی بات پر قسم کھالے جس کا انجام دینا بیوی سے متعلق

ہو، مثلاً: یہ کہ آج تم ضرور میری والدہ کے پاس چلوگی یا فلاں بچے کو نہلاؤ دھلاؤ گی یا مثلاً: تہجد پڑھو گی تو اس کی بیوی قسم میں اس کو سچا کر دکھائے۔ یعنی وہ عمل کرلے جس پر شوہر نے قسم کھائی ہے (بشرطیکہ وہ عمل شرعاً درست ہو)

یہ قسم کھا لینا کہ تم ضرور یہ کام کروگی، بہت زیادہ محبت و الفت اور ناز کی وجہ سے ہوتا ہے، جس سے تعلق خاص ہوتا ہے اور جس پر ناز ہوتا ہے اسی سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ اسی تیسری صفت میں جو صالح نیک بیوی کی تعریف میں ذکر کی گئی اسی خاص الفت اور چاؤ کا ذکر فرمایا ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہونا چاہئے[1]

چوتھی صفت

یہ فرمایا کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر پر چھوڑ جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنی جان اور شوہر کے مال کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو اس کے سامنے رکھتی تھی۔ غیرت مند شوہر یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کسی غیر مرد کی طرف دیکھے یا غیر مرد کے سامنے آئے یا اس سے آنکھ ملائے یا دل لگائے، جس طرح جب شوہر گھر میں ہوتا ہے تو عورت صرف اس کی بن کر رہتی ہے، جب کسی سے نکاح ہوگیا تو عزت و آبرو کی حفاظت اسی مرد سے وابستہ ہونی چاہئے۔ اب اپنے جذبات کی تسکین کا مرکز اور پریشانیوں کی تسلی کا محور صرف اسی کو بنائے رکھے۔ اسی طرح شوہر کے پیچھے یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال کی بھی حفاظت کرے۔ ایسا نہ کرے کہ پیٹھ پیچھے اس کا مال لٹا دے اور بے جا خرچ کر ڈالے یا اپنے میکے پہنچا دے یا شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے عزیزوں کو دے دے۔

شوہر کے پیچھے اپنی جان اور اس کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا تو یہ خیانت ہوگی۔ لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ مرد کے مالوں کو بے جا خرچ کر کے ضائع نہ

---

[1] تحفہ خواتین: ص ۵۲۷

کریں، جس چیز کی ایسی ضرورت ہو کہ اس کے بغیر (ضرر) یعنی نقصان ہو تو وہ خریدیں، ورنہ نہ خریدیں، مثلاً: ہماری الماریوں میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جیسے جوس مشین، گلاس، پلیٹیں اور دوسرے برتن جن کی سالہا سال میں کبھی ضرورت پڑتی ہے یا کسی کے گھر میں دیکھا شوکیس بھرا ہوا ہے تو خود کو بھی شوق ہوا کہ ہمارے گھر میں بھی ایسا ہونا چاہئے اور اب سر میں درد شروع ہوگیا اور شوہر کے سر میں بھی درد کروا دیا کہ جیسا فلانی کے گھر میں شوکیس ہے ویسا ہمارے گھر میں بھی ہونا چاہئے، جیسا فلانی کے گھر میں فرنیچر ہے ویسا ہمارے گھر میں بھی ہونا چاہئے، جیسے فلانی کے گھر میں دیواروں کا رنگ ہے ویسا ہی ہمارے گھر میں بھی ہونا چاہئے، اب شوہر کو مجبور کرنا کہ یہ لا دو، یہ لا دو یہ سب فضول لغویات (بے کار باتیں) ہیں اور شوہر کے مال کو برباد کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نیک عورتوں کی صفات میں ایک صفت یہ بیان فرماتے ہیں:

﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾[1]

تَرجَمَہ: ’’یعنی مردوں کے پیٹھ پیچھے بھی بحفاظت (وتوفیق) الٰہی (اس کی آبرو و مال کی) نگہداشت کرتی ہیں۔‘‘

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کا لازمی وصف قرار دیا اور اس کے ذمہ یہ فریضہ عائد کیا کہ جب شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اس وقت وہ اس کے گھر کی حفاظت کرے۔ گھر کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اول تو خود اپنی حفاظت کرے کہ کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو، پھر شوہر کا جو مال وغیرہ ہے اس کی حفاظت کرے۔ چناں چہ حدیث شریف میں ہے:

’’أَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا.‘‘[2]

تَرجَمَہ: ’’عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے۔‘‘

---

[1] النساء: ٣٤ [2] بخاری، الجُمُعة، بابُ الجُمُعَةِ فی القُریٰ، رقم: ٨٩٣

حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے فرمایا ہے کہ عورت کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو، شوہر کا پیسہ غلط جگہ پر اور کہیں بھی بلا وجہ خرچ نہ ہو اور فضول خرچی میں اس کا پیسہ ضائع نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ شوہر کا پیسہ دل کھول کر خرچ کیا جا رہا ہے یا گھر کو نوکرانیوں پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح چاہ رہی ہیں کر رہی ہیں، اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو یہ قانونی فرائض کے خلاف کر رہی ہے۔

اگر کسی کا مکان کپڑا دیکھ کر اپنے دل میں بھی خیال آئے کہ میرے پاس بھی ایسا ہی ہو تو دو چیزوں کو سوچیں:

❶ موت کو سوچیں کہ میں آج دنیا سے چلی گئی تو سب کچھ یہیں رہ جائے گا اور جتنی ہلکی جاؤں گی یعنی جتنا کم سامان ہوگا اتنا ہی کم حساب دینا پڑے گا، کیوں کہ حساب بھی جلد ہو جائے گا، نیز موت ہمارے لئے محبوب بن جائے گی۔ ہم موت کو خوشی سے قبول کر لیں گے اور ملک الموت کو کہیں گے کہ مبارک ہو! تم آئے، تمہارا ہی انتظار تھا۔ ؎

مزے کا وقت ہے اے موت! اس دم آ تو بہتر ہے
کہ دل میں میرے دِل بر اور نظر تیری منتظر ہے

❷ سادگی کی سنت کو اپنائیں اور یہ عمل بہت اجر دلانے والا ہے، مثلاً: حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی اس سنت طریقہ کو زندہ کر دیتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔[1]

لہٰذا جس طرح ہمارے پیارے نبی رحمۃ للعالمین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مبارک زمانے میں سادگی سے کام ہوا کرتے تھے، اس کے مطابق اب پھر ہونے لگیں۔ لہٰذا جو عورتیں اس کی کوشش کریں گی اور اس کو وجود میں لائیں گی ان کو بڑا ثواب ملے گا۔

---

[1] مشکوٰۃ، الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ: ۱/۳۰

اگر عورتیں اس سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ والی سادی اور مبارک زندگی کو اپنے اور تمام مسلمان عورتوں کے گھروں میں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی تو یہ سنت پوری دنیا میں وجود میں آ سکتی ہے اور جتنی ہماری زندگی حضور ﷺ کی زندگی سے مشابہ ہوگی اتنی ہی خیر و برکات اور محبتیں ہماری زندگی میں پیدا ہوں گی اور رحمتیں برسیں گی۔

اگر ہماری عورتیں خصوصًا تین کاموں میں اس سنت کو زندہ کر لیں پھر دیکھیں کہ کیسے ان شاء اللہ تعالیٰ گھر کے تمام افراد میں محبت اور سکون کی فضا قائم ہوتی ہے:

❶ مکان بنانے میں بالکل سادگی کا اہتمام کریں، ایسا مکان بنائیں جو بالکل سادہ ہو، حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکانات کے متعلق سوچیں کہ ان کے مکانات کیسے تھے؟

چھت کھجور کے پتوں کی تھی، مٹی وگارے سے بنی ہوئی دیواریں تھیں، نہ قالین تھے، نہ بے شمار برتن تھے، نہ سونے کے لئے عالی شان پلنگ، کرسیاں اور نہ میز و الماریاں لیکن سکون تھا، محبتیں تھیں، ہمدردی تھی، غم خواری تھی اور سب سے اہم بات یہ کہ شرافت وانسانیت تھی، مسلمان کو کافر سے اور کافر کو مسلمان سے خوف نہیں تھا۔

ہمارے ایک عرب دوست نے اپنی بیوی کے تعاون سے اپنا گھر بالکل سادہ بنایا ہے، حالاں کہ ان کے پاس پیسہ بہت ہے، لیکن اس نیت سے کہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع ہو جائے، انھوں نے اپنا مکان بالکل سادہ بنایا ہے۔

ہم رات دن دیکھتے ہیں کہ جس سے محبت ہو جاتی ہے اس کی ہر ادا اور ہر طریقہ اس کی نگاہ میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پسندیدہ ہو جاتا ہے، اللہ کرے کہ ہمارے دلوں میں بھی حضور اکرم ﷺ کی سچی محبت اتر جائے اور آپ علیہ السلام کی مبارک زندگی کو ہم اپنانے والے بن جائیں، آمین۔

❷ مکان سادہ بنانے کے بعد اب مکان میں چیزیں بھی جو بہت ہی ضروری ہوں

(اور ضرورت کا معنی ایسی چیز جس کے نہ ہونے سے ضرر یعنی نقصان ہو)، مثلاً: اگر سردی کے لئے قالین لینا ہی ہے تو بالکل سادہ قالین لیں، مہمان خانے میں صرف گاؤ تکیہ رکھیں، اگر بہت ہی زیادہ ضرورت ہو تو سادی کرسیاں رکھ لیں۔

اسی طرح گھر کی ہر چیز ایسی سادہ بنائیں کہ کم از کم شوہر کی حلال آمدنی پر گزارہ ہو جائے اور باقی جو مال بچے وہ اللہ کے بندوں پر لگائیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مال اسی لئے دیا ہے کہ ہم اپنی ضرورت پر کم سے کم لگا کر باقی دوسروں پر لگائیں، تاکہ آخرت میں ہمیں اس کا اجر مل سکے اور دوسرا فائدہ اس سادگی کا یہ ہوگا کہ گھر میں جو بھی آئے گا اس سادگی کو دیکھ کر اسے بھی اپنے گھر میں سادہ زندگی گزارنے کا شوق پیدا ہوگا، اللہ کرے کہ ہماری عورتیں سادگی پر آجائیں اور یہ نہ سوچیں کہ عورتیں کیا کہیں گی؟ معاشرہ کیا کہے گا؟ بیٹی کی ساس کیا کہے گی؟ بیٹے کی ساس کیا کہے گی؟ فلانی کیا کہے گی؟ برادری میں ناک کٹ جائے گی۔

بل کہ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے کیسے خوش ہوں گے؟ اس دنیا سے ہم کیا لے کر جائیں گے؟ ہم تو یہاں چند دنوں کے مہمان ہیں۔

۳. اسی طرح شادی میں سادگی کا اہتمام کریں، اگر آپ کسی کی بہن ہیں تو بھائی کو سادگی سے شادی کرنے پر آمادہ کریں، بھابھی سے اور بھائی کے سسرال والوں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں، بل کہ ان کو بھی کہئے کہ کھانے کی دعوت آپ لوگ نہ کریں کہ صرف دولہا کی طرف سے ولیمہ مسنون ہے اور وہ ہم بہت مختصر کر لیں گے اور جہیز سادہ دیں۔ جس میں دکھلاوا نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت دی ہے تو بجائے جہیز کے بیٹی کے نام کوئی جائیداد کر دیں یا کوئی مکان اسے دلوا دیں جو بیٹی کو عمر بھر کام آئے گا۔

یاد رکھئے! آپ ماں اور بہن ہوتے ہوئے، ساس اور نند ہوتے ہوئے غرض کسی

بھی روپ میں جتنی سادگی سے شادی انجام دیں گی یا اس کا ذریعہ بنیں گی اتنا ہی آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کی نیک بندیوں میں ہوگا اور آپ کے بھائی کی شادی کا انجام بھی اچھا ہوگا، اس لئے کہ اللہ کے سچے نبی حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"إِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً." [۱]

تَرجَمَہ: "وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے، جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔"

یعنی جس میں حرج بھی کم ہو اور خرچ بھی کم ہو، لہٰذا جس دن لڑکی کا پیغام آیا اس دن سے لے کر رخصتی تک سب کا حساب لگایا جائے، جتنا کم سے کم خرچہ ہوگا اتنا ہی وہ نکاح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں برکت والا ہوگا اور اس کے فائدے میاں بیوی ہمیشہ محسوس کرتے رہیں گے اور یہ نکاح دنیا وآخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہوگا، دونوں خاندانوں کو ایسے نکاح سے راحت وسکون ہوگا، نہ قرض لینا پڑے گا نہ راتوں کی نیندیں حرام ہوں گی، نہ نکاح کو مصیبت سمجھا جائے گا، نہ لڑائی جھگڑے ہوں گے، غرض تمام مصیبتوں سے بچ جائیں گی اور جتنا زیادہ خرچ کریں گی اور محفل مہندی مایوں وغیرہ کی بے ہودہ رسموں پر عمل کریں گی اتنا ہی آپ کا سکون برباد ہو جائے گا۔

شادی کے بعد بڑی نند آکر کہے گی: بھابھی! آپ نے مجھ پر تو مہندی والی تقریب میں کوئی توجہ نہیں دی، چھوٹی نند کہے گی: مجھے تو فلاں ہار نہیں دکھایا، ساس کہے گی: میرا اکرام نہیں کیا، دیورانی کہے گی مجھے جوڑا نہیں دکھایا، ایسے ہی اتنے سارے جھگڑے اسی کے ہاں ہوتے ہیں جہاں بہت زیادہ عورتیں ہوتی ہیں۔ کوئی کہے گی: اچھا نہیں پکا تھا، کوئی کہے گی: تیل بہت زیادہ تھا، کوئی کہے گی: مرچ زیادہ تھی اور کوئی کہے گی: چاول ٹھنڈے ہوگئے تھے۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی

---

[۱] شعب الایمان للبیهقی: ۵۰۲/۸، رقم: ٦١٤٦

دعوت کا اہتمام کیا، لیکن پھر بھی لوگ خوش نہیں ہوئے، اتنا سارا خرچ کرنے کے بعد بھی جتنے منہ اتنی ہی باتیں، کیوں کہ عورتیں شادیوں میں بہت فضول خرچی کرتی ہیں، ان میں تو عورتیں ہی مفتی اعظم ہوتی ہیں اور سارے کام ان ہی سے پوچھ کر کئے جاتے ہیں، گویا مرد جانتے ہی نہیں کہ شادیوں میں کہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور کہاں نہیں۔ بس جس جگہ عورتیں خرچ کرنے کا حکم دیتی ہیں وہاں بلا چوں وچراں خرچ کیا جاتا ہے اور عورتوں نے ایسے بے ڈھنگے خرچ نکال رکھے ہیں کہ جن میں فضول روپیہ برباد ہوتا ہے۔ ان شادیوں کی بدولت بہت سے گھر تباہ و برباد ہوگئے۔ بہت سے والدین زندگی بھر مقروض ہیں اور اس قرض کے ادا کرنے کی فکر نے ان کو وقت سے پہلے ہی بوڑھا کردیا۔

خدارا ذ' سوچیں! ہمارے پیارے رسول، سرکار دو جہاں ﷺ نے خود بھی شادیاں کیں اور اپنی لڑکیوں کی بھی شادیاں کروائیں، یہ شادیاں نہایت سادگی کے ساتھ انجام پائیں، مثلاً: حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں نکاح کیا اور وہیں رخصتی اور ولیمہ ہوا۔ نہ بکری ذبح ہوئی نہ قورمہ پکا اور نہ کارڈ چھپے بل کہ دستر خوان بچھا دیئے گئے اور ان پر کچھ گھی، کچھ کھجوریں اور کچھ پنیر کے ٹکڑے ڈال دیئے گئے اور حاضرین نے اس میں سے کھالیا۔

یہ ہم سب کی ماں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ ہے، جو ماں اپنے بیٹے یا بیٹی کا نکاح اس طرح کرے گی اور جو ساس اپنی بہو کو اس طرح سادگی سے گھر میں لائے گی تو ہوسکتا ہے کل قیامت کے دن اسی عمل پر اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں اور یہ ایک عمل سب گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ بن جائے اور اس سنت کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آجائے کہ اس نکاح کی برکت سے اس گھر میں کوئی صلاح الدین ایوبی، جنید بغدادی، شبلی نعمانی رحمہم اللہ تعالیٰ، جیسا نیک بچہ پیدا ہو اور وہ دنیا میں ایمان پھیلائے اور کروڑہا کروڑ انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچا کر جنت

کی طرف لانے کا ذریعہ بنے، لیکن یہ صلہ ان ہی لوگوں کو ملتا ہے جو ہر قسم کی سختی کو برداشت کر جائیں کہ دنیا جو کچھ کہے کہتی جائے، ہمیں تو محبوب ﷺ کی سنت ادا کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

پانچویں صفت

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کرتے تو اچھا ہوتا، اس پر آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهُ عَلٰى إِيْمَانِهٖ"[1]

ترجمہ: "سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مؤمنہ بیوی ہے جو شوہر کی اس کے ایمان پر مدد کرے۔"

تشریح: جس سے کام نکلے اور ضرورت پوری ہو وہ مال ہے۔ لوگ سونا چاندی، درہم و دینار، روپیہ و پیسہ، مکان و دکان اور مویشی وغیرہ ہی کو مال سمجھتے ہیں، حالاں کہ حدیث شریف کی رو سے بہترین مال وہ چیزیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں، ان سے بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے اور خوب زیادہ بندہ کے کام آتی ہیں۔

ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی جو شوہر کی مدد کرتی ہو اس کے ایمان پر۔ ایمان پر مدد کرنے کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

"شوہر کی دین داری کی فکر کرے اور اوقات مقررہ میں اسے نماز روزہ یاد

---

[1] ترمذی، التّفسیر، باب سورة التّوبة، رقم: ۳۰۹٤

دلاتی ہو اور دیگر عبادات پر آمادہ کرتی ہو اور زنا سے اور ہر قسم کے تمام گناہوں سے باز رکھتی ہو۔“[۱]

درحقیقت ہمارے بدلتے ہوئے ماحول اور بگڑے ہوئے معاشرے کو ایسی خواتین کی بہت ضرورت ہے جو خود بھی دین کے احکام پر عمل کرنے والی ہوں اور شوہر اور اولاد کو بھی دین دار بنانے کی فکر رکھتی ہوں، لیکن اس کے برخلاف اب تو معاشرے کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد نماز روزہ اور دین داری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے روکتے ہیں وہاں بیوی بھی دین دار بننے سے روکتی ہے، طرح طرح کے فقرے کستی ہے ملا ہونے کا طعنہ دیتی ہے، ڈاڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے، کرتا پاجامہ پہنے تو باولا بتاتی ہے اور رشوت سے بچتا ہے تو الٹی سیدھی باتیں سناتی ہے، اے اللہ! ہمیں مؤمن بیویوں کی ضرورت ہے مرد و عورت سب کے اندر ایمان کے جذبات پیدا فرما، آمین۔[۲]

دوسری چیز جو اس حدیث میں سب سے بہتر بتائی گئی ہے وہ ہے قلبِ شاکر یعنی شکر کرنے والا دل، اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ اگر عورتیں اپنے دلوں کو شکر کرنے والا بنالیں تو دنیا میں یہ انعام ملے گا کہ گھر کے بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں گے، شکر بہت بڑی نعمت ہے۔

داناؤں کا کہنا ہے کہ بدبختوں کی بری عادتوں میں سے کوئی عادت بھی ناشکری سے بری نہیں (یعنی برائیوں میں سب سے بری چیز نعمتوں کی ناشکری کرنا ہے اور نیک بختوں کے اوصاف حمیدہ میں سے شکر کی نعمت سے اچھی کوئی نیکی نہیں، یعنی نیکیوں میں سب سے اچھی نیکی شکر کی نعمت ہے)۔[۳]

---

[۱] مرقاة، الزكاة، الفصل الثاني: ۱۳۰/٤

[۲] تحفۂ خواتین، ص: ٤۳۳ [۳] مخزن اخلاق، سلك مرواريد: ص ۲۹٤

شکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نعمتوں کو اور بڑھاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾[1]

تَرجَمَہ: ”(وہ وقت یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرما دی کہ) اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا۔“

اللہ تعالیٰ تاکید کے ساتھ کہتے ہیں (ایک اس میں لام تاکید ہے، دوسرا نون تاکید ہے) یعنی ضرور بالضرور ہم نعمتوں کو بڑھائیں گے۔

میاں بیوی کا بے مثال جوڑا

زرینہ کو سب ستاتے، اس کے شوہر کو سب ہی عورت پرست اور بیوی کا دیوانہ کہتے، تو بھی دونوں میاں بیوی چڑتے نہیں تھے اور ایک دوسرے میں مگن رہتے۔ ایک دن کسی نے زرینہ سے پوچھا: اری بہن! تیرا خاوند اتنا کیوں تجھ پر مرتا ہے اور تجھے ہی جنت کیوں تصور کر رہا ہے؟

اس سوال پر زرینہ زور سے ہنسی (وہ خوب صورت اور دِل کش تھی، پڑھی لکھی، باپردہ، مہذب اور شریف خاندان کی لڑکی تھی۔ اس کے شوہر محمد اسلم بھی دین دار، خوب صورت اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ دونوں کے درمیان اتنی محبت تھی کہ لمحہ بھر کے لئے بھی دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے۔ اسی لئے تو رشتہ دار ان کو خوب چڑاتے تھے)۔ اس نے کہا: اپنے شوہر کو میں جنت تصور کرتی ہوں، اسی لئے تو وہ بھی مجھے اپنی جنت تصور کرتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ہم دونوں میں اتنی محبت ہے کہ ہم ایک سیکنڈ کے لئے بھی ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہاں اس وقت میں تمہارے پاس بیٹھی ہوں، تمہارے ساتھ بات چیت کر

---

[1] ابراھیم: ۷

رہی ہوں، لیکن پھر بھی میرا دل ان میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ ہماری محبت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ تم چاہے مجھے شوہر پرست کہو یا شوہر کی دیوانی، لیکن میں واقعۃً اپنے شوہر ہی میں اپنا سب کچھ محسوس کر رہی ہوں، کیوں کہ میری محبت کا جواب وہ بھی محبت ہی سے دیتے ہیں۔ میرے بغیر ان کو بھی چین نہیں آتا۔ میری تمام جائز خواہشیں وہ پوری کرتے ہیں، میری غلطیوں کی وہ اصلاح کرتے رہتے ہیں، پیار اور نرمی سے میری خامیوں کو دور کرتے ہیں، مجھے مستورات کی تعلیم کے حلقوں میں اور مکی مسجد میں بیان میں لے جاتے ہیں جس سے الحمد للہ! مجھے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے۔ اگر مجھ سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو جائے تو وہ مجھے شیریں انداز میں تنبیہ کر کے دوبارہ ایسی حرکت کرنے سے روکتے ہیں۔ میں بھی ان کی کسی بات کو برا نہیں مانتی۔ اب تم ہی بتاؤ جہاں محبت ہی محبت اور پیار ہی پیار کی ہمیشہ ریل پیل ہو وہاں میاں بیوی ایک دوسرے پر فدا کیوں نہ ہوں؟

ہم سب کو اس اچھی جوڑی پر رشک ہوا کہ اس جیسی جوڑی ہماری بھی کیوں نہ ہو اور ہم بھی کیوں نہ اپنے شوہر کی محبت حاصل کر کے ان کو اپنا اور ہم ان کے بن جائیں۔ کیا زرینہ ہی ایسا کر سکتی ہے اور ہم نہیں کر سکتیں؟

چناں چہ اسی دن سے ہم نے بھی اسی طرح کی جوڑی بننے کا ارادہ کر لیا۔
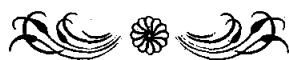
دلہن کے لئے بہشتی زیور سے چند خاص نصیحتیں

شوہر کے استقبال کے آداب

ایک شوہر نے سفر پر جاتے ہوئے بیوی سے پوچھا: ہم فلاں جگہ جارہے ہیں، تمہارے لئے کیا لائیں؟

بیوی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت سے لے آئے، یہی میرے لئے دنیا اور آخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اب بتایئے! اس شوہر کا دل اس سمجھ دار بیوی سے کتنا خوش ہوا ہوگا کہ میں ہی اس کے لئے سب سے بڑی نعمت ہوں اور میری بیوی کو مجھ ہی سے سچی محبت ہے چیزوں سے نہیں، اور جب شوہر سفر سے واپس آئے تو مزاج پوچھیں خیریت دریافت کریں کہ وہاں کس طرح رہے، کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی، ہاتھ پاؤں دبائیں کہ آپ تھک گئے ہوں گے، کھانے کی طلب ہو تو کھانے کا انتظام کریں، سفر کے احوال سنیں اور خیریت سے واپس آنے پر خود بھی شکر ادا کریں اور بچوں سے بھی کہیں کہ اللہ کا شکر ادا کریں۔

ایسا نہ ہو کہ شوہر کے آتے ہی، اپنے غم و پریشانی کے حالات سنانے شروع کر دیئے اور سوالات کی بوچھاڑ شروع کر دی کہ ”میرے لئے کیا لائے؟ بچوں کے لئے کیا لائے؟ پردیس میں سے تنخواہ کتنی لائے؟ اتنے مہینے وہاں رہے، اتنے کم پیسے لائے، آپ بہت خرچ کر ڈالتے ہیں، ہائے کیا کر ڈالا!“ ایسی باتیں بالکل نہ کریں، کیوں کہ اس سے شوہر کی نگاہ سے آپ گر جائیں گی، کچھ دن بعد کسی موقع پر سلیقے کے ساتھ باتوں باتوں میں اس قسم کی باتیں بھی اگر پوچھ لیں تو کوئی حرج نہیں، اگر شوہر پردیس سے کوئی چیز لے کر آئے تو پسند آئے یا نہ آئے، ہمیشہ اس پر خوشی کا اظہار کریں، یہ نہ کہیں کہ ایسے نقش و نگار (ڈیزائن) کا، ایسے رنگ کا کپڑا لاتے، ایسا کیوں

لائے؟

اس سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو جی نہ چاہے گا اور اگر ان کی تعریف کر کے خوشی سے لے لیں گی تو شوہر کا دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ اچھی چیز لائے گا۔ لہٰذا جو لے آئے اس کی تعریف کریں کہ الحمدللہ! بہت اچھا کپڑا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ میرے لئے یہ لائے، لیکن آئندہ موقع ملے تو اس رنگ کا لائیں، یہ رنگ مجھے زیادہ پسند ہے، اگرچہ جو آپ لائے ہیں، وہ بھی مجھے پسند ہے اور اس کو بھی سلوا لوں گی۔

سلیقے کی باتیں

❶ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقے اور تہذیب سے رکھیں۔ رہنے کا کمرہ صاف ہو، گندہ نہ ہو۔ بستر میلا کچیلا نہ ہو، غلاف کی شکنیں نکال دیں، تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دیں۔ جب خود اس کے کہنے پر آپ نے کیا تو اس میں بات کیا رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بغیر کہے ہوئے سب چیزیں ٹھیک کر دیں، جن چیزوں کو جس طرح وہ سلیقے سے رکھنا چاہتا ہے، اسی طرح رکھیں، جو چیزیں آپ کے پاس رکھی ہوں، ان کو حفاظت سے رکھیں، کپڑے ہوں تو تہہ کر کے رکھیں، یوں ہی اِدھر اُدھر نہ ڈالیں، قرینے اور سلیقے سے رکھیں۔

اگر خاوند کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب اُن ہی کو دے اور آپ کو نہ دے تو برا نہ منائیں، بل کہ اگر آپ کو دے دے تب بھی سمجھ داری کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ میں نہ لیں، بل کہ یہ کہیں کہ اِن ہی کو دیجیے، تاکہ ساس اور سسر کا دل آپ کی طرف سے میلا نہ ہو اور جب تک ساس اور سسر زندہ ہیں، ان کی خدمت اور تابع داری کو اپنا فرض سمجھیں اور اسی میں اپنی عزت سمجھیں اور ساس اور نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کریں، کیوں کہ ساس نندوں سے بگاڑ کی جڑ یہی

ہے۔

❷ جو کام ساس اور نندیں کرتی ہیں، آپ اس کے کرنے سے شرم اور عار محسوس نہ کریں، آپ خود بھی ان سے کہہ کر کام لیں اور کریں، اس سے سسرال والوں کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

❸ جب دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو ان سے الگ ہو جائیں اور اس بات کی فکر نہ کریں کہ آپس میں کیا باتیں کر رہی تھیں اور نہ ہی خواہ مخواہ یہ خیال کریں کہ ہماری ہی باتیں کر رہی ہوں گی۔

❹ ہر معاملے میں اپنی والدہ کی طرح ساس کا ادب کرو اور ہر حال میں ان کی رضامندی کو مقدم سمجھو، خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت، مگر ان کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ مت نکالو جس سے اس کو تکلیف ہو۔ اس سے جب بات کرو تو ایسے الفاظ استعمال نہ کرو جیسے اپنی برابر والیوں سے کرتی ہو، بل کہ ان الفاظ سے بات کرو جو بزرگوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر ساس کسی معاملے میں تنبیہ کرے، ڈانٹے تو ان کے کہنے کو خاموشی کے ساتھ سن لو اور یاد رکھو! اپنے شوہر کی ساس (اپنی ماں) سے زیادہ اپنی ساس کا خیال رکھو۔

اگر بالفرض ناگوار اور تلخ بات کہہ دیں (کہ جس کی امید تو نہیں ہے) تب بھی اس کو میٹھے شربت کی طرح پی جاؤ اور ہرگز سختی سے جواب نہ دو۔ اگر کسی کام کو دوسرے کو کہیں تو تم اس کو بھی اپنی طرف سے انجام دو۔

❺ اگر کوئی عورت تم سے مرتبے اور عمر میں بڑی ہے جیسے شوہر کے بڑے بھائی کی بیوی، اس کے ساتھ گفتگو اور اٹھنے بیٹھنے میں اس کے مرتبے کا لحاظ رکھو اور اس کے ساتھ اس طرح مل جُل کر رہو کہ گویا سگی بہنیں ہیں، ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ تم اگر ایسا برتاؤ رکھو گی تو ضرور دوسری طرف سے بھی ایسا ہی برتاؤ ہوگا اور اگر عمر و مرتبے میں تم سے چھوٹی ہے تو اس کے ساتھ محبت اور پیار والا برتاؤ رکھو اور اس کو نہایت نرمی

سے اچھی باتوں کی تعلیم دیتی رہو اور وہ کوئی کام کرے تو تم اس کی مدد کردو، اسی طرح شوہر کی بہنوں کے ساتھ ان کے مرتبے کے مطابق سلوک اور مدارات سے پیش آؤ، مگر اس میں حد اعتدال کو ضرور ملحوظ رکھو، کیوں کہ حد اعتدال سے زیادہ مدارات کو نبھانا مشکل ہے۔ اپنے گھر یا کسی دوسرے کے گھر یا کسی تقریب میں عورتوں کے ساتھ مل بیٹھو تو پیٹھ پیچھے کسی کے بارے میں ایسی بات مت کہو کہ اگر وہ سنے تو برا مانے، اسی کو غیبت کہتے ہیں۔ غیبت کرنے کا سخت گناہ ہے۔ گھر میں جو بچے ہیں خواہ وہ تمہاری دیورانی جیٹھانی کی اولاد ہوں یا ایسے قریبی رشتہ داروں کے جو اس گھر میں رہتے ہیں ان کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آؤ۔

حدیث شریف میں آیا ہے ''جو شخص بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں (یعنی اس کا ہم سے تعلق نہیں)۔''[1]

ہمارے حضور اقدس رسول مقبول ﷺ کو بچوں کے ساتھ بہت محبت تھی۔ بعض عورتیں جن کو بچوں سے محبت ہوتی ہے بچے کو اس بہانے سے بلاتی ہیں کہ آؤ ہم تمہیں ایک چیز دیں گی اور کوئی چیز دینے کا ارادہ نہیں ہوتا، صرف بلانا مقصود ہوتا ہے، لیکن ایسا کہنا ایک قسم کا جھوٹ ہے، ایسا مت کرو۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے رسولِ مقبول ﷺ کے سامنے بچے کو کچھ دینے کو کہہ کر بلایا، مگر اس نے خالی بہکایا نہ تھا، بل کہ کوئی چیز اس کو دی بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کو یہ چیز نہ دیتیں تو جھوٹ ہو جاتا۔[2]

بیوی شوہر کی نگاہ میں کیسے محبوب بن سکتی ہے

چوں کہ عورتیں عموماً ساس و شوہر کی سختی کا رونا روتی نظر آتی ہیں، اگر وہ چار تدابیر پر عمل کرلیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتلائی ہیں (تو اللہ تعالیٰ

[1] ترمذی، البرّ، باب ماجاء فی رحمة الصّبیان، رقم: ۱۹۱۹

[2] ابوداؤد، الادب، باب التشدید في الکذب: ۲/۵۲۳

شوہر اور ساس کے دلوں کو ان پر نرمی کر دیں گے اور پھر یہ عورتیں اپنی زندگی بھی خوشی سے گزاریں گی اور ان کے ذریعے پورا خاندان خوشی والی زندگی بسر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری بہنوں کو ان تدابیر پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، آمین۔)

❶ میاں بیوی کا نیک بننا۔

❷ شوہر کا مزاج پہچاننا۔

❸ شوہر اور اس کے گھر والوں کی تعریف اور ان سے سچی محبت کرنا۔

❹ اچھا کھانا پکانا۔

❶ میاں بیوی کا نیک بننا

پہلی بات یہ ہے کہ بیوی اپنے آپ کو نیک بنانے کی کوشش کرے (کیوں کہ جب تک دونوں نیک نہیں ہوں گے تب تک ایک بھی نہیں ہوں گے) اور نیک بیوی کیسی ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾[1]

"یعنی نیک عورتیں وہ ہیں جو مرد کی (حاکمیت کو تسلیم کر کے ان کی) اطاعت کرتی ہیں اور مردوں کی پیٹھ پیچھے بھی اپنے نفس اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔" یعنی اپنی عصمت اور گھر کے مال کی حفاظت جو امور خانہ داری میں سب سے اہم ہیں، ان کے بجالانے میں ان کے لئے مردوں کے سامنے اور پیچھے کے حالات بالکل مساوی ہیں، یہ نہیں کہ ان کے سامنے تو اس کا اہتمام کریں اور ان کی نظروں سے غائب ہوں تو اس میں لاپرواہی برتیں۔[2]

صالحات یعنی اللہ کی عبادت گزار بندیاں وہ ہیں جو نماز، روزہ اور پورے دین

---

[1] النساء: ٣٤ [2] معارف القرآن، معارف و مسائل: ۲/۳۹۸

کے احکامات کی پابند رہیں، کیوں کہ جو اللہ کا حق ادا کریں گی وہی خاوند کا حق بھی ادا کر سکتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں وہ کسی کی فرماں بردار نہیں بن سکتیں۔ لہٰذا کسی وقت کی نماز نہ چھوڑیں نہ دیر سے پڑھیں، بل کہ وقت کے داخل ہوتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دیں، نہایت اچھی طرح سنتوں اور مستحبات کا خیال رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ جی لگا کر یہ دھیان رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو میں دیکھ رہی ہوں، "اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن رَبُّ الْعَالَمِیْن" کی بارگاہ میں کھڑی ہوں یا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، اس طرح نماز پڑھیں۔

نماز کی اہمیت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و آبرو کو بچائے رکھے (یعنی پاک دامن رہے) اور اپنے شوہر کی (نیک کاموں میں) اطاعت کرے تو (اس کو اختیار ہے کہ) جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔[1]

یہاں سب سے پہلی بات حضور اکرم ﷺ نے نماز کے اہتمام کے متعلق بیان فرمائی ہے (گویا عورت کے لئے جنت کمانا بہت آسان ہوگیا)۔

عورتیں اگر نماز کا اہتمام کرلیں اور اذان سنتے ہی سب کاموں کو چھوڑ دیں، جب اللہ تعالیٰ کے مؤذن نے حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہہ دیا تو اب سمجھ لیں کہ میری کام یابی صرف نماز پڑھنے میں ہے، اب نماز کے علاوہ جو بھی کام ہوگا اس میں میری کام یابی نہیں، بل کہ اور پریشانی بڑھے گی اور کام بھی ختم نہیں ہوں گے، آپ چاہے تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، جو عورتیں یہ سوچتی ہیں کہ ابھی اذان

---

[1] مشکوٰۃ، النکاح، باب عشرۃ النساء: ۲۸۱/۱

ہوئی ہے یہ کام ہو جائے گا پھر نماز پڑھ لیں گی تو کام تو ختم ہوتے نہیں اور نماز دیر سے پڑھنے کا گناہ علیحدہ ہوتا ہے اور وقت میں برکت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

اس کے لئے آپ گھر کے اندر مصلے کی جگہ بنائیں اور اسی کو اپنے لئے مسجد سمجھیں۔ بڑا گھر ہے تو ایک کمرے کو ہی مسجد بنالیں۔ یا اگر کمرے کے اندر تخت پوش رکھ کر مصلیٰ بچھا سکتی ہیں تو اس کو بنائیں۔ وہاں پر تسبیح بھی ہو، گٹھلیاں بھی ہوں اور قرآن مجید بھی قریب ہو اور حجاب بھی، تا کہ جس نے نماز پڑھنی ہو وہ آسانی کے ساتھ صحیح پردے کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔

اس جگہ پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں حتیٰ کہ طبیعت مانوس ہو جائے۔ اپنے فارغ وقت میں کرسیوں پر اسکرین کے تماشے دیکھنے کی بجائے مصلے پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں، تا کہ آپ کی نماز وقت پر ادا ہو۔

اس لئے خوب ہمت سے کام لیں کہ نماز وقت پر ادا ہو جائے اور نماز جتنی اپنے وقت پر دھیان کے ساتھ اچھی طرح پڑھی جائے گی اتنی ہی دعائیں قبول ہوں گی اور سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔[1]

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہ کے یہاں اس کی ایک دعا مقبول ہوتی ہے۔[2]

عموماً عورتیں اپنی مشکلات اور مصیبتوں کی وجہ سے کتنی پریشان رہتی ہیں۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز جیسی عظیم عبادت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا ہم فرض نماز اچھی طرح پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگیں، پھر ہمیں تعویذوں اور دم کئے ہوئے پانی وغیرہ حاصل کرنے کے لئے پریشانی نہیں اٹھانی پڑے گی، بل کہ فرض نماز پڑھ کر دعا

---

[1] بخاری، مواقیت الصّلوٰۃ، بابُ فضلِ الصلوٰۃ لِوَقتِھا، رقم: ۵۲۷

[2] کنزالعمال، الاوّل، الاذکار: ۴۴/۱، رقم: ۳۳۲۴

مانگ کر عورتیں خود پانی پر دم کر سکتی ہیں۔

نیز شوہر اور ساس کے لئے دعائیں کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کے دلوں کو نرم کروا سکتی ہیں، ان کے دلوں میں محبت پیدا کروا سکتی ہیں اور اپنی تمام پریشانیاں دور کروا سکتی ہیں۔ نماز نہ پڑھنے سے دین اور دنیا کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوگا کہ بے نمازی کا حشر قیامت کے دن کافروں کے ساتھ ہوگا۔[1]

بعض مسلمان بہنیں نماز تو پڑھتی ہیں، مگر افسوس ہے کہ وہ رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ ٹھیک نہیں کرتیں، بڑی جلدی کرتی ہیں، حالاں کہ تعدیل ارکان (یعنی قومے اور جلسے کو اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کرنا) واجب ہے اور بعض علماء کے نزدیک تو فرض ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے۔[2]

ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے، مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا، سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔[3]

اسی طرح بعض عورتیں نماز کی پابندی تو کرتی ہیں، مگر نماز وقت سے ٹال دیتی ہیں، ان کو شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے کہ جب اس کام سے فارغ ہو جاؤ تو پھر سکون سے پڑھ لینا، حالاں کہ اس میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ وقت ختم ہونے والا ہوتا ہے اور نماز قضا کے قریب ہو جاتی ہے اور ظہر کی نماز، عصر کے وقت اور عصر کی مغرب کے

---

[1] الترغیب والترهیب، الصلوة، الترهیب من ترك الصلوة تعمداً: ۲۱۷/۱

[2] الترغیب والترهیب، الصلوٰة، الترهیب من عدم اتمام الركوع والسجود: ۱۶۸/۱

[3] الترغیب والترهیب، الصلوٰة، الترهیب من عدم اتمام الركوع والسجود: ۱۹۹/۱

وقت پڑھتی ہیں، حالاں کہ سب نمازوں کا اس کے مستحب وقت پر پڑھنا افضل ہے۔ لہٰذا اس کا اہتمام کریں کہ نماز اس کے مستحب وقت میں پڑھیں، تاکہ ثواب کم نہ ہو۔

دلہن شادی والے دن نماز پڑھنے میں شرم محسوس کرتی ہے، حالاں کہ اس دن زیادہ نماز کا اہتمام کرنا چاہئے کہ آج نئی زندگی کے سفر کا پہلا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ سے اپنے پچھلے گناہوں کی خوب معافی مانگنی چاہئے اور فرض نماز کو اہتمام سے پڑھنا چاہئے، بے نماز عورتوں کو شرم آنی چاہئے نہ کہ نمازی دلہن کو۔

بعض مرتبہ ایام سے پاک ہو جانے کے بعد جلدی نماز شروع نہیں کرتیں۔ ایک دو وقت ٹال دیتی ہیں، پھر نماز شروع کرتی ہیں۔ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ پاکی نظر آنے کے بعد ایک وقت کی بھی نماز قضا کرنا جائز نہیں اور یہی حکم روزے کا ہے۔ ہاں، اگر تین دن پورے ہونے سے پہلے پاک ہو جائے تب تو نماز کے آخر وقتِ مستحب تک انتظار کرنا واجب ہے، اگر آخر وقت تک پاک ہی رہی تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر تین دن کے بعد، مگر عادت سے پہلے پاک ہوئی تو آخر وقت تک انتظار کرنا مستحب ہے، پھر غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے، مگر اس صورت میں شوہر سے خاص تعلق حلال ہونے میں کچھ اور مسئلہ ہے، غرض خوب سمجھ لیجئے! پاکی نظر آنے کے بعد ایک وقت کی بھی نماز قضا کرنا جائز نہیں (ان مسائل کو معلوم کرنے کے لئے عورتوں کو چاہئے کہ بہشتی زیور کو بار بار پڑھیں اور علماء کرام سے پوچھ پوچھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں، مولانا محمد عثمان صاحب (استاذ مدرسہ بیت العلم) نے ''ہدیۂ خواتین'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں عورتوں سے متعلق مسائل ذکر کئے گئے ہیں اسے بھی دیکھیں۔)

بعض عورتیں بچے کی پیدائش کے بعد چاہے تیس دن بعد ہی پاک ہوگئی ہوں، پھر بھی چالیس دن تک نماز نہیں پڑھتیں، حالاں کہ عورت جب بھی پاک ہو جائے

(چاہے چالیس روز سے کم دنوں میں پاک ہوئی تو غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر نہ پڑھ سکی غفلت اور سستی کوتاہی کی تو اس کی قضا واجب ہے)۔

بعض عورتیں یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ ان نمازوں کی قضا نہیں کرتیں جو ہر مہینے ایام سے پاک ہونے کے بعد غسل دیر سے کرنے کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں۔ اگر احتیاط کریں اور مسئلہ اچھی طرح معلوم کرلیں تو اوّل ایسی نوبت بھی نہ آئے اور جو غلطی سے ایسا ہو جائے تو جلد ہی قضا کرنا چاہئے۔

بعض عورتیں خود تو نماز کی پابندی کرتی ہیں، مگر سات سال یا اس سے بڑی عمر کے بچوں کو نہ تو نماز سکھلاتی ہیں اور نہ ہی پڑھواتی ہیں اور اسی طرح شوہر یا بڑے بیٹے کو مسجد میں بھیجنے کی کوشش نہیں کرتیں۔

اسی طرح نوکرانیوں، ماسیوں کو بھی نمازی بنانے کی فکر کرنی چاہئے، یہ بھی ایک مسلمان نیک عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر میں ایسی کوشش کرے کہ کوئی بے نمازی نہ رہے۔ اسی طرح دوسری عورتوں کو بھی نمازی بنانے کی نیت اور فکر کرنی چاہئے اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! دنیا میں جتنے مسلمان مرد اور عورتیں ہیں ان کو صحیح نماز پڑھنے والا بنا دے۔ میرے محلے اور رشتہ داروں میں کوئی عورت بے نمازی نہ رہے۔ میں تو نماز پڑھ کر جنت میں چلی جاؤں گی، مگر میری رشتہ دار عورتیں، بہنیں اور بچے بے نمازی بن کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہوں گے اور آخرت میں سزا کے مستحق ہوں گے۔

اس کے لئے گھر میں روزانہ ''فضائل اعمال'' اور ''ریاض الصالحین'' کی تعلیم کریں جسے گھر کے تمام افراد بیٹھ کر سنیں، لیکن اس میں نامحرم مرد، مثلاً: دیور، جیٹھ، خالہ زاد، ماموں زاد وغیرہ ساتھ نہ بیٹھیں، وہ الگ تعلیم کریں اور عورتیں الگ تعلیم کریں، اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی، گھر کا ہر فرد نمازی بن جائے گا اور تلاوت و ذکر کی فضا گھروں میں قائم ہو جائے گی۔

ہم نے نماز سے متعلق یہ بعض باتیں حکیم الامت حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی کتاب ''اصلاح خواتین'' سے لی ہیں۔ لہٰذا مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں، اب ہم عورتوں کے نماز سے شوق کے متعلق دو واقعات ''فضائل صدقات'' سے نقل کرتے ہیں:

❶ حضرت حبیبہ عدویہ رَحِمَہَا اللّٰہُ تَعَالیٰ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتیں تو اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر اچھی طرح لپیٹ کر کھڑی ہو جاتیں اور دعا میں مشغول ہو جاتیں اور کہتیں: یا اللہ! ستارے چھٹ گئے اور لوگ سو گئے، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے اور ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی میں چلا گیا اور میں تیرے سامنے کھڑی ہوں۔ یہ کہہ کر نماز شروع کر دیتیں اور ساری رات نماز پڑھتیں۔ جب صبح صادق ہو جاتی تو کہتیں: یا اللہ! رات چلی گئی اور دن کی روشنی ہوگئی، کاش! مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میری یہ رات تو نے قبول فرمالی، تاکہ میں اپنے آپ کو مبارک باد دوں یا تو نے رد فرمادی، تاکہ میں افسوس کروں۔ تیری عزت کی قسم! تو نے مجھے اپنے دروازہ سے اگر دھکیل بھی دیا تب بھی تیرے کرم اور تیری بخشش کا جو حال مجھے معلوم ہے اس کی وجہ سے میں تیرے در سے نہ ہٹوں گی۔

❷ حضرت عجرہ رَحِمَہَا اللّٰہُ تَعَالیٰ نابینا تھیں، ساری رات جاگتیں اور جب سحر کا وقت ہوتا تو بہت غم گین آواز سے کہتیں:

یا اللہ! عابدوں کی جماعت نے تیری طرف چل کر رات کے اندھیرے کو قطع کیا، وہ تیری رحمت اور تیری مغفرت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔ یا اللہ! میں صرف تجھ ہی سے سوال کرتی ہوں، تیرے سوا کسی دوسرے سے میرا سوال نہیں کہ تو مجھے سابقین کے گروہ میں شامل کر لے اور اعلیٰ درجات تک پہنچا دے اور مقرب لوگوں کے درجے میں داخل کر لے اور اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے،

ہر اونچے درجے والے سے بلند ہے، سارے کریموں سے زیادہ کریم ہے۔ اے کریم! مجھ پر رحم کر۔

یہ کہہ کر سجدہ میں گر جاتیں اور اس قدر آہیں بھر بھر کر روتی تھیں کہ ان کے رونے کی آواز سنائی دیتی اور صبح تک روتی رہتیں اور دعائیں کرتی رہتیں[1]۔

اب ذیل میں ہم عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ لکھتے ہیں، تاکہ آپ اپنی نماز اس کے مطابق بنائیں۔

خواتین کا مکمل طریقۂ نماز

نماز شروع کرنے سے پہلے یہ باتیں یاد رکھئے اور ان پر عمل کا اہتمام کیجیے:

۱ قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

۲ سیدھا کھڑا ہونا چاہئے اور نگاہ سجدے کی جگہ پر ہونی چاہیے، گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا مکروہ ہے اور بلا وجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں، لہٰذا اس طرح سیدھی کھڑی ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔

۳ پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب رہے اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ رہیں۔ (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلافِ سنت ہے) عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا چاہئے، خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں، پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہونا چاہئے۔

۴ خواتین کسی موٹی اور بڑی چادر سے اپنے سارے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں، جس میں سر، سینہ، بازو، بانہیں، پنڈلیاں، مونڈھے، گردن وغیرہ سب ڈھکے رہیں، ہاں اگر چہرہ یا قدم یا گٹوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی، کیوں کہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں اور اگر یہ بھی ڈھکی رہیں تب

---

[1] فضائل صدقات، حصہ دوم، چھٹی فصل، عورتوں کی عبادت گزاری کے عجیب واقعات، ص: ۴۹۲

بھی نماز ہو جائے گی۔ نماز کے لئے ایسا باریک دوپٹہ استعمال کرنا جس میں سر، گردن، گلہ اور گلے کے نیچے کا بہت سا حصہ نظر آتا رہے، اسی طرح بازو کہنیاں اور کلائیاں نہ چھپیں یا پنڈلیاں کھلی رہیں تو ایسی صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی۔

اگر نماز کے دوران چہرے، ہاتھ گٹوں تک اور قدم کے سوا جسم کا کوئی حصہ بھی چوتھائی حصے کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کہا جا سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی، مگر گناہ ہوگا۔

اسی طرح ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔ (یعنی ایسے میلے کچیلے یا ایسے خراب کپڑے پہن کر کہیں نہ جا سکتی ہو تو "اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن، رَبُّ الْعَالَمِیْن" کی بارگاہ میں ایسے کپڑے پہن کر جانا بہت بری بات ہے، لہٰذا جس قدر گنجائش ہو صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز پڑھنی چاہئے)۔

نماز شروع کرتے وقت

دل میں نیت کر لیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، خواتین کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں۔

مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہیں، دونوں ہاتھ سینے پر (بغیر حلقہ بنائے) اس طرح رکھیں کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر

آجائے، خواتین کو مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں

❶ اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" آخر تک پڑھیں، اس کے بعد "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھیں اس کے بعد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھیں اور جب "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہیں تو اس کے بعد فوراً آمین کہیں، اس کے بعد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھیں۔

❷ اگر اتفاقاً امام کے پیچھے ہوں تو صرف "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنیں، اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورۂ فاتحہ کا دھیان کیے رکھیں۔

❸ جب خود قرأت کر رہی ہوں تو سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑ دیں پھر دوسری آیت پڑھیں، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں مثلاً "أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" پر سانس توڑ دیں پھر "أَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پر پھر "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" پر۔ اسی طرح پوری سورۂ فاتحہ پڑھیں، لیکن اس کے بعد کی قرأت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں (اور خواتین کو ہر نماز میں الحمد شریف اور سورۃ وغیرہ ساری چیزیں آہستہ پڑھنی چاہئیں)۔

نیز عورتوں کو چاہئے کہ قرآن مجید کو صحیح پڑھنا سیکھیں اور جو قرآن صحیح پڑھنے کی کوشش کرے گی موت تک اس پر محنت کرے گی تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس کا شمار صحیح پڑھنے والیوں میں ہوگا۔

اگر قرآن مجید غلط ہوا تو نماز پر بھی اس کا اثر پڑے گا، اس لئے اپنے شوہر، بھائی، والد یا کسی بھی محرم سے جس کا قرآن مجید صحیح ہو یا کسی معلّمہ سے قرآن مجید صحیح کرنے کی کوشش کریں، مثلاً: ح، ہ۔ س، ث۔ ق، ک وغیرہ جو حروف ہیں ان میں فرق کرنا ضروری ہے ورنہ معنیٰ بدل جانے کا خطرہ ہے، لہٰذا ان حروف کی مشق کسی اچھی استانی سے کریں۔ اپنی نماز بھی کسی کو سنائیں، تاکہ معلوم ہو سکے کہ بچپن سے جو نماز پڑھ رہی ہیں اس کا کیا حال ہے؟

۴ بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں، جتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوں گی اتنا ہی بہتر ہے، اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

۵ جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے ادب کے خلاف ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کریں یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

۶ جب جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں، اگر کوشش کے باوجود نہ روک سکیں تو حالتِ قیام میں دایاں ہاتھ ورنہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھیں۔

۷ کھڑے ہونے کی حالت میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھیں، ادھر ادھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف مضامین پر بحث فرمائی ہے۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا، کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے یعنی ایسے معمولی آداب

کی رعایت بھی ضروری ہے۔

اسی سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دل جمعی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔[1]

رکوع میں جاتے وقت

❶ جب قیام سے فراغت ہو جائے تو رکوع کرنے کے لئے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہیں، جس وقت رکوع کرنے کے لئے جھکیں اسی وقت تکبیر کہنا بھی شروع کر دیں اور رکوع میں جاتے ہی تکبیر ختم کر دیں۔

❷ خواتین رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں)۔

❸ خواتین گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں (مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں) اور گھٹنوں کو (ذرا آگے) کو جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔

❹ کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کہا جا سکے اور اگر زیادہ پڑھنا چاہیں تو طاق عدد (۵،۷،۹،۱۱) کا خیال رکھیں۔

❺ رکوع کی حالت میں نگاہ پاؤں کی طرف ہونی چاہئے۔

❻ دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہئے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے

---

[1] ماخوذ از فضائل اعمال، فضائل نماز، باب سوم خشوع و خضوع ...... ص ۲۵۳

کے قریب رہنے چاہئیں۔

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت

❶ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھی ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

❷ اس حالت میں بھی نگاہ سجدے کی جگہ پر رہنی چاہئے۔

❸ بعض خواتین کھڑی ہوتے وقت سیدھی کھڑی ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کر دیتی ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلی جاتی ہیں، حالاں کہ رکوع سے بالکل سیدھا کھڑا ہونا (تعدیلِ ارکان) واجب ہے، اس واجب کے چھوڑنے کی وجہ سے ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، سجدے میں نہ جائیں۔

❹ کم از کم اتنی دیر سیدھی کھڑی رہیں کہ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" آرام سے پڑھ لیں اور بہتر ہے کہ.........

"رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ."[1]

تَرجَمَہ: "ہمارے رب! (آپ ہی کے لئے) بہت زیادہ تعریف ہے، پاکیزہ، برکت والی تعریف۔"

یہ دعا یاد کرلیں اور اس کو پڑھیں تو ثواب بھی بہت زیادہ بڑھ جائے گا اور نماز بھی اطمینان والی ہو جائے گی۔

سجدے میں جاتے وقت

❶ خواتین سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جائیں، پھر اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں،

[1] بخاری، الأذان، باب فضل اللّٰهمّ لك الحمد، رقم: ۷۹۹

گھٹنوں کے بعد ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

۲ سجدے میں خواتین خوب سمٹ کر اور دب کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے، بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ نیز پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں۔ جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔

۳ خواتین کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں بھی زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔

۴ سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" اطمینان سے پڑھ لیں اور اگر زیادہ پڑھنا چاہیں تو طاق عدد (۵،۷،۹،۱۱) کا خیال رکھیں، نوافل میں تسبیح کے بعد قرآن و حدیث کی دعائیں سجدہ میں مانگیں۔

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے سجدے میں جو دعائیں مانگی ہیں ان کو "حصن حصین یا مسنون دعائیں" نامی کتابوں میں سے یاد کر کے مانگیں۔

دونوں سجدوں کے درمیان

۱ سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں، ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کر لے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا؟ ارشاد فرمایا: کہ اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔[1]

۲ خواتین پہلے سجدہ سے اٹھ کر بائیں کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں داہنی طرف

[1] الترغیب والترہیب، الصلوٰۃ، الترہیب من عدم اتمام الرکوع والسجود: ۱/۱۹۸

کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

۳ بیٹھنے کی حالت میں نظریں اپنی گود پر ہونی چاہئیں۔

۴ اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے اور اگر اتنی دیر تک بیٹھیں کہ اس میں یہ دعا پڑھی جا سکے تو بہتر ہے:

”أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.“[1]

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت پر رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔“

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھتے وقت

۱ دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

۲ دوسرے سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہئے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔

۳ سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔

۴ اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لیں تو بہتر ہے، لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

۵ ہر رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ پڑھیں۔

قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ

۱ قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا

---

[1] ابوداؤد، الصّلوۃ، باب الدّعاء بین السّجدتین، رقم: ۸۵۰

ہے۔

۲ التحیات پڑھتے وقت "أَشْهَدُ أَنْ لَّآ" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "إِلَّا اللّٰهُ" پر گرادیں۔

۳ اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئے۔ "إِلَّا اللّٰهُ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کرلیں، لیکن باقی انگلیوں کی جو صورت اشارے کے وقت بنائی تھی، اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت

۱ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھنے والی عورت کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

۲ سلام پھیرتے وقت نظر کندھے کی طرف ہونی چاہئے۔ جب دائیں طرف گردن پھیر کر "أَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہی ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کرلیں۔ (مزید تفصیل کے لئے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا رسالہ "نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے"، ملاحظہ فرمائیں)

دعا کا طریقہ

دعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو، نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔ دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو

چہرے کے سامنے رکھیں۔

ہر فرض نماز کے بعد دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس لئے فرض نماز کے بعد اہتمام سے دعا مانگنی چاہیئے۔ دعا شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کریں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجیں پھر دعا مانگیں اپنے لئے، گھر والوں کے لئے، محلے والوں کے لئے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے، پھر کافروں کی ہدایت کے لئے دعا مانگیں، جہاں جہاں مسلمان پریشانیوں و مصیبتوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی خوب عافیت کی دعائیں مانگیں۔

کم از کم روزانہ بیس منٹ دعا مانگیں، اگر ایک ساتھ نہ ہو سکے تو ایسے وقتوں پر تقسیم کر لیں جو زیادہ مصروفیت کے نہ ہوں، مثلاً: فجر و عصر کی نمازوں کے بعد پانچ پانچ منٹ، عشاء کی نماز کے بعد دس منٹ، تہجد میں اٹھنے کی توفیق ہو تو اس میں بھی خوب مانگیں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ سہیلیوں اور ماں بہنوں سے فون پر بات کرتے ہوئے کتنا وقت لگ جاتا ہے، شادی، دعوتوں اور محفلوں میں ہم اپنا کتنا وقت کھو دیتے ہیں، لیکن اپنے خالق و مالک اور رحیم و کریم آقا سے مانگتے ہوئے اکتاتے ہیں، حالاں کہ وہ آقا ایسا ہے کہ مانگنے والے تو مانگ مانگ کر تھک جائیں، لیکن وہ دیتے دیتے نہ تھکے۔ دنیا میں جس سے بھی مانگا جائے وہ ناراض ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہٗ سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

عورتوں کے لئے چند مخصوص دعائیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے طریقۂ دعا تعلیم فرمایا ہے:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔“[1]

---

[1] الفرقان: ۷۴

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔''

اسی طرح اپنے الفاظ میں نیک شوہر کے لئے بھی خوب مانگے۔

مثلاً: اے اللہ! مجھے ایسا نیک شوہر عطا فرما جو خود بھی پورے دین پر چلنے والا ہو اور میرے لئے بھی دین پر چلنے میں معاون اور مددگار ہو، نرم دل ہو، نیک بیوی کی قدر کرنے والا ہو، اس کے مقدر میں نیک اولاد ہو، دین کو دنیا میں پھیلانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کا شوق رکھنے والا ہو، اس کے دل میں آپ کی محبت گھر کر چکی ہو، ایمان اس کے دل کی تہہ میں بیٹھ چکا ہو، اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سب سے زیادہ اس کے دل میں ہو، دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی محبت اس کے دل میں ہو اور اے اللہ! مجھے اس نیک شوہر کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک و مایۂ تسکین و سرمایۂ راحت بنا، آمین۔

دلہن کو چاہئے کہ یہ دعا بھی مانگے:

''اے اللہ! میرے اور میرے شوہر کے دلوں کو محبت اور الفت سے ایسا ملا دے جیسے آپ نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دلوں کو ملا دیا تھا۔ اے اللہ! میرے اور میرے شوہر کے دلوں کو ایسا ملا دے جیسے آپ نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دلوں کو الفت و محبت سے ملا دیا تھا۔''

''أَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا.''[1]

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ پر (میرے گناہوں کی وجہ سے) ایسے شخص کو مسلط نہ فرمایئے جو مجھ پر ترس نہ کھائے۔''

حضور اکرم ﷺ نے کوئی عمدہ عادت اور اچھا طریقہ ایسا باقی نہیں چھوڑا

---

[1] ترمذی، الدعوات، باب دعا اللّٰھم اقسم لنا من خشیتك، رقم: ۳۵۰۲

جس کی دعا نہ فرمائی ہو اور کوئی برا کام اور بُری خصلت ایسی باقی نہیں چھوڑی کہ جس سے پناہ نہ مانگی ہو۔

لہٰذا ان دعاؤں کا خوب اہتمام رکھئے اور اس کے لئے ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ ''مناجات مقبول'' یا ''الحزب الأعظم'' میں سے روزانہ ایک منزل اور ''ذریعۃ الوصول اِلیٰ جناب الرسول'' اور ''ستر استغفار کی دعائیں'' ان دونوں کتابوں سے بھی ایک ایک منزل پڑھنے کا معمول بنائیں اسی طرح ''مستند مجموعہ وظائف'' (بیت العلم ٹرسٹ) میں سے بھی دعائیں مانگنے کا معمول بنائیں۔

یاد رکھئے! میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرتے رہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں ایسی محبت پیدا ہو جائے گی کہ جس کا دونوں کو وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔

یاد رکھیے! اینٹ کو اینٹ سے ملانے کے لئے سیمنٹ، لکڑی کو لکڑی سے ملانے کے لئے کیل اور کاغذ کو کاغذ سے ملانے کے لئے گوند کی ضرورت ہے، لیکن دو دلوں کو ملانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کی ضرورت ہے، اس کے لئے ظاہری تدبیر بیوی کی طرف سے ''اطاعت'' اور باطنی تدبیر یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے دل سے دعائیں کریں۔

لہٰذا فرض نماز کے بعد خوب لمبی لمبی دعائیں مانگیں اور رات کو اٹھ کر جب کہ سب سو رہے ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے سوا آپ کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو، اس وقت دھیان سے دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے شوہر اور تمام مسلمان بہنوں کے شوہروں کی ہدایت کے لئے اللہ سے دعائیں مانگیں، ہم آپ کو تہجد میں اٹھ کر مانگنے کے لئے اللہ کی ایک نیک بندی کی دعا بتلاتے ہیں۔ وہ اللہ کی نیک بندی رات کو اٹھتی اور بزبانِ حال یوں کہتی تھی:

دعا:

"إِلٰهِیْ! أَغْلَقَتِ الْمُلُوْكُ اَبْوَابَهَا وَبَابُكَ مَفْتُوْحٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ."

"إِلٰهِیْ! غَارَتِ النُّجُوْمُ وَنَامَتِ الْعُیُوْنُ وَأَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ."

"إِلٰهِیْ! فُرِشَتِ الْفُرُشُ وَخَلَا كُلُّ حَبِیْبٍ بِحَبِیْبِهٖ وَأَنْتَ حَبِیْبُ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَأَنِیْسُ الْمُسْتَوْحِشِیْنَ."

"إِلٰهِیْ! إِنْ عَذَّبْتَنِیْ فَإِنِّیْ مُسْتَحِقٌّ الْعَذَابِ وَالنِّقَمِ وَ إِنْ عَفَوْتَ عَنِّیْ فَأَنْتَ أَهْلُ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ."

"إِلٰهِیْ! إِنْ طَرَدْتَّنِیْ عَنْ بَابِكَ فَإِلٰی بَابِ مَنْ اَلْتَجِیْ وَ إِنْ قَطَعْتَنِیْ عَنْ خِدْمَتِكَ فَخِدْمَةُ مَنْ اَرْتَجِیْ، یَا جَمِیْلَ الْعَفْوِ! أَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ مَغْفِرَتِكَ، وَ إِنْ لَّمْ أَكُنْ اَهْلًا لِّذٰلِكَ فَاَنْتَ أَهْلُ التَّقْوٰی وَالْمَغْفِرَةِ."[1]

ترجمہ: "اے میرے اللہ! بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے، لیکن تیرا دروازہ مانگنے والوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔

اے میرے پیارے اللہ! ستارے چھپ گئے اور دنیا والوں کی آنکھیں سو چکیں، لیکن تو ایسا ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ساری مخلوق کی ہستی کو قائم رکھنے والا ہے کہ جس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

اے میرے اللہ! بستر ے بچھ گئے اور ہر محبوب اپنے دوست کے ساتھ تنہائی میں چلا گیا، لیکن تو عبادت کرنے والوں اور محنت کرنے والوں کا دوست ہے۔

اے میرے اللہ! اگر آپ نے مجھے عذاب دیا تو بے شک میں اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کی مستحق ہوں اور اگر آپ نے مجھے معاف کر دیا تو آپ ہی بڑے سخی اور کرم کرنے والے ہیں۔

---

[1] رهبان اللیل، دُموع المتهجّدین ومُنَاجاتهم: ۱۰۰/۲

اے میرے اللہ! اگر آپ نے مجھے اپنے دروازے سے دُھت کار دیا تو میں کس کے دروازے پر جا کر پناہ پکڑوں گی، اور اگر آپ نے مجھے اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول نہ فرمایا، تو میں کس دروازے سے امید رکھوں گی؟

اے معافی کو پسند کرنے والے! مجھے اپنے گناہوں کی معافی دے کر ٹھنڈک عطا فرما اور معافی دینے کے بعد گناہوں کے بخش دینے کی حلاوت (مٹھاس) نصیب فرما۔

اگرچہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتی، لیکن بے شک آپ ہی کی ذات ہے جس سے ڈرا جائے اور مغفرت طلب کی جائے۔"

❷ پردہ

میری بہن! حضرت فاطمہ زہراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا کے اس قول پر غور کرو کہ عورت کے لئے خیر یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اسے دیکھیں۔ عورت کے لئے خیر تو صرف اس میں ہے کہ وہ مردوں کے جمگھٹے اور میدان سے دور رہے اور مرد عورتوں کے میدان سے دور رہیں۔

علامہ ذہبی نے اپنی کتاب "الکبائر" میں لکھا ہے: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کا درجہ اس وقت تک بڑھتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے گھر میں رہتی ہے اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے "المرأة عورة" "عورت چھپانے کی چیز ہے۔"

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ کہا کرتے تھے: "اے لوگو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی، کیا تم میں غیرت ختم ہوگئی ہے کہ تم اپنی بیوی کو چھوٹ دے دیتے ہو کہ وہ مردوں کے بیچ میں سے گزرتی چلی جائے کہ وہ غیر مردوں کو دیکھے اور غیر مرد اس کو دیکھیں[1]۔"

ایک دن کا ذکر ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ

---

[1] الکبائر، ص: ۱۷٦

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم آپ کے پاس آئے، یہ نابینا صحابی تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے فرمایا: ''اس سے پردہ کرو۔'' دونوں اُمّ المؤمنین نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں؟ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم اُسے نہیں دیکھ رہی ہو[1]

میری بہن! ذرا اس حدیث اور واقعہ میں غور کیجئے کہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اس وقت حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان موجود ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ جن کو خود حق تعالیٰ نے ساتویں آسمان سے مؤمنین کی ماؤں کے خطاب سے نوازا ہے اور دوسری جانب صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صحابہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کے دلوں کو خود حق تعالیٰ نے ایمان سے مزین کرنے اور کفر وشرک اور فسق و فجور سے ان کو نفرت دینے کا قرآن میں اعلان فرمایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شیطان بالکل ان دونوں عورتوں کو دھوکا نہیں دے سکتا اس لئے کہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں وہاں شیطان کی کیا مجال اور اگر کسی مجلس میں شیطان آجائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک نہیں سکتے، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی ان دونوں ماؤں کو حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں اس نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کرو۔

اس حدیث شریف سے پردے کی اہمیت خوب واضح ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ پردہ دونوں طرف سے ہونا چاہئے نہ کہ ایک ہی طرف سے اور یہ بات بھی خواب واضح ہوگئی کہ جس پردے کا حکم ہوا ہے اس سے آنکھ والا پردہ مراد ہے نہ کہ دل والا، وہ پردہ جو بعض جاہل قسم کی عورتوں میں مشہور ہے وہ کہتی ہیں کہ اصل پردہ تو دل کا ہوتا ہے، جب دل میں پردہ ہے تو ظاہری اور نمائشی پردے کی کیا ضرورت

---

[1] ابوداؤد، اللباس، باب فی قوله تعالىٰ وقل للمؤمنٰت، رقم: ٤١١٢

ہے؟

لہٰذا اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی نامحرم مرد آپ کے جسم کے کسی حصے کو نہ دیکھ سکے، آپ کا جسم، بل کہ آپ کا ایک ایک بال اللہ تعالیٰ نے آپ کو امانت کے طور پر دیا ہے۔ لہٰذا اس امانت کی حفاظت کریں اور نامحرم مرد سے چاہے وہ دیور ہو یا نوکر ہو، خالہ زاد یا ماموں زاد ہو (یا کوئی بھی ایسا مرد ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے) اس سے اپنے جسم کو چھپائے رکھیں۔

اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، اگر مجبوری کے تحت گھر سے باہر جانا بھی پڑے تو برقعہ پہن کر نکلیں، کیوں کہ اگر آپ نے اپنا چہرہ کھلا رکھا، بغیر برقعے کے باہر نکلیں اور آپ کو دس آدمیوں نے دیکھا تو گویا بیس آنکھیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئیں۔ لہٰذا آپ کبھی بھی گھر سے بن ٹھن کر نہ نکلیں، اپنا حسن غیروں کو نہ دکھائیں، خصوصاً جب دلہن بنی ہوں اور سسرال میں جائیں تو پورے برقعے کے ساتھ جائیں، بعض جگہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ایک رواج یہ بھی ہے کہ اکثر دلہنیں اپنے دیور، جیٹھ یا دولہا کے چچا اور ماموں یا دیگر نامحرموں سے مصافحہ کرتی ہیں۔

یاد رکھئے! آپ بغیر کسی ڈر کے بالکل منع کر دیں کہ میں یہ ناجائز کام کبھی بھی نہیں کروں گی جس کو اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کر دیا، کیوں کہ میں جہنم کی آگ میں جلنے کی طاقت نہیں رکھتی، اس لئے بہتر ہے کہ منگنی سے پہلے ہی لڑکی یہ شرط لگا دے کہ کوئی ایسا کام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہو اس پر مجھے مجبور نہ کیا جائے۔

میری بہن! جب آپ کا بے وفا خاوند، باپ یا بھائی آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کرنے کو کہے، مثلاً: مصافحہ کرنے کو کہے یا پردہ وغیرہ سے روکے تو ایسے وقت میں آپ کو ظالم فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی مستقل مزاجی کو سامنے رکھنا چاہئے، باوجود اس کے کہ وہ اپنے کو سب سے بڑا رب بھی کہتا تھا، دونوں میاں بیوی

ایک چھت کے نیچے اور ایک ہی مکان میں رہتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر فرعون نے حضرت آسیہ کو مجبور کیا تو ڈنکے کی چوٹ پر بزبان حال یہ کہا کہ: ''جانِ من ترا جان دادم ایمان نمی دادم''

جانِ من میں نے تجھے اپنی جان تو دی ہے مگر ایمان نہیں دیا اور کہا جان جاتی ہے تو جائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ اس اللہ کی بندی نے اپنے ہاتھ پاؤں اور جسم میں میخیں لگوالیں، جان دے دی مگر اللہ کی نافرمانی پر راضی نہ ہوئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کی اس مستقل مزاجی پر وحی نازل فرمائی جو قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی۔

میری بہن! حضرت آسیہ کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بناؤ اور اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو اور کسی ملامت کرنے والے کی باتوں کی پروا نہ کرو، کفر کے حلقے یا دنیا کی محفلوں میں اگر اللہ کے دین پر چلتے ہوئے بدنامی ہوتی ہے تو اس دنیا کی چندروزہ بدنامی اس عار اور نار (آگ) سے بہتر ہے جس میں ڈال کر موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور ہمیشہ کے لئے نافرمان لوگ جہنم میں پڑے رہیں گے۔ بس جس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے پھر حالات چاہے کچھ بھی ہوں مگر اس کا تو اسلام کے میدان میں یہ حال ہونا چاہئے کہ کسی بھی قسم کی ملامت کی پروا کئے بغیر ڈنکے کی چوٹ یہ کہے کہ:

ساری دنیا آپ کی حامی سہی
مجھ کو ان محفل میں ناکامی سہی
نیک نام اسلام میں رکھے خدا
کفر کے حلقے میں بدنامی سہی

خواجہ عزیز الحسن مجذوب فرماتے ہیں:

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیٔ جاناناں چاہئے

بس اس نظر سے دیکھ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

بالکل حضرت آسیہ کی یہی حالت تھی کہ اپنے مولیٰ کی رضا کو مدِنظر رکھتے ہوئے جان دے دی اور زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں بنا ہوا اپنا محل دیکھ لیا، چوں کہ اس کے دل میں اپنے اللہ کو خوش کرنے کا جذبہ موجزن تھا، اس لئے اس نے دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ کو ٹھوکر ماری اور بزبان حال یوں کہنے لگی:

❊ ـــــ یا اللہ مجھے ملکہ بننا پسند نہیں ہے۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے فرعون بادشاہ کی بیوی بننا پسند نہیں ہے۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے تیرے نافرمان بندے اور ایسے متکبر شوہر کی بیوی بننا پسند نہیں ہے۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے پوری قوم کی ملکہ اور خاتون اوّل بننے میں کوئی دل چسپی نہیں ہے میں تیری ایک ادنیٰ سے بندی ۔بننے میں شرف محسوس کرتی ہوں۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے دنیا کی عزت اور ٹھاٹھ نہیں چاہئے۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے دنیا کے محلات اور کوٹھیاں پسند نہیں ہیں بس میرے لئے تو تو آخرت میں اپنے قریب ایک گھر بنا دے۔

❊ ـــــ یا اللہ مجھے دنیا کی بادشاہت نہیں چاہئے، مجھے تو آخرت کی بادشاہت چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جس نے دنیا کو ٹھوکر مار کر جنت کی اَن دیکھی بہاروں کو ایمان اور یقین کے نشے میں ترجیح دی۔

❊ ـــــ اگر فرعون کا جبر، جبر تھا تو آسیہ کا صبر بھی صبر تھا دل میں ایمان کا ایسا رنگ چڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا تذکرہ اپنی سب سے پیاری کتاب میں ضرب المثل کے طور پر کر دیا جس کی تلاوت منبر و محراب پر قیامت تک ہوتی

رہے گی۔

میری بہن! تم بھی حضرت آسیہ کو اپنا آئیڈیل بنا کر اللہ کو راضی کرو "مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ" بس جس کا اللہ ہو گیا پھر سب کچھ اسی کا ہے۔

ذرا غور تو کرو کہ یہ بھی ایک عورت ہی تھی جو ایک ظالم بادشاہ اور خاوند کی سزا کے تمام جتن برداشت کر کے جنت کی وارث بن گئی۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے اس سلسلہ میں ایک مرفوع حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جنت کی افضل ترین عورتوں میں سے حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) ہیں (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ)۔"[1]

نامحرم سے گفتگو میں احتیاط

حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تَكَلَّمَ النِّسَاءُ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ"۔[2]

"نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر غیر مرد سے گفتگو کرے۔"

لہٰذا شوہر کی اجازت کے بغیر بات نہیں کرنی چاہئے اور اگر بات کرنی ہی پڑے کسی اشد ضرورت کی بنا پر، مثلاً: کسی نامحرم شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ فلاں ہے؟ تو اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ"[3] یعنی تم نے غیر محرم سے گفتگو کرنی ہے تو اپنے لہجے میں لچک مت پیدا کرو، نرمی نہ پیدا کرو۔ آج کل تو یہ ہوتا ہے

[1] درمنثور: ۲۴۵/۶

[2] کنزالعمال، الثامن، النکاح ترهيبات و ترغيبات: ۱۶۳/۱۶ ......، رقم: ۴۵۰۴۹

[3] الاحزاب: ۳۲

کہ اگر کوئی مرد غیر محرم ہے تو ایسی میٹھی بن کے بات کریں گی کہ جیسے سارے جہان کی مٹھاس اس میں سمٹ آئی ہو۔ شریعت میں اس کو حرام کہا گیا۔

غیر محرم مرد سے بات ذرا جچے تلے لہجے میں کرے۔ ایک اصول سن لیں: ''ہمیشہ بات سے بات بڑھتی ہے'' یہ فقرہ یاد رکھ لیں کام آئے گا۔ جوان لڑکیاں اس فقرے کو اپنے دل میں لکھ لیں ...... ''بات سے بات بڑھتی ہے۔'' مقصد آپ سمجھ گئیں ہیں۔ پہلے انسان بات کرتا ہے اور بات کرنے کے بعد ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام آئے مگر ان میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا، دنیا میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے کہا ''رَبِّ اَرِنِیْ انظر الیک'' اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے فقط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کیوں مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ اس لئے کہ وہ کلیم اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتے تھے۔ جب کوئی گفتگو کرتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ اس سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ فون پر جب آپ بات سے بات بڑھائیں گی تو پھر اگلا قدم گناہ کی طرف جائے گا۔ اس لئے پہلے قدم پر ہی اپنے آپ کو روک لیجئے۔ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھے وہ بڑے گناہ کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی بچی یہ سمجھتی ہے کہ میں تو کزن سے صرف فون پر بات کرتی ہوں تو یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھتا ہے وہ گناہ بڑے گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔

تقریبات میں بھی پردے کا لحاظ

اسی طرح جب کبھی تقریبات میں جائیں تو مخلوط محفلوں سے بچیں۔ جہاں آپ

کو پتہ چلے کہ پردے کا کوئی خیال نہیں ایسی محفلوں میں جانے سے آپ پرہیز کریں۔ جائیں بھی تو آپ پردے میں رہیں، خودبخود رشتہ داروں کو محسوس ہو جائے گا کہ اس عورت کے لئے ہمیں پردے کا انتظام کرنا ہے۔ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ بعض نیک بیبیاں اپنی بہنوں کی شادی میں چلی گئیں اور ان کی شادی میں پردے کا اہتمام نہیں تھا، وہ ایک ہفتہ اس گھر کے اندر برقعے کی کیفیت میں رہیں۔ نیک بچیاں شرعی حقوق بھی پورے کرتی ہیں مگر اللہ کے حکم کو بھی مدِنظر رکھتی ہین، اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتیں۔

ایک اچھا دستور جس کو عاجز نے بھی اپنی زندگی میں اپنایا۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں خوشی کی تقریب ہو تو تقریب کے دن جانے کی بجائے آپ ایک دن پہلے چلی جائیں اور اپنی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ تحفہ دے دیں اور ان سے کچھ وقت بیٹھ کر باتیں کرلیں اور ان سے کہیں کہ پردے کی مجبوری کی وجہ سے تقریب میں شرکت میرے لئے مشکل ہے اس لئے میں ایک دن پہلے آگئی کہ میں آپ کو مبارک باد دے دوں۔

اسی طرح اگر کسی کے ہاں غمی کی کوئی بات ہے تو غمی والے دن جانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس دن عام طور پر گھروں میں بے پردگی ہوتی ہے۔ لوگ پردے کے مسائل کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ لہٰذا غمی کی کیفیت میں آپ دوسرے دن جانے کی عادت بنالیں اور ان کو جاکر پرسا دیں اور بتائیں کہ میں کل نہ آئی اس لئے کہ میرے لئے پردے کا معاملہ تھا۔ تو اس دن آپ پُرسے (تسلی) کے چند الفاظ کہہ کے آجائیں۔ آپ کی رشتہ داریاں بھی قائم رہیں گی اور آپ کا پردہ بھی قائم رہے گا۔ یعنی آپ نے بندوں کو بھی راضی کیا اور بندوں کے پروردگار کو بھی راضی کرلیا۔

بے پردگی کے نقصانات

ڈاکٹر محمد رضا کی اہلیہ رسالہ ”بے پردگی“ میں لکھتی ہیں:

”جو عورتیں اپنے گھروں سے بے پردہ سج دھج کر دلہن بن کر نکلتی ہیں گویا زبانِ حال سے وہ ہر بھنگی و چمار، ہر نوجوان اور بڈھے کو عام دعوت نظارہ دیتی ہیں اور کہتی پھرتی ہیں کہ کیا تم اس حسن و جمال کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ سب دیکھ کر بھی کیا تم قربت اور وصل کی خواہش نہیں رکھتے ہو؟ اس طرح یہ عورتیں بازاروں اور شاہ راہوں پر اپنی خوب صورتی کی اس طرح نمائش کرتی ہیں جیسے پھیری والا چل پھر کر اپنا مال جگہ جگہ دکھاتا پھرتا ہے اور جس طرح مٹھائی والا اپنا مال مختلف رنگوں سے سجا کر چاندی کا ورق لگا کر شوکیس میں سلیقے سے رکھتا ہے، تاکہ آنے جانے والوں کی نظریں اس پر پڑیں، دل اس کے لئے للچائے اور خریدنے کی خواہش تیز سے تیز تر ہو۔ اس طرح اس کا مال خوب بکے، گاہک زیادہ آئیں اور مٹھائی کے شوقین اور اس کے چاہنے والوں کی بھیڑ لگ جائے۔“[1]

دوزخیوں کی ایک قسم کے بارے میں آتا ہے:

> ”ایسی عورتیں جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی اور (غیر مرد کو اپنی طرف) مائل کرنے والی اور (خود ان کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی (ناز سے شانوں کو گھما کر لچک دار چال سے چلیں گی) ان کے سر بڑے بڑے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح پھولے ہوئے ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ جنت کی خوش بو سونگھیں گی، حالاں کہ جنت کی خوش بو اتنی اتنی دور کے فاصلہ سے آئے گی۔“[2]

لہٰذا کسی بھی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسے کپڑے پہنے جن میں جسم کی رنگت یا بال اور اعضاء کی نمائش ہو یا ایسے چست لباس ہو جو اعضاء کی بناوٹ ظاہر کر دیں جس سے مرد گناہوں میں مبتلا ہوں (ہاں اپنے شوہر کے سامنے

---

[1] رسالہ اسلامی تمدن: ص ٢٦ دمشق

[2] مسلم، اللّباس، بابُ النساء الكاسيات العاريات ......، رقم: ۲۱۲۸

ہر ایسے کام کی اجازت ہے جس سے شوہر کی شہوت بھڑکے جس کی وجہ سے شوہر کی توجہ صرف اپنی بیوی پر ہی رہے)

اسی طرح گھر سے باہر نکلتے ہوئے ایسا موٹا برقعہ پہنیں جس کا رنگ ایسا چمک دار اور ڈیزائن والا نہ ہو کہ مردوں کی نظریں اٹھیں، کیوں کہ برقعہ پہننے سے غرض یہی ہے کہ مردوں کی نظریں اس کی طرف نہ اٹھیں اور اگر برقعہ اتنا خوب صورت اور ڈیزائن والا ہے کہ ہر شخص نظر اٹھا کر دیکھنے لگے تو اس صورت میں برقعے کا مقصد ختم ہو جاتا ہے، بہتر یہ ہے کہ ٹوپی والا برقعہ پہنا جائے، اس میں پردہ زیادہ ہے۔ دوسرے لحاظ سے غور کریں تو بے پردہ عورت ہر مسلمان بیوی پر ظلم کرنے والی ہے، اس لئے کہ جب وہ بے پردہ ہو کر (اپنا چہرہ خوب مزین کر کے) نکلتی ہے اور جس مرد کی اس پر غلطی سے بھی نگاہ پڑ جاتی ہے اس کے دل میں تیر کی طرح یہ خیال گھس جاتا ہے کہ کاش! یہ میری بیوی ہوتی اور اکثر دیوروں، بہنوئیوں، نندوئیوں اور پڑوس کے لڑکوں میں ایسے خیال کا بیج درخت بنتا رہتا ہے۔

''یار کاش! فلاں کی بیوی میری بیوی ہوتی، اس کے بعد جب یہ مرد اپنے گھر پر آتا ہے اور بیوی کو میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھتا ہے یا نادان بیوی اپنی گندی حالت میں ہوتی ہے تو وہ بات بات پر جھگڑا کرتا ہے، چھوٹی سی بات پر بیوی سے جھگڑا بلکہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بیوی یہ سمجھتی ہے کہ کیسا ظالم شوہر ہے؟ اتنی چھوٹی سی غلطی پر یا کوئی غلطی بھی نہیں ہوئی، لیکن مجھے اور معصوم بچوں کو ڈانٹ رہا ہے یا مار رہا ہے، بیوی کے روتے روتے آنسو ختم ہو گئے، لیکن بیوی کو کیا خبر کہ آج شوہر نے اپنے فلاں دوست کی بیوی کو دیکھا تھا یا آج دکان پر فلاں رشتہ دار عورت آئی تھی یا آفس میں آج ان کو ایک لڑکی پسند آگئی یا رات دعوت میں گئے تھے وہاں ان کی خالہ کی بہو نے نرم لہجہ میں مسکراتے ہوئے نئی دکان کی مبارک باد دی تھی۔ نگاہ کے فتنے کے بعد نفس و شیطان کی دوسری ایجنٹ زبان ہے، اس لئے کہتے ہیں شیطان

آدمی کی تین چیزوں میں ہوتا ہے: نگاہ میں، دل میں اور شرم گاہ میں۔

جب کہ شوہر یہ سمجھتا ہے کہ ابھی تو اس کو اور مارنا چاہئے، بل کہ اس کو گھر سے نکال کر کسی طرح اس فلاں لڑکی کو لانا چاہئے، پتا نہیں میرے گھر والوں نے مجھے کہاں پھنسا دیا، دیکھو فلانی کیسی خوب صورت ہے؟'' حالاں کہ یہ پاؤڈر کی خوب صورتی پر پاگل ہورہے ہیں، ابھی وہ پانی سے منہ دھوئے تو سارا میک اپ ختم اور ان کی عقل ٹھکانے آجائے، لہٰذا بے پردہ عورت اپنی دوسری بہنوں کے لئے اس طرح ظالم بنی کہ اس کی طرف توجہ نے کسی مرد کا دھیان اس کی اپنی بیوی سے ہٹا دیا۔

آپ نے غور کیا! جو عورت بے پردہ ہو کر دیور، جیٹھ، خالہ زاد، ماموں زاد، بہنوئی اور نندوئی وغیرہ کے سامنے کھل کر ہنسی مذاق کرتی ہے اور اپنی جھلک اور نرم آواز سے ان کو متاثر کر کے اپنی بہن یعنی ان کی بیویوں کے لئے مصیبت کا کیسا دروازہ کھولتی ہے؟ اور آپ خود ہی سوچیں! جو عورت دوسروں کے گھروں میں (اچھے بھلے میاں بیویوں میں) جھگڑے کروانے کا ذریعہ بنے گی اس کا گھر جھگڑوں سے بچ جائے گا؟ نہیں کبھی نہیں! بل کہ شیطان اس کے شوہر کو بھی کسی کالی کلوٹی، بدصورت عورت کو اس کی نگاہ میں خوب صورت کر کے پیش کرے گا، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں، آمین۔

لہٰذا مسلمان عورتوں کو کبھی بھی بے پردہ گھر سے نہیں نکلنا چاہئے، کیوں کہ بے پردہ عورت پڑی ہوئی ایک ہی نظر کایا پلٹ دیتی ہے آپ غور کیجئے! ایک عورت بے پردہ کسی دکان پر جاتی ہے وہ دکان دار صرف ایک ہی مرتبہ اس کو دیکھتا ہے، لیکن یہی ایک نظر آگے اپنا کام دکھا دیتی ہے، یہ ایک ہی نظر اس کو اپنی بیوی سے متنفر اور اس کی نمازوں اور روزوں کی روحانیت ختم کر دیتی ہے اور یہ ایک ہی نظر اس کو گناہ گار بنا دیتی ہے، اسی کو ایک شاعر کہتا ہے:

نَظْرَةٌ فَابْتِسَامَةٌ فَسَلَامٌ
فَكَلَامٌ فَمَوْعِدٌ فَلِقَاءٌ

ترجمہ: ”ایک نگاہ، ایک تبسم، پھر سلام، اس کے بعد (فون پر) بات چیت، پھر وعدہ اور پھر ملاقات۔“[1]

ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ اللہ کی پناہ! جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ان واقعات کو ہم یہاں بیان نہیں کر سکتے، مثلاً: گھر میں اچھی بھلی بیوی موجود ہے، لیکن شوہر نے ماسی اور نوکرانی بل کہ راہ چلتی فقیرنی سے منہ کالا کرلیا۔ نوجوان بیوی کے ہوتے ہوئے ادھیڑ عمر کی مطلقہ (جس کو دو مرتبہ طلاق مل چکی ہے اس) کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر کے دوزخ میں ٹھکانہ بنایا۔

اسی طرح شادی کے چند ماہ بعد ہی پتہ چلا کہ لڑکے نے تو کہیں اور بھی ہاتھ پھیلایا ہوا ہے یا لڑکی کے کوئی اور دوست بھی ہیں یا لڑکا اس بیوی کو دل سے چاہتا ہی نہیں، پھر تعویذ لینے جاتے ہیں کہ کوئی تعویذ دے دو، تاکہ لڑکے کا دل اس لڑکی سے ہٹ جائے، لڑکے نے گھر کی نوکرانی سے غلط تعلق رکھا ہوا ہے کوئی دعا بتا دیجیے!

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا ملتی ہے اس کو کوئی تعویذ اور کوئی دم کیا ہوا پانی دور نہیں کرسکتا، اس کا علاج تو صرف توبہ کرنا ہے کہ اے باری تعالیٰ! اب تک خوب بے پردہ گھومتی پھرتی رہی اب میری توبہ، اے مالک! میری توبہ قبول فرما۔

فوٹو، مووی سے بچنا

اسی طرح منگنی سے پہلے ہی سسرال والوں سے طے کرلیں کہ ہم فوٹو، مووی نہیں بنوانے دیں گے، جس دعوت میں فوٹو، مووی کی لعنت ہوگی وہاں ہم نہیں آئیں گے، اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، لہٰذا ہم کوئی کام ایسا نہیں کر سکتے

[1] تحفۃ العروس ۵۴۵

جس کو ہمارے مالک، ہمارے آقا نے منع فرمایا ہو اور مووی کئی قسم کے گناہوں کا مجموعہ ہے، نیز بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ مووی بنانے والوں نے اپنے پاس اس کیسٹ کی کاپی محفوظ رکھ لی، اس کے مناظر میں کچھ جوڑ توڑ کر کے پھر دلہن اور دولہا والوں کو بلیک میل کیا کہ اتنے لاکھ دو ورنہ.........

اگر یہ نہ بھی ہو تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ عورت قبر میں چلی جائے، لیکن اس کی بے پردگی کی حالت والی تصویر مووی میں محفوظ ہو اور اس کو جو بھی جہاں بھی دیکھے وہ اس کو دیکھ کر لذت اٹھائے، یہ تو مر چکی ہو، لیکن اس کا گناہ زندہ ہو۔ ایک عورت جس کو اللہ نے شوہر کے لئے بنایا تھا، اب سینکڑوں لوگوں کی پُر ہوس نظروں کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔

اس لئے مووی، فوٹو بنوانا، نامحرم لوگوں کا دلہن کے پاس منہ دکھائی کی رسم کے وقت آنا، ایسا میک اپ استعمال کرنا جس سے وضو، نماز نہ ہو ان سب خرافات سے بچنا چاہئے۔

منگیتر کے ساتھ گھومنا پھرنا

ہم ہر مسلمان بہن کو نصیحت کرتے ہیں کہ نکاح سے پہلے آپ کا ہونے والا شوہر آپ کے لئے اجنبی شخص ہے۔ اس کا آپ کو دیکھنا حرام ہے اور اس کے ساتھ گھومنا پھرنا دنیا و آخرت دونوں کو تباہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

میری قابل احترام بہن! منگنی کے بعد، ہونے والے شوہر کے ساتھ گھومنے پھرنے کے نقصانات ہمارے سامنے ایسے خطرناک نتیجے کی صورت میں آئے ہیں کہ وہ بیان سے باہر ہیں۔

آپ ذرا سوچئے! ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ بن ٹھن کر نوجوان لڑکی کا جانا، جو اس کو چوراہوں، پارکوں اور ہوٹلوں میں لے جا کر پھرائے، جہاں نہ چوکی ہے نہ

پہرا، نہ دین واخلاق کا کوئی واسطہ ہے، نہ کسی رشتہ دار کا وہاں گزر، یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شیر جیسے پھاڑ کھانے والے درندے کے سامنے شکار ڈال دیا جائے۔ اس کھلی چھوٹ کے نتیجے میں حرص و ہوس کا یہ پتلا، سانپ بن کر جب اپنے شکار کا رس چوس لے، اپنا دل اس کھلونے سے اچھی طرح بہلا لے، اس کی عزت و ناموس کو سر بازار رسوا کر دے اور اس کھلے میل جول کے نتیجے میں لڑکی کو شادی سے پہلے ہی.........۔

کبھی نادان لڑکی کسی کے ورغلانے کی وجہ سے یہ کہہ دیتی ہے کہ کیا ہوا؟ میں اپنے منگیتر کے ساتھ جاؤں گی تو وہ مجھے کھا تو نہیں جائے گا؟

قابلِ احترام بہن! جس نے بھی آپ کو یہ پٹی پڑھائی ہے اس نے بالکل کھلم کھلا آپ کو دھوکہ دیا ہے، آپ اسے یہ سمجھائیں کہ وہ ضرور میرا گوشت تو نہیں کھائے گا ہاں، میری عزت و شرافت ضرور کھا جائے گا، میرے حسب و نسب پر ضرور نہ مٹنے والے داغ و دھبے لگا دے گا اور میرے ماں باپ کی عزت کو ضرور خراب کر دے گا۔

اس لئے کہ اس کھلم کھلا بے حیائی کے نتیجے میں بہت سے شریف خاندانوں کی عزت ملیا میٹ ہوگئی، بہت سوں نے مختلف ڈاکٹروں کو لمبی چوڑی فیسیں دے کر اپنے زخموں پر مرہم لگوائے، لیکن عمر بھر کے لئے بچی کی زندگی خراب ہوگئی، اس گناہ کی نحوست بعض خاندانوں میں اس طرح پھیلی کہ شادی سے پہلے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے، گھنٹوں ٹیلی فون پر باتیں ہوا کرتی تھیں، گھنٹوں باہر گھومتے تھے، لیکن شادی ہوتے ہی شوہر کا دل اس بیوی سے ہٹ گیا اور دیکھنے والے اس پر حیران ہوگئے کہ ان دونوں میں یہ نفرت کی آگ کیسے لگی؟

حقیقت یہ ہے کہ جو بندے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں وہ کبھی سکون و راحت کے ساتھ نہیں رہ سکتے، گناہ سے جو عارضی لذت حاصل ہوتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خارش کرنے والے کو زخم پر خارش کرنے میں مزہ آتا ہے، لیکن وہ

تھوڑی دیر کی لذت بڑی بیماری اور صحیح نہ ہونے والے زخم پیدا کر دیتی ہے۔

اس گناہ کی نحوست بعض مرتبہ یہ بھی سنی گئی کہ رشتہ بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے، کسی بہانے سے لڑکا یہ کہہ دیتا ہے کہ لڑکی مجھے پسند نہیں۔

اب عمر بھر اس لڑکی کے لئے پریشانی ہو جاتی ہے اور خاندان میں بھی بدنامی ہوجاتی ہے کہ اس لڑکی کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ ضرور اس لڑکی میں کوئی عیب ہوگا جس کی وجہ سے فلاں لوگوں نے رشتہ توڑ دیا۔ لہٰذا ہم ہر مسلمان بہن کی خدمت میں عرض کریں گے کہ آپ اس گناہ سے بہت ہی اہتمام سے ایسے بچیں جیسے کسی درندے سے بچا جاتا ہے اور اگر ہونے والے سسرالی رشتہ دار مجبور کریں تو ان کو صاف منع کر دیں کہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے میں نامحرم کے ساتھ باہر نہیں جاسکتی، ہاں! اگر آپ چاہتے ہیں تو نکاح کرادیں، پھر نکاح کرنے کے بعد میں جاسکتی ہوں۔

اسی طرح شادی سے پہلے ہونے والے شوہر سے فون پر بھی بالکل بات نہ کیجئے، پہلے فون پر بات شروع ہوگی، پھر بالمشافہ (روبرو) بات ہوگی، پھر اٹھنا بیٹھنا، پھر گھومنا پھرنا اور پھر برائی کی دوسری راہیں ہموار ہوتی جائیں گی۔ آپ ان باتوں سے بچنے کا ارادہ تو کیجئے! اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ.........

اس لئے کہ جو عورت اپنے پیدا کرنے والے مالک کے حکموں کو ماننے والی اور حضرت محمد ﷺ کے اخلاق کی پیروی کرنے والی بن گئی تو وہ انسانیت کے شرف سے مالا مال ہوگئی، وہ انس والفت کا مجسمہ اور محبت واخوت کا پتلا بن گئی۔

اب اس سے جو قریب ہوگا خوش رہے گا، اس کی الفت اور محبت گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ دار عورتوں کو اس کا عاشق بنا دے گی۔ اگر کسی شخص کا ایسی عورت سے نکاح ہوگیا تو وہ اس کے اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گا اور اگر عورت نیک بن جائے تو اس کا درجہ و مرتبہ مردوں سے بھی اونچا ہو

جائے گا اور وہ جنت میں مردوں سے پہلے جائے گی۔

چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے فرمایا: اے بیبیو! یاد رکھو تم میں سے جو عورتیں نیک ہیں وہ نیک مردوں سے پہلے جنت میں جائیں گی اور جب شوہر جنت میں آئیں گے تو یہ عورتیں غسل کر کے خوش بو لگا کر شوہروں کے حوالے کر دی جائیں گی۔ سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر سوار ہوں گی اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔[1]

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بیبیو! اور کون سی فضیلت چاہتی ہو، جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں، ہاں! نیک بن جانا شرط ہے اور یہ کوئی مشکل نہیں۔[2]

دیکھئے نیک بن جانے میں کتنی فضیلت ہے۔ بقول کسی شاعرہ کے

محمدؐ کی شریعت پر سر تسلیم خم کر دو
اشارہ ہو تو اپنے ہاتھ اپنا سر قلم کر دو
نہیں جھکتا جو سر اللہ کے احکام کے آگے
اسے جھکنا پڑے گا ناتواں اصنام کے آگے
ادب سے چوم کر قرآن کو رکھ لو پیشانیوں پر
سکون دل کا سرمایہ ہے رکھ لو اپنے سینوں پر

نئی تہذیب

میری محترم بہنو! جو ایک کی بندی نہیں بنتی اس کو ہزاروں کی باندی، نوکرانی بننا پڑتا ہے، جو عورت بالکل بے پردہ یا بغیر برقعے کے باہر نکلتی ہے اور اللہ کے حکم کو نہیں

---

[1] کنز العمال، الثامن النکاح: ۱۶/۱۷۱، رقم: ۴۵۱۵۵

[2] بہشتی زیور، آٹھواں حصہ، کنز العمال کے ترغیبی مضمون: ۴۶۳

مانتی آپ یہ نہ سمجھیں کہ وہ آزاد ہے، بالکل نہیں! کیوں کہ آج ہر ایک کسی نہ کسی کی غلامی میں چل رہا ہے۔ ایک بے پردہ خاتون سے اگر پوچھا جائے کہ آپ پردہ کیوں نہیں کرتیں؟ وہ کہے گی: معاشرے، رشتہ داروں اور خاندان کے رواج کی وجہ سے، معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی غلامی چھوڑ کر معاشرے کی غلام بن گئی ہے۔

اسی کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اپنے وعظ ''آزادی نسواں کا فریب'' میں فرماتے ہیں:

آزادی کے دل فریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا، اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکریٹری کا منصب بخشا گیا، اسے اسٹینوٹائپسٹ بننے کا اعزاز دیا گیا، اسے تجارت چمکانے کے لئے ''سیلز گرل'' اور ''ماڈل گرل'' بننے کا شرف بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو برسرِ بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو۔

یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دینِ فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے وہ تجارتی اداروں کیلئے ایک شو پیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کیلئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

آج یورپ اور امریکہ میں جا کر دیکھئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں۔ ریستورانوں میں کوئی مرد ویٹر مشکل سے نظر آئے گا، ورنہ یہ خدمات تمام تر عورتیں انجام دے رہی ہیں۔ ہوٹلوں میں مسافروں کے کمرے صاف کرنے، ان کے بستر کی چادریں بدلنے اور روم اٹنڈنٹ کی خدمات تک تمام تر عورتوں کے سپرد ہیں۔ دکانوں پر مال بیچنے کے لئے مرد کم نظر آئیں گے یہ کام بھی عورتوں ہی سے لیا جا رہا ہے، دفاتر کے استقبالیوں پر عام طور پر عورتیں ہی تعینات ہیں اور بیرے سے لے کر کلرک تک کے تمام مناصب زیادہ تر اسی صنفِ نازک کے حصے میں آتے ہیں جسے گھر کی قید سے آزادی عطا کی گئی ہے ؎

نہیں جھکتا جو سر اللہ کے احکام کے آگے
اسے جھکنا پڑے گا ناتواں اصنام کے آگے

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے لئے اور اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کھانا تیار کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی اور دقیانوسیت ہے، اگر وہی عورت ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اس کا نام آزادی اور جدت پسندی ہے۔

اگر عورت گھر میں رہ کر اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے، لیکن دکانوں پر ''سیلز گرل'' بن کر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے یا دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔ ''إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.''[1]

جنوں کا نام عقل رکھ دیا عقل کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ترقی یا تباہی

ہم کو اس سے انکار نہیں ہے کہ روٹی ہوٹلوں میں بھی کھائی جا سکتی ہے، راتیں کلبوں اور سینما گھروں میں بھی گزاری جا سکتی ہیں، خبر گیری و تیمارداری ہسپتال اور نرسنگ ہوم میں بھی مل جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ انعامات اور تمغوں کا لالچ دلا کر (جیسا کہ روس میں کیا جاتا ہے) عورتوں سے بچے بھی جنوا لئے جایا کریں اور سرکاری پرورش گاہوں میں کرایہ کی نرسوں کے ذریعے ان بچوں کی پرورش بھی کرا لی جایا کرے، لیکن اس کو خوب یاد رکھیے کہ ہوٹل میں جینے اور ہسپتال میں مرنے کی یہ زندگی نہ تو خاندان کی زندگی کا بدل ہو سکتی ہے اور نہ تنخواہ اور الاؤنس کی خاطر جنے

[1] اصلاحی خطبات، آزادئ نسواں کا فریب: ۱/۱۴۵، ۱۴۶

ہوئے بچوں اور سرکاری پرورش گاہوں میں کرائے پر پالی ہوئی نسلوں سے کوئی قوم بن سکتی ہے۔

اکبر مرحوم کیا خوب فرما گئے ؎

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

آدمی سازی اور جوتا سازی کے کام میں زمین آسمان کا فرق ہے، آپ جس طرح انعامات اور اجرت کے بل پر کارخانوں میں جوتے تیار کراسکتے ہیں، اگر وہی طریقہ آپ نے آدمی سازی کے لئے بھی اختیار کرلیا تو آدمیوں کی شکل کی ایک مخلوق تو ضرور تیار ہو جائے گی، لیکن وہ آدمیت کے تمام اوصاف سے یکسر خالی ہوگی، کیوں کہ جو آدمی باٹا (BATA) کے جوتوں کی طرح تیار کئے جائیں گے وہ پاؤں میں پامال کئے جانے کے لئے تو اچھے رہیں گے، لیکن زمین کی خلافت میں ان کا کوئی حصہ ہو، یہ ناممکن ہے۔

یہ تو یقینی امر ہے کہ عورت معاشی حیثیت سے لاکھ آزاد ہو جائے، مگر وہ کسی بھی صورت میں مرد کی حاکمیت سے باہر نہیں ہوسکتی، کیوں کہ دنیا کی قدیم ترین تاریخ سے موجودہ دور تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے کہ جس میں عورتوں نے مردوں پر غلبہ پالیا ہو۔ "یہ ہے "اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ"[1] کا خدائی فیصلہ جو کبھی نہیں بدل سکتا اور جو بھی اس قطعی فیصلے کو بدلنے کی کوشش کرے گا اس کو منہ کی کھانی پڑے گی۔"[2]

مسلمان بہنو! خلاصہ یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بے قید کوئی نہیں، کوئی اللہ تعالیٰ کی قید میں ہے، کوئی شیطان کی قید میں ہے، کوئی نفس کی قید میں ہے اور کوئی

---

[1] النسآء، آیت: ۳٤

[2] "مسلمان عورت دوراہے پر" از مولانا امین احمد احسن اصلاحی

معاشرے کی قید میں ہے، قید سے کوئی خالی نہیں۔

یہ فیصلہ کرنا ہر انسان کا اپنا کام ہے کہ کون سی قید اسے مطلوب ہے؟ جوش ملیح آبادی نے کتنے پیارے اشعار کہے تھے ؎

عالم نسواں پر کالی رات جب چھا جائے گی
یہ تیرے ماتھے کی بندیا صبح کو شرمائے گی
عورتیں بیچیں گی جب اسٹیج پر بار قص و چنگ
اپنی آنکھوں کی لگاوٹ، اپنے رخساروں کا رنگ
ان کے آگے ہر نیا میدان ہوگا جلوہ گاہ
اور تیرا اسٹیج ہوگا صرف شوہر کی نگاہ

❷ شوہر کا مزاج پہچاننا

بیوی کو چاہئے کہ جب بھی شوہر سے بات کرنی ہو تو مزاج دیکھ کر بات کرے، اگر دیکھے کہ اس وقت ہنسی اور دل لگی میں ہے تو ہنسی اور دل لگی کرے اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرے، جیسا مزاج ہو ویسی بات کرے اور خوب سمجھ لیں کہ میاں بیوی کا تعلق صرف محبت کا نہیں ہوتا، بل کہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ میاں کو درجے میں اپنے برابر سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ شوہر سے ہرگز کوئی کام مت لیں۔

اگر وہ محبت میں آکر کبھی ہاتھ یا سر دبائے تو آپ نہ دبانے دیں، بھلا سوچیں کہ اگر آپ کے والد صاحب ایسا کریں تو کیا آپ کو گوارا ہوگا؟ پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے، اٹھنے، بیٹھنے میں، بات چیت کرنے میں غرض ہر بات میں ادب و تمیز کا خیال رکھیں۔[1]

---

[1] بہشتی زیور، حصہ پنجم، میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ: ۲۸۳

شوہر جب خوش ہو تو کوشش کریں کہ اس کی خوشی میں آپ اضافہ کرنے کا سبب بن سکیں، جب وہ کوئی دل لگی یا محبت کی بات کرے تو آپ بھی اس کا جواب پیار و محبت کے پھولوں ہی سے دیں اور اگر وہ غم گین بے چین ہو تو آپ اس کے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کریں اور خود بھی اس کے غم میں ساتھ دیں۔ دیکھئے ایک مرتبہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ نے مذاق کے طور پر عورتوں کے متعلق ایک شعر کہا:

إِنَّ النِّسَآءَ شَيَاطِيْنُ خُلِقْنَ لَنَا
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيَاطِيْن

تَرجَمہ: ”یقیناً عورتیں تو ہمارے لئے گویا شیطان کی طرح پیدا کی گئی ہیں (کہ یہ بھی ہم کو گمراہ کرتی ہیں اور) ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت چاہتے ہیں شیاطین کے شر سے۔“

تو حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا نے اسی طرح ہنسی میں کیسا پیارا جواب دیا:

إِنَّ النِّسَآءَ رَيَاحِيْنُ خُلِقْنَ لَكُمْ
وَكُلُّكُمْ يَشْمِيْ شَيْدَ الرَّيَاحِيْن [1]

تَرجَمہ: ”یقیناً عورتیں تو (مہکتے ہوئے) خوش بودار پھول کی طرح ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں اور تم میں سے ہر شخص پھولوں کی (جانب مائل ہوتا ہے اور اس کی) خوش بو سونگھنے کا متمنی ہوتا ہے۔“

لطف تو اسی میں ہے کہ شوہر دن بھر کا تھکا ماندہ آئے تو گھر والوں کی باتوں سے جی خوش کرے۔ وہ اس کو راحت دیں، ان کی راحت کا خیال کرے۔

جن لوگوں کی معاشرت گھر والوں کے ساتھ اچھی ہوتی ہے واقعی ان کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آتا ہے۔

---

[1] تحفة زوجين: ص ۱۲۲

۳ شوہر اور اس کے گھر والوں کی تعریف اور ان سے سچی محبت کرنا

تیسری چیز شوہر اور اس کے رشتہ داروں سے دلی محبت رکھے اور زبان سے ان کی تعریف کرے، چوں کہ جب گھر میں بہو آتی ہے تو خاندان کی نادان عورتیں برتن بجنے کی آوازوں کا شدت سے انتظار کرتی ہیں کہ اب کسی کی بیٹی گھر میں روٹی کھائے گی تو فلانی کا پتا چل جائے گا کہ کتنے پانی میں ہے؟ اس لئے ہر جگہ زبردستی پوچھا جاتا ہے کہ کیا حال ہے؟ بہو سے اگلوایا جاتا ہے کہ اس گھر کو کیسا پایا؟ اور لڑکی کی نادان ماں خود بچی کو پہلے ہی دن سے چغلی، غیبت اور عیب جوئی کی عادت ڈلوا دیتی ہے اور نئی دلہن سے کرید کرید کر اندر کی باتیں نکلوائی جاتی ہیں۔

چناں چہ یہ لڑکی بھی ساس کے گھر کا نقشہ نہایت برا بنا کر پیش کرتی ہے، ساس، نند اور بھاوج کی ایک ایک کمی کوتاہی کو بڑی برائیاں بنا کر پیش کرتی ہے اور پرانی عورتیں تو ان باتوں کو نمک مرچ لگا کر چار باتیں اپنی طرف سے بنا کر پیش کرنے میں ماہر ہوتی ہیں تو وہ اسی لڑکی کی ساس کو کسی نہ کسی طرح بتلاتی ہیں، تاکہ جلتی پر تیل کا کام دیں کہ تمہاری فلانی بہو نے یہ بات تمہارے گھر کے متعلق کہی۔

پھر ان ہی باتوں پر جھگڑے، ناچاقیاں اور دشمنیاں، پیدا ہو کر طلاق وخلع کی نوبت آجاتی ہے یا پھر عمر بھر کے لئے میاں بیوی میں عداوت اور مخالفت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ پھر ساس بیٹے کو بتاتی ہے کہ تیری بیوی نے ہمارے گھر کے متعلق یہ کہا، یہ کہا فلاں گواہ ہے، فلاں نے سنا ہے اور فلاں عورت نے یہ بات کہی ہے جو اتنی نیک ہے کہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتی، ضرور تمہاری بیوی نے یہ کہا ہوگا۔ اب شوہر کے دل میں بیوی کے خلاف جذبات بھڑکیں یا ماں کے خلاف، دونوں قسم کے جذبات زہر قاتل ہیں۔

لہٰذا بیوی کو چاہئے کہ شوہر، اس کے والدین اس کے بہن بھائی اور اس کے تمام رشتہ داروں کی خوب جائز تعریف کرے، اس سے میاں بیوی میں بھی محبت پیدا ہوگی، کیوں کہ ساس کو جب پتا چلے گا اور نند جب سنے گی کہ ہمارے گھر کی باہر تعریفیں ہو رہی ہیں، ہماری ناک اونچی ہو رہی ہے، بھابھی کے آنے سے ہماری عزت بڑھ گئی تو وہ خوش ہو کر بھابھی اور بہو کے لئے بھی اپنے دل میں بھلائی کے جذبات کو جگہ دیں گی اور اپنے بھائی اور بیٹے سے کہیں گی ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت اچھی بیوی دی ہے اور پھر عورتیں جب کسی کی تعریف کرنے پر آتی ہیں تو اسے آسمان پر پہنچا دیتی ہیں اور اگر کسی کی برائی کرتی ہیں تو اسے چھپنے کے لئے زمین بھی جگہ نہیں دیتی۔

اب شوہر جب والدہ اور بہن سے اپنی بیوی کی تعریف سنے گا تو ضرور اس شوہر کے دل میں اس بیوی کے لئے محبت اور اپنائیت پیدا ہوگی اور پھر میاں بیوی دونوں خوش وخرم رہ کر اس دنیا کی زندگی کو آخرت کی تیاری میں گزاریں گے اور نئی نسل (اولاد) کو دنیا بھر میں دین پھیلانے والا بنانے کی تیاری کرنے میں لگ جائے گے۔ یہ شوہر کی تعریف اور اس کے گھر والوں کی خوبیاں بیان کرنے کا ایک اہم فائدہ ہے اور اگر میاں بیوی الگ رہتے ہوں (ساس، نند، دیورانی اور جیٹھانی ساتھ نہ رہتی ہوں) تب بھی شوہر کی تعریف اور اپنی محبت کا اظہار کرنے اور دل کی گہرائیوں سے شوہر کو اپنا محبوب سمجھنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایسے میاں بیوی جن میں محبت طبعی طور سے نہ بھی ہو یا محبت کم ہو تو اس طرح برتاؤ کرنے سے محبت بڑھ جاتی ہے اور پھر میاں بیوی آپس میں شیر وشکر ہو جاتے ہیں، اسی لئے اسلام میں بیوی کو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ بے تکلف شوہر سے محبت کا اظہار کرے ”مجھے آپ سے بہت محبت ہے، میری نگاہ میں آپ ہی ہیں، آپ ہی کے لئے میں نے گھر، خاندان، والدین، عزیز و اقارب محلہ اور ملک چھوڑا ہے، آپ ہی میرے لئے سب کچھ ہیں، آپ ہی میرے

لئے مونس اور غم خوار ہیں، آپ کی غیر موجودگی میں میری زندگی بالکل سونی سونی اور بے مزہ سی رہتی ہے، میری دنیا کی تمام رنگینیاں اور دل چسپیاں آپ ہی کے دم سے ہیں۔''

میاں بیوی کے تعلقات کی خوش گواری کے لئے صحیح قاعدہ وہی ہے جو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس عورت سے کہا جس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی تھی اور اپنے شوہر کے متعلق کھل کر کہا تھا کہ ''اس سے طبعی محبت نہیں پاتی ہوں'' یعنی میرے دل میں اس کی طبعی محبت جاں گزیں نہیں ہے۔

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ سن کر اس عورت سے فرمایا: اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے طبعی محبت نہ ہو تو بھی اس عورت کو چاہئے کہ یہ بات اپنے شوہر کے سامنے ظاہر نہ کرے بل کہ بہ تکلف محبت کا اظہار کرے، اس سے محبت نہیں ہوگی تب بھی ہو جائے گی، کیوں کہ بہت کم ایسے گھرانے ہوئے ہیں جن کی بنیاد طبعی محبت پر ہوتی ہیں، لہذا لازمی ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک اس بات کا التزام کرے کہ ایک دوسرے کے شرف ومجد (بزرگی) کا لحاظ کرے، اور اسلام نے میاں بیوی کے تعلقات کے سلسلے میں جو ضروری آداب اور فرائض عائد کئے ہیں ان کو نباہنے اور بجا لانے کی کوشش کرے، بس اسی طریقے سے زندگی کی خوش گواری نصیب ہو سکتی ہے، کیوں کہ بار بار محبت کا اظہار کرنے اور پرانی باتیں بھلا کر نیا عزم اور پختہ ارادہ کر کے چلنے سے ایک دن وہ آتا ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی یک جان دو قالب، ایک باطن دو ظاہر، ایک مزاج دو روحیں، ایک بیماری دو علاج چاہنے والے، ایک پریشانی دو دعا مانگنے والے، ایک درد دو برداشت کرنے والے اور ایک فکر دو سوچنے والے بن جاتے ہیں۔

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی اپنے شوہروں سے محبت

جب حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گھر تشریف لاتے تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

یہ دو اشعار محبت بھرے لہجے میں فرماتی تھیں:

لَنَا شَمْسٌ وَّلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ الْفَجْرِ
وَشَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَآءِ [1]

تَرجَمَہ: "ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے اور میرا سورج آسمان والے سورج سے بہت زیادہ بہتر ہے (کیوں کہ) آسمان کا سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔"

آپ غور کیجئے! شوہر رات کو جب ایسی محبت کرنے والی بیوی کے پاس آئے تو کیوں اس کی صحت میں، اس کی جوانی میں، اس کی خوشی میں، اس کی قوت میں اور اس کی محبت میں اضافہ نہ ہو اور گھر میں ایسی بیوی کے ہوتے ہوئے شوہر کو کوئی نفسیاتی، روحانی اور جسمانی بیماری کیسے چھو سکتی ہے۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی سیدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا تھیں، کیوں تھیں؟

اس کو معلوم کرنے کے لئے "مولانا سیّد سلیمان ندوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی" کی کتاب "سیرت عائشہ" کا مطالعہ کیجئے اور ان صفات کو اپنے اندر پیدا کیجئے جو اُن میں تھیں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کیسی محبت تھی، اس کا اندازہ آپ اس شعر سے بھی لگا سکتی ہیں، یہ صرف ظاہری لفاظی نہیں، بل کہ دلی محبت اور سچی عقیدت کے جذبات کی ترجمانی کے لئے حضرت عائشہ

---

[1] مسلمان خواتین کے کارنامے: ص ۱۷۵

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ان الفاظ کو چنا، جن سے معمولی اشارہ ہی ہوسکتا ہے نہ کہ مکمل جذبات کا اظہار، چناں چہ فرماتی ہیں:

لَوَّامِیْ زُلَیْخَا لَوْرَأَیْنَ جَبِیْنَهٗ
لَاٰثَرْنَ بِقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَی الْیَدِ[1]

تَرجمہ: ''اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرہ انور کو دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کو کاٹنے کے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔''

اسی طرح حضرت عاتکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا طائف میں شہید ہوئے تو انہوں نے ایک پُر درد مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے:

فَاٰلَیْتُ لَا تَنْفَكُّ عَیْنِیْ حَزِیْنَةً
عَلَیْكَ وَلَا یَنْفَكُّ جِلْدِیْ اِغْبَرًّا[2]

تَرجمہ: ''میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔''

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو اپنے شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی تھی، اس شعر سے آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے اور غور کیجئے کہ کبھی آپ نے اپنے شوہر کی محبت میں کوئی ایسا شعر لکھا اور کبھی کہا ہے، کبھی محبت سے مہکتے ہوئے الفاظ کا گل دستہ ان کی خدمت میں پیش کیا؟

اگر نہیں تو ضرور اس کا اہتمام کریں، کیوں کہ شوہر سے محبت کرنا دین کا حصہ، اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ، دین و دنیا کی کام یابی اور سرخ روئی کا پیش خیمہ اور

---

[1] حقوق الزوجین: ۲۷۷/۲۰ وعظ کساء النساء

[2] الفاروق، ازواج و اولاد، ص ٤٤٢

معاشرے کے لئے امن کا گہوارہ ہے۔ (اسی طرح حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی شکر گزار بہو کا واقعہ دوبارہ پڑھئے کہ جب سسر نے بیٹے کا حال پوچھا تو ایسا جواب دیا کہ جس سے شوہر کی اور شوہر کے گھر کی تعریف بھی ہوگئی اور اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوئے اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بھی خوش ہوئے اور انھوں نے دعا بھی دی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند آیا اور اتنے خوش ہوئے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیدائش اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَامُ کی اولاد میں ہونا اسی شاکرہ بیوی کی نسل مبارک سے مقدر ہوا اور اسی خاندان میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیدائش ہوئی۔[1]

اس لئے مسلمان بہنوں اور دلہنوں کو چاہئے کہ شروع ہی سے شوہر کے گھر کی معمولی چیزوں کی بھی تعریف کریں، شوہر اور اس کے گھر والوں کی برائی بالکل نہ کریں، بل کہ تعریف کر کے ان کا دل جیت لیں تو اس کی برکت سے شوہر بھی آپ پر مہربان ہو جائے گا اور آپ کی نسل میں بھی ایسی اولاد پیدا ہوگی جو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دین کا کام کرے گی اور پھر حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت عالم گیر، حضرت صلاح الدین ایوبی، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت مولانا محمد الیاس اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کی یاد تازہ ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ آج بھی مسلمان ماؤں کی گودوں میں ایسے پھول پیدا کرے جن کی خوش بو ساری دنیا کے انسانوں کے دلوں کو ایمان کی مہک سے مُعطّر کر دے اور دنیا کے انسانوں کی زندگیوں کو قرآن کریم کی روشنی سے منور کرے، آمین یا ربَّ العالمین۔

اللہ تعالیٰ خالدہ خانم ترکیہ کو جزائے خیر دے کہ اپنی بہنوں کو یہ پیغام دے کر گئیں: ؎

---

[1] سیرت النبی، سلسلۂ اسماعیلی: ۸۶/۱

اگر دینِ ہدیٰ کی بیٹیوں میں سے شمار اپنا
روایاتِ اسلاف کی لاج رکھنا وقار اپنا
ہمارا پردہ کیا، ہم کیا، ہمارا زہد و تقویٰ کیا
نہ پوچھو کر گئیں ہیں مؤمناتِ قرنِ اولیٰ کیا
وہ شوہر کی محبت اور وہ اولاد کی خدمت
وہ نظم خانہ داری، وہ اللہ کی اطاعت
وہ پردہ وہ حیاداری وہ عفت وہ وفاداری
فَلَا تَخْضَعْنَ کی عصمت جہادوں کو وہ تیاری

شوہر کی سچی محبت کی علامت

شوہر کی سچی محبت حاصل کرنے اور شوہر کو اپنے اوپر مہربان کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر میاں بیوی میں کسی بات پر ناراضگی، گرما گرمی ہو جائے تو نیک بیوی کو چاہئے کہ فوراً معافی مانگ لے، جتنا شوہر کے دل میں غم وغصہ کی میل وگندگی جمی ہے اتنا ہی معافی کے سرف اور صابن سے غم کی میل کو دھونے کی کوشش کرے۔ نیک مسلمان بیوی کی شانِ مسلمانی کا تقاضہ ہے کہ جب تک شوہر کو راضی نہ کرلے خوش نہ کرلے تب تک چین سے نہ بیٹھے، اس لئے کہ دو دلوں کا میل کچیل، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دور کر دیتا ہے، مصیبتوں اور بلاؤں کو لاتا ہے اور انسان پر ایسی ایسی پریشانیاں آتی ہیں کہ اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

لہٰذا میاں بیوی کے دل تو ہمیشہ آئینے کی طرح صاف ستھرے ہونے چاہئیں کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے لئے محبت، دوسرے کی کھلتی ہوئی پیشانی پر اندھیری راتوں اور اجالے دنوں میں، جوانی اور بڑھاپے میں، صحت اور بیماری میں الغرض عمر کی ہر منزل میں یہ محبت دیکھنا چاہے تو دیکھ لے۔

اس طرح دلوں کی میل کچیل صاف کر لینا اور محبت سے رہنا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے، حدیث شریف میں ایسے لوگوں کیلئے خوش خبری ہے کہ یہ جنتی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟
قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: أَلنَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَالصِّدِّيْقُ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ الْجَنَّةِ."
"وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُوْرُهٗ إِلَّا لِلّٰهِ فِي الْجَنَّةِ ......"
"أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَآئِكُمْ فِي الْجَنَّةِ."
"قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَلْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ إِذَا غَضِبَتْ أَوْ أُسِيْئَ إِلَيْهَا أَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ هٰذِهٖ يَدِيْ فِيْ يَدِكَ لَا أَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى."[1]

تَرجَمَہ: "کیا میں تمہیں جنت میں جانے والے مرد نہ بتلاؤں؟

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتلائیے، فرمایا: نبی جنت میں ہوگا، صدیق جنت میں ہوگا اور شہید جنت میں ہوگا، نیز وہ شخص (بھی) جنت میں ہوگا جو شہر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے، اپنے بھائی سے صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے ملنے جائے۔ (پھر فرمایا) کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ تمہاری کون سی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی؟

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، ضرور بتلائیے!

[1] مجمع الزوائد، النكاح، باب حق الزوج على المرأة: ٤١٠/٤، رقم: ٧٦٦٢

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورت جو شوہر سے خوب محبت کرنے والی ہو اور خوب بچے جننے والی ہو۔ وہ جب ناراض ہو جائے یا اس کے ساتھ زیادتی کی جائے یا اس کا شوہر ناراض ہو جائے تو وہ یہ کہے: "(اے میرے سرتاج!) یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے جب تک آپ راضی اور خوش نہ ہو جائیں گے میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتی۔"

دیکھئے! عورت کے لئے جنت حاصل کرنا کتنا آسان ہے اور شوہر کو راضی کرنے کے لئے بے چین ہو جانا اور اس کو خوش کرنے کی فکر کرنا یہ عورت کے لئے جنت میں جانے کا سبب ہے۔ کاش! عورتیں اس کی قدر کریں۔

غور کیجئے! حدیث شریف کے الفاظ میں "لَا اَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى" یعنی میں اپنی آنکھوں میں نیند کا سرمہ نہیں لگاؤں گی جب تک آپ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں۔

④ اچھا کھانا پکانا

چوتھی بات شوہر کے دل میں گھر کرنے کے لئے بیوی اور دلہن کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کھانا پکانے، دسترخوان بچھانے اور اس پر سلیقے سے چیزیں رکھنے کا ڈھنگ سیکھے، کیوں کہ کھانا تو پیٹ میں پہنچتا ہے، لیکن اس کا اثر دل و دماغ اور جسم کے ہر حصے اور کنارے تک پہنچتا ہے، لہٰذا کھانا جتنی عمدگی، خوش اسلوبی اور سلیقے سے پکایا جائے گا اتنا ہی شوہر کے دل و دماغ میں اس بیوی کی عقل مندی و سمجھ داری کا سکہ بیٹھ جائے گا اور اس بیوی کی نہ مٹنے والی محبت کی مہر اس کے دل و دماغ پر لگ جائے گی۔ کیوں کہ سلیقہ اور حسن تدبیر سے پکائی جانے والی، صبح کی صرف چائے روٹی، دوپہر کے دال چاول اور رات کی سبزی روٹی، اعلیٰ اور مہنگے کھانوں سے بھی

یعنی صبح کے پائے، نہاری، دوپہر کی بریانی، قورمہ اور رات کے تکہ اور کباب سے کئی درجہ زیادہ لذیذ اور صحت افزا ہونے کے ساتھ ساتھ محبت افزا بھی ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا بیوی کو کوشش کر کے والدین کے یہاں ہی ان چیزوں میں مکمل مہارت حاصل کر لینا چاہئے کہ یہ شوہر کے دل تک پہنچنے کا بہت ہی آسان اور اچھا طریقہ ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے گھر میں کھانے کی چیزیں دی ہیں ان ہی کو سلیقہ سے تبدیلیاں کر کے پکایا جائے تو ہر روز نئی لذت سبزی اور روٹی ہی میں مل سکتی ہے، کاش! اگر عورتیں اس گُر کو سمجھنے والی بن جائیں کہ اگر ہم نے اچھے سے اچھا کھانا بنا کر دیا تو شوہر ہماری بہت ساری چاہتیں اور تمنائیں بغیر کہے اور بغیر مانگے ہی پوری کر دے گا، بل کہ وہ وقت آئے گا کہ شوہر خود پوچھنے پر مجبور ہوگا کہ کہو میری جان تمہارے لئے کیا لاؤں؟ نیز جب آپ اچھا کھانا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے پکائیں گی تو آپ کو تین طریقے سے ثواب ملے گا:

1. اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ثواب۔
2. شوہر کو خوش کرنے کا ثواب۔
3. شوہر کی دعا کا ثواب۔

یعنی جب شوہر، ساس، سسر، اور بچے یہ نعمتیں کھائیں گے اور اس کو لذیذ اور مزے دار پائیں گے تو دل سے اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے اور چوں کہ اس شکر ادا کروانے کا ذریعہ آپ بنی ہوں گی تو آپ کو بھی پورا پورا اجر وثواب ملے گا۔

اسی طرح سلیقے سے دسترخوان بچھانا بھی سمجھ دار بیوی کی ایک عُمدہ خوبی ہے۔ معمولی پلاسٹک کا ہی یا کھدر اور کاٹن کے کپڑے کا ہی دسترخوان کیوں نہ ہو، لیکن صاف ستھرا دسترخوان اور اس پر چاہے پلاسٹک ہی کے گلاس کیوں نہ ہوں، لیکن صاف اتنے ہوں کہ اس میں صاف اور شفاف پانی جب پڑے تو ہر دیکھنے والا اس

صفائی کو دیکھ کر پینے پر مجبور ہو جائے اور پیتے ہی اس کی زبان سے یہ دعا نکلے:

"أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا." [1]

تَرجَمہ: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنی رحمت سے میٹھا اور خوش گوار پانی پلایا، اور ہمارے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اس کو نمکین اور کھارا نہیں بنایا۔"

نیز پلیٹیں بھی صاف ہوں، سبزی، ککڑی یا پیاز وغیرہ کا سلاد ہو تو ترتیب سے نہایت عمدگی کے ساتھ رکھا جائے کہ دیکھنے والے کا دل باغ باغ ہو جائے، جس طرح کھانے بدل بدل کر پکائے جاتے ہیں، اسی طرح کبھی دوپہر یا رات کے کھانے پر صاف شفاف جگ میں شربت ملا دیا جائے جتنی استطاعت اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اسی کے بقدر کسی پھل کا جوس بنا کر پیش کر دیا جائے یا عام سادہ شربت کبھی کبھی دسترخوان پر رکھ دیا جائے۔ سفید جگ میں رنگین، ذائقہ دار جوس یا کوکس اور روح افزا کا شربت جو نیک سیرت بیوی نے رکھا ہو اس سے بھرا ہوا ایک گلاس شوہر کی آنکھوں کے نور کو دل و دماغ کے سرور کو کئی گنا بڑھا دے گا۔

اَطِبّاء کہتے ہیں کہ صبح صبح ہری چیزیں مثلاً باغ، درخت اور پھول وغیرہ کے مناظر دیکھنے سے آنکھوں کی بینائی اور روشنی میں اضافہ ہوتا ہے ضرور ہوتا ہوگا، لیکن مسکراہٹ بکھیرنے والی شیریں (میٹھی) زبان، پیشانی کی سلوٹوں کو خوشیوں کے رنگوں سے بھرنے والی نیک سیرت بیوی کا کردار آنکھوں کی بینائی، دل کی توانائی اور دماغ کی یادداشت میں کئی گنا اضافہ کر سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اَطِبّاء کا قول ہے کہ دسترخوان اور کھانے کی جگہ جتنی صاف ستھری اور کشادہ ہوگی اتنا ہی غذا کے ہضم ہونے میں سہولت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے

---

[1] كنز العمال، الرابع، الشمائل: ٤٢/٧، رقم ١٨٢٢٢

حکم سے اس غذا کے کھانے کا پورا پورا فائدہ بھی حاصل ہوگا، اسی لئے دسترخوان پر گلاب اور چنبیلی والا پھولوں کا گل دستہ رکھنا اور کھانے کا کمرہ ہوا دار رکھنا مفید ہوتا ہے۔

لیکن جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حقیقی گلاب وچنبیلی، بیٹے اور بیٹی کی شکل میں، چہہ چہاتے ہوئے مینا اور طوطے حفصہ اور محمد یا بریرہ اور عبداللہ کی شکل میں دیئے ہوں ان کو مصنوعی گلاب اور موتیا کی ضرورت نہیں۔ یہ حقیقی گلاب وچنبیلی کی نظافت و رفاقت قدرت کی طرف سے اس کے پیٹ کے نظام ہضم کو درست کرے گی اور ان ننھے سے معصوم چہروں کی مسکراہٹ ادرک اور پودینے سے بھی زیادہ معدے کے لئے کارگر ثابت ہوگی۔

لیکن آج کم فہمی اور کم عقلی کی وجہ سے ان بچوں کو مصیبت سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ اگر ماں باپ صبر سے کام لیں تو یہ اولاد ہی ان کی بہت ساری بیماریوں کے دور کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے، ماں یہ سوچتی ہے کہ اس اولاد کی وجہ سے میں کوئی کام اچھی طرح نہیں کر سکتی حالاں کہ ان کو پالنا، تربیت کرنا یہ بھی بہت بڑا کام ہے، بچوں کے ان جھمیلوں کے ساتھ شوہر کی خدمت اور ذکر وتلاوت کرنا بہت بڑے اجر کا کام ہے۔

نیز عورتیں اگر ایک ہی کھانے کو مثلاً گوشت کو دس طریقے سے پکائیں تو دس ذائقے حاصل ہو سکتے ہیں، بعض اوقات معمولی کھانا، طریقے سے پکانے اور سلیقے سے رکھنے سے مہنگے اور اچھے کھانوں سے زیادہ لذیذ بن جاتا ہے، بعض اوقات معمولی کھانے کو چٹنی، چپس، سلاد، شربت، جوس، چاٹ اور کسٹرڈ، وغیرہ کا اضافہ مہنگے سے مہنگے کھانے سے بھی زیادہ قیمتی بنا دیتا ہے۔

لیکن اس کا مقصد یہ بھی نہیں کہ کھانا پکانے پر اتنا وقت لگا دیا جائے کہ نہ ذکر و تلاوت کرنے کا وقت ملے، نہ تعلیم کرنے کا، نہ اشراق وچاشت کے نوافل کا، نہ آرام کرنے کا اور نہ ہی بچوں کی تربیت کا، بس صبح سے شام تک وقت باورچی خانے

ہی میں گزرے، مسلمان عورت کے لئے بالکل مناسب نہیں کہ وہ اپنا قیمتی وقت صرف کھانے پینے اور اس کو اچھے سے اچھا بنانے پر برباد کردے۔

اگر عورتیں پکانے میں تین باتوں کا اہتمام کرلیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کم وقت خرچ ہوگا اور جلدی اور اچھا پک بھی جائے گا۔

❶ وضو کر کے اشراق کے نوافل پڑھیں اور صلاۃ الحاجت بھی پڑھیں، پھر صحت و برکت نصیب ہونے کی دعا مانگ کر کھانا پکائیں، خصوصاً جس دن دعوت ہو اس روز اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی جائے کہ اے اللہ! لذت ڈالنے والے آپ ہی ہیں، آپ ہی اس میں لذت ڈال دیں اور جو اس کو کھائے اس کو دین دار بنا دیں اور اس کھانے سے اس کے دل میں نور پیدا کردیں، تاکہ یہ بندہ آپ کا محبوب بن جائے اور اے اللہ! اس پکانے سے آپ مجھ سے راضی ہوجائیں (میں اس لئے پکا رہی ہوں کہ شوہر خوش ہوجائے اور شوہر کی خوشنودی کی وجہ سے آپ خوش ہوجائیں۔)

❷ صبح صبح پکانے کا اہتمام کریں، اس لئے کہ آپ ﷺ نے امت کے لئے صبح کے وقتوں میں برکت کی دعا کی ہے۔[1]

لہٰذا فوراً اشراق کی نماز کے بعد ہی پکانا شروع کردیں کہ اس وقت ایک گھنٹے میں وہ کام ہوگا جو دوسرے وقتوں میں تین چار گھنٹوں میں ہوتا ہے، جو عورتیں صبح صبح کام کرنے کی عادی نہیں ہوتیں ان کے وقت میں برکت بالکل نہیں ہوتی، رات تک کام کرتی رہتی ہیں، لیکن کام پورا ہی نہیں ہوتا۔

❸ خوب ذکر کرتے ہوئے اور دعائیں مانگتے ہوئے باوضو کام کریں۔ اگر سورۂ یٰسٓ اور سورۂ ملک یاد ہو وہی پڑھ لیں، ہاں اگر شرعاً معذور ہوں تو قرآن کریم کی تلاوت نہ کریں، اس کے بجائے کلمہ تمجید، درود شریف، استغفار، دعائیں اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ سکتی ہیں۔ اس طرح ان شاء اللہ تعالیٰ کھانا لذیذ اور عمدہ بھی پکے گا اور وقت

---

[1] ابوداؤد، الجهاد، باب الابتكار فی السفر، رقم: ۲۶۰۶

میں برکت کی وجہ سے جلدی بھی پک جائے گا، جیسا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ ہمارے گھر کی عورتیں گھریلو کام کاج کے ساتھ پندرہ، بیس پارے روزانہ بے تکلف پورے کر لیتی ہیں[1] (یہ سب وقت میں برکت کی وجہ سے ہے)۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

گھر کے کام کاج

نیک بیوی کے لئے ضروری ہے کہ گھر سے متعلق ہر ممکن خدمات انجام دے، چوں کہ گھر کے نظم ونسق کا دارومدار عورت پر ہے، لہٰذا اسے کسی بھی ایسے کام سے گریز نہ کرنا چاہئے جو اس کے بس میں ہو، جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعے میں ہے کہ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں: جب میری شادی حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے ہوئی تو ان کے پاس نہ زمین و جائیداد تھی، نہ مال و دولت اور نہ ہی غلام و باندی ان کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ، جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ میں گھوڑے کو گھاس دانہ دیتی، پانی پلاتی اور اس کی خدمت انجام دیتی اور اونٹ کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی اور اسے کھلاتی، پانی بھر کر لاتی، ڈول سیتی، آٹا گوندتی، روٹی پکاتی اور لمبی مسافت طے کر کے گٹھلیاں لاتی اور اسے کھلاتی، یہ حالت دیکھ کر میرے والد حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے میرے لئے ایک خادم بھیج دیا۔ خادم کے آنے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا میں قید میں تھی اب آزاد ہوگئی ہوں[2]۔

---

[1] فضائل اعمال، فضائل رمضان، فصل اول، ص: ۲۱

[2] طبقات ابن سعد، تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش ......: ۱۸۴/۶

حضرت ابوالعباس ناطف حنفی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ لکھتے ہیں:

"وَ إِذَا كَانَتْ تَقْدِرُ وَهِيَ مِمَّنْ تَخْدِمُ نَفْسَهَا فَامْتَنَعَتْ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ لَهَا ذٰلِكَ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الَّذِيْ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ عَلَى الْمَرْأَةِ وَالَّذِيْ خَارِجَهٗ عَلَى الرَّجُلِ وَهٰكَذَا قَضٰى بَيْنَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ."[1]

تَرجَمَہ: "جب عورت (گھریلو کام انجام دینے پر) قادر ہو اور وہ اپنے ذاتی کاموں کو خود انجام دیتی ہو تو اس کے لئے خانگی امور کی انجام دہی سے انکار درست نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر کے داخلی امور عورت کے ذمے اور خارجی امور مرد کے ذمے لگائے ہیں اور یہی فیصلہ آپ نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کے درمیان بھی فرمایا۔"

"وَلَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى مُسَافِرٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَا مَرِيْضٍ وَلَا عَبْدٍ وَلَا أَعْمٰى ...... وَالْمَرْأَةُ بِخِدْمَةِ الزَّوْجِ فَعُذِرُوْا دَفْعًا لِلْحَرَجِ وَالضَّرَرِ."[2]

تَرجَمَہ: "اور جمعہ واجب نہیں کسی مسافر پر، نہ عورت پر، نہ بیمار پر، نہ غلام پر اور نہ اندھے پر (کیوں کہ مسافر، بیمار اور اندھے کو حاضریٔ جمعہ سے حرج لاحق ہوگا اور غلام اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہتا ہے) اور عورت اپنے شوہر کی خدمت میں، پس یہ لوگ حرج اور ضرر کو دور کرنے کے واسطے معذور قرار دیئے گئے۔"

ان مندرجہ بالا الفاظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب شوہر پر جمعہ واجب

---

[1] اجمل الاحکام: ص ۱۶۲، ۱۶۳

[2] ھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ: ۱۶۹/۱

ہونے کی وجہ سے وہ جمعہ کے لئے مسجد چلا جائے گا اور عورت کے یہ ذمہ ہے کہ وہ شوہر کی خدمت کرے تو عورت شوہر کے مسجد جانے کے بعد کس کی خدمت میں مشغول رہے گی؟ ایک ہی صورت ہے کہ گھر کی خدمات جو عورت کے مزاج اور فطرت کے عین مطابق ہے ان میں مشغول رہے گی۔[1]

گھر کے کام کاج پر اجر وثواب

بعض مرتبہ ہم لوگوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات ایک دنیوی قسم کا معاملہ ہے اور یہ صرف نفسانی خواہشات کی تکمیل کا معاملہ ہے، حالاں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے، بل کہ یہ دینی معاملہ بھی ہے، اس لئے کہ اگر عورت یہ نیت کر لے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذمے یہ فریضہ عائد کیا ہے اور اس کا مقصد شوہر کو خوش کرنا ہے اور شوہر کو خوش کرنے کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے تو پھر سارا عمل باعثِ ثواب بن جاتا ہے۔ گھر کے جو کام خواتین کرتی ہیں اگر اس میں شوہر کو خوش کرنے کی نیت ہو تو صبح سے لے کر شام تک وہ جتنے کام کر رہی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں عبادت میں لکھے جاتے ہیں، چاہے وہ کھانا پکانا ہو یا گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تربیت ہو یا شوہر کا خیال اور یا شوہر کے ساتھ خوش دلی کی باتیں ہوں، ان سب پر اجر لکھا جاتا ہے، بشرطیکہ نیت درست ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد کو محنت ومشقت سے روزی کمانے کے لئے پیدا کیا ہے اور گھر کے کام کاج اور بچوں کی پرورش وغیرہ کا انتظام عورت کے سپرد کیا ہے۔ دستور بھی یہی ہے کہ گھر کے کام کاج عورتیں کرتی ہیں اور باہر کے کام مردوں سے متعلق ہیں۔ عورت امیر ہو یا غریب اس کو اپنے گھر کے کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی ہے اور کام بھی نوکروں کی نسبت اچھا ہوتا ہے۔ اس

---

[1] آئینۂ خواتین: ص ۲۶۸

کے سوا جسم کی ایک قسم کی ورزش بھی ہوتی ہے، جو انسان کی تن درستی کے لئے بے حد ضروری ہے، البتہ کام کاج زیادہ ہو تو خادمہ کے سپرد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن سب کام خادمہ کے سپرد کر دینے سے گھر کا نقشہ ہی بگڑ جاتا ہے، معمولی کام نوکروں کو سونپنے چاہئیں اور ضروری کام اپنے ہاتھ سے انجام دینے چاہئیں۔

آج کل ہمیں اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں اپنی توہین محسوس ہوتی ہے، ہم ہر کام میں نوکروں کے محتاج ہوگئے ہیں، کئی عورتوں کی تو یہ حالت ہے کہ شوہر کی مالی حالت چاہے کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو، لیکن گھر کے کام کاج کے لئے ایک نوکرانی ضرور چاہیئے، تاکہ بیگم صاحبہ کو کچھ کام ہی نہ کرنا پڑے اور خود سیٹھانی بن کر پلنگ پر بیٹھی حکم چلاتی رہیں۔ قابل احترام بہن! یہ عادت بہت بری ہے، کیوں کہ آرام کی عادت بنا لینے سے انسان بالکل کاہل اور سست ہو جاتا ہے۔ اس عادت کا اثر اپنی صحت پر بھی پڑتا ہے۔ روز بروز صحت گرتی جاتی ہے اور آخرکار کسی کام کی نہیں رہتی۔

جہاں مردوں کو اپنی صحت باقی رکھنے کے لئے ورزش کی ضرورت ہے اسی طرح عورتوں کو بھی اپنی صحت باقی رکھنے کے لئے ورزش کی ضرورت پڑتی ہے۔ عورت کے لئے اس کے گھر ہی میں اتنے سارے کام ہوتے ہیں کہ اگر وہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرے تو ضرورت کے مطابق ورزش ہو جاتی ہے، تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرنے والی عورتوں کی صحت ایسی عورتوں سے بہت ہی اچھی ہوتی ہے جو عورتیں نوکرانیوں سے کام لینے کی عادی ہوتی ہیں۔

یاد رکھیں! بے کار رہنا خود ایک خطرناک بیماری ہے جو رفتہ رفتہ صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، جو عورتیں خود کام نہیں کرتیں ان کے جسم کا خون کم ہونے لگتا ہے، رنگ پیلا پڑ جاتا ہے اور جسم موٹا ہو کر پھولنے لگتا ہے۔

خود صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ اپنے گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتی

تھیں، یہاں تک کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔
حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا گیا کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: ''آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے، جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔''[1]

ایک دوسری جگہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بکری کا دودھ خود ہی دوھ لیا کرتے، اپنے کپڑوں میں خود ہی پیوند لگاتے اور اپنے گھر کا سب کام کاج خود ہی کرتے۔[2]

خواتین حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی سنت اختیار کریں

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نکاح کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپس میں یہ بات طے کرلی کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا گھر کے اندر کے کام کریں گی۔[3]

چناں چہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بڑی محنت سے گھر کے کام انجام دیتی تھیں اور بڑے ذوق وشوق سے اپنے شوہر کی خدمت کرتی تھیں، لیکن محنت کا کام زیادہ ہوتا تھا۔

وہ زمانہ آج کل کے زمانے کی طرح تو تھا نہیں، آج کل تو بجلی کا بٹن دبایا اور

---

[1] بخاري، الأذان، باب من كان في حاجة أهله ...... رقم: ٦٧٦
[2] شمائل الترمذي، باب ماجاء في تواضع رسول الله، ص: ٢٣
[3] كنز العمال، الثامن، النكاح: ١٤٥/١٦، رقم: ٤٤٨١٠

کھانا تیار ہوگیا۔ اس زمانے میں کھانا تیار کرنے کے لیے چکی کے ذریعے آٹا پیستیں، تنور کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لاتیں اور تنور سلگاتیں اور پھر روٹی پکاتیں، ایک لمبا چوڑا عمل تھا جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑی مشقت اٹھانا پڑتی تھی، لیکن جب غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت مالِ غنیمت آیا، اس مالِ غنیمت میں غلام اور باندیاں بھی تھیں، چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے کہا: آپ بھی جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیں کہ ایک باندی آپ کو بھی دے دیں، چناں چہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حاضر ہوئیں اور ان سے کہا: آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے سینے پر نیل پڑ گئے ہیں۔ اس وقت چوں کہ مالِ غنیمت میں اتنے سارے غلام اور باندیاں آئی ہیں، کوئی غلام یا باندی اگر مجھے مل جائے تو میں اس مشقت سے نجات پا لوں، یہ کہہ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس گھر آگئیں۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی صاحب زادی فاطمہ تشریف لائی تھیں اور یہ فرما رہی تھیں کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے سینے پر نیل پڑ گئے ہیں۔ (آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت باپ کے جذبات کا کیا عالم ہوگا، لیکن) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے گھر بلایا اور فرمایا: فاطمہ! تم نے مجھ سے باندی یا غلام کی درخواست کی ہے، لیکن جب تک سارے اہلِ مدینہ کو غلام اور باندی میسر نہ آجائیں اس وقت تک میں اپنی بیٹی کو غلام اور باندی دینا پسند نہیں کرتا۔

البتہ میں تمہیں ایک ایسا نسخہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے غلام اور باندی سے بہتر ہوگا، وہ یہ کہ جب تم رات کے وقت بستر پر لیٹنے لگو تو اس وقت ۳۳ مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" ۳۳ مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" اور ۳۴ مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے زیادہ بہتر ہوگا۔ بیٹی بھی تو سرکار دو عالم ﷺ کی بیٹی تھیں، پلٹ کر کچھ نہیں کہا، بل کہ جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا اسی پر مطمئن ہوگئیں اور واپس تشریف لے گئیں۔ اسی وجہ سے اس تسبیح کو "تسبیح فاطمی" کہا جاتا ہے۔[1]

آں حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کو خواتین کے لئے ایک مثال بنا دیا کہ بیوی ایسی ہو۔ قانونی اعتبار سے خواہ کچھ بھی حق ہو، لیکن سنت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس نگہبان ہونے کی وجہ سے وہ اس کے کاموں کو اپنا کام سمجھ کر انجام دے۔[2]

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی گھریلو زندگی

افلاس سے تھا سیدہ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز، نہ کوئی غلام تھا
گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینے پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا، مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک، غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی، جو ہر صبح وشام تھا

---

[1] جامع الاصول: ۶/۵۰۱

[2] اصلاحی خطبات، وعظ نمبر ۱۰، شوہر کے حقوق: ۲/۱۱۳

آخر گئیں جناب رسولِ خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ وہاں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض
واپس گئیں کہ پاسِ حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضورؐ نے
کل کس لئے تم آئی تھیں، کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی، نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں
حضرت علی نے ان کے منہ سے کہا، جو پیام تھا
خاموش ہو کے سیدہ پاک رہ گئیں
جراءت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں بسر کی ہے اہل بیت مطہر نے زندگی
یہ ماجرۂ دختر خیرُ الانام تھا

ہاتھ کے ہنر

سلیقہ مند لڑکیاں اپنا قیمتی وقت کھیل کود اور سیر سپاٹے میں نہیں گزارتیں، بل کہ ان کو جو وقت ملتا ہے اس میں سینا پرونا، پکانا، بننا، کاتنا اور دوسرے ہاتھ کے ہنر سیکھتی ہیں، بچپن میں اگر کوئی ہنر سیکھ لیا جائے تو وہ زندگی بھر کام آتا ہے اور ہنر جاننے والا کبھی کسی کا محتاج بھی نہیں ہوتا۔ ہنر ہی تو انسان کے آڑے وقت کا ساتھی ہے۔ غربت اور تنگ دستی کے وقت انسان کو اپنے ہنر سے بہت مدد حاصل ہوتی ہے۔ صحابیات ہنر اور دست کاری سے واقف تھیں۔

حضرت سودہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا طائف سے آنے والے چمڑوں کا پکانا اور رنگنا بہت اچھی طرح جانتی تھیں، اس لئے دوسری بیبیوں کی بہ نسبت ان کی مالی حالت

بہت اچھی تھی۔[1]

حضرت فاطمہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت اچھا سینا پرونا اور بننا جانتی تھیں۔[2]

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمدہ کھانا پکانے میں ماہر تھیں۔[3]

کئی عورتیں کپڑے بنتی تھیں اور اسی پر اپنا گزر اوقات کرتی تھیں، اسی طرح اور دوسری کئی خواتین چرخہ کاتنا بہت اچھا جانتی تھیں، چناں چہ جنگِ خیبر میں کئی خواتین نے چرخہ کات کر مسلمانوں کی مدد کی تھی۔[4]

نیک بیوی کے کام کاج

سویرے سے اٹھی، وفادار بیوی
نمازِ فجر سب سے پہلے، ادا کی

ادھر خادمہ، چولھا سلگا رہی ہے
ادھر بیوی بچوں کو، بہلا رہی ہے

کوئی گود میں ہے، کوئی پاؤں پاؤں
چمن میں ٹہلتے ہیں، تاروں کی چھاؤں

کوئی رو رہا ہے کہ بسکٹ کھلاؤ
کوئی رو رہا ہے کہ کپڑے پہناؤ

غرض اس نے ایک ایک کے منہ کو دھلایا
کھلائی انہیں روٹی، پانی پلایا

جو فارغ ہوا ہاتھ منہ دھو کے شوہر
تو کھانا رکھا سامنے، اس کے چن کر

---

[1] سیر الصحابیات: ص ٣٤ — [2] سیرة ابن هشام: ٢٧٠/٤

[3] سیر الصحابیات: ص ٩٤ — [4] سیرة النبی، غزوۂ خیبر: ٢٧٩/١

سدھارا وہ جب اپنے کاموں کو دفتر
تو فارغ ہوئی آپ بھی کھانا کھا کر
اٹھا لائی پیٹی، اٹھا لائی کپڑے
انہیں اپنے ہاتھوں سے، خود چھانٹے
نماز و وظیفہ سے، جب پائی وہ فرصت
تو لے بیٹھی وہ پڑھنے کو ''فضائل اعمال و بہشتی زیور''
جو بے پردہ کوئی سہیلی وہاں آئی
تو تیور بہت اس نے جل کر چڑھائی
یہ چاہے تو جنت ہی گھر کو بنا دے
یہ چاہے تو دوزخ سے اس کو بڑھا دے
یہ چاہے تو عزت، ہماری بڑھا دے
یہ چاہے تو ذلت میں ہم کو گرا دے
یہ چاہے تو رسوا زمانے میں کر دے
یہ چاہے تو عزت کے پھٹ جائیں پردے
زمانے کی رفتار بتلا رہی ہے
صدا چار جانب سے، یہ آ رہی ہے
کہ تعلیم نسواں ترقی کا در ہے
کہ تعلیم نسواں ترقی کا سر ہے
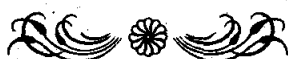
دلہن کے لئے چند سنہری اصول

(مولانا محمد احمد سورتی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی طرف سے اپنی بیٹی کو چند نصیحتیں:)

میری پیاری بچی! تو رخصت ہو رہی ہے، خوشی سے جا، اللہ تعالیٰ تجھے تیرا نیا گھر مبارک کرے، تو جہاں جہاں بھی جائے وہاں روشنی پھیلائے، اللہ تعالیٰ تجھے ایسی اچھی سمجھ عطا کرے جس سے تیرا مستقبل روشن ہو، تو خود بھی سکھی ہو اور اپنے جیون ساتھی کا دامن بھی خوشیوں سے بھر دے، اللہ تعالیٰ تجھے معصوم محبت کا ایسا جذبہ عنایت کرے جو صرف تیرے ہی لئے نہ ہو، بل کہ تیرے دکھ سکھ کے ساتھی کے لئے بھی مشعل راہ بنے اور سسرال والوں کے لئے بھی سدا سکون کا باعث بنے، آمین۔

بیٹی! اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے کہ تو سسرال میں جا کر میکے کی لاج رکھ لے۔ دیکھنا! کہیں ساس اور سسر اور ماں باپ کی عزت و آبرو پر پانی نہ پھر جائے۔

اب ہماری عزت و آبرو تیرے ہاتھوں میں ہے۔ خبردار! ماں باپ کی تعلیم و تربیت پر آنچ بھی نہ آنے دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ماں باپ کا نام بدنام ہو۔

بیٹی! اللہ تعالیٰ تجھے ہر مصیبت اور ناسازگار حالات سے جرأت و اِستقلال کے ساتھ مقابلے کی ہمت عطا فرمائے اور نازک حالات میں اپنی نیا (کشتی) کو خیریت کے ساتھ پار لگانے کی صورتیں مرحمت فرمائے، شکر رنجی اور لڑائی جھگڑوں سے تیرے دامن کو پاک رکھے اور اللہ تعالیٰ تجھے ایسی خوبیاں عطا فرمائے جو ہر شریف بیوی کو دیتا ہے، آمین۔

میری لاڈلی بیٹی! جس دن سے تو پیدا ہوئی اسی دن سے ہم نے سمجھ لیا تھا کہ تو ہماری نہیں ہے، بل کہ پرائے گھر کے لئے ہے۔ تو اس گھر میں ہمیشہ رہنے والی نہیں، بل کہ ایک مہمان کی حیثیت سے آئی ہے اور ایک دن اس گھر سے رخصت

ہونا تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے۔ تجھے اسی لئے پالا پوسا ہے کہ جب تجھ میں گھر سنبھالنے کی صلاحیت اور لیاقت پیدا ہو جائے تو تجھے سسرال رخصت کر دیا جائے۔

باپ کی جان! آج تو رخصت ہو رہی ہے اور تو اپنی ماں، بھائی، سہیلیوں اور سب کو چھوڑ کر جا رہی ہے۔ آہ! کتنا دردناک ہے تیری رخصتی کا یہ منظر۔ گھر میں پڑوس اور دور دور سے آئی عورتوں کا جھمیلا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے نئے نئے اسلامی لباس پہن کر کیسے خوش نظر آرہے ہیں جیسے کہ عید ہو۔ تیرے باپ کے سارے ہی جان پہچان والے آئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح باہر کے مہمان بھی آن پہنچے ہیں، رشتہ دار اور دوست احباب سب ہی موجود ہیں۔

پیاری بیٹی! ذرا دیکھ تو سہی ماں کی کیا حالت ہو رہی ہے، اس کی یہ بے بسی کی حالت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس بے چاری نے تجھے نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھ کر اپنے جسم کے خون کو دودھ کے روپ میں پلا کر تجھے بڑا کیا، خود تو گیلی جگہ پر سوتی رہی، لیکن تجھے اس گیلی جگہ سے بچا کر خشک جگہ پر سلایا، پھر تجھے مسلسل اٹھارہ (۱۸) سال تک اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا، اس کے آنسو کس طرح خشک ہوں۔ کیا تیری جدائی اس کے لئے کوئی معمولی واقعہ ہے۔ اس نے تیرے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کر دیا، اپنی جوانی کی میٹھی نیند بھی قربان کر دی۔ نہ رات کو رات سمجھا، نہ دن کو دن۔ اب تیرے بغیر اس کے دن کیسے کٹیں گے، اس کی راتیں کیسے کٹیں گی؟

تیری تعلیم کے لئے اس بے چاری نے کیسے کیسے دکھ سہے، کس کس طرح تجھے پال پوس کر بڑا کیا۔ تیرے چہرے کی معمولی مایوسی اس کی تمام خوشیوں کو ختم کر دیتی۔ تیری آنکھوں سے بہا ہوا ایک آنسو اس کے دل پر نہ معلوم کتنے غم ڈھا دیتا تو ذرا بھی روتی تو اس کے دل پر غموں کی گھنگور گھٹائیں چھا جاتیں۔ آج تو اس ممتا بھری گود سے دور ہو رہی ہے۔

تیری وہ ماں جس نے تجھے اچھے سے اچھا کھلایا، لیکن اس نے خود کبھی اس کی تمنا نہیں کی، جس نے تجھے اچھے سے اچھا کپڑا پہنایا، لیکن اس نے کبھی اس کو پہننے کی خواہش نہیں کی۔ اس کے دل میں ہمیشہ یہ بات رہی کہ لڑکی اچھا کھاتی ہے تو گویا وہ میں خود کھا رہی ہوں اور لڑکی جو اچھا پہن رہی ہے تو گویا کہ میں خود پہن رہی ہوں۔ وہ تیری فکروں کو دور کرنے کے لئے خود بے شمار فکروں میں مبتلا ہوگئی۔

کیا تجھے یاد ہے کہ تیری ماں نے تیرے لئے اپنی کتنی ہی سکھ بھری راتوں کو دکھوں سے بھر لیا۔ تو ذرا بھی بیمار ہوئی تو وہ بے چاری تیرے سرہانے گھنٹوں کھڑی رہی۔ کہیں ذرا بھی تیرے سر میں درد ہوا تو اس کی دوڑ دھوپ دیکھنے کے قابل بن گئی۔ تیری تن درستی کے لئے اس نے اپنی بھی صحت کا خیال نہ کیا۔

آہ! اس وقت اس کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ بیٹی! ذرا تو اپنی ماں کی حالت پر رحم کر۔ کیا اس کا دل پارہ پارہ نہ ہو رہا ہوگا؟ آہ! اب اسے مسلسل تیری جدائی کا غم برداشت کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کرے، آمین۔

بیٹی! آج تو اپنی پیاری بہنوں سے بھی رخصت ہو رہی ہے، یہ بہنیں تجھے کتنا چاہتی تھیں۔ یہ تیری بہنیں بھی تھیں اور سہیلیاں بھی، ہر کام میں، ہر کھیل میں ساتھ ساتھ، تو جو سوچتی یہ بھی وہی سوچتیں اور جو تو کہے، اسے کرنے کو ہر وقت تیار۔ تیری خوشی میں ان کی بھی خوشی، ایسی تھیں تیری بہنیں۔ ذرا تیرا چہرہ بگڑا تو ان کے چہروں کا رنگ بھی بدل گیا اور اگر کہیں تو ذرا بھی ہنسی تو پھر ان سب کے چہرے بھی خوشی سے کھل اٹھے۔ اگر کہیں تو ذرا بھی غصہ ہوئی تو ان سب کے دل کانپ گئے اور تیری معمولی سی طبیعت بگڑنے پر ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ سب بھی بیمار ہوگئیں، اب تو چلی جائے گی تو ان کا کیا ہوگا؟

آہ رے! تیرے بغیر بے چاریاں تڑپتی رہیں گی۔ گھر کے کام کاج تو چلتے ہی رہیں گے، لیکن نگاہیں ہر وقت تجھے ہی تلاش کرتی رہیں گی۔ تیری یادیں وہ ٹھنڈی

بھول جائیں گی۔

کاش! تو اس وقت اپنی سہیلیوں کی حالت دیکھ سکتی۔ ایک اس کونے میں کھڑی رو رہی ہے اور ایک دوسرے کونے میں سسکیاں لے رہی ہے تو کہیں کسی کا دل غم سے نڈھال ہو رہا ہے۔ اگر اتفاق سے دو دن بھی تجھے نہ دیکھ سکیں تو ان کا چین ختم ہو جاتا۔ یہ ساری ہی باتیں محبت کی کشش تھیں۔ یہ سب باتیں ایک دوسرے کو ملنے اور دیکھنے کے بہانے نہ تھے تو اور کیا تھا۔ اب وہ ہفتوں تک تجھے دیکھ نہ سکیں گی۔ کیا تیری یاد ان کو تڑپائے گی نہیں؟ تیری جدائی سے ان کے دلوں پر کیا بیت رہی ہوگی شاید تو ہی اس کو اچھی طرح جان سکے۔

جانِ پدر! آج تو مجھ سے بھی رخصت ہو رہی ہے۔ ابتدا ہی سے میری دلی آرزو تھی کہ تو بڑی ہو کر مہذب، تربیت یافتہ اور باپردہ دوشیزہ بن کر ایسی مثال پیش کرے کہ جس کی نظیر تُو خود ہی ہو۔ میں نے جہاں تجھے اچھے سے اچھا کھانا کھلایا اور اچھے سے اچھا کپڑا پہنایا، وہاں اس بات کا بھی خیال رکھا کہ تو اخلاق و آداب سے بھی مکمل طور پر مالا مال ہو جائے۔ نیز میری ہمیشہ یہ بھی تمنا رہی ہے کہ تو جہاں بھی رہے وہاں اس طرح زندگی بسر کرے کہ اچھی بیویاں تجھے دیکھ دیکھ کر سبق حاصل کریں اور عورتیں تجھے دیکھ کر صحیح راہ پالیں۔

تجھے اچھی طرح یاد ہوگا کہ تربیت کے معاملے میں تیرے اوپر میں نے کبھی کوئی سختی نہیں کی، لیکن ایسا نہیں ہوا کہ میں نے تیری غلطی بھی نظر انداز کی ہو۔ اخلاق بگاڑنے والی کتابوں کے پڑھنے سے اور گندے ناولوں کو چھونے تک سے تیرے ہاتھوں کو دور رکھا اور تیرے مطالعے کے لئے ہمیشہ ایسی کتابیں لایا جو اخلاق و آداب سکھانے والی ہوں اور گرہستی کو روشن کرنے والی ہوں۔ ناٹک، سینما، بائی سکوپ اور اسی طرح کے کھیل تماشوں سے ہمیشہ میں نے تجھے دور رکھا۔ ٹی وی اور وی سی آر کی لعنت سے ہمیشہ تجھے بچائے رکھا۔ ان چیزوں سے شریف سے شریف گھرانوں کی

بیویوں کو بھی گمراہ ہوتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ ان سے تو کتنے ہی شریف گھرانوں کی برسوں کی عزت و آبرو خاک میں مل گئی اور جو اِن چیزوں میں پھنس گیا وہ شیطان کے چکر میں آ گیا۔

بیٹی! تو اچھی طرح جانتی ہے کہ میں نے اپنے آرام و راحت کا اتنا خیال نہیں کیا جتنا کہ تیرے آرام کا خیال رکھا۔ میں نے اپنے آرام کو تیرے آرام پر کبھی ترجیح نہیں دی۔ میں نے تیری تعلیم و تربیت کے لئے لائق اور باصلاحیت استانیاں مقرر کیں، اسکول کی مخلوط تعلیم سے ہمیشہ بچائے رکھا، تجھے اور تیری والدہ کو محرم مستورات جماعتوں میں بارہا لے کر گیا، بزرگوں کے اصلاحی بیانات سنانے کے لئے تمہیں لے جاتا رہا۔

میں اچھی طرح جانتا تھا کہ تو ہمارے گھر ایک امانت کی طرح ہے، ایک پرایا دھن ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لئے دیا ہے کہ تیری اچھی طرح سے تربیت کی جائے اور عمدہ سے عمدہ اخلاق سکھائے جائیں اور یہ سب کر کے تو پرائے گھر سونپ دی جائے۔ اگر ہم تجھے عمدہ دینی تعلیم اور تربیت سے آراستہ نہ کرتے تو ہم اپنی فرض شناسی چھوڑنے والے گنے جاتے اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دینا پڑتا۔

جانِ پدر! واقعۃً آج تو رخصت ہو رہی ہے۔ تیری جدائی کا خیال کتنا دردناک ہے۔ اس خیال میں کتنا درد پنہاں ہے، لیکن اے بیٹی! تجھے کچھ خبر ہے کہ آج کا یہ دن تیری زندگی کے لئے کتنی اہمیت کا حامل ہے۔ اب تک تیری دنیا کیا تھی اور اب کیا ہونے والی ہے؟

ظاہری طور پر تو تم ایک گھر چھوڑ کر دوسرے گھر جا رہی ہو، لیکن یہ بات شاید ہی تیرے خیال میں ہو کہ یہ معمولی سا ردوبدل تیری زندگی کے لئے کتنا زبردست انقلاب ہے۔ آج تک تو ماں باپ کے گھر رہتے ہوئے بے فکر ہو کر زندگی گزارتی

رہی ہے اور اب تجھے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا۔ آج تک تُو ہر تمنا، ہر آرزو سے بے نیاز تھی اور اب تجھے ہر آرزو پوری کرنے سے پہلے اس کے انجام پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ آج تک تو اپنی ہر خواہش دوسروں سے منواتی تھی اور اب تجھے دوسروں کی خواہشات کو پورا کرنا ہوگا۔

آج تک تو حکم چلانے والی رانی تھی اور اب تجھے حکم ماننے والی باندی بننا ہوگا۔ اس کے بغیر تو مہارانی کا عہدہ حاصل نہ کر سکے گی۔ بیٹی! اب تیری پوری دنیا ہی بدل جائے گی اور آج تک جن جن طریقوں پر کام کرتی رہی ہے وہ طریقے بھی اب بدل جائیں گے۔ اسی طرح اندازِ گفتگو بھی بدل جائے گا اور تیری زندگی میں زبردست انقلاب آجائے گا، تیری زندگی کا ہر موڑ ایک نئے انداز سے شروع ہوگا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بسا اوقات جب تو معمولی معمولی باتوں میں بری طرح ضد کرتی اور اس وقت رونا، پیٹنا شروع کر دیتی تھی، کھانا بند کر دیتی اور روٹھ جاتی تھی، تو ہم سب کو تیری ضد پوری کرنی پڑتی تھی۔ میں اسے مانتا ہوں کہ ایسا معاملہ کبھی کبھار ہوتا تھا، لیکن خبردار! اب آنکھیں کھول اور دھیان سے سن! تجھے کوئی بھی خواہش ظاہر کرنے سے پہلے یہ سوچنا ہوگا کہ تیرا رفیقِ حیات اور اس کے رشتے دار تیری اس خواہش کو کس انداز سے دیکھتے ہیں۔ تو جب تک اپنے دل پر قابو نہ پائے گی اس وقت تک دوسروں کے دلوں پر قابو نہ پا سکے گی۔

زندگی کا یہ کیسا عظیم الشان انقلاب ہے، گویا کہ تیری زندگی کی گاڑی ایک نئے ہی رخ پر جا رہی ہے۔ تیرے خیالات عجیب انگڑائیاں لیں گے۔ تیرے سوچ و بچار میں عجیب قسم کی تبدیلی واقع ہوگی۔ تیری تمناؤں اور امیدوں کا رخ بھی بدل جائے گا۔ تیرے اندر خود بخود ایسی تبدیلی رونما ہوگی کہ ماضی کو تو محض ایک خواب سمجھنے لگے گی۔ تیرا برتاؤ، تیری زندگی کی ترتیب، تیری رفتار، تیری گفتار، ہر چیز میں بڑا انقلاب آجائے گا۔ اس کو سوچے گی تو خود تجھے بھی تعجب ہوگا۔

بیٹی! آج بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تیرے کان میں کچھ ایسی باتیں بھی ڈال دوں جن کی ضرورت تجھے اس نئی زندگی میں پیش آئے گی اور جن کو مدنظر رکھ کر تو اپنی زندگی کو ان الجھنوں اور حالات سے محفوظ رکھ سکے جو تجھے برباد کرنے والے ہوں، جن میں اکثر لڑکیوں کی زندگیاں تباہ و برباد ہوگئی ہیں، جنہوں نے شادی کے بعد دور اندیشی اور سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیا۔

باپ کی جان! اس سلسلے میں جو بات سب سے پہلے ذہن نشین کرنی ہے وہ یہ کہ شادی دراصل کیا ہے، شادی کس کو کہتے ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے؟

سن! حقیقت میں نکاح کسی کی غلامی نہیں، بل کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا نام ہے۔ شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق مرد عورت آپس میں زندگی گزارنے لگیں، اس کا نام شادی ہے۔ شادی کے بعد مرد اور عورت کو ایک دوسرے کی خیر خواہی، آپس کے پیار، خلوص کی ضرورت پڑتی ہے اور زندگی کی اس گاڑی کو دونوں کو مل کر کھینچنا پڑتا ہے اور دونوں مل کر زندگی کو اپنی اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق خوش گوار بناتے ہیں اور اس کو کام یاب بنانے کے لئے قربانیاں دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا درجہ عورتوں سے بلند رکھا ہے اور مرد کو عورت پر فوقیت عطا فرمائی ہے، لیکن یہ فوقیت حکومت چلانے کے لئے نہیں، بل کہ اس کا مقصد عورت کی سرپرستی اور نگہبانی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو مردوں پر عورتوں کے بے شمار حقوق کو بیان نہ کیا جاتا۔ اسی طرح اس ازدواجی زندگی کو پرسکون بنانے کے لئے عورتوں پر بھی بے شمار ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اور یہ ذمہ داریاں عورت کو مرد کے ساتھ پرسکون زندگی گزارنے کے لئے انجام دینی پڑتی ہیں۔

جب شادی ایک عملی تعاون کا نام ہوا تو ظاہر ہے کہ شادی کے بعد دولہا اور دلہن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے لئے ایک نظام مرتب کریں، تاکہ زیادہ سے

زیادہ راحت حاصل کر سکیں۔ اس نظام میں اس کی بھی وضاحت ہو کہ ایک لڑکی کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں، یہ ساری چیزیں تو زمانے کے حالات اور وقت کے تقاضے شناخت کرائیں گے، لیکن اس سلسلے میں کچھ باتیں یہاں بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ تو جو بھی طریقہ اختیار کرے اس میں زیادہ سمجھ داری اور دور اندیشی سے کام لیتی رہے۔

پیاری بیٹی! جب تو اپنے نئے گھر جائے گی تو جس طرح تجھے ہم آنسوؤں اور آہوں کی گہما گہمی میں رخصت کر رہے ہیں اسی طرح وہاں تجھے مسکراہٹوں، قہقہوں کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔ وہاں تجھے دنیا ہی ایک الگ قسم کی نظر آئے گی۔ پورا گھر خوشیوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ در و دیوار سے خوشیوں کا رنگ چمک رہا ہوگا۔ ہر ایک فرد کے چہرے پر خوشی کے پھول کھل رہے ہوں گے اور ہر ایک کی باتیں دل چسپ ہوں گی۔ ہر ایک تجھے ہاتھوں ہاتھ لے لینے کے لئے بے قرار ہوگا اور تو اس گھر میں اس طرح داخل ہوگی جس طرح محفل میں ''شمع محفل'' لائی جاتی ہے۔

وہاں جاتے ہی تو ہر ایک کے لئے توجہ کا مرکز بنے گی۔ سب عورتوں کی نگاہیں تجھ پر لگی ہوں گی۔ وہ سب ہی تیرے دیکھنے کی شوقین ہوں گی۔ تیری ہر ہر حرکت پر، تیرے ہر ہر قدم پر نہ معلوم کیسی کیسی رائے زنی ہوگی، لیکن یہ ساری آؤ بھگت فقط ایک دو ہفتے کے لئے ہوگی۔ اس گہما گہمی میں تجھے بہت احتیاط اور ہوش یاری سے کام لینا ہوگا۔

اس لئے کہ تیری چھوٹی سی غلطی بھی گھر کی عورتوں کے لئے نکتہ چینی کا باعث بنے گی، تو کافی سمجھ دار ہے اور تو نے اپنے خاندان کی بہت سی لڑکیوں کو دلہن بنتے ہوئے دیکھا ہے، شادی کے ابتدائی دنوں میں کتنی ہوش یاری، عقل مندی سے کام کرنا پڑتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تو ان دنوں کو بہت احتیاط سے گزارے گی اور تجھ سے کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے گی جس سے لوگوں کو نکتہ چینی کا موقع ملے۔

جانِ پدر! سب سے پہلے جس انسان سے تجھے سابقہ پڑے گا وہ تیرا شوہر ہوگا۔ تیری آئندہ زندگی کی بہتری یا بربادی اسی ایک شخص کے اچھے یا برے برتاؤ پر موقوف ہے۔ لہٰذا تیری سب سے اہم ذمہ داری یہ ہوگی کہ تو اپنے شوہر کو زیادہ سے زیادہ سمجھانے کی کوشش کرنا، جہاں تک ہو سکے تو اپنے خیالات اور اپنی خواہشات کو اس کی رضا کے سانچے میں ڈھالتی رہنا۔

ایسا ہوگا تب ہی تو خوش گوار زندگی بسر کر سکے گی۔ خیالات اور خواہشوں میں ٹکراؤ ہی کی وجہ سے بہت سے خاندانوں میں میاں اور بیوی میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر یہی اختلافات ان دونوں کے لئے ایک درد ناک عذاب بن جاتے ہیں۔

اس وقت یہاں ان تمام باتوں کو میں نظر انداز کرتا ہوں جن کا تعلق شوہر کی ذمہ داریوں سے ہے، کیوں کہ وہ باتیں میرے موضوع سے ہٹ کر ہیں۔ مجھے اس وقت جو کچھ کہنا ہے وہ تجھ سے ہی کہنا ہے۔ تیرے شوہر کو جو کچھ نصیحت کرنی ہو یا کوئی بات سمجھانی ہو یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے وہ ذمہ داری تو اس کے ماں باپ کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری ضرور پوری کی ہوگی۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ تیرے شوہر کے ماں باپ اپنے بیٹے کے ساتھ رہتے ہیں، اس لئے وہ ہر بات کا خیال رکھیں گے اور جہاں سمجھانے کی ضرورت ہوگی وہ تیرے شوہر کو ضرور سمجھاتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد دونوں کو ایک دوسرے کے لباس سے تعبیر کیا ہے۔[1] یعنی مرد اپنی عورت کے لئے لباس ہے اور عورت اپنے شوہر کے لئے لباس ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کی کہنی میں زخم لگا ہوا ہے جس میں سے پیپ وغیرہ بہتا ہے، اب جو اس زخم کو کھلا رکھا جائے تو دیکھنے والوں کے دلوں میں ضرور اس سے

---

[1] البقرة: ۱۸۷

نفرت ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص کے جسم پر میل جما ہوا ہے اور اس پر کپڑا نہ ہو تو لوگ ایسے شخص کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے اس کو گندا اور کاہل کہیں گے۔ لباس زخم کو چھپاتا ہے اور وہی لباس اس عضو کی میل کچیل بھی لوگوں کی نگاہوں سے چھپائے رکھتا ہے جس سے لوگوں کو اس سے نفرت کا موقع نہیں ملتا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرد اگر جسم ہے تو عورت اس کی روح ہے یا پھر عورت اگر جسم ہے تو مرد اس کا لباس ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی

تَرجَمَہ: ''میں تو ہوگیا ہوں اور تو میں بن گئی ہے۔ میں جسم ہوں تو تو جسم کی روح ہے۔''

لہٰذا عورت کا یہ اہم فرض ہے کہ مرد کی اس طرح حفاظت کرے جس طرح لباس، جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ عورتوں میں خدمت گزاری کے ایسے جذبات ہونے چاہئیں کہ وہ اپنے مردوں کو اپنی جان و روح سمجھ کر خود ان کے جسم کی مانند بن جائیں، کیوں کہ بزرگوں کا مقولہ ہے:

''ہر کہ خدمت کرد مخدوم شد'' یعنی جس نے خدمت کی وہ سردار بنا۔ کسی کی خدمت کر کے ہی اس کو اپنا بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا خدمت کے سلسلے میں ایک مزید انعام کی رسول پاک ﷺ نے خوش خبری سنائی۔ مجھے یقین ہے کہ تو اس انعام کو حاصل کرنے کے لئے اپنا پورا زور لگائے گی۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اس حالت میں مر جائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا تو بے شک ایسی عورت جنت میں داخل ہوگی۔''[1]

---

[1] ترمذی، الرّضاع، باب ماجاء فی حق الزّوج علی المرأۃ، رقم: ۱۱۶۱

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے عورت! دیکھ تیری جنت اور دوزخ تیرا خاوند ہے۔''[1]

ہر عورت کے لئے جنت الفردوس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، حور و غلمان اس کا پرتپاک استقبال کرنے کے لئے بے چین ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے پاس اس کے شوہر کی رضامندی کا پروانہ ہونا چاہئے۔ بیٹی! اب بھی تو اس سودے کو مہنگا سمجھے گی۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں ہے کہ شوہر کی خدمت ایک مشکل کام ہے، اس میں تو اپنی ذات کو مٹا دینا پڑتا ہے اور پھر جنت بھی تو مفت دے دینے کے لئے نہیں ہے، عورت کے لئے بخشش کتنی آسان بنا دی گئی ہے۔ ایک طرف مرد کو حکم دیا گیا کہ ہمیشہ وہ اپنی عورت سے خوش رہے اور دوسری طرف عورت کو بتا دیا گیا کہ اگر تیرا شوہر تجھ سے خوش ہوگا تو جنت تیری ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم اور اس کی مہربانی کو دیکھو تو سہی کہ مرد اپنا خون پانی کی طرح بہا کر بھی اتنی آسانی سے جنت میں داخل ہونے کا پروانہ حاصل نہیں کرسکتا، جتنی آسانی سے ایک عورت اپنے خاوند کی رضامندی حاصل کر کے جنت کی حق دار بن جاتی ہے۔

ایک دلہن کے لئے اس کا شوہر بہت اَن جانی شخصیت ہوتی ہے، پھر بھی اس کو اسی کے ساتھ ہی زیادہ کام پڑتا ہے۔ اس کے دامن سے ہی دلہن کا دامن باندھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی ہی تابع داری کی تاکید کی ہے۔ اس کے دل میں مقام حاصل کر کے ہی دوسروں کے دلوں میں مقام حاصل کیا جاسکتا ہے اور جو عورت شوہر کی نگاہ سے گر جاتی ہے تو وہ عورت دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھتی ہے۔

شوہر کے دل میں اپنی محبت کو پیدا کر کے ہی عورت اس کے دل کی رانی بن سکتی ہے اور جو عورت اس میں ناکام ہوتی ہے اس کو گھر کی ایک نوکرانی سے بھی ہلکا

[1] کنز العمال، الثامن، النکاح: ۱۶/۱۵۹، رقم: ۴۴۹۹۶

درجہ ملتا ہے، پھر خاوند بھی تو آخر انسان ہی ہے، وہ بھی پیار، محبت اور خدمت کا متمنی ہوتا ہے۔ اس نے شادی یہ سمجھ کر کی ہوتی ہے کہ بیوی کے آنے کے بعد اس کو محبت اور آرام جیسی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ اگر اس کی امیدیں اور آرزوئیں بیوی سے پوری ہوں تو کون ایسا بے وقوف ہوگا جو ایسی محبت کرنی والی اور خدمت گزار بیوی کی قدر نہ کرے۔

ہمارے گھروں میں خدمت کے لئے جو خادمائیں ہوتی ہیں ان میں سے جو خادمہ ہم کو زیادہ آرام پہنچاتی ہے، ہماری زیادہ خدمت کرتی ہے تو اس کو ہم زیادہ چاہتے ہیں اور اگر ایسی خادمہ چلی جائے تو ہم مدتوں تک اس کو یاد کرتے ہیں اور اگر کام چور خادمہ چھوڑ کر چلی جائے تو کوئی بھی اس کی پروا نہیں کرتا، اس کی بجائے خوشی ہوتی ہے کہ اچھا ہوا جان چھوٹی۔

جس عورت نے اپنی خدمت اور فرماں برداری کے باعث شوہر کے دل میں مقام حاصل کرلیا ہے ایسی خدمت گزار بیوی کی ایک منٹ کی جدائی سے بھی شوہر تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس کے بغیر گھر میں بدنظمی پیدا ہو جاتی ہے اور جو عورت شوہر اور اس کے گھر کیلئے بے کار ثابت ہوتی ہے ایسی عورت کا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہے، کیوں کہ اس کام چور خادمہ کو بدلا جا سکتا ہے، گھر کی بدنظمی کو حسنِ انتظام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، لیکن استخارہ ومشورہ کے بعد نَکَحْتُ وَ قَبِلْتُ (ایک نے کہا: میں نے نکاح کیا اور دوسرے نے کہا: میں نے قبول کیا) سے جو گرہ شادی کی بندھ گئی ہے وہ اتنی مضبوط اور سخت ہوتی ہے کہ موت پر ہی کھل سکتی ہے۔

تو ایسی عورت کتنی بے عقل اور بے وقوف ہے جو تھوڑے دنوں کی تکلیف برداشت کر کے ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا سکھ چین نہ خرید سکے اور تھوڑے دنوں کے عارضی آرام کے لئے پوری زندگی کے لئے مصیبتیں خرید لے۔

آج میری نگاہوں کے سامنے ایسی دسیوں مثالیں موجود ہیں کہ کم ظرف اور

تنگ نظر لڑکیوں کی ضد کی وجہ سے شوہر کی محبت کی قدر نہ کی جا سکی۔ لڑکی نے اپنی ضد کی خاطر شوہر کی پرخلوص محبت کو ٹھکرا دیا اور اپنی زندگی کو تباہ کر دیا۔

بیٹی! تجھے یاد ہوگا کہ آج سے پانچ سال پہلے ایک شریف آدمی ہمارے پڑوس میں آکر بسے تھے، وہ تقریباً دو ماہ رہے ہوں گے۔ ان کی تنخواہ اچھی تھی۔ ان کے ماں باپ بھی ان کے ساتھ رہتے تھے، لیکن پھر بھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ برسوں سے بیمار ہوں۔ تیری ماں کے کہنے کے مطابق ان کی بیوی کی حالت شوہر سے بھی زیادہ قابل رحم تھی، حالاں کہ ان دونوں میں سے حقیقت میں کوئی بھی بیمار نہ تھا۔ ساس اور خسر دونوں اپنی بہو سے بہت خوش تھے اور ان کے ساتھ کوئی لڑائی جھگڑا نہ تھا۔ گھر میں کسی چیز کی کوئی کمی نہ تھی۔ بس دونوں میاں بیوی کی آپس میں بنتی نہ تھی۔

پیار کی کمی تھی، خلوص نہ تھا، مزاج میں ہم آہنگی نہ تھی، اس وجہ سے ہر وقت ان بن رہتی۔ ایک مشرق کی بات کرتا تو دوسرا مغرب کی ہانکتا، رات دن ہمیشہ جھگڑا ہی رہتا۔ میاں اپنی ضد پر قائم تو بیوی بھی اپنی ضد چھوڑنے کو تیار نہیں اور ہر ایک کو یہ بات مدنظر رہتی کہ میری بات نیچے نہ ہونے پائے، لیکن اس کا خیال کسی کو بھی نہ آتا کہ زندگی تباہ نہیں کرنی چاہیے۔

اس قسم کے اختلافات بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں، لیکن اگر ان کا جائزہ لیا جائے تو ان کی کوئی خاص وجہ اور سبب بھی نہیں ہوتا، نہ کوئی اہم معاملے میں اختلاف ہوتا ہے، بل کہ معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا ہوتا ہے۔ اگر سمجھ داری سے کام لیا جائے اور ذرا لچک پیدا کی جائے تو جھگڑے کی ساری عمارت جڑ سے ہی اکھڑ جائے۔

بیٹی! تجھے اچھی طرح یاد ہوگا کہ کبھی کبھی تو دو دو گھنٹوں تک میاں بیوی کی زبردست لڑائی چلتی رہتی تھی۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وجہ صرف یہ تھی کہ میاں کے کمرے کی کرسی کسی نے کچھ آگے پیچھے کر دی تھی یا کھانے میں نمک کچھ زیادہ پڑ

گیا تھا یا کھونٹی پر کسی نے میلا کپڑا لٹکا دیا تھا اور بس اور بعض مرتبہ تو یہ لڑائی اتنی طویل ہوتی کہ پوری پوری رات گزر جاتی، لیکن یہ شیطانی جنگ ختم نہ ہوتی اور پڑوسیوں کا بھی سونا حرام ہو جاتا۔ دو دو ماہ تک برابر جنگ کا تماشا جاری رہتا۔ پورے محلے میں گھر گھر ان ہی میاں بیوی کے تذکرے ہوتے اور ہر ایک آدمی ان کے اس لغو اختلاف کو دل چسپ انداز میں بیان کرتا۔ اف......! کیسی رسوائی بھری زندگی تھی۔ سنتے تھے کہ بیگم صاحبہ چھ چھ مہینے تک اپنے ماں باپ کے یہاں ڈیرہ ڈالے رہتی ہیں۔ اس کا شوہر اس کو بلانے ہی نہ جاتا اور اگر بلانا پڑتا تو بھی بلا کر خوش نہ ہوتا، اوپر سے خوب خوب پچھتاوا ہوتا۔

اس سے بھی زیادہ روشن مثال تیری خالہ زاد بہن شاہدہ کی ہے۔ تو نے دیکھا ہے کہ اس کی زندگی کس طرح تباہ ہوگئی۔ اس کا میاں نہ تو اسے اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ ہی طلاق دے کر آزاد کرتا ہے اور نہ نان ونفقہ (یعنی خرچہ) دیتا ہے۔ اس کی بربادی کو وہ بھی تو اچھی طرح جانتے ہیں اور شاہدہ خود بھی اس کا اعتراف کرتی ہے کہ شروع شروع میں اس کا شوہر اس سے بے حد محبت کرتا تھا، لیکن شاہدہ نے اس کی محبت کی کوئی قدر نہ کی۔ ہمیشہ اس کی مرضی کے خلاف چلتی رہی۔ پہلے پہل تو تعلقات زیادہ خراب نہ ہوئے، کیوں کہ اس کا شوہر بہت صبر وتحمل سے کام لیتا رہا، لیکن پھر بھی شاہدہ کی عادتیں نہ بدلیں۔ رسہ کشی چلتی رہی، یہاں تک کہ میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہوگیا۔

تجھے خبر ہوگی کہ شاہدہ ذرا سے معاملے میں کیسی ضد پکڑتی تھی۔ شوہر نے کوئی چیز نہ لا کر دی یا پھر کوئی اچھا مشورہ دیا تو پھر شاہدہ کا پارہ اونچا ہو جاتا اور شاہدہ اس کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتی۔ شاہدہ کا کہنا ہے کہ اس کا شوہر اس کو چڑانے کے لئے ایسا کرتا تھا اور وہ جان بوجھ کر ایسی باتیں کرتا تھا جس سے اس کو دکھ ہو، لیکن شاہدہ کا یہ عذر کسی بھی سمجھ دار آدمی کی سمجھ میں آ جائے، ایسا نہیں۔

ہر شخص اپنے آرام کے لئے شادی کرتا ہے۔ شادی کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ یعنی شوہر کسی کی لڑکی کو پریشان کرنے کے لئے، دکھ پہنچانے کے لئے شادی کر کے لاتا ہے۔ کوئی پاگل، دیوانہ ہو یا پھر جس کو باولے کتے نے کاٹ لیا ہو وہی شخص ایسا کرسکتا ہے۔

لیکن جو سمجھ دار ہے اور جس میں ذرا بھی عقل ہے وہ کبھی بھی ایسا نہ چاہے گا کہ معمولی معمولی باتوں سے چڑ کر اپنی اور اپنی بیوی کی زندگی کو برباد کر دے اور بات بات میں دماغی توازن کھو کر اپنی یا اپنے بال بچوں کی زندگی کو خراب کر دے۔ ہاں! البتہ یوں ہوسکتا ہے کہ آپس کے اختلافات بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جائیں کہ ہر بات میں تو تو، میں میں، ہونے لگے۔ شاہدہ اور اس کے شوہر کے درمیان بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ نہ سکے اور سمجھنے کی کوشش بھی نہ کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ذرا ذرا سی بات میں دماغی توازن کھونے لگے اور یہ مخالفت اتنی شدت پکڑ گئی کہ شاہدہ کے شوہر نے شاہدہ کو اس کے ماں باپ کے گھر بھیج دیا اور اب نہ تو میل میلاپ کی کوئی صورت نظر آتی ہے اور نہ طلاق کا کوئی راستہ۔

خاوند کیسا بھی ہے، لیکن وہ آزاد ہے، وہ دوسری شادی کرسکتا ہے اور نہ کرے پھر بھی اس کو ایسی الجھنوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

مشکل تو شاہدہ کے لئے ہے، بچے اس کے ساتھ ہیں۔ اس وقت اس کا سارا خرچ اس کا بھائی برداشت کر رہا ہے اور اب اس کا بھابھی کے ساتھ بھی نباہ ہوتا نظر نہیں آتا۔ جس نے شوہر کی بات کی پروا نہیں کی وہ بھابھی کی بات کی کیا پروا کرے گی؟ ایک اور مثال تجھے دوں۔ تیرا پھوپھی زاد اسلم میاں ایک آزاد اور نئی تہذیب کا انسان ہے۔ اس کی بیوی قدیم طرز کی، لیکن شریف گھرانے کی بیٹی ہے۔ میاں چاہتا ہے کہ بیوی پرانے خیالات کو چھوڑ دے اور اس کی ہم خیال ہو جائے، لیکن قدیم طرز کے ماحول میں پلی ہوئی لڑکی کسی بھی قیمت پر پرانا طرز چھوڑنے کو تیار نہیں۔

وہ پرانے زمانے کی ایک نئی یادگار ہے اور مرتے دم تک اسی طرح رہنا چاہتی ہے اور نئے فیشن کی ہر چیز سے اسے نفرت ہے، نئے فیشن کا لباس وہ پہننا نہیں چاہتی۔ شوہر اگر کوئی نئی چیز پکانے کے لئے کہے تو بھی اس کو ناگوار گزرے۔ شوہر چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بالکل فیشن ایبل نہ بنے تو کم از کم قدیم خیالات کی بھی نہ رہے۔ پہلے پہل تو اس نے بیوی کے خیالات بدل دینے کی بہت کوشش کی، لیکن اس میں اس کو کام یابی حاصل نہیں ہوئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلم کو بیوی کی ذرا ذرا سی بات اب کھٹکنے لگی۔ بات بات میں نکتہ چینی کرنے لگا اور معاملہ اس حد تک پہنچا کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے الگ ہونے پر مجبور ہوگئے۔

حقیقت میں بھول دونوں کی ہے، لیکن میاں اسلم کی بھول زیادہ ہے کہ شریعت کی باتوں میں ردو بدل کرنے کا اس کو کوئی حق نہ تھا۔ جس انسان میں شرم وحیا کا ذرا بھی حصہ ہو تو وہ اس بات کو ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی شرعی پردہ چھوڑ کر کھلم کھلا سرِ بازار پھرنے لگے اور پھر نماز اور اسی طرح دوسری عبادتوں کو چھوڑ دینے پر مجبور کرنا، یہ تہذیب اور نئی روشنی نہیں، بل کہ انتہائی درجہ کا گھٹیا پن ہے، کیوں کہ جس کی بیوی میں یہ سب خوبیاں ہوں تو اس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین نعمت قرار دیا ہے۔[1]

لہٰذا اگر کوئی عورت یوں چاہتی ہو کہ شادی کے بعد اس کی زندگی تباہی کی طرف نہ جانے پائے تو وہ کسی بھی معاملے میں اپنے شوہر کی مخالفت کبھی نہ کرے اور جو جو تکلیفیں پیش آئیں، موقع بہ موقع مختلف انداز سے شوہر کے سامنے پیش کرکے اس کا فیصلہ کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ اسی وقت مخالفت کرنے سے کبھی کام یابی حاصل نہیں ہوتی، بل کہ وہ تو جلتی پر تیل ڈالنے کی مانند ہوتا ہے۔

اور اگر کسی معاملے میں عورت کو یوں محسوس ہو کہ اس کا خاوند اسے کسی ایسے

---

[1] الترغيب والترهيب، النكاح، ترغيب الزوج في الوفا: ۳/۳۷

راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے جو آگے چل کر پورے خاندان کی تباہی اور بدنامی کا سبب بنے گا، تو اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق معاملے کے نشیب و فراز سمجھا کر پورے خلوص و ہمدردی کے ساتھ معاملے کی نزاکت اس کے سامنے پیش کرے تو مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی لڑکی اپنے شوہر کو کسی معاملے میں خلوص اور محبت سے مشورہ دے گی اور فرض نمازوں کے بعد اور راتوں کو اٹھ کر شوہر کے لئے دعائیں کرے گی تو اس کا شوہر ضرور اس کی بات مان لے گا اور اگر نہ بھی مانے تو بھی عورت کو الجھنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک بات اگر اس وقت اس کی سمجھ میں نہیں آتی تو کسی دوسرے موقع پر وہی بات اس کے دماغ میں آجائے۔

خاوند کا دل جیت لینے کی تدبیریں

میاں بیوی میں ایک دوسرے سے مناسبت اور جوڑ ہو تو ازدواجی سکھ اور اطمینان مکمل طور پر حاصل ہوسکتا ہے۔ اس کے بغیر زندگی غیر مکمل اور دکھی شمار ہوتی ہے۔ اسی لئے عورتوں کو خاوند کا دل جیت لینے کی تدابیر سیکھنی چاہئیں کہ جن کے بغیر چارہ نہیں۔ عورت چاہے کتنی ہی پڑھی لکھی، خوب صورت اور مال دار کیوں نہ ہو، لیکن ان تدابیر کو جانے بغیر وہ خاوند کے دل کی ملکہ نہیں بن سکتی۔

خاوند کو اپنا بنانے کے لئے تھوڑی سی حکمت بھری باتیں لکھی جاتی ہیں جو عورتیں خاوند کی خدمت اور ان سے محبت کو ایمان کا اہم جز تصور کرتی ہیں اور خاوند کے قدموں میں اپنی پوری زندگی گزار دینے کو اپنی کام یابی تصور کرتی ہیں ان عورتوں کو اپنی زندگی پُرسکون بنانے کے لئے ان باتوں پر عمل کیے بغیر چارہ کار نہیں۔

❶ حقوق کی رعایت

تمہارا خاوند غریب ہو تو بھی تم اس کو تونگر اور مال دار ہی سمجھو، اس کا اکرام کرو، ہر کام میں اس سے مشورہ لو، جو کہے اس کو فوراً کرو، اس کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی

کام نہ کرو، ہر بات میں اس کی خوشی کا خیال رکھو، اپنی خوشی پر اس کی خوشی کو ترجیح دو، ہر وقت اس کے آرام کا خیال رکھو۔ ایسی کوئی بات نہ کرو جس سے اس کے دل کو رنج پہنچے، جو کچھ وہ اپنی خوشی سے دے اسے لے لو، جو کام کرنے کے لئے کہے اس طرح خوشی سے کرو کہ وہ بے فکر ہو جائے اور تھوڑی آمدنی کے باوجود کسی قسم کی الجھن نہ ہو۔

۲ خندہ پیشانی سے پیش آنا

زندہ دل بن کر رہو۔ اس طرح خندہ پیشانی سے پیش آؤ کہ تم کو دیکھتے ہی اس کا دل باغ باغ ہو جائے اور سب پریشانیاں بھول جائے۔ اپنی ضرورت سے پہلے اس کی ضرورت پوری کرو۔ جہاں تک ہو سکے اس کو اچھا کھلاؤ، کھانے سے پہلے تم خود اس کے ہاتھ دھلاؤ، غریب ہو تو ہاتھ سے کپڑے سی کر پہناؤ، اس کے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتی رہو، چائے، پانی، ناشتہ پہلے ہی سے تیار کر کے رکھو، ایسا کوئی کام اور کوئی بات نہ کرو جس سے اس کو پریشانی ہو، اس کی گنجائش سے زیادہ فرمائش نہ کرو، کیوں کہ اگر وہ نہ لا سکے گا تو اس کو افسوس ہوگا اور اگر تمہاری قسمت میں ہوگی تو وہ چیز تم کو ضرور مل جائے گی، اپنی ضرورت جہاں تک ہو سکے خود ہی پوری کرو، اس کو تکلیف نہ دو۔ جب وہ گھر آئے تو اس کے سامنے اپنا رونا مت رو، معلوم نہیں کہ وہ کس حالت میں گھر آیا ہوگا اور باہر اس پر کیا کیا گزری ہوگی؟

کھاتے وقت ایسی دل چسپ باتیں کرو کہ وہ اطمینان سے کھا سکے، کیوں کہ بے فکری میں دال بھی قورمہ جیسی لگتی ہے اور پریشانی میں بریانی بھی بے ذائقہ لگتی ہے۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ بعض ناسمجھ عورتیں شوہر کو آتے ہی اپنی داستان سنانے بیٹھ جاتی ہیں اور اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب دشوار کر دیتی ہیں اور پھر وہ بے چارہ کچھ کھائے پیئے اٹھ جاتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتے

ہیں اور خاوند بھی ناخوش ہوتا ہے، ایسی بے عقلی سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ (آمین)

③ خدمت

اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو کچھ صلاحیت دے رکھی ہے تو اس کے کام میں ہاتھ بٹاؤ، اس کا بوجھ ہلکا کرو، اپنی شیریں زبان سے اس کا غم غلط کرو، اس کے دکھ سکھ میں شریک رہو، اگر کچھ پریشان معلوم ہو تو اس کی پریشانی دور کرو، اگر وہ قرض دار ہو جائے تو تم اپنے ہاتھ کے ہنر سے اس کے قرض کے بوجھ کو ہلکا کر دو، پھر تمہارے پاس کوئی نقدی یا زیور ہو تو اس کی خدمت میں پیش کر دو اور کہو کہ آپ کے مقابلے میں یہ چیزیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، آپ ہیں تو سب کچھ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ اس سے بڑھ کر چیزیں لا دیں گے اور ان چیزوں کو دے کر احسان نہ جتلاؤ اور ایسی کوئی بات بھی محسوس نہ ہونے دو، ورنہ سب کچھ بے کار ہو جائے گا۔ ہر وقت اس کی خدمت میں لگی رہو اور اس کے آرام و راحت کی طرف سے کبھی بھی لاپرواہی نہ برتو، اس کی خدمت سے غفلت نہ کرو، گھر کے سب کام کاج تم اپنے ہاتھ سے ہی کرو، اللہ تعالیٰ سکھ کے دن بھی دکھائیں گے۔

④ کفایت شعاری

خرچ کم کرو، کفایت شعاری سے کام لو، جو کچھ ملے اس میں سے کچھ جمع بھی کرتی رہو، معمولی رقم سمجھ کر اڑا مت دو، کپڑے خود سیو، کھانا خود پکاؤ، بچوں کی دیکھ بھال خود کرو۔ اس طرح کافی رقم جمع ہو جائے گی اور مصیبت کے وقت کام آئے گی اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہ پڑے گا۔ تمہارا دل بھی خوش ہوگا اور پھر تمہاری عقل و ہوش یاری کی خاوند بھی داد دے گا۔ کچھ بات پوچھے تو نرمی سے جواب دو، اگر

وہ کسی وقت غصہ ہو جائے تو تم نرم بن جاؤ۔ اس کی مرضی پر راضی رہو، وہ چاہے تمہارے کاموں سے راضی نہ ہو پھر بھی تم اس کے حقوق ادا کرتی رہو، تا کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی رہے، وہ جو کچھ کما کر دے اس کو دیانت داری سے خرچ کرو، تم خود تکلیف برداشت کر کے بھی اس کی ضرورتیں پوری کرو۔

ایسا صاف ستھرا معاملہ کرو کہ ہر آدمی دیکھ کر یا سن کر خوش ہو جائے۔ مرد کو اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ لا کر تم کو دیتا ہے، اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اگر تم چاہو تو اپنی صلاحیت اور لیاقت سے خاک کے گھر کو لاکھ کا بنا دو اور اگر چاہو تو بے سمجھی اور بے ڈھنگے پن سے اس کو برباد کر دو، مرد بے چارہ اس میں کیا کر سکتا ہے، دیکھو تمیز، صلاحیت اور حسن انتظام بھی دنیا میں ایک عجیب ہی چیز ہے۔

۵ حسن انتظام

سلیقہ منداور باتمیز بیوی کبھی بھی پریشانی نہیں اٹھاتی اور بدنظمی سے گھر کے سب ہی لوگ پناہ مانگتے ہیں۔ آئے دن نئی نئی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کبھی چین اور اطمینان سے کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا اور مرد بے چارہ پریشان ہو جاتا ہے، آخر وہ بے چارہ کب تک اور کتنا دیتا رہے۔ آخر کار تھک کر سکون اور چین کی تلاش میں دوسری جگہ بھٹکتا پھرتا ہے، گھر کی زندگی اس کے لئے وبال بن جاتی ہے اور بچے بھی وبالِ جان نظر آتے ہیں اور پھر وہ گھر آنے میں بھی تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس سے بے زار ہو جاتا ہے۔

سلیقہ مند بیویاں ہمیشہ گھر کو جنت نما بنائے رکھتی ہیں۔ خود بھی سکون اور چین سے زندگی گزارتی ہیں اور گھر والے بھی آرام سے رہتے ہیں، بل کہ ایسی عورت گھر والوں کو آرام سے رکھتی ہے۔ حسنِ انتظام ایک ایسی خوب صورت اور روشن چیز ہے کہ اس کی روشنی دور دور تک پہنچتی اور پھیلتی ہے۔ کئی خوب صورت عورتیں حسنِ انتظام

اور سلیقہ مند نہ ہونے کی وجہ سے چڑیل جیسی لگتی ہیں۔ اکثر مرد صورت پرست کی بہ نسبت سیرت پرست ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری خوبیوں کی بجائے باطنی خوبیوں کے چاہنے والے ہوتے ہیں، جو عورتیں مرد کی تابع دار اور فرماں بردار ہوتی ہیں ایسی عورتیں ہی اپنے شوہر کو چاہے وہ کتنا ہی بدمزاج اور لاپرواہی کیوں نہ ہو آخر کار اپنا تابع بنا کر چھوڑتی ہیں۔ یہ باتیں کچھ مشکل بھی نہیں، لیکن افسوس! کہ کتنی عورتیں سمجھتی ہیں کہ ہم جتنی تیزی اور رعب دکھائیں گی مرد اتنی ہی جلدی ہمارا غلام اور تابع دار بن جائے گا۔ ایسے تمام خیالات غلط ہیں۔

یاد رکھیں! جو عورتیں محبت، پیار، دنیا کی شرم، اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کو راضی کرنے کے جذبے سے اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں وہی آگے چل کر اپنے شوہر کی محبوبہ بن کر رہتی ہیں اور پھر مرد اس پر اپنی جان تک نچھاور کرتا ہے۔ اس کے آرام، اس کی رضا مندی کا خیال رکھتا ہے اور اس کی ناز برداری کرتا ہے، اس کی ہر دلی خواہش پوری کرتا ہے، اس کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتا ہے اور جو کچھ کما کر لاتا ہے سب اس کے ہاتھ پہ رکھ دیتا ہے، کبھی کسی بات کا حساب نہیں مانگتا۔ ایسے میاں بیوی کی زندگی سکون اور آرام سے گزرتی ہے اور یہ نعمت عقل مند بیویوں کو حسنِ انتظام سے نصیب ہوتی ہے اور بے وقوف عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں۔

اہم باتیں نوٹ کرنے کے لئے ایک نوٹ بک بنائیں

گھر کے اندر آپ اپنی نوٹ بک خود بنائیں اور اہم باتوں کو اس میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔ عورتوں میں یہ چیز بہت کم ہے۔ کچھ نیک بیویاں اس کی پابندی کرتی ہوں گی، وگرنہ نوٹ بک نہیں بنائی جاتی۔ کئی اہم باتیں خاوند کو کہنی ہوتی ہیں، لیکن موقع پر یاد نہیں آتیں اور کئی اہم کام کرنے ہوتے ہیں جو خاوند بتا کے جاتا ہے وہ بھول جاتی ہیں۔ چناں چہ گھر کی کئی مصیبتیں اس وجہ سے شروع ہوتی ہیں، تو فقط اپنی

یادداشت پر بھروسہ نہ کریں، اس لئے کہ جب گھر میں عورت کی اولاد ہونی شروع ہو تو عام طور پر اس کی یادداشت اتنی اچھی نہیں رہتی، کئی مرتبہ یہ جلدی بھول جاتی ہے، جب گھر کے اندر ڈائری ہوگی تو اپنی اس ڈائری میں خاوند نے جو کام کہے وہ بھی لکھ لیں، اور کسی نے کوئی کام کہا تو وہ بھی لکھ لیا کریں، کسی کو کام کے لئے کہنا ہے تو وہ بھی لکھ لیا کریں، کسی کا فون آئے اُس کا پیغام کسی کو دینا ہو تو لکھ لیں، تو روز کا ایک صفحہ متعین کر لیں اور اس کے اوپر آپ نے جو باتیں کرنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔ جو کہنی ہیں وہ بھی لکھ لیں اور پھر شام کو دیکھ لیں کہ کیا میں نے سب کام سمیٹے یا نہیں۔ یہ نوٹ بک کا بنانا جب آپ شروع کریں گی تو آپ دیکھیں گی کہ آپ کی زندگی میں ایک ڈسپلن (نظم وضبط) آجائے گا۔ آپ کی زندگی خود بخود اچھی ترتیب والی بن جائے گی اور پھر آپ وقت کا بھی خیال رکھیں گی۔ جب آپ کو پتہ ہوگا کہ آج میں نے اتنے کام سمیٹنے ہیں، پھر کسی کے فون آنے پر آپ اس سے دال پکانے کی باتیں نہیں پوچھیں گی۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔

آج (Urgent) (جلدی کے) کاموں کی وجہ سے عورتیں (Important) (اہم) کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتیں۔ یہ بات سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے (Mismanagement) (بدانتظامی) کی وجہ سے اور زندگی میں (Planning) (ترتیب) نہ ہونے کی وجہ سے آج عورتیں ارجنٹ کاموں میں اتنا الجھ جاتی ہیں کہ اہم کاموں کے لئے ان بے چاریوں کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہر وقت (Fire fighting) کرتی پھر رہی ہوتی ہیں۔ تھوڑا وقت رہ جائے تو کہتی ہیں اچھا یہ کام سمیٹنا ہے، اچھا یہ کام سمیٹنا ہے۔ کل تو فلاں تقریب ہے۔ ہر وقت (Fire fighiting) کرنے کی ضرورت نہیں۔ (Planning) کے ساتھ زندگی گزاریے۔ کسی نے کہا:

(Well plane half done)

جب آدمی کسی کام کی اچھی منصوبہ بندی کر لیتا ہے تو یوں سمجھو کہ آدھا کام ہو جاتا ہے۔ تو یہ نوٹ بک کا بنانا اور اپنے وقت کا خیال رکھنا اور اپنے کاموں کو اس میں لکھ لینا آپ کے لئے فائدے کا سبب بنے گا۔ اکثر خاوندوں کے ساتھ جو نوک جھوک ہوتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ بیوی نے خاوند کو کام کہا، خود بھی بھول گئی، خاوند بھی بھول گیا۔ کئی دن کے بعد یاد آیا تو الجھ پڑے۔ اگر یہ نوٹ بک میں لکھا ہوتا تو آپ روزانہ اس کو یاد دلا سکتی تھیں، وقت سے پہلے یاد دلا سکتی تھیں یا خاوند نے کوئی بات کہی تو بیوی کرنا بھول گئی، اس پر خاوند کے ساتھ نوک جھوک شروع ہوگئی، تو اس لئے نوٹ بک کا بنانا آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے لئے بڑے فائدے کا سبب بن سکتا ہے۔

کچھ ضرورت کی چیزوں کو سنبھال کر رکھیں

اسی طرح گھر کے اندر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی ہنگامی طور پر اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ان کو گھر میں مناسب جگہ پر ہر وقت تیار حالت میں رکھیں، تاکہ پریشانی سے بچ جائیں۔

مثال کے طور پر ہر عورت کو اپنے گھر کے اندر ایک چھوٹا سا (First id box) (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنانا چاہئے۔ عورتیں عموماً اس طرف توجہ نہیں کرتیں، چناں چہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ان کو ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے، ذرا سا کسی بچے کو زخم آگیا تو کہتی ہیں: اچھا چلو جی ڈاکٹر کے پاس۔ اب ڈاکٹر کے پاس تو بچے نے جانا ہے، ماں اس کے ساتھ ویسے ہی جا رہی ہے۔ جب ایک عورت ایک غیر محرم ڈاکٹر کے پاس جائے گی تو اس سے بات بھی کرنی پڑے گی، کئی مرتبہ چہرہ بھی کھول کر بیٹھے گی اور کئی مرتبہ پھر بات سے بات بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے شیطان کے دروازے کو بند کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روز مرہ کی جو دوائیں ہوتی ہیں یا

چیزیں ہوتی ہیں وہ گھر کے اندر رکھ لی جائیں۔ سر درد کی گولی اور بخار کی دوائی کو سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر گھر کے اندر عورت اپنا (First aid box) (ابتدائی طبی امداد بکس) بنا لے۔ فرض کریں بچے کو کوئی چوٹ لگ سکتی ہے یا آپ کا ہاتھ جل سکتا ہے تو اگر گھر میں برنال رکھی ہوگی جو زخم پر لگانے کے لئے یا جلنے کی کیفیت میں لگانے کے لئے ہے تو جب زخم پر فوراً وہ چیز لگ جائے گی تو پھر اس کا نشان جسم پر نہیں رہے گا۔

ہوتا کیا ہے کہ بچہ جلا یا فرض کرو خدانخواستہ عورت کا ہاتھ جل گیا، اب ڈاکٹر کے پاس خاوند لے کر جائے گا اور خاوند کام سے شام کو آئے گا، اب جب چار پانچ گھنٹے زخم کو اسی طرح گزر گئے تو ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے پہلے اتنا نقصان ہو چکا ہوتا ہے کہ زخموں کے نشان رہ جاتے ہیں تو گھر کے اندر (First aid) کا کچھ انتظام ہونا چاہئے۔ یہ عورت کے لئے دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی فائدے کا سبب ہے۔ عورتوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ مرد ڈاکٹروں کے پاس حتی الوسع جانے سے پرہیز کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ غیر محرم کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔

اسی طرح چابیوں کی جگہ متعین کر لیجئے۔ اکثر جب کہیں جانے کا وقت ہوتا ہے تو چابیاں نہیں ملتیں۔ چابیاں ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں اور جب چابیاں نہیں ملتیں تو خاوند ان کی چابی ٹائیٹ کرتا ہے کہ تم نے کہاں رکھ دی اور یہاں سے جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ مجھے ڈانٹ پڑ گئی، اس لئے انہیں سنبھال کر متعین جگہ پر رکھیں۔

اسی طرح چھری بھی ایسی چیز ہے جس کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسے بھی مخصوص جگہ پر رکھا کریں۔ پھل اور سبزی کاٹنے کے لئے الگ الگ چھری کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اگر بالفرض ایک چھری ہو اور اسی سے پیاز کاٹا ہو اور تھوڑی دیر کے بعد اسی چھری سے سیب کاٹا ہو تو پیاز کا ذائقہ سیب میں شامل ہو جائے گا اور وہ بدمزہ ہو جائے گا، بل کہ وہ کم بدمزہ ہوگا اور گھر کا ماحول زیادہ بدمزہ ہوگا۔

جیولری بکس عورتوں کے پاس ہوتا ہے، اس کو بھی سنبھال کر رکھئے۔ اس قسم کی اہم چیزوں کے رکھنے کا ایک ضابطہ بنا دیجئے، تاکہ آپ جس وقت چاہیں آپ کو اسی وقت وہ چیز مہیا ہو سکے۔ آپ کی زندگی کے کئی سارے جھگڑے ان چیزوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں گی تو ان چیزوں کی وجہ سے جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شیطان کو ان چیزوں کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

سلیقہ مند عورتوں کی اِزدِواجی زندگی

سب سے پہلے خانہ داری کا جوہر ہے سگھڑاپے کا
فکر ہو پہلے اوروں کا، پھر بعد کہیں ہے اپنے کا
دنیا کا یہ دستور ٹھہرا، مرد کما کر گھر لائے
عورت کا فرض ہے اس کو اچھی طرح سے کام لگائے
جتنی چادر اتنا بچھونا، چین سے وہی رہتے ہیں
عاقل لوگ جہاں میں اس کو تدبیر منزل کہتے ہیں
جس لڑکی کو گر نہ یہ آئے، اس کو کب یہ خوش حالی ہے
اس کو پھوہڑ ہے کہنا لازم جو عقل و خرد سے ہو خالی
خود اس سے تو کچھ ہو نہ سکے گا، خدمت گار اٹھائیں گے
پونجی ساری کھا پی لیں گے، پھر سے پُھر اڑ جائیں گے
ساس لڑے گی نند لڑے گی، دل بے زاری ٹھہرے گی
اک نہ ہونے سے اس گن کے، سو سو مصیبت آئے گی
خاوند ایسی شادی کر کے، دم دم پچھتائے گا
کچھ بھی نہ ہو گا گھر میں اس کے، کما کر مر جائے گا

ڈھگ لگا کچرے کا گھر میں، ٹوٹ کھٹولے کھاٹ گئی
باہر سے خاوند جو لائے، گھر میں بیوی سب کو چاٹ گئی
ٹھیک نہیں ہے بچی سنو، اس سے تم پرہیز کرو
دنیا میں جو رہنا ہے، تو دنیا کو تم آویز کرو
خرچ کرو اس صورت سے، جو خرچ کی صورت رہ جائے
خسر بھی خوش، خاوند بھی خوش، اپنی صورت بھی رہ جائے

مردوں کو کیا پسند ہے؟

کون سی خوبیوں سے شوہر کے دل کو جیتا جائے، اس کا حتمی جواب تو مشکل ہے، کیوں کہ ہر شخص کا مزاج الگ الگ ہوتا ہے۔ کسی کو بناؤ سنگھار پسند ہوتا ہے تو کسی کو سادگی بھاتی ہے، کسی کو فیشن پسند ہوتا ہے، کسی کو سیدھی سادی اور شرمیلی عورت سے پیار ہوتا ہے، تو کسی کو باتونی پسند ہوتی ہے، کسی کو معصوم اور بھولی بھالی صورت سے محبت ہوتی ہے، کوئی بانکی بانکی اداؤں کا دل دادہ تو کوئی نازنخروں کو گلے سے لگاتا ہے، کوئی مسکراہٹ بکھیرنے والی عورت کو پسند کرتا ہے تو کوئی اپنی تابع داری کرنے والی عورت کو پسند کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر ایک کا الگ الگ خیال اور الگ الگ پسند ہوتی ہے۔ اس لئے ہر عورت کو ایسی خوبیاں اور ایسی ترکیبیں تلاش کرنی چاہئیں کہ جس سے اس کا شوہر اس کی طرف راغب ہو جائے اور اس کا شیدائی بن جائے، تاہم شوہر کی چند پسندیدہ خوبیاں ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

1. سب سے پہلی خوبی جس میں کشش ہوتی ہے وہ حسن اور خوب صورتی ہے۔ عورت بہت خوب صورت ہو یہ کوئی ضروری نہیں، البتہ اس کا بناؤ سنگھار اور اس کے لباس پہننے کی ترکیب وغیرہ میں ایسی صفائی ہونی چاہئے کہ جس سے اس کا جسم خوب صورت اور پرکشش نظر آئے۔

❷ دوسری خوبی دل کی معصومیت اور قدر دانی کا جذبہ ہے۔ کینہ پرور، جھوٹی، میلے دل کی عورت کو مرد ہمیشہ ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے عورت کو قدر دانی کا جذبہ اور دل کی معصومیت اور اپنائیت کا نمونہ پیش کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس سے اس میں خوب صورتی اور حیا یہ دونوں پیدا ہوتی ہیں۔ اپنا ہی فائدہ چاہنے والی اور جس کی زبان ہمیشہ قینچی کی طرح چلتی ہو، اسی طرح وہ عورت جو ہمیشہ اداس اور مایوس بن کر خاموش رہنے والی ہو، اس کو کوئی مرد پسند نہیں کرتا۔

❸ ہر شوہر یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی مجھ سے سمجھ اور عقل میں کم ہونی چاہئے۔ چالاکی اور ہوش یاری میں بھی عورت شوہر پر فوقیت رکھتی ہو، یہ بات مرد پسند نہیں کرتا۔ معمولی پڑھا لکھا شخص ایک گریجویٹ عورت کے ساتھ شادی کر کے صحیح طور پر اطمینان حاصل نہیں کرسکتا، کیوں کہ اس میں اس کو اپنی کم زوری اور توہین محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے عورت کو کبھی بھی شوہر کے آگے اپنی ہوش یاری اور عقل مندی نہیں دکھانی چاہئے اور کبھی بھی شوہر کی سمجھ اور عقل و ہوش یاری کی کم زوری ظاہر نہ کرنی چاہئے، کیوں کہ عورت کی چال بازی سے مرد ڈر تو سکتا ہے، لیکن محبت نہیں کرسکتا۔

❹ مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے سب سے بڑھ کر خوبی خدمت اور عاجزی ہے۔ لہٰذا عورت کو اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا چاہئے۔ اس سے شوہر کے دل میں محبت بڑھتی ہے اور عورت کو بھی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ فرمان بردار عورت ہی شوہر کے دل کو جیت سکتی ہے۔

❺ مرد ایسی عورت کو دل سے چاہتا ہے جو اس کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا کرے۔ اس کے عیبوں کو جانتے ہوئے بھی اس سے محبت کرے۔

❻ مرد ایسی عورت کو پسند کرتا ہے جس میں رحم دلی ہو، دوسروں کی تکلیف دیکھ کر

اس کے دل میں ہم دردی کا جذبہ پیدا ہو اور جس کا دل انسانیت اور مروت کے جذبات سے پُر ہو۔

۷ مرد کے لئے عورت کا جاذبِ نظر مسکراتا ہوا چہرہ باعثِ خوش دلی ہے، کیوں کہ جو عورت خود خوش رہتی ہے وہ دوسروں کو بھی خوش کرسکتی ہے۔ عورت کی یہ خوبی مرد کے فکر وغم اور تکان و پریشانی وغیرہ کو دور کر کے اس کو اطمینان، سکون، ہمت اور تازگی بخشتی ہے۔ لہٰذا تھکے ماندے شوہر کو خوشی اور تازگی کے ساتھ آرام دینے کی عورت کو فکر ہونی چاہئے۔ اس کو جن باتوں سے مسرت ہوتی ہے، ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔ ''ہنستا اور مسکراتا ہوا چہرہ ہزاروں دکھ دور کرتا ہے۔'' یہ کہاوت عورت کو یاد رکھنی چاہئے اور یہ خوبی اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے، اس کے لئے عورتوں کو سیّد رضی الدین صاحب کی کتاب ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح دارالہدیٰ کی کتاب ''پریشان رہنا چھوڑ دیجئے'' اور بیت العلم ٹرسٹ کی کتاب ''پریشانی کے بعد راحت'' کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔

۸ عورت کی سب سے بڑی خوبی اس کی پاک دامنی ہے۔ پاک دامنی کے نور سے عورت کی خوب صورتی چمک اٹھتی ہے۔ جو عورت پاک دامن ہوگی وہی اپنے شوہر کے لئے پورے طور پر وفادار ہوگی۔ جس عورت میں یہ روشنی نہیں ہوتی پھر چاہے کتنا ہی حسن اس کے جسم میں ہو، پھر بھی اس کو کوئی پسند نہیں کرتا۔ پاک دامنی کے نور سے عورت جو بھی کام چاہے کرا سکتی ہے۔ پاک دامنی کے نور سے ہی عورت اپنے چھوٹے سے گھر کو بھی تونگر بنا کر اس میں جنت جیسے آرام وسکھ حاصل ہونے کا نمونہ پیش کرسکتی ہے۔

رخصتی کے وقت بیٹی کو ماں کی دس نصیحتیں

کندہ کے حکمران عمرو بن حجر نے اُمّ ایاس بنت عوف بن مسلم شیبانی کے ساتھ شادی کا پیغام بھیجا۔ شادی کے بعد رخصتی سے پہلے لڑکی کی ماں امامہ بنت حارث نے اپنی بیٹی کو تنہائی میں حسب ذیل نصیحتیں کیں: (جن سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی پر اس کے شوہر کے کیا کیا حقوق ہیں۔ یہ نصیحتیں تمام دلہنوں کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں)۔ ماں نے کہا! بیٹی! تیرا وہ ماحول چھوٹ گیا جس سے نکل کر جا رہی ہے، تیرا وہ نشیمن بھی پیچھے چلا گیا جہاں جاہل کو بھی ایک مقام حاصل تھا اور عقل مند کو سہارا تھا۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے اور کوئی شوہر اپنی بیوی سے اپنی شدید حاجت کے باوجود بے نیاز ہوسکتا تھا تو تمہارے ماں باپ اس کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ ایک دوسرے سے بے نیاز رہتے، اس لئے کہ تمہارے نانا کے پاس بہت زیادہ مال تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورتیں مردوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور مرد عورتوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

اب تیرا رخ ایسے گھر کی طرف ہے جس سے تو واقف نہیں۔ وہاں تیرا ساتھی وہ ہے جو تیرا جانا پہچانا نہیں۔ اب تیری گردن اور تیرا پورا بدن اس کے تابع ہے۔

”فَكُوْنِيْ لَهٗ أَمَةً يَّكُنْ لَّكِ عَبْدًا وَّشِيْكًا وَاحْفَظِيْ مِنِّيْ خِلَالًا عَشْرَةً يَكُنْ لَّكِ ذِكْرًا وَّذُخْرًا“

ترجمہ: ”لہٰذا تو اس کی باندی بن کر رہنا تو وہ تیرا تابع دار بن کر رہے گا۔ اس کے لئے دس عادتیں اپنے اندر پیدا کر یہ تیرے لئے زندگی میں شوہر کی دعاؤں کا اور موت کے بعد نیک نامی کا سبب ہوں گی (آگے چل کر یہ تیرے کام آئیں گی)“

پہلی اور دوسری صفت یہ ہے کہ قناعت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے عاجزی برتنا، اس کی ایک ایک بات سننا اور اس پر عمل کرنا۔

تیسری اور چوتھی صفت یہ ہے کہ شوہر کی نگاہ اور اس کی ناک کا خیال رکھنا، یعنی جب اس کی نگاہ تجھ پر پڑے تو گندے پن کی وجہ سے اس کی طبیعت میلی نہ ہونے پائے، تیرے جسم سے ایسی کوئی مہک نہ آئے جو اسے ناپسند ہو اور یاد رکھنا!

"وَ إِنَّ الْكُحْلَ أَحْسَنُ الْحُسْنِ الْمَوْجُوْدُ، وَالْمَآءُ أَطْيَبُ الطِّيْبِ الْمَفْقُوْدُ."

(شوہر کی آنکھ میں بھلی معلوم ہونے کے لئے) سرمہ کا استعمال کرنا کہ یہ آسان چیز ہے جو ہر ایک کو میسر ہو سکتی ہے (اور شوہر کی ناک میں بدبو نہ جائے اس کے لئے) پانی کا استعمال خوب کرنا، یعنی غسل اور وضو کا اہتمام کرنا کہ یہ سب سے اچھی خوش بو ہے۔

پانچویں اور چھٹی صفت یہ ہے کہ اس کے سونے اور کھانے کے اوقات کا خیال رکھنا، کیوں کہ تادیر بھوک برداشت کرنے سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور نیند میں کمی آنے سے غصہ تیز ہو جاتا ہے۔

ساتویں اور آٹھویں صفت یہ ہے کہ اس کے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کرنا اور مال کی بہتر حفاظت حسنِ انتظام سے ہوتی ہے اور اہل و عیال کی حفاظت حسنِ تدبیر سے۔

نویں اور دسویں صفت یہ ہے کہ کبھی اس کی مخالفت نہ کرنا، نہ ہی اس کے کسی راز کو ظاہر کرنا، کیوں کہ اگر اس کی نافرمانی کی تو اس کا سینہ غصے سے بھڑک اٹھے گا اور اگر اس کے راز کھول دیئے تو وہ کبھی تم پر اعتماد نہ کر پائے گا، کبھی تمہیں اپنا نہ سمجھے گا۔ (جب وہ رنجیدہ ہو تو اس کے سامنے ہرگز خوشی کا اظہار نہ کرنا، بل کہ اس کے غم میں پوری شریک ہو کر اس کو تسلی دینا اور اگر خوش ہو تو کبھی رنج و غم ظاہر نہ کرنا)۔

"وَاعْلَمِيْ يَا بُنَيَّةُ! إِنَّكِ لَا تَقْدِرِيْنَ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى تُؤْثِرِيْ رِضَاهُ عَلٰى رِضَاكِ وَتُقَدِّمِيْ هَوَاهُ عَلٰى هَوَاكِ فِيْمَآ أَحْبَبْتِ أَوْ كَرِهْتِ، وَاللّٰهُ يَضَعُ لَكِ الْخَيْرَ وَأَسْتَوْدِعُكِ اللّٰهَ." [1]

تَرْجَمَہ: "اور خوب دھیان سے سن اے میری پیاری بیٹی! تو شوہر کا دل اس وقت تک نہیں جیت سکتی جب تک کہ اپنی پسند کو اس کی پسند میں فنا نہ کر دے، اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے سامنے ختم نہ کر دے، جس کو وہ پسند کرے اس کو تو پسند کرے اور جس کو وہ ناپسند کرے اس کو تو بھی ناپسند کرے، (اب بیٹی! ہم تجھ سے جدا ہو رہے ہیں) اللہ ہی کی حفاظت میں تم کو سپرد کرتے ہیں۔ اللہ ہر بھلائی اور ہر نیکی کو تیرے لئے مقدر فرمائے اور ہر برائی سے بچائے۔"

مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ تمہیں اور ساری مسلمان بہنوں کو ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا ربَّ العالمین۔

ماں اور بیٹی کا سوال و جواب

بیٹی کا سوال

لو آبھی گئی ڈولی — جی بھر کے نہیں رولی
جب جانا ہی جانا ہے — کیا اپنا ٹھکانا ہے
اور پیار کے چاہت کے — میں توڑ چلی سارے
جی بھر کے تو رونے دو — جی ہلکا تو ہونے دو
سب رشتے محبت کے — پریم کے الفت کے

[1] سلسلة الأسرة المسلمة السعيدة: ۴۵/۱

ماں، باپ، بہن، بھائی میں چھوڑ چلی سارے
میں باغ کی چڑیا تھی یا کھیل کی گڑیا تھی
ہر ایک سہیلی کو ہر ساتھ کی کھیلی کو
گو چھوڑ چلی سب کو لیکن میرے دل میں ہو
ہرگز نہ بھلاؤں گی اماں تیری الفت کو
اس مہر و محبت کو کیا جس نے مجھے پالا ہے
ہرگز نہ بھلاؤں گی یہ رحم و کرم تیرے
جو لے کے چلی ہوں میں بھولوں نہ کبھی میں تم کو
کیا جلدی ہے گزرا یہ کنوارا پن میرا
جی کھول کے ملنا تھا جی بھر کے نہ دیکھا تھا
بھولوں نہ کبھی میں تم کو تا حشر کچھ بھی ہو
اماں تیری چاہت کو اس پیار کو شفقت کو
خوب کھلایا پہنایا ہے کیا خوب دین سکھایا ہے
اس پیار کو ممتا کو جس میں کہ پلی ہوں میں
پر یہ بھی نہ بھولوں گی جو تو نے کیا مجھ سے
یہ آخری برتاوا جو تو نے کیا مجھ سے
تقدیر کی بیٹی کو کرموں جلی بیٹی کو
دنیا کا دکھلاوا اور گھر سے نکلوایا
کیا دیش نکالا ہے اپنے گھر سے نکالا ہے

ماں کا جواب

سن او میری دکھیاری
آئی ہے تیری باری
ہر ایک پہ بیتی ہے
ہر ایک پہ گزری ہے
ہر ایک پہ آتا ہے
یہ وقت جدائی کا
یہ رِیت ہے اس جگ کی
اور رسم ہے دنیا کی
اماں جسے کہتی ہو
یہ بھی تھی کبھی بیٹی
اور لاڈلن بیٹی تھی
ایک کرموں جلی ماں کی
جس کے ہو پڑی پالے
اس سے نہ جدائی ہو
وہ تیرا ہو تو اس کی
پروا تجھے پھر کس کی
وہ تخت پہ بٹھلائے
یا عیش وہ دکھلائے
وہ سختی کرے راحت میں رکھے
پاؤں میں مسل ڈالے

لیکن نہ تیرے منہ سے
نکلے نہ کبھی اُف بھی

ہے ہاتھ میں ایک تیرے
ناموس بزرگوں کی

بدلہ میری محنت کا
ثمرہ میری الفت کا

سب کچھ یہیں مل جائے
شاداں تو گھر جائے

محنت سے ریاضت سے
سر توڑ مشقت سے

دکھ درد سے محنت سے
یا پریت سے الفت سے

مطلب کہ کسی ڈھب سے
اس کو نہ بگڑنے دے

جس سے ہے پڑا پالا
ہو تیرا وہ رکھ والا

یہ خوشیاں یہ رنگ رلیاں
یہ عیش یہ راحت سب

آرام کی بے فکری
سب عارضی چیزیں ہیں

اللہ تجھے وہاں پر دے
اس سے بھی کہیں زیادہ

مولیٰ تجھے سب کچھ دے
اس گھر میں مسرت سب
بھول سے نہ یاد آئے
ماں باپ کا گھر تجھ کو
ہر ماں کی نصیحت کو
بھولو نہ کبھی دل سے
خاوند کی خدمت کو
سرتاج کی سیوا کو
پھولو گی پھلو گی تم
جب یاد کرو گی تم
سچ کہتی تھی ماں میری
اور سچی ہی نصیحت تھی
خاوند بھی عورت کے لئے
ایک رب مجازی ہے
جو اس کو رکھے شاداں
جو اس کی رہے بن کر
دنیا اسے جنت ہے
عقبیٰ اسے جنت ہے
سچ کہتی تھی ماں میری

الوداعی نصیحت

ایک دو شیزہ کا جب ڈولا چلا
سارے گھر میں حشر برپا ہوگیا
ماں ہوئی بیٹی سے اپنی ہم کلام
جا کے کرنا ساس کو بیٹی سلام
اور خسر کا اپنے تو کرنا ادب
تاکہ کہلائی نہ جائے تو بے ادب
اپنے شوہر کا تو کرنا احترام
زندگی تیری نہ ہو جائے حرام
سب ہی گھر والے ہوں تجھ سے باغ باغ
تو اندھیرے گھر کا کہلائے چراغ
سخت لہجے میں نہ کرنا گفتگو
سادگی سے گھر میں رہنا نیک خو
اور ننگے سر نہ رہنا رکھ خیال
سر سے تو ڈھلکی ہوئی چندری سنبھال
شادی تیری ہوگئی اچھا ہوا
تو رہے باعصمت و عفت سدا
اور الٹے جب کوئی تیرا نقاب
تجھ کو شرمندہ کرے تیرا شباب
سب سے پہلے سو کے اٹھنا بے خبر
سینہ بے باک پر رکھنا نظر
میں سمجھتی ہوں تیری بے تابیاں
شعلہ الفت کی ہیں یہ گرمیاں
اپنے رخ سے تو ذرا آنچل اٹھا
پھر ذرا تو چاند سے رخ کو دکھا
جاتے ہی کرنا تو گھر کا کام کاج
بس یہی دنیا کا ہے رسم و رواج
جب تو گھر کے کام کاج میں لگ جائے گی
سب ہی گھر والوں میں عزت پائے گی
سب بڑے چھوٹے کے کرنا کام تو
باپ ماں کا بیٹی کرنا نام تو
اپنے شوہر کو نہ دینا تو جواب
تا کہ شرمندہ نہ ہو روز حساب
الوداعی نصیحت اب میں کہہ چکی
تجھ کو ہر اک بات میں سمجھا چکی
مال و زر کرتی ہوں میں تجھ پر نثار
آگئے ڈولا اٹھانے کو کہار

نیک ساعت ہو خدایا، اس گھڑی
اب جدا ہوتی ہے مجھ سے دل بری

حفصہ بیٹی کا قیمتی جہیز

سسرال جانے والی بیٹی سے اس کا باپ کہتا ہے:

آگیا آخر وہ وقت دل خراش و دل نگار
بے بسی سے جس کا تھا مدت سے تجھ کو انتظار
یعنی تجھ سے چھوٹنے کو ہیں تیرے بھائی بہن
باپ گھر کنبہ قبیلہ اور یہ تیرا وطن
میں نے یہ مانا تصور بھی ہے اس کا دل خراش
دل کو برماتا ہے کرتا ہے جگر کو پاش پاش
ہے مگر حکم خدا یہ اور یہی دستور بھی
لڑکیاں سسرال جائیں چھوڑیں یہ گھر عارضی
وہ حقیقی گھر ہے تیرا جا رہی ہے تو جہاں
تیرا جینا اور مرنا آج سے ہوگا وہاں
وقت رونے کا نہیں ہے میرا کہنا مان لے
جو میں کہتا ہوں اسے تو سن نہایت غور سے
درحقیقت جو تیرا گھر ہے وہاں جاتی ہے تو
کام وہ کرنا شرافت کا ہو شہرہ چار سو
جس کا جو بھی حق ہو تو اس کو ادا کرنا ضرور
خدمت شوہر بہر حالت بجا لانا ضرور
تو سمجھتی ہے کہ ہے خاوند کا کیا مرتبہ
نارِ دوزخ کی سزا ہے وہ اگر ناخوش رہا

تجھ کو پابند شریعت دیکھ کر اے میری لال
لا محالہ حق شناسی کا اسے ہوگا خیال

شوہر و زوجہ کے خوش رہنے کا جنت نام ہے
یاد رکھ یہ سنت پیغمبر اسلام ہے

ماں سے بڑھ کر ساس ہے اور باپ سے بڑھ کر خسر
ان کی خدمت اور اطاعت کرتی رہنا عمر بھر

رہنا پابند شریعت دین پر ثابت قدم
جان پر بن جائے یا ہو جائے تیرا سر قلم

تھا بہت کچھ مجھ کو کہنا کیا کہوں مجبور ہوں
دل نہیں قابو میں میرا کیا کروں معذور ہوں

میں تو دل تھامے ہوئے ہوں تجھ کو یہ کیا ہوگیا
میری بیٹی آنسوؤں کا اب تو نہ دریا بہا

جب سفر کو کوئی جاتا ہے تو یوں روتا نہیں
ہونی ہو کر ہی رہے گی اس سے کچھ ہوتا نہیں

صبر سے تو کام لے صابر کا ہے درجہ بڑا
ساتھ صابر کے خدا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا

بس ہے بس بیٹی میری اب سب ہیں مصروفِ دعا
تو بھی اٹھ اور صدق دل سے شکر خالق کر ادا

جو بھی تجھ کو مانگنا ہو مانگ لے اللہ سے
مانگتا ہے اب دعا باپ بھی یوں تیرے لئے

اے خدائے پاک رحمٰن اے میرے رب کریم
خوش رہے پھولے پھلے جہاں حفصہ جائے

شوہر کی گھر سے روانگی

نیک بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی روانگی کا جو وقت متعین ہے اس سے پہلے ہی اس کے کاموں کے سمیٹنے میں اس کی مدد کرے، تاکہ وہ وقتِ مقررہ پر اپنے کام پر پہنچ سکے۔ نیز اس وقت تھوڑی سی فکر و چستی کے ساتھ شوہر کی مدد کرنے سے شوہر کئی پریشانیوں سے بچ جاتا ہے، بعض اوقات شوہر جانے کی فکر میں اپنی کئی چیزیں بھول جاتا ہے جو اس کو دکان یا دفتر پہنچنے کے بعد یاد آتی ہیں، پھر کئی مرتبہ دوبارہ آنے کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے یا کسی کو بھیج کر منگوانا پڑتا ہے۔ جو میاں بیوی دونوں کے لئے پریشان کن ہوتا ہے۔

مثلاً: رات کو شوہر کوئی امانت لائے کہ صبح دکان لے جانا ہے اب وہ میز پر رکھی ہی رہ گئی، صبح دکان پہنچے تو اب خیال آیا تو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" کہا اور اب اس پریشانی میں لگ گئے کہ کیسے منگواؤں؟ یا صبح کپڑے تبدیل کئے دفتر جانے کے لئے اور جیب میں فون کی ڈائری بھول گئے یا دوسری منزل سے نیچے اترے دکان کی چابی میز پر رہ گئی۔ لہٰذا سمجھ دار بیوی وقت سے پہلے ہی شوہر کے لئے ناشتہ، ساتھ لے جانے کا ضروری سامان وغیرہ تیار کرلیتی ہے۔ اب شوہر ایسی بیوی کو اپنے دل کے ہر گوشے اور جسم کے ہر روئے سے دعائیں دیتا ہے اور دو رکعت نفل پڑھ کر سنت کے موافق گھر سے نکلنے کی یہ دعا پڑھتے ہوئے روانہ ہوتا ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا"[1]

ترجمہ: "میں اللہ کا نام لے کر اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے نکلتا ہوں۔ اے اللہ! ہم (اس بات سے) آپ کی پناہ مانگتے ہیں کہ سیدھے

[1] ترمذی، الدعوات، باب ماجاء ما یقول اذا خرج من بیتہ: ۱۸۱/۲

راستے سے پھسل جائیں، یا گمراہ ہو جائیں، یا ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم جہالت کا برتاؤ کریں، یا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے۔“

اور بیوی اس کو یہ دعائیں دیتی ہوئی روانہ کرتی ہے:

”أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكَ“[1]

ترجمہ: ”میں تمہارا دین، تمہاری امانت (یعنی مال و اولاد) اور تمہارے انجام اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔“

اب بتائیے! ایسے میاں بیوی میں کیسے جھگڑا ہو سکتا ہے اور شیطان کو ایسے گھر میں آنے کا کیسے موقع ملے گا؟

مختلف عورتوں کی دعائیں اپنے شوہروں کی روانگی کے وقت

کچھ عرصہ پہلے ایک عربی اخبار والوں نے بعض عورتوں سے پوچھا تھا کہ ہر صبح تمہارے شوہر کی روانگی کے وقت تمہارا کیا عمل ہوتا ہے، کیا دعا ہوتی ہے اور کیا تمنا و چاہت ہوتی ہے؟

اس پر مختلف عورتوں نے مختلف جوابات دیئے جو ہم آپ کے لئے نقل کرتے ہیں:

پہلی نے کہا! جب میرے شوہر صبح کام پر روانہ ہوتے ہیں تو میں آسمان کی طرف دیکھ کر کہتی ہوں:

”يَا رَبِّ! أَعِدْهُ لِيْ سَرِيْعًا وَّأَعِدْهُ لِيْ سَلِيْمًا.“

ترجمہ: ”اے میرے رب! اس کو میرے پاس جلدی اور سلامتی کے

---

[1] ابوداؤد، الجهاد، باب فی الدعاء عندالوداع، رقم: ۲۶۰۰

ساتھ لوٹانا۔"

(ہر مصیبت و بیماری سے محفوظ رکھتے ہوئے جلد اس کو میرے پاس واپس بھیج دینا۔)

دوسری نے کہا! میں اپنے شوہر کو انتہائی محبت کے ساتھ روانہ کرتی ہوں اور دعا دیتے ہوئے کہتی ہوں:

"يَا رَبِّ! احْفَظْهُ لِيْ إِنَّهُ زَوْجٌ مِّثَالِيٌّ وَأَبٌ لَا يُعَوَّضُ لِأَطْفَالِيْ."

تَرْجَمَہ: "اے میرے رب! اس کی حفاظت فرما کہ بے شک یہ میرے لئے مثالی شوہر ہے اور میرے بچوں کے لئے ایسا شفیق باپ ہے جس کا بدل کوئی نہیں ہو سکتا۔"

تیسری نے کہا! میں ہمیشہ اپنے دل میں کہتی ہوں اے میرے رب! کب تک میرے شوہر مشقت برداشت کرتے رہیں گے؟

"مَتٰى تَجْعَلُنَا اَغْنِيَاءَ حَتّٰى لَا يَضْطَرَّ هٰذَا الرَّجُلُ الْعَجُوْزُ إِلٰى أَنْ يَّكُدَّ وَيَعْمَلَ كُلَّ يَوْمٍ ثَمَانِيَ سَاعَاتٍ."

تَرْجَمَہ: "کب آپ ہم کو اتنا مال دار بنائیں گے کہ میرے بوڑھے شوہر کو روزانہ آٹھ آٹھ گھنٹے تک کام نہ کرنا پڑے۔"

چوتھی نے کہا! میں سوچتی رہتی ہوں کہ:

"هَلْ سَيَعُوْدُ لِيْ ثَانِيَةً؟ أَوْ سَتَحْمِلُهُ لِيْ سَيَّارَةُ الْمَوْتٰى كَمَا حَمَلَتْ زَوْجَ جَارَتِيْ؟"

تَرْجَمَہ: "کیا یہ میرے پاس دوبارہ (صحیح سلامت) آسکیں گے یا ایمبولینس ان کو اٹھا کر میرے پاس لائے گی جیسے کہ میری پڑوسن کے شوہر (کی نعش) کو ایمبولینس اٹھا کر لائی تھی؟"

پانچویں نے کہا! ان کے جانے کے بعد میں فوراً گھڑی کی طرف متوجہ ہو جاتی ہوں اور سوچتی رہتی ہوں کہ:

"مَتىٰ تَدُقُّ السَّاعَةُ السَّادِسَةُ مَسَاءً حَتّٰى أَرٰى زَوْجِيْ مَرَّةً أُخْرٰى"

تَرْجَمَہ: "کب شام کے چھ بجیں گے کہ میں دوبارہ اپنے شوہر کو دیکھوں۔"

چھٹی نے کہا! میں شوہر کے جانے کے بعد اپنے گھر کی صفائی اور شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکانے کی تیاری میں لگ جاتی ہوں اس لئے کہ:

"فَالرِّجَالُ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلٰى بَيْتٍ قَذِرٍ وَلَا إِلٰى طَعَامٍ لَا يَهْضَمُوْنَهُ"

تَرْجَمَہ: "مرد یہ پسند نہیں کرتے کہ گندے گھر کی طرف شام کو واپس لوٹیں (جہاں چیزیں بے ترتیب رکھی ہوئی ہوں، باورچی خانہ گندا سا ہوا ہو، برتن دھلے ہوئے نہ ہوں، بچے صاف ستھرے نہ ہوں) نہ مرد ایسا کھانا پسند کرتے ہیں (جو جلدی جلدی میں کچا رہ گیا ہو یا مسالہ نہ بھنا ہوا ہو یا اچھی طرح صاف کر کے نہ پکایا گیا ہو) جو پیٹ میں جا کر ہاضمہ و معدہ کو خراب کرے اور ہضم نہ ہو۔"

ساتویں نے کہا! جب وہ گھر سے چلے جاتے ہیں تو جی چاہتا ہے:

"أَطْبَعُ عَلٰى فَمِهٖ قُبْلَةً أُخْرٰى وَ يَبْقٰى هٰذَا الشُّعُوْرُ عَلٰى شَفَتِيْ إِلٰى أَنْ يَّعُوْدَ"

تَرْجَمَہ: "کاش! ایک اور ان کا بوسہ لے لیتی، تاکہ اس کی لذت میرے ہونٹوں پر ان کے آنے تک باقی رہتی۔"

آٹھویں نے کہا! میں کوشش کرتی ہوں کہ میں ان کا خیال دل سے نکال دوں،

کیوں کہ اگر میں ان ہی کے خیال میں لگی رہوں تو:

"لَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَغْسِلَ مَلَا بِسَ اَطْفَالِیْ وَلَا أُعِدَّ طَعَامَهُمْ"

تَرجمہ: "نہ اپنے بچوں کے کپڑے دھو سکتی ہوں اور نہ ان کے لئے کھانا تیار کرسکتی ہوں۔"

نویں نے کہا! میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہتی ہوں:

"لِمَا ذَا أَوْ قَعْتَنِیْ یَا رَبِّ فِیْ هٰذا الرَّجُلِ وَهُنَاكَ مَلَا یِیْن أَحْسَنَ مِنْهُ؟ وَقَالَتِ الْاَخِیْرَةُ ...... الْجَائِزَةَ."

تَرجمہ: "اے میرے رب! کہاں میرے مقدر میں یہ شوہر آگیا، حالاں کہ لاکھوں لوگ اس سے اچھے تھے اسی اخیر والی نے انعام پالیا۔"[1]

ان نو کے جوابات آپ نے پڑھ لئے، اپنے لئے ضرور کوئی پسندیدہ جواب آپ نے سوچ لیا ہوگا۔ اب ہم آپ کو بتاتے ہیں، اگر آپ دسویں ہوتیں اور آپ سے پوچھا جاتا تو آپ یہ کہتیں:

پہلے ان کو سلام کہتے ہوئے روانہ کرتی ہوں اور جب وہ یہ دعا پڑھ کر باہر نکلتے ہیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا."[2]

تو میں ان کو کہتی ہوں:

"إِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا وَلَا تُطْعِمْنَا اِلَّا حَلَالًا."

---

[1] زهرات من الروض للمرأة المسلمة: ص ۲۰

[2] ترمذی، الدعوات، باب ماجاء ما يقول اذا خرج من بيته: ۱۸۱/۲

ترجمہ: ”ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور ہمیں صرف حلال (لقمہ) ہی کھلانا۔“

یعنی کاروبار میں، ملازمت میں کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے روزی مکروہ یا حرام ہو جائے، مثلاً سودی کاروبار، رشوت لینا، جھوٹ بول کر، گاہک کو دھوکہ دے کر سودا بیچنا اور ملازمت کا جو مقرر وقت ہے اس میں کوتاہی کرنا وغیرہ وغیرہ ان سے بچنا، اذان ہوتے ہی دکان بند کر کے خود بھی نماز کے لئے جانا اور ملازموں اور دوستوں کو بھی نماز کی ترغیب دینا اور کبھی کبھی میں ان کو سمجھاتی ہوں کہ مسلمان صرف کمانے کے لئے دنیا میں نہیں آیا، لہٰذا ہمیں دین کا کام بھی ضرور کرنا چاہئے۔ اس لئے گھر آنے سے پہلے کچھ وقت مسجد میں ضرور لگانا اور اس میں اپنے دوستوں کو جمع کر کے اس بات کی فکر کرنا کہ سب لوگ کیسے پورے پورے دین پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے والے بن جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا پورا دن دنیا کے تقاضوں کو پورا کرنے میں لگ جائے۔

ایک عرب کی دیہاتی عورت کا ہم اسی مناسبت سے قصہ پیش کرتے ہیں، اللہ کرے کہ ہماری عورتیں بھی اس قصے کو پڑھ کر کم از کم اس دیہاتی عورت کی ایک ہی صفت اپنالیں تو ہر گھر دنیا ہی میں جنت کا نمونہ، خوشیوں کا ٹھکانہ بن جائے، چناں چہ وہ کہتی ہے:

”إِنَّ زَوْجِيْ إِذَا خَرَجَ يَحْتَطِبُ أَحِسُّ بِالْعِنَاءِ الَّذِيْ لَقِيَهٗ فِيْ سَبِيْلِ رِزْقِنَا، وَأَحِسُّ بِالْحَرَارَةِ وَعَطْشِهٖ فِي الْجَبَلِ تَكَادُ تَحْرُقُ حَلْقِيْ، فَأُعِدُّ لَهُ الْمَاءَ الْبَارِدَ حَتّٰى إِذَا مَا قَدِمَ وَجَدَهٗ ....“

ترجمہ: ”میرا شوہر جب جنگل میں لکڑی چننے جاتا ہے اور دن بھر وہ جنگل میں لکڑیاں جمع کرنے کی جو تکلیف اٹھاتا ہے میں اس تکلیف و

مشقت کو اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے محسوس کرتی ہوں کہ ہماری خاطر یہ کیسی تکلیف برداشت کر رہا ہے، کھلے آسمان کے نیچے پہاڑ کے اوپر جو اس کو گرمی لگتی ہے اور پیاس سے اس کا حلق خشک ہو جاتا ہے، (مجھے اپنی جھونپڑی میں پوری طرح اس کا احساس ہوتا ہے کہ گویا مجھے ہی گرمی لگ رہی ہے اور میرا ہی حلق خشک ہو رہا ہے) لہٰذا میں اس کے آنے کے وقت ٹھنڈا پانی تیار رکھتی ہوں، (گھر کی صفائی وغیرہ کر کے اس کے لئے کھانا تیار کرتی ہوں۔ پھر اچھے کپڑے پہن کر اس کا انتظار کرتی ہوں)۔"

"فَإِذَا مَاوَلَجَ الْبَابَ إِسْتَقْبَلْتُهٗ كَمَا تَسْتَقْبِلُ الْعُرُوْسُ عُرُوْسَهَا الَّذِيْ عَشِقَتْهُ، مُسَلِّمَةً نَفْسَهَا إِلَيْهِ ...... فَإِذَا أَرَادَ الرَّاحَةَ أَعَنْتُهٗ عَلَيْهَا وَ إِنْ أَرَادَنِيْ كُنْتُ بَيْنَ ذِرَاعَيْهِ كَالطِّفْلَةِ الصَّغِيْرَةِ يَتَلَهّٰى أَبُوْهَا."[1]

ترجمہ: "جب وہ (جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے) گھر میں داخل ہوتا ہے تو میں اس کا ایسا استقبال کرتی ہوں جیسے ایک نئی نویلی دلہن اپنے دولہا کا استقبال کرتی ہے، ایسی دلہن جو اس سے عشق کرتی ہے اپنی پوری توجہ اس کو دے دیتی ہوں۔ اگر وہ آکر آرام کرنا چاہتا ہے تو اس کی مدد کرتی ہوں اور اگر وہ مجھے چاہتا ہے تو میں اس کے پہلو میں ایسی بن جاتی ہوں جیسے چھوٹی بچی اپنے ابا کی گود میں کھیلتی کودتی ہے (ایسے ہی میں چھوٹی بچی کی طرح اس سے پیار و محبت کرتی ہوں اور وہ مجھ سے پیار و محبت کرتا ہے)۔"

---

[1] اسرہ بلا مشاکل ص ۴۰

بیوی شوہر کو ایسی باتوں پر مجبور نہ کرے

❶ جن میں شوہر بظاہر بے بس ہے اور وہ کر نہیں سکتا، تو ان باتوں پر نیک بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو مجبور نہ کرے، مثلاً: شوہر گھر میں بہت زیادہ خرچہ نہیں دے سکتا، بہت قیمتی کپڑے نہیں دلوا سکتا تو اس کو مجبور نہ کرے اور یوں نہ کہے: دیکھیں! آپ کے بھائی نے بھابھی کو کیسا اچھا کپڑا دلوا دیا، آپ کبھی ایسا میرے لئے لائے؟ وہ بھی تو آپ ہی کی طرح ملازم ہے، ان کا گھر دیکھیں، ہمارے گھر میں کوئی ڈھنگ کی چیز ہے یا آپ کے فلاں بھائی بچوں کے لئے کیسی کیسی چیزیں لاتے ہیں، آپ کبھی لائے ایسی چیزیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

ایسی عورت جو شوہر کی استطاعت سے زیادہ کا مطالبہ کرے یا شوہر کا مال غریبوں، مسکینوں اور فقیروں پر خرچ کرنے کی بجائے اپنی بے جا خواہشات پر خرچ کرے اس کو حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (جو فقہاءِ صحابہ میں سے ہیں) نے ایسی عورت کو فتنوں میں شمار فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان عورت کی ایسی عادتوں سے حفاظت فرمائے کہ جن میں مبتلا ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے کی مبارک زبان سے فتنہ کہلانے کی مستحق بنے۔ چناں چہ حضرت رجاء بن حیوہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

"إِنَّكُمُ ابْتُلِيْتُمْ بِفِتْنَةِ الضَّرَّآءِ فَصَبَرْتُمْ وَ إِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ فِتْنَةِ السَّرَّآءِ وَهِيَ النِّسَآءُ إِذَا تَحَلَّيْنَ بِالذَّهَبِ وَلَبِسْنَ رِيْطَ الشَّامِ وَعَصْبَ الْيَمَنِ فَاَتْعَبْنَ الْغَنِيَّ وَكَلَّفْنَ الْفَقِيْرَ مَالَا يُطَاقُ." [1]

---

[1] المرأة المثالية فی اعین الرجال: ص ۱۳

ترجمہ: ''تم آزمائے گئے سختی کے فتنے سے تو تم نے صبر کیا، اب میں ڈرتا ہوں تم پر خوشی کے فتنے سے اور وہ عورتوں کا فتنہ ہے ایسی عورتیں جو سونے کے زیورات، شام کی چادریں اور یمن کے تاج پہنیں گی، مال دار کو (خرچ کرا کر) تھکا دیں گی اور تنگ دست پر اتنا بوجھ ڈال دیں گی جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔''

ایک شاعر نے اپنی بیوی کو بہت ہی لطیف انداز سے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

إِنْ كَلَّفْتِنِيْ مَالَمْ أُطِقْ

سَآئَكِ مَا سَرَّكِ مِنِّيْ مِنْ خُلُقٍ

ترجمہ: ''اگر تو نے مجھے ایسے باتوں پر مجبور کیا جو میرے بس میں نہیں ہیں تو (یاد رکھنا) جتنی اب تک تمہیں مجھ سے خوشی ملی ہے اتنی ہی پریشانی ملے گی۔''

حسد سے بچیں

اسی طرح حسد سے خوب بچنا کہ حسد ایسی بیماری ہے کہ جس پر حسد کروگی اس کا تو کوئی نقصان نہ ہوگا، لیکن خود ہی حسد کی آگ میں جلتی رہوگی۔ اکثر شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے کہ دیکھو جیٹھانی کی ساس کے نزدیک کتنی عزت ہے اور مجھے کوئی پوچھتا ہی نہیں۔

فلاں کے شوہر اس کو گاڑیوں میں گھماتے ہیں اور ہر مہینہ نئے کپڑے، نئے جوتے لاکر دیتے ہیں اور ہر سال فرنیچر تبدیل کرواتے ہیں اور میرے شوہر تو...... اس کی بجائے یہ سوچنا چاہئے کہ جو کچھ جس کو مل رہا ہے اللہ ہی کی طرف سے مل رہا ہے، آپ کو بھی کسی چیز کی ضرورت ہے تو اللہ سے مانگیں، البتہ ان باتوں پر رشک کرنا چاہئے کہ فلاں عورت تہجد کی کتنی پابند ہے اور روزانہ کتنا قرآن پڑھتی ہے اور اپنے

شوہر اور بیٹوں کے ساتھ محرم مستورات کی جماعت میں جاتی ہے۔

اپنے بچوں کو حافظ اور عالم بنا رہی ہے اور میرا دین کے اعتبار سے کیا حال ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حسد سے حفاظت فرمائے۔ آمین

حسد سے بچنے کے فضائل

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شخص جو مخمول دل اور زبان کا سچا ہو۔ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کیا: زبان کا سچا تو ہم سمجھتے ہیں، مخمول دل سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: مخموم دل وہ شخص ہے جو پرہیزگار ہو، جس کا دل صاف ہو، جس پر نہ تو گناہوں کا بوجھ ہو اور نہ ظلم کا، نہ اس کے دل میں کسی کے لئے کینہ ہو اور نہ حسد ہو۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں سے کوئی شخص مجھ تک کسی کے بارے میں کوئی بات نہ پہنچایا کرے، کیوں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔[2]

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اتنے میں ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور انہوں نے جوتے بائیں ہاتھ میں تھام رکھے تھے۔ دوسرے دن بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وہی بات فرمائی اور پھر وہی انصاری اُسی حال میں آئے جس حال میں پہلی مرتبہ آئے تھے۔ تیسرے دن پھر رسول

[1] ابن ماجه، الزهد، باب الورع والتقوى، رقم: ٤٢١٦

[2] ابوداؤد، الأدب، باب في رفع الحديث من المجلس، رقم: ٤٨٦٠

اللہ ﷺ نے وہی بات فرمائی اور وہی انصاری اسی پہلی حالت میں آئے۔ جب رسول اللہ ﷺ (مجلس سے) اٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان انصاری کے پیچھے گئے اور ان سے کہا کہ والد صاحب سے میرا جھگڑا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے ہاں تین دن ٹھہرا لیں۔ انہوں نے فرمایا: بہت اچھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ان کے پاس تین راتیں گزاریں۔ میں نے ان کو رات میں کوئی عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ البتہ جب رات کو ان کی آنکھ کھل جاتی اور بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے، یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے بستر سے اٹھتے۔ اور ایک بات یہ بھی تھی کہ میں نے ان سے خیر کے سوا کچھ نہیں سنا۔

جب تین راتیں گزر گئیں اور میں ان کے عمل کو معمولی ہی سمجھ رہا تھا (اور میں حیران تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بشارت تو اتنی بڑی دی اور ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے ان سے کہا: اللہ کے بندے! میرے اور میرے باپ کے درمیان نہ کوئی ناراضگی ہوئی اور نہ جدائی ہوئی لیکن (قصہ یہ ہوا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (آپ کے بارے میں) تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ اس پر میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے ہاں رہ کر آپ کا خاص عمل دیکھوں تاکہ (پھر اس عمل میں) آپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ میں نے آپ کو زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا (اب آپ بتائیں) کہ آپ کا وہ کون سا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ اس مرتبہ پر پہنچ گئے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے ارشاد فرمایا؟

ان انصاری نے کہا: (میرا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) یہ عمل ہیں جو تم نے

دیکھے ہیں۔ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ (میں یہ سن کر چل پڑا) جب میں نے پشت پھیری تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرے اعمال تو وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں البتہ ایک بات یہ ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کھوٹ نہیں ہے اور کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی خاص نعمت عطا فرما رکھی ہو تو میں اس پر اس سے حسد نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: یہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے تم اس مرتبہ پر پہنچے اور یہ ایسا عمل ہے جس کو ہم نہیں کر سکتے[1]

❷ اسی طرح اگر ساس کا رویہ درست نہ ہو تو شوہر سے شکایت کرنا .... اب شوہر والدہ کو بدل تو سکتا نہیں کہ دوسری والدہ لے آئے۔ لہٰذا نیک بیوی کو چاہئے کہ ساس کے رویئے پر صبر کر لے اور یہ سوچ کہ:

"أَلضَّيْفُ الَّذِیْ سَيَرْحَلُ عَمَّا قَرِيْبٌ"

تَرجَمۂ: "یہ ایک ایسا مہمان ہے جو عن قریب ہمارے ہاں سے چلا جائے گا۔"

اس لئے اگر میں تھوڑا سا صبر کر لوں گی اور ان کی خدمت کر کے جو دعا ملے گی وہ میرے لئے دنیا و آخرت میں انعامات دلانے والی ہوگی۔

اپنی والدہ کا تصور کر کے یہ سوچ کہ اگر میں اپنے شوہر کی والدہ کا خیال نہیں رکھوں گی تو میری بھابھیاں بھی میری والدہ کے ساتھ ایسا ہی کریں گی اس لئے کہ اصول ہے،

"كَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ."[2]

تَرجَمۂ: "جیسی کرنی ویسی بھرنی۔"

تیسری بات یہ سوچ کہ میں بھی ایک دن بوڑھی ہونے والی ہوں۔ اگر آج

---

[1] مسند احمد: ۱۶۶/۳، رقم: ۱۲۲۸٦

[2] کنز العمال، الثامن، المواعظ: ۳۲٦/۱۵، رقم ۴۳۰۲۴

میں نے ساس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تو کل میری بہو بھی میرے ساتھ ایسا ہی کرے گی۔

چوتھی بات یہ سوچے کہ جوں جوں انسان بوڑھا ہوتا جاتا ہے تو وہ بچے کی طرح ہو جاتا ہے تو جس طرح ہم بچے کی ضد کو خاطر میں نہیں لاتے اسی طرح بوڑھوں کی بھی ناگوار باتوں پر صبر کر لینا چاہئے۔

لہٰذا اگر آپ کے شوہر آپ کی ساس کے اکیلے بیٹے ہیں یا دوسرے بھائیوں نے والدہ کو ساتھ نہیں رکھا تو آپ اس ثواب سے کبھی محروم نہ رہیے اور اپنے شوہر کو کبھی مجبور نہ کیجئے کہ وہ والدہ کو الگ رکھے، ہاں بالکل ہی نہ بنتی ہو اور دونوں کی دین ودنیا خراب و برباد ہو رہی ہو اور اس نئی نسل (اولاد) کی زندگی بھی برباد ہو رہی ہو تو علمائے کرام اور سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کر کے اس کا حل نکال لیں۔

ساس کو خوش رکھنے کے لئے ان باتوں کا ضرور خیال رکھے:

1. شوہر کو سمجھائے کہ والدہ کے سامنے میری طرف زیادہ توجہ نہ دیجئے، بل کہ والدہ کی طرف زیادہ توجہ دیجئے، کہیں والدہ کو ہلکا سا خیال بھی نہ گزر جائے کہ یہ مجھے چھوڑ کر بیوی کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے۔
2. اگر گاڑی میں کہیں جائیں اور والدہ بھی ساتھ ہوں تو شوہر سے کہئے کہ والدہ کو آگے بٹھائیں ان کا دل خوش ہو جائے گا۔
3. شوہر سے کہیں کہ آپ کبھی کوئی کپڑے وغیرہ لائیں تو پہلے والدہ کو دیجئے، جو اِن کو زیادہ اچھا لگے وہ ان کو دے دیں پھر جو وہ مجھے اپنی خوشی سے دے دیں گی میں لے لوں گی۔
4. کبھی شوہر کے ساتھ باہر جائیں تو ساس کو اکیلے گھر میں نہ چھوڑ کر جائیں (ہاں اگر ساس اسی میں خوش ہیں کہ اکیلی گھر میں رہیں تو کوئی حرج نہیں) اگر رشتہ داروں سے ملنے کیلئے یا تفریح کیلئے میاں بیوی گئے اور والدہ یعنی ساس کو

اکیلے چھوڑ کر گئے، خصوصاً جب کہ سسر کا بھی انتقال ہوگیا ہوتو اس صورت میں والدہ کے دل میں بہو کی طرف سے میل آنے کا خطرہ ہے۔

۵ کسی رشتہ دار عورت کی طرف سے فون آئے تو ساس کے ہوتے ہوئے ساس کو دے دے خود ہی ساری باتیں نہ کرلے، فون کی گھنٹی بجتے ہی بعض ساسوں کو بے چینی شروع ہو جاتی ہے، کس کا فون ہوگا، بہو نے کیا کیا باتیں کی ہوں گی، اس نے کیا کیا کہا ہوگا؟

ان سب تو ہمات سے بچنے کے لئے ماں (ساس) کو بلالے کہ آپ بات کر لیجئے فلانی کا فون ہے۔

یاد رکھئے! سسرال والوں کی زیادتیوں کو سہنا نیک عورتوں کا شیوہ ہے۔ اس لئے کہ آگ، آگ سے نہیں، بل کہ پانی سے بجھتی ہے اور جب کسی معاملے میں نرمی کی جائے تو اس کے اندر حسن اور خوب صورتی پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ہمیشہ شوہر کو اس کے والدین (یعنی اپنی ساس اور سسر) کے ساتھ احسان کرنے اور ہدیہ دینے کی ترغیب دیتی رہیں، شوہر آپ کے لئے جو چیز لائے پہلے والدہ (ساس) کے پاس بجھوائیں، والدین نے آپ کے شوہر کی جس طرح تربیت کی ہے اور اس کی تعلیم و تربیت پر جتنا خرچ کیا ہے، اس کا بدلہ تو شوہر کبھی ادا نہیں کرسکتا۔ جو بیوی اپنے شوہر کو ساس، سسر کے خلاف اکسائے گی، وہ درحقیقت اپنے اور اپنے شوہر دونوں کی راہ میں کانٹے بو رہی ہے، اپنی جیتی جاگتی اور ہنستی کھیلتی دنیا کو ویران کر رہی ہے، مثلاً: شوہر کام پر گئے ہوئے ہیں، ساس کسی بات پر ناراض ہوئی، بات ختم ہوگئی، بیوی نے اس کو خوب دل میں رکھا اور اس کے ساتھ چار باتیں اور ملائیں۔ شوہر جب رات کو آئے تو بغیر کچھ بتائے بیوی خوب رونے لگی۔

شوہر: ارے کیا ہوا؟

بیوی! بس رہنے دیں، میری قسمت ہی ایسی ہے۔

شوہر: بتاؤ تو سہی، بات کیا ہے؟

بیوی: نہیں آپ رہنے دیں، پتا نہیں ماں باپ نے مجھے کہاں پھینک دیا، اللہ کرے جلدی مر جاؤں تو جان چھوٹے۔

شوہر: اللہ کے لئے ایسی باتیں مت کرو، کچھ تو بتاؤ؟

بیوی: باورچی خانے میں دودھ گرم ہوتے ہوتے گر گیا تو امی نے بہت ڈانٹا، ماسی اور بھابھی کے سامنے ذلیل کیا۔ بس ذرا فون کی گھنٹی بجی تھی، میں اٹھانے چلی گئی۔ ہلکی آنچ پر دودھ رکھا تھا، تھوڑا سا تو گر گیا تھا، اس سے کیا ہو گیا، لیکن امی جان نے ایسا ڈانٹا کہ............

اب اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے، اگر ناسمجھ شوہر بیوی کے آنسوؤں سے متاثر ہو گیا اور اس نے والدہ کو سخت لہجے میں کچھ کہہ دیا تو اس گھر کا تو اللہ ہی نگہبان ہے۔

بیوی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ماں کا بہت بڑا درجہ ہوتا ہے۔ سعادت مند اور سمجھ دار وہی عورت ہے جو اپنے شوہر کو ماں باپ اور بہن بھائیوں سے حسنِ سلوک پر ابھارتی رہے۔ ہم ''تحفۃ العروس'' کتاب سے ایک لڑکی کا اپنی والدہ کو لکھا گیا خط پیش کرتے ہیں، تاکہ ہر دلہن اس کو پڑھ کر اپنے شوہر کی والدہ کا حق اور مرتبہ پہچان لے۔

دلہن کا پہلے بچے کی پیدائش کے بعد اپنی ماں کے نام خط

میری اچھی امی!

میں آپ سے محبت کرتی ہوں، مجھے تم سے محبت ہے، میں آپ کو چاہتی ہوں اور اتنا چاہتی ہوں کہ شاید آج سے پہلے تمہیں کبھی اتنا نہ چاہا تھا، میرے اردگرد موجود ایک ایک چیز مجھے مجبور کر رہی ہے کہ پہلے سے کہیں زیادہ ٹوٹ کر میں آپ سے محبت

کروں، کیوں کہ اس محبت کی حقیقت زندگی میں آج پہلی بار منکشف ہوئی ہے اور آج میرا ایک ایک عضو مجھے جھنجھوڑ رہا ہے۔

میری ماں! یوں تو میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے، لیکن اس قدر عظیم محبت کی تہہ تک میری رسائی کبھی نہیں ہو سکی جتنی آج ہوئی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ مجھ میں یہ شعور پیدا ہوا حالاں کہ اتنا عرصہ جب تک میں آپ کی آغوش میں رہی مجھے اس کا احساس تک نہ ہوا۔

پھر وہ وقت آیا جب میں دلہن بنی اور ایک نئی دنیا بسانے کے لائق ہوئی، ایسی دنیا جو میرے ماں باپ اور میرے اپنے خاندان سے مختلف تھی۔ میں جب اپنے اور اپنے بھائیوں پر آپ کی نوازشیں اور عنایتیں دیکھا کرتی تو دم بخود رہ جاتی تھی، میں حیران تھی کہ آخر یہ ایسی کون سی ذات ہے، اس کے اندر کون سا انسان چھپا ہوا ہے جو اپنی زندگی ہم پر اس طرح نچھاور کر رہی ہے، ہمارے سکھ چین اور راحت کے لئے اپنے چین کو قربان کئے ہوئے ہے۔ یہ کون ہے جسے میں ماں کے شیریں نام سے پکارتی ہوں۔

یہ کس خاک کا پتلا ہے، کون سی کان سے نکلی ہے؟ یہ کیسا دل ہے جو صرف محبت اور نرمی کی بولی جانتا ہے اور اپنے بچوں کی ننھی سی دنیا کو اسی محبت کے بول سے آباد کئے ہوئے ہے۔

میری اچھی امی! میری نومولود بچی کی پہلی چیخ نے مجھ پر اس راز کو آشکار کر دیا۔ اس کی معصوم قلقاریوں[1] نے مجھے سب کچھ سکھا دیا اور جس وقت وہ میری آغوش میں آئی، اس کے مہکتے ہوئے گرم آنسوؤں میں میں نے سب کچھ پالیا۔ مجھے ہر اس سوال کا جواب مل گیا جس نے ایک مدت سے مجھے حیران کر رکھا تھا۔ آج میں چشم تصور سے آپ کے معزز چہرے کو دیکھ رہی ہوں، آپ کی آنکھوں میں جھانک رہی

---

[1] قلقاری: شیرخوار بچے کا آواز کے ساتھ ہنسنا

ہوں، آپ کی نوازش آج بھی اسی طرح جاری ہے، آپ آج بھی مجھ پر ویسی ہی نثار ہیں، اس کی ذرہ برابر آپ کو پروا نہیں کہ اپنے کسی احسان کا کوئی بدلہ آپ مجھ سے طلب کریں، اپنے بچوں کے لئے آپ نے جو کچھ کیا اس کا صلہ چاہیں۔

میری امی! آج میں نے جانا کہ ماں ہونے کا مطلب کیا ہے؟ کیوں کہ آج میں بھی ایک ننھی منی بچی کی ماں ہوں۔ اس کے اندر اپنے ساتھ ساتھ میں آپ کی جھلک بھی دیکھتی ہوں۔ میری اپنی زندگی کا پورا نقشہ، جب سے میں اس دنیا میں آئی، پھر پلی بڑھی، جوان ہوئی، میری شادی ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صاحبِ اولاد بنایا اور ایک ننھی سی جان کو میری آغوش میں ڈالا۔ پورا نقشہ میں اس کے اندر دیکھ رہی ہوں۔

امی! زچگی کی گھڑیاں انتہائی اذیت ناک تھیں۔ میں نے بے حد اور تا دیر اذیت اٹھائی اس گھڑی میں جو ہر ماں پر آتی ہے میں چاہتی تھی کہ آپ میرے پاس ہوتیں۔ میں نے زچگی کی تکلیف کو بھلا دیا اور اس کی اذیت کو فراموش کر دیا۔ اب مجھے کچھ یاد نہیں، ہاں! ایک ننھا سا دھڑکنے والا دل مجھے یاد ہے، جو میری نئی دنیا کو آباد کئے ہوئے ہے۔ جب میں ہسپتال میں اپنے نوزائیدہ بچے کو دیکھ رہی تھی جسے نرس اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے میرے پلنگ پر میرے پہلو میں سلانے کے لئے لا رہی تھی، میں نے اس بچی کو دیر تک دیکھا، جسے نو ماہ تک میں اپنے پیٹ میں لئے پھرتی رہی، اپنے خونِ دل سے اس کی پرورش کی۔ میں اس کی خاطر اس کے ساتھ ساتھ جی رہی تھی، کھانا حساب سے کھاتی تھی، مقررہ وقت تک سوتی تھی اور بڑے حساب سے کام کاج کرتی تھی، جیسا کہ میں دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ اٹھائے ہوئے ہوں۔

میری امی! اب وہی میری کل کائنات ہے، وہی میری زندگی ہے، میری جان اور میرا کل سرمایہ ہے۔ میری ننھی سی کلی میری بچی! زندگی بھی کتنی حسین ہے، ایسی زندگی جو لوٹ کر پھر آئی ہو۔

امی! میں آپ کی چھوٹی سی نواسی کا بوسہ لیتے ہوئے اپنے ساتھ آپ کو بھی شریک پاتی ہوں۔

آپ کی بیٹی[1]

غور کیجئے! کون سا جملہ آپ کے دل میں گھر کر گیا اور آپ نے اپنی قوتِ ارادی سے فیصلہ کرلیا کہ میں کبھی بھی شوہر سے اپنی ساس کی شکایت نہیں کروں گی۔ شوہر کی ماں میری ماں ہے، اس نے مجھے ڈانٹ دیا، طعنہ دیا یا میرے خاندان کو برا بھلا کہا تو کیا ہوا آخر ماں ہی تو ہے۔

آہ کس کی ماں! میرے سر کے تاج کی ماں، جس نے مدتوں تک میرے شوہر کو پیٹ میں اٹھایا، اپنی غذا سے پروان چڑھایا، پھر جب اس نے دنیا میں قدم رکھا تو اس کی پرورش کی، راتوں کو اس کے لئے جاگتی رہی، اپنی زندگی کی ڈور کو اس کے ساتھ باندھے رکھا، طرح طرح کی مشکلات آئیں، ہر طرح کا غم برداشت کیا اور خوشی خوشی سب کچھ سہتی رہی۔ کیا میں ان سب قربانیوں کو بھول کر ذرا سی بات پر ماں اور بیٹے میں جھگڑا کرا دوں؟

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے جس طرح رات کے بعد دن کا آنا ضروری ہے، اسی طرح آج سخت حالات ہیں تو کیا ہوا؟ کل ان شاء اللہ تعالیٰ اچھے ہو جائیں گے۔ لوگ سالہا سال جیلوں میں بھی تکلیفوں کے ساتھ زندگی گزار لیتے ہیں تو میں اپنے شوہر کی ماں کے ساتھ چند دن نہ رہ سکوں۔

اگر آپ ساس سے الگ رہتی ہیں تو انھیں کچھ نہ کچھ بھیجتی رہا کریں۔ فون پر وقتاً فوقتاً خیریت معلوم کریں، بچوں کی دادی اماں سے فون پر بات کروائیں۔ دادی پوتے پوتیوں سے بات کرنے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔

یاد رکھئے! میاں بیوی کا آپس میں جوڑ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی

---

[1] تحفة العروس، والدین کے حقوق: ۵۰۷

ہے۔ مرد سے سب سے زیادہ قریب اس کی بیوی ہوتی ہے، اور عورت سے اس کا شوہر، اگر اس تعلق کے درمیان دوسرے لوگ داخل ہوگئے تو کبھی بھلائی کی طرف راہ بری نہیں ہوسکتی۔

اکثر جگہوں پر میاں بیوی میں جھگڑے اپنے ہی رشتہ داروں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کبھی شوہر کے رشتہ داروں سے شیطان یہ کام لیتا ہے تو کبھی بیوی کے رشتہ داروں سے شیطان اپنے حربے میں کام یاب ہوجاتا ہے۔

بہر حال! اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں کہ گھر کی کوئی بات اپنی سگی والدہ اور چھوٹی بہنوں کو بھی نہ بتائیں کہ اس سے آپ ہی کا نقصان ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "مسلمانوں کو ایذا نہ دو اور نہ ان کو عار دلاؤ، اور نہ ان کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑو، کیوں کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ دری فرماتا ہے حتیٰ کہ گھر بیٹھے اس کو رسوا کردیتا ہے۔"[1]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔[2]

لہٰذا ان سب باتوں سے مسلمان عورت کو بچنا چاہئے، ورنہ سالہا سال کی عبادت رائیگاں ہو جائے گی اور ان لوگوں کی جن کی غیبت کی یا جن پر غلط الزام لگائے ہیں ان کے گناہ اس عورت پر ڈالے جائیں گے۔

مستقل مزاج بنیں

بہت سی دلہنیں اپنی فکر و سوچ سے کوئی کام نہیں کرتیں، بل کہ چھوٹی سی بچی کی طرح ہر بات میں اپنی والدہ یا بہنوں اور سہیلیوں کی طرف رجوع کرتی ہیں، یہاں

---

[1] ترمذی، البرّ والصّلۃ، باب ماجاء فی تعظیم المؤمن، رقم: ۲۰۳۲

[2] ابوداؤد، الأدب، باب فی الغیبة، رقم: ٤٨٧٦

تک کہ اپنے اور شوہر کے درمیان کے بہت سے معاملات میں بھی اپنا اختیار نہیں رکھتیں، بل کہ والدہ سے پوچھ پوچھ کر عمل کرتی ہیں۔

تجربہ کار و دین دار والدہ سے پوچھ کر چلنا بڑی اچھی بات ہے، لیکن چوں کہ اکثر اوقات والدہ محترمہ کے سامنے گھر کی اور شوہر کے مزاج کی پوری صورت حال نہیں ہوتی جس سے وہ ایسا مشورہ دے دیا کرتی ہیں جو دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے، نیز یہ کہ ہر شوہر کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ بیوی میری شریک حیات ہے، ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے زندگی کی چکی کے دو پاٹ ہیں، اب اس میں ہمارا کوئی شریک نہ ہو، بسا اوقات شوہر بیوی کے عزیز ترین رشتہ داروں کو بھی اپنا حصہ دار بنانا گوارہ نہیں کرتا۔

لہٰذا سمجھ دار بیوی کو چاہئے کہ اللہ سے دعا مانگ کر ہر موقع پر ایسا قدم اٹھائے اور ایسا فیصلہ کرے جو دونوں کی دنیا و آخرت بنائے اور اپنی سوچ و فکر میں مستقل مزاج بننے کی کوشش کرے۔

بیوی شوہر کے سامنے اپنے گھر والوں کے راز نہ کھولے

اس میں کوئی شک نہیں کہ راز کی باتیں اس وقت تک راز میں رہتی ہیں جب تک ان کو راز میں رکھا جائے۔ ہر گھر میں کچھ باتیں ایسی ہو جاتی ہیں جو ماں باپ نہ بھی بتائیں تب بھی اولاد کو خبر ہو جاتی ہے۔ اولاد کو چاہئے کہ شادی ہو جانے کے بعد وہ شوہر ہو تو بیوی کو، بیوی ہو تو شوہر کو اپنے والدین کی، بھائی بہنوں کی اور خاندان والوں کی باتیں نہ بتائے۔

ایک تو اس میں اپنے والدین کے ساتھ بہت ہی بڑی خیانت ہے کہ جنہوں نے اتنے احسانات کئے، بیس سال تک پالا پوسا پروان چڑھایا، اب چند دن ہوئے جس شوہر کے پاس گئی اسے والدین کے گھر کی ساری پرانی باتیں بتا دیں، اس طرح

خیانت کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں احادیث میں بھی بہت سی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ خیالات بدلنے میں دیر نہیں لگتی (انسان کا ہر سانس اس کے اندر نئے خیال کو لاتا ہے، قلب کو اسی لئے قلب کہتے ہیں کہ وہ بدلتا رہتا ہے)۔

اگر خدانخواستہ شوہر کسی بھی وجہ سے اس عورت سے بددل ہوگیا اور آپس میں نباہ نہ ہوسکا تو جو راز بیوی نے بتا دیئے ہیں ان کا وہ ناسمجھ شوہر اور اس کے خاندان والے دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹیں گے، جس سے اس کی اور اس کے والدین کی بدنامی ہوگی، اس کے بھائی بہن معاشرہ میں بے عزت ہوں گے۔ بڑوں نے اسی لئے مثال دی ہے کہ ''ہونٹوں نکلی کوٹھوں چڑھی'' یعنی بس ایک مرتبہ بات پرائی ہونے کی دیر ہے، پھر کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔

تیسری یہ ہے کہ اس نے اپنے والدین کا راز فاش، کیا پھر کبھی اس سے کوئی غلطی ہوگئی تو شوہر اس کو بھی اسی طرح طعنہ دے گا۔ یاد رکھئے! جو راز اس کے بتیس دانتوں میں چھپ نہ سکا وہ اب شوہر کے پاس پہنچ کر چونسٹھ دانتوں میں کیسے محفوظ رہے گا۔ پھر شوہر کی طبیعت بھی اگر عورتوں کی طرح ہے تو وہ اپنی والدہ اور بہنوں کو بتلائے گا، پھر شوہر کی والدہ کسی اور کو بتلائے گی اور یوں کہے گی دیکھو! صرف تمہیں بتا رہی ہوں، کسی اور کو مت بتانا فلانی جو ہے اس کے ساتھ یہ یہ.... ہوا۔

پھر وہ دوسری کو اسی طرح کہے گی کہ دیکھو! صرف تمہیں بتا رہی ہوں کسی اور کو بالکل مت بتانا، مثلاً: شوہر کا کہیں کمپنی کی طرف سے ایک ہفتے کے لئے کسی ملک میں سفر طے ہوا، شوہر نے بیوی سے کہا: میں ایک ہفتے کے لئے فلاں ملک جاؤں گا تم میرا بیگ تیار کر دینا، بیوی صاحبہ نے فوراً چھوٹی بہن کو فون کر دیا کہ خالد کے ابو ایک ہفتے کے لئے آسٹریلیا جائیں گے تو میں والدہ کے گھر دو دن رہنے جاؤں گی تم

بھی آجانا۔

بہن نے اپنے شوہر سے اجازت مانگی کہ دو دن کے لئے والدہ کے ہاں جاؤں، کیوں کہ بہنوئی آسٹریلیا جا رہے ہیں، اب جب دونوں ہم زلفوں[1] کی آپس میں ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: بھائی صاحب! کب آسٹریلیا جانے کا ارادہ ہے؟

اس سوال پر شوہر پانی پانی ہو جائے گا کہ یہ خبر اتنی دور کیسے پہنچ گئی۔ میرے رازوں کی تو میرے سایہ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ اس پر شوہر نے آکر بیوی صاحبہ کی خبر لی۔ بیوی نے رات کو دوبارہ بہن کو فون کر دیا کہ اری پگلی! تم نے اپنے شوہر کو بتا دیا اور تمہارے شوہر نے خالد کے ابو کو کہہ دیا، دیکھو! اس سے میرے گھر میں کتنا بڑا جھگڑا ہوا۔

چناں چہ یہ بہن دوبارہ اپنے شوہر پر ناراض ہوئی کہ آپ کو ان کو بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کو پتا نہیں وہ کس طبیعت کے آدمی ہیں؟ دن بھر ان کے گھر میں لڑائی رہی۔ اب یہ بے چارا سادہ شوہر دوبارہ ان کے پاس معافی مانگنے گیا کہ بھائی میرے منہ سے غلطی سے نکل گیا، دوبارہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہوگا۔

ایسے حالات میں شوہر پر کیا گزرے گی؟ وہ اپنی انگلیوں کو دانتوں میں دبا کر اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی ہی چاہے گا اور کہے گا کہ یا اللہ! میرے نصیب میں کیسی بیوی آگئی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی بری عادتوں سے بچائے، آمین۔

اس بات کی مزید وضاحت کے لئے ہم چند واقعات پیش کرتے ہیں:

1. ڈاکٹر لانکسٹر جو نیو یارک کے شادی شدہ جوڑوں کے مشورے کے مرکز میں کام کرتی تھی، کہتی ہے میری نصیحت ہے کہ میاں بیوی اپنے سارے راز ایک دوسرے پر نہ کھولیں، کیوں کہ میرے پاس ایک جوڑا آیا جس کی شادی کو دس سال

[1] "ہم زُلف" بیوی کی بہن (سالی) کا خاوند

اچھے بھلے گزر چکے تھے، پھر دونوں میں ان بن ہوگئی، یہاں تک کہ بات بہت آگے بڑھ گئی، وجہ معلوم کی گئی کہ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟

پتا چلا کہ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں بیوی نے اپنے والدین کی ساری پچھلی زندگی ان کے سامنے رکھ دی کہ میری والدہ بہت تیز تھیں، میرے والد ہمیشہ والدہ سے ڈرتے تھے اور بہت ہی خیال سے، قدم پھونک پھونک کر زندگی گزارتے تھے، پھر الحمدللہ! ہم جوان ہوئے تو ہم نے والدہ کو سنبھال لیا، اب والد صاحب بھی خوش ہیں اور والدہ بھی، لیکن میرے والد کا کمال تھا کہ میری والدہ جیسی عورت کے ساتھ نباہ کرلیا۔ سالہا سال صبر کے ساتھ زندگی گزار دی، کبھی نہ کوئی شکایت زبان پر آنے دی، نہ ہی پڑوس تک کو خبر ہونے دی۔ بس یہ بتانا تھا کہ اب جب کسی بات پر اختلاف ہوتا تو اس کے شوہر ہمیشہ اسے طعنہ دیتے کہ ''تم پر بھی تمہاری والدہ کا اثر ہے، تم کیا نباہ کرو گی، کبھی تمہاری والدہ نے تمہارے والد کو دو لقمے بھی سکون سے کھانے دیئے؟''

کہاں ایسی نالائق کے ساتھ میں نے اپنے دس سال ضائع کر دیئے، اگر مجھے پہلے سے یہ پتا ہوتا کہ تمہارا خاندان ہی ایسا ہے تو میں کبھی اس گھاٹ کا پانی نہ پیتا۔ یاد رکھنا ''مجھے اپنے والد کی طرح بالکل مت سمجھنا وغیرہ وغیرہ۔''

❷ اسی طرح ڈاکٹر کیتھ جو انسانی سائی کولوجی (نفسیات) کے شعبے میں رہ چکی ہے، کہتی ہے: ''میاں بیوی کو آپس میں ہر قسم کی باتیں ایک دوسرے کو بتا دینا یا اپنے جذبات کا صاف صاف اظہار کر دینا کہ ''پتا نہیں مجھے تو آپ کی بات سمجھ نہیں آتی یا میرے دل میں آپ کے لئے محبت آتی ہی نہیں میں کیا کروں'' یا مثلاً: میرے چھوٹے بھائی کا فلاں جگہ رشتہ ہوا تھا پھر ٹوٹ گیا، اب فلاں جگہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔

میری چھوٹی بہن کے سسرال والے ایسے ایسے ہیں، میری بڑی بھابھی کا والدہ

سے جھگڑا ہوا، وہ آج کل میکے میں بیٹھی ہوئی ہے، میرا رشتہ آپ سے پہلے میری خالہ کے فلاں بیٹے سے ہوا تھا، لیکن میری بڑی بہن کے سسرال والوں نے منع کیا، ورنہ ہمارے گھر والے تو سب راضی تھے، لہٰذا مقدر سے وہاں نہ ہو سکا، الحمدللہ! آپ کے ساتھ ہوگیا وغیرہ وغیرہ بالکل مناسب نہیں، اس کے نقصانات اس کے فوائد سے کئی گنا زیادہ ہیں، بقول نفسیاتی ڈاکٹر کے کہ: ''ایک سال میں ایک سو چوراسی (۱۸۴) جوڑوں میں راز کھول دینے اور اپنے جذبات کا کھلم کھلا اظہار کر دینے کے نقصانات میں نے دیکھے ہیں۔''

مسلمان بہنو! ایسی باتیں کبھی کسی کو نہ بتانا! چاہے دسیوں سال آپ کے رشتے کو ہو جائیں بل کہ ان رازوں کو اپنے ساتھ قبر ہی میں لے جانا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہر مسلمان لڑکی کی برے وقت سے حفاظت فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

میاں بیوی آپس کی باتیں بھی کسی کو نہ بتائیں

اسی طرح میاں بیوی آپس کی باتیں بھی کسی کو نہ بتائیں، کیوں کہ حضور اکرم ﷺ نے سختی سے اس سے منع فرمایا ہے۔ بہت ہی زیادہ بے حیائی کی بات ہے کہ دولہا پہلی رات کی باتیں اپنے دوستوں کو بتائے یا دلہن اپنی سہیلیوں کو بتائے، اس سے بالکل بچنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کو جب بتایا گیا کہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو فرمایا:

''فَلَا تَفْعَلُوْا فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِثْلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِيْ طَرِيْقٍ فَغَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ.''[1]

تَرجَمہ: ''ایسا مت کرو یہ تو اس شیطان کی طرح ہوا جو راستے میں کسی مادہ شیطان سے ملا، پھر اس سے لپٹ جاتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھتے

[1] مجمع الزوائد، النكاح، باب كتمان ما يكون ......: ٣٨٦/٤، رقم: ٧٥٦٢

رہتے ہیں۔“

قرآن کریم کی اس آیت میں نیک عورتوں کی جو صفت بیان کی گئی ہے:

﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ.﴾[1]

اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ”حفاظت کرنے والیاں ہیں ان اسرار و رازوں کی جو میاں بیوی کے درمیان ہوتے ہیں“ (یعنی خلوت کی پرلطف باتیں دوسروں کو بتانا حرام ہے)۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مردوں اور عورتوں کو صحیح سمجھ نصیب فرمائیں، آمین۔

لہٰذا بیوی شوہر کی کوئی راز کی بات کسی کو نہ بتائے، ایک تو وہ راز ہے جس کا بتانا سب سے برا ہے، جیسے پہلی رات کی باتیں سہیلی، بہن یا والدہ وغیرہ پوچھتی ہیں، ان کو بتانا بھی حرام ہے اور پوچھنا بھی حرام ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایسے مرد اور ایسی عورت کو لوگوں میں سب سے زیادہ برا بتلایا ہے، چناں چہ فرمایا:

”إِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَلرَّجُلُ يُفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهٖ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا.“[2]

تَرْجَمَہ: ”اللہ کے نزدیک قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ برا شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی سے اور (اسی طرح وہ) بیوی جو شوہر سے اپنی ضرورت پوری کرے، پھر وہ اپنی خلوت کی باتیں پھیلاتا پھرے۔“

اسی طرح بعض ناسمجھ عورتیں رشتہ دار عورتوں کا حُسن بھی مردوں کے سامنے بیان کرتی ہیں، مثلاً: کسی کی شادی میں گئیں تو واپس آکر شوہر کو شادی کی تقریب کی کارگزاری ایسے سنائیں گی (جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ناراض ہوں اور گھروں میں بلائیں مصیبتیں آئیں) کہ فلانی تو اتنی خوب صورت لگ رہی تھی

---

[1] النساء: ٣٤　　[2] مسلم، النكاح، باب تحريم إفشاء سرّ المرأة، رقم: ١٤٣٧

کہ جیسے کوئی گڑیا ہے، اس کے بڑے بھائی کی جہاں منگنی ہوئی ہے وہ تو بہت ہی اچھی ہے، لیکن چھوٹے بھائی کی جہاں ہوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے۔ اس سے پھر مردوں کے دلوں میں ان عورتوں کا عشق کروٹیں لے سکتا ہے اور مرد اس عورت کا گرویدہ ہوکر پھر میل میلاپ کے لئے طرح طرح سے ڈورے ڈال سکتا ہے۔

اس بھیانک غلطی کے نتیجے میں بڑے بڑے الم ناک واقعات ظہور پذیر ہوچکے ہیں، اس لئے اس طرح کی باتوں سے مکمل طور پر بچنا چاہئے، لہٰذا نامحرم عورتوں سے متعلق ایسی باتیں اپنے شوہر یا دیگر مردوں بھائی وغیرہ کو بلا کسی واقعی ضرورت کے بتانا بالکل جائز نہیں، بل کہ سخت گناہ ہے۔

اسی بات کو اس حدیث میں منع فرمایا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا."[1]

تَرْجَمَہ: "عورت، عورت سے ملاقات کے بعد (ایک دوسری کا) اس کا نقشہ اپنے شوہر کے سامنے نہ کھینچے کہ گویا کہ وہ (شوہر) اس (دوسری عورت) کو دیکھ رہا ہے۔"

آپ نے سنا ہوگا کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور بیوی کی خالہ کی بیٹی سے نکاح کرلیا یا بیوی کو طلاق دے کر پڑوسی کی بیٹی سے نکاح کر لیا وغیرہ وغیرہ، بل کہ بعض اوقات اس طرح بیوی کا شوہر کو نامحرموں کے بارے میں بتانے سے یا نامحرموں سے پردہ نہ کرنے سے ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دیئے بغیر ہی سالی سے غلط تعلق قائم کرلیا یا گھر کی نوکرانی سے غلط تعلق قائم کرلیا۔

---

[1] بخاری، النکاح، باب لا تباشر المرأة فتنعتها لزوجها: ۲/۷۸۸

لہٰذا ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پردے کا حکم دیا ہے ان سے پردہ کرے، چاہے خاندان والے راضی ہوں یا ناراض۔

(مثلاً دیور، جیٹھ، خالہ کے لڑکے، ماموں کے لڑکے، پھوپھی کے لڑکے، بہنوئی، نندوئی، ڈرائیور، چوکی دار وغیرہ سے) بعض عورتیں خالہ زاد کو بھائی سمجھتی ہیں، حالاں کہ بھائی وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح شوہر کو بھی نامحرم عورتوں سے پردہ کروانے کی کوشش کرے۔

اس لئے نیک بیوی کو چاہئے کہ وہ صرف شوہر سے محبت کرے اور یہ محبت بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے یہ بشارت دی ہے کہ ''جس عورت کو اس حال میں موت آئے کہ اس سے اس کا شوہر راضی ہو تو وہ سیدھی جنت میں داخل ہوگی۔''[1]

یعنی ایسی نیک عورت جو شوہر سے محبت نہ مال کے لئے کرتی ہے نہ حُسن کی وجہ سے اور نہ ہی ڈگری و عہدہ کی وجہ سے، بل کہ ہر حال میں، ہر وقت، ہر جگہ اور ہر موقع پر کرتی ہے۔ ایسی ہی عورت کی عزت اور مقام، مرد کے دل و دماغ میں ہوتا ہے اور ایسی عورت ہی اپنے شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔

جنتی عورتوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ''قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ.'' ہوں گی، یعنی ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، وہ اپنے شوہروں کے سوا غیر مردوں کو نہ دیکھیں گی۔ دوسری یہ کہ ''مَقْصُوْرَاتٌ''، یعنی خیموں میں رہتی ہوں گی، اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ادھر ادھر زینت دکھاتی نہیں پھرتیں، نہ غیر مردوں کے سامنے آتی ہیں۔[2]

لہٰذا نیک بیوی کو چاہئے کہ صرف شوہر کو پیار محبت اور پسندیدگی کی نظر سے

---

[1] ترمذی، الرّضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، رقم: ۱۱۶۱

[2] حادی الارواح: ص ۲۵۳

دیکھے، اپنی نگاہیں صرف اپنے شوہر پر مرکوز رکھے، اپنے گھر سے بلاوجہ نہ نکلے۔

اب ہم آپ کے سامنے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ہارون رشید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی ایک کالی رنگت کی کنیز تھی، ہارون رشید کو اس سے اور اس کو ہارون رشید سے بے پناہ محبت تھی، دوسری کنیزوں کو حسد ہوتا تھا اور وہ ہمیشہ اس کے خلاف تدبیروں میں لگی رہتی تھیں۔ ہارون رشید نے ایک مرتبہ امتحان کے لئے دسترخوان پر سونا چاندی اور ہیرے جواہرات پھیلا دیئے اور اعلان کر دیا کہ آج بادشاہ کا خزانہ کھلا ہے جو جس چیز کو ہاتھ لگا لے گا وہ اسی کی ہو جائے گی، سب کنیزیں ان جواہرات کو چننے لگ گئیں، لیکن وہ کنیز ٹک ٹکی باندھے ہارون رشید کو دیکھتی رہی۔ ہارون رشید نے اس سے پوچھا تم کیوں سونے اور موتیوں کے ان ہاروں کو نہیں لیتیں؟

کنیز نے کہا: کیا یہ اعلان صحیح ہے کہ جو جس چیز کو ہاتھ لگا لے گا وہ اس کی ہو جائے گی؟ بادشاہ نے کہا: ہاں!

کنیز اٹھی اور اس نے جا کر بادشاہ (ہارون رشید) کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا کہ میرا مقصود تو سونے اور چاندی کا مالک یعنی آپ کی ذات ہے، اگر بادشاہ میرے ساتھ ہے تو یہ سب کچھ میرا ہے اور اگر بادشاہ میرے ساتھ نہیں تو یہ کچھ بھی میرا نہیں۔ ہارون رشید نے اس کے اس فعل سے دوسری تمام کنیزوں کو سمجھا دیا کہ یہ کنیز اگرچہ خوب صورتی میں بہت کم ہے، لیکن اس نے مجھ سے محبت کی ہے اور تم سب نے میرے مال و دولت سے محبت کی ہے۔

ماہِ عسل (ہنی مون)

اگر دولہا دلہن شادی کے بعد کچھ وقت علیحدہ گزارنا چاہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں، خصوصاً جن علاقوں میں شادی کے بعد شوہر اپنے خاندان کے ساتھ ہی رہتا

ہے ایسے خاندان کے نئے شادی شدہ جوڑوں کے۔لئے مناسب ہے کہ کچھ وقت الگ ماحول میں گزاریں، تاکہ میاں بیوی ایک دوسرے کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوسکیں اور ایک دوسرے کو بھرپور اعتماد میں لے سکیں، نیز ایک دوسرے سے محبت کا اِظہار بھی کرسکیں، اس لئے کہ ان دونوں میں کامل محبت والفت دنیا وآخرت دونوں کی سعادتوں وخوبیوں سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

لہٰذا اگر ہو سکے تو ماہ عسل (ہنی مون) کا اکثر حصہ اللہ کے راستے میں دین سیکھنے اور اس کو پھیلانے میں لگائیں، تاکہ نئی زندگی کی ابتدا ہی نیک اعمال کی پابندی سے ہو اور فکرِ رسول ﷺ پر نئی زندگی کی بنیاد پڑے۔

اس کے بعد "ہنی مون" کا کچھ وقت بچے تو کسی جگہ کی قدرتی چیزیں دیکھنے میں اگر گزارنا چاہیں تو خوشی سے گزاریں بل کہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ دولہا دلہن شادی وغیرہ میں کم ازکم خرچ کریں اور یہ پیسے بچا کر اپنی ضروریات اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ گنجائش ہو تو میاں بیوی عمرہ کرنے کے لئے چلے جائیں، تاکہ ان مقدس مقامات میں اپنے لئے اور آنے والی نسل کے لئے اور پوری امت کے لئے خوب دعائیں مانگی جاسکیں، بالخصوص میاں بیوی اپنے لئے یہ دعا ضرور مانگیں۔

"أَللّٰهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَنَا كَمَا أَلَّفْتَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَللّٰهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَنَا كَمَا أَلَّفْتَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا."

تَرجَمَہ: "اے اللہ! ہم دونوں میاں بیوی میں ایسی محبت پیدا فرما جیسی حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا میں آپ نے پیدا فرمائی تھی اور اے اللہ! ہم دونوں میں ایسی محبت پیدا فرما جیسی

حضرت محمد ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں آپ نے پیدا فرمائی تھی۔''

اس سلسلے میں ہم ایک نیک بیوی کا خط آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو اس نے ماہِ عسل ''ہنی مون'' اپنے شوہر کے ساتھ گزارنے کے بعد اپنی والدہ کو لکھا تھا۔

دلہن کا اپنی والدہ کو خط

از آپ کی بیٹی زینب بنت یاسر

میری پیاری امی!

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.''

ماہِ عسل (ہنی مون) گزارنے کے بعد آج میں اپنے چھوٹے سے گھر میں پہنچی ہوں، اس چھوٹے سے گھر کو میرے شوہر نے بنوایا ہے۔

امی! میری دلی تمنا ہے کہ آپ اس وقت میرے قریب ہوتیں، تا کہ اپنی اس نئی زندگی کے سارے نئے تجربے جو مجھے اپنے شوہر کے ساتھ پیش آئے آپ کو بھی بتاتی، میرے شوہر نہایت ہی اچھے آدمی ہیں، وہ مجھے بے حد چاہتے ہیں، میں بھی ان سے بہت محبت کرتی ہوں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان کی بعض فطری عادتوں کی اب تک میں عادی نہیں ہوئی ہوں۔

کبھی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں انہیں کئی سال سے بخوبی جانتی ہوں، لیکن کبھی یہ احساس ستانے لگتا ہے کہ وہ میرے لئے بالکل اجنبی ہیں۔ میری اس چھوٹی سی دنیا سے کہ میں جس میں پلی بڑھی، ان کا کوئی میل نہیں، لیکن پھر بھی کیا یہ واقعہ نہیں کہ میں انہیں حتی الامکان خوش کرنے کی کوشش کرتی ہوں، کیوں کہ آپ کی یہی تاکید تھی اور مجھے آپ کی ایک ایک نصیحت یاد ہے اور میرا اس پر عمل ہے، خاص طور پر وہ نصیحتیں

مجھے اب بھی یاد ہیں جو آپ نے مجھے بہتے ہوئے آنسوؤں اور لرزتی مسکراہٹ کے ساتھ میری رخصتی کے وقت کی تھیں۔

میری امی! میرے سامنے آپ کی مثالی شخصیت ہے۔ آج میرے سامنے اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں کہ جو آپ نے میرے پیارے ابا جان کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے اختیار کیا اور اپنے بچوں، یعنی خود ہمارے ساتھ کیا، میں بھی آج وہی راستہ اختیار کروں۔ آپ ہی نے ہم پر محبت نچھاور کی، زندگی کے مفہوم سے ہمیں آشنا کیا، چلنے کا ڈھنگ ہمیں سکھایا اور ہمارے دلوں میں محبت کا بیج اپنے دستِ شفقت سے بودیا۔

کل کی ڈاک سے آپ کا مبارک بادی کا شیریں پروانہ، میری رخصتی کی رات کی مناسبت سے تحریر کیا ہوا، موصول ہوا.......... میری اچھی امی! جب میں یہ محبت بھرا خط پڑھ رہی تھی تو اس تحریر کی ہر ہر سطر کا ایک ایک لفظ آپ کی دِل کش آواز بن کر میرے کانوں میں رس گھول رہا تھا۔ مجھے اس پورے خط میں جس چیز کی شدت سے تلاش تھی وہ آپ کا گرم جوشی کا بوسہ تھا جس کا آپ نے مجھے بے حد عادی بنا دیا تھا۔

بہر حال! میں ابھی ابھی اپنے شوہر کے لئے کھانا تیار کر کے فارغ ہوئی ہوں، وہ کام سے لوٹتے ہی ہوں گے۔

میری پیاری امی! اب پکانے پر مجھے بڑی مہارت حاصل ہو چکی ہے۔ میں اس وقت اپنے آپ کو بے حد خوش نصیب سمجھتی ہوں جب وہ میرے ہاتھ سے تیار کئے ہوئے پکوان مزے لے کر کھاتے ہیں اور جب وہ کھانے سے فارغ ہوتے ہیں تو میرا شکریہ ادا کرنا نہیں بھولتے۔ امی جان! آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں پکانے میں آپ ہی کی شاگردہ ہوں۔ آپ نے مجھے یہ ڈھنگ سکھایا، آپ ہی نے مجھے یہ بتایا تھا کہ شوہر کے دل کے اندر سب سے نزدیک راستہ اس کے معدے سے ہو کر جاتا ہے

اور امی! میں پانچ وقت کی نماز اہتمام کے ساتھ پڑھتی ہوں، خصوصاً مخصوص ایام سے فارغ ہونے کے بعد غسل میں دیر نہیں کرتی اور ان دنوں کے چھوٹے ہوئے روزوں کی جلد از جلد قضا کر لیتی ہوں۔ زیورات کی زکوٰۃ بھی پوری ادا کرتی ہوں اور گھر میں حدیث کی کتاب ''ریاض الصالحین'' اور ''فضائل اعمال'' کی تعلیم کا بھی اہتمام کرتی ہوں، گھر کی ملازمہ اور پڑوسن اور ملنے والیوں کو بھی نمازوں کے اہتمام اور پردے کی اہمیت سمجھاتی رہتی ہوں۔

میں دروازے کے تالے میں چابی گھومنے کی آواز سن رہی ہوں۔ میرے شوہر آتے ہی ہوں گے۔ الحمد للہ.......... وہ آ ہی گئے۔ وہ میرا یہ خط پڑھنا چاہتے ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کیا لکھ رہی ہوں۔

ان چند لمحات میں جن میں میری روح آپ کی یادوں اور خیالات میں گم ہے وہ بھی ان لمحات میں میرے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ میں قلم ان کے حوالے کر دوں اور کچھ جگہ چھوڑ دوں، تاکہ وہ بھی آپ کو کچھ لکھ سکیں۔ میں آپ کا اور اپنے ابو اور بھائیوں کا غائبانہ بوسہ لیتی ہوں۔

(فی امان اللہ)

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ کی بیٹی زینب

شوہر کو خط لکھنے کے آداب

چوں کہ خط نصف ملاقات ہوتی ہے اور خط بھی بیوی کا ہو تو وہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، خصوصاً طویل مدت اور دور دراز کا سفر ہو، بچے چھوٹے ہوں، معاش کی تنگی ہو، ان سب حالات میں ایک سمجھ دار بیوی کا خط شوہر کے لئے ہمت اور تسلی و تشفی دینے والا ہوتا ہے۔

لہٰذا ہم کچھ اہم ہدایات لکھتے ہیں جن کو ہر مسلمان بیوی اپنی نوعیت کے اعتبار سے اپناتی رہے:

① خط لکھنے میں ایک ادب یہ ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے شروع کرے۔

② پھر اپنا نام لکھے، پھر ایک طرف اسلامی تاریخ لکھے، پھر جس کو لکھ رہی ہے اس کو مخاطب کرے، پھر سلام لکھے۔

③ اگر لکھے ہوئے کی بے ادبی کا ڈر ہو تو صرف زبان سے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ لینا کافی ہے۔

بشرف ملاحظہ محترمی ومکرمی رفیقِ حیات، شریکِ خوشی وغم ....مریم کے والد صاحب..........

میں اس اللہ کی تعریف بیان کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو ہم سب کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو حضرت محمد ﷺ پر جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ امابعد!

امید ہے کہ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ خیریت وعافیت سے ہوں گے۔

④ کوشش کرے کہ شوہر کا نام لکھنے کے بجائے یوں لکھے: میرے پیارے شوہر، میرے لئے رات دن ایک کرنے والے، میری خوشی وغم میں شریک، جناب محمد کے والد صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں میں عزت وعافیت عطا فرمائے، آمین۔

مجھے آپ کا محبت نامہ (یعنی آپ کا خط) موصول ہوا جو میری آنکھوں کے لئے نور، میرے کانوں کے لئے خوش خبری اور میرے دل ودماغ کے لئے سببِ راحت وسکون بنا۔

⑤ کوشش کرے کہ خط میں کوئی غم کی خبر نہ لکھے، اگر ضروری ہو تو اس طرح لکھے

(یا بتائے) کہ خاوند پر غم کا زیادہ اثر نہ ہو (جس طرح کہ حضرت اُمِ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا قصہ مشہور ہے کہ اپنے خاوند کو بیٹے کے انتقال کی خبر اس طرح دی کہ ان کے لئے اس غم کو برداشت کرنا آسان ہوگیا)۔

❻ اپنی محبت کا بھرپور اظہار کرے اگرچہ یہ اظہار بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو، مثلاً: مجھے آپ کی یاد بہت ستاتی ہے، میں اگرچہ جسم کے اعتبار سے آپ سے بہت دور ہوں، لیکن میری روح، میرے جذبات آپ کے ساتھ ہیں، کسی مسافر نے اپنے وطن سے جدائی کے وقت اور کسی دوست نے اپنے دوست سے جدائی کے وقت شاید اتنی تکلیف نہیں اٹھائی ہوگی جتنی میں نے آپ کی جدائی کے وقت اٹھائی، اللہ تعالیٰ اس جدائی کی گھڑیوں کو جلد ختم کرے، آمین! میں آپ کی جدائی دین کو پھیلانے کی خاطر اللہ کی رضا کے لئے برداشت کر رہی ہوں، ورنہ آپ جیسے شخص کی جدائی میرے بس میں نہیں کہ برداشت کرسکوں۔

❼ شوہر سے ہمیشہ دعا کی طالبہ ہو، مثلاً: یہ لکھے.......... میں بھی آپ کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کرتی ہوں اور مریم بھی آپ کے لئے روزانہ دعا کرتی ہے، آپ سے بھی گزارش ہے کہ ہمیں دعاؤں میں نہ بھولیئے گا۔

❽ کوشش کرے کہ کسی چیز کی فرمائش نہ کرے کہ آپ میرے لئے یہ لانا، محمد کے لئے یہ لانا اور مریم کے لئے یہ لانا، بل کہ اگر شوہر پوچھے بھی کہ کیا لاؤں؟ تو جواب میں لکھے کہ آپ سلامتی و عافیت کے ساتھ آجائیں میرے لئے تو سب سے قیمتی ہستی آپ ہی ہیں، آپ ہی کے دم سے سب چیزیں ہیں، مجھے صرف آپ کے سفر کی دعائیں چاہئیں، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے "مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔"[1]

اور اگر آپ کا بہت اصرار ہے تو جو مناسب سمجھیں، بغیر تصویر کے کھلونے بچوں

[1] ابن ماجه، الدّعاء، باب دعوة الوالد ودعوة المظلوم، رقم: ٣٨٦٢

کے لئے لے آئیں اور میرے لئے ایک سوٹ پیس جو آپ کو اچھا لگے لے لیجئے گا، کیوں کہ آپ کی پسند میری پسند ہوگی۔

۹ شوہر سے خط میں معذرت بھی طلب کرے، مثلاً: میں آپ سے دل سے معافی چاہتی ہوں، ہم لوگ الحمد للہ! دس سال ساتھ رہے، اس میں میری طرف سے جو آپ کے حق میں کوتاہی ہو چکی ہو یا میری کسی بات سے آپ کو تکلیف پہنچی ہو تو آپ معاف کر دیجئے گا، دل میں بالکل نہ رکھئے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس معاف کرنے پر بہت ہی اجر عطا فرمائے اور آئندہ میں کوشش کروں گی کہ میری کسی بات سے آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔

۱۰ اگر شوہر معاش (کمائی) کے سلسلے میں گئے ہیں تو ضرور کچھ بھلے انداز میں نصیحت کر دے، مثلاً: میں رات کو ایک حدیث پڑھ رہی تھی، جی چاہا کہ وہ حدیث آپ کو بھی لکھ دوں...... میں امید کرتی ہوں کہ آپ اپنے دوستوں کو بھی اہتمام سے پانچ وقت کی نماز کے لئے مسجد لے جاتے ہوں گے اور کبھی کبھی تو مسجدوں میں جو دینی حلقے لگے ہوئے ہوتے ہیں اس میں بھی ضرور شرکت کر لیا کریں، اس لئے کہ ان حلقوں میں بیٹھنے سے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے۔

۱۱ چھوٹا ناصر آپ کو بہت یاد کرتا ہے جب کبھی جہاز کی آواز آتی ہے تو کہتا ہے ابو آئے، ابو آئے۔

اگر شوہر اللہ کے راستے میں دین پھیلانے کے لئے تشریف لے گئے ہیں تو ان کو خوب تسلی کے حالات لکھئے اور راہِ خدا میں مضبوطی سے قدم جما کر دین کے کام کرنے کی ترغیب لکھئے۔

آخر میں لکھئے! اب میں ادب و احترام بجا لاتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتی ہوں، آپ اپنی پیشانی کو نزدیک کیجئے جس کا میں خیالوں میں گرم جوشی سے بوسہ لوں، میں اپنے ان ہاتھوں کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں، آپ بھی ان کا

بوسہ لیجئے اور آپ کی طرف سے مریم اور محمد کا بوسہ لیتی ہوں۔ اللہ آپ کو عافیت کے ساتھ لوٹائے اور جہاں رکھے بھلائی و عافیت کے ساتھ رکھے، آمین۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

آپ کی اور صرف آپ کی مریم

ام مریم

اے میرے پریتم، اے میرے پریتم
محبوب سرتاج کی یاد میں

خاموش و غم گین بیٹھی ہوں اس دم — دل ہے پریشاں آنکھیں پرنم
طاری ہے گویا حسرت کا عالم — اور لکھ رہی ہوں یہ نظم پرغم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم — پیہم تمہاری یاد آرہی ہے
قلب و جگر کو گرما رہی ہے — ترسا رہی ہے تڑپا رہی ہے
اور کر رہی ہے اک بارش غم — اے میرے پریتم، اے میرے پریتم
مایوس دل ہے سُونا مکاں ہے — پہلی سی اب وہ رونق کہاں ہے
افسردگی ہر شے سے عیاں ہے — چھایا ہوا ہے دل سوز ماتم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم — تنہائیوں سے اکتا رہی ہوں
انبوہ غم سے گھبرا رہی ہوں — پھر بھی یوں دل کو بہلا رہی ہوں
اک روز ہم تم پھر ہوں گے باہم — اے میرے پریتم، اے میرے پریتم
تھے وصل کے دن عشرت بداماں — ہر سو خوشی کے جلوے تھے رقصاں
ہر شام رنگیں ہر صبح خنداں — کیا دن تھے وہ بھی رہتے تھے باہم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم — وارفتہ مجھ کو اپنا بنا کر

رنگیں ادا سے دل کو چرا کر
بھول گئے تم جنوبی افریقہ جا کر
کیا میری الفت کچھ ہوگئی کم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم
خط بھی اب تک نہ آیا تمہارا
جس سے کچھ ہوتا دل کو سہارا
اتنے نہ غافل ہو تم خدارا
دنیا میری ہو جائے گی برہم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم
سمجھا دو مجھ کو تم اس کا مفہوم
خط سے مجھے کیوں رکھا ہے محروم
کیا کچھ خفا ہے اے جان معصوم
کچھ تو کہو کیوں مجھ سے ہو برہم
اے میرے پریتم، اے میرے پریتم

حفاظت کا خاص عمل

دلہن پہلی رات کو خصوصاً اور شادی سے پہلے اور شادی کے بعد جادو، آسیب، نظرِ بد، دل کی گھبراہٹ اور دشمن کی بدخواہی وغیرہ سے حفاظت کی دعاؤں کا اہتمام کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں ''سورۂ بقرہ'' کی تلاوت کی جائے اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔[1]

صبح و شام ایک ایک مرتبہ ذیل کے کلمات پڑھے تو جن و اِنس کے شر سے حفاظت ہوتی ہے:

❶ ''أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.''[2]

اسی طرح ہر فرض نماز کے بعد ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھے۔

حفاظت کے لئے ان کلمات کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک اہم بات یہ بھی یاد

---

[1] کتاب الزهد والرقائق: ۶۰۹/۱، رقم: ۷۴۰

[2] ابوداؤد، الطّب، باب فی الرُّقٰی، رقم: ۳۸۹۳

رکھیں کہ اپنے مالوں کی حفاظت کے لئے پوری پوری زکوٰۃ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ کئی جگہ مال واسباب کی ہلاکت کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق پوری طرح زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی، اس لئے زکوٰۃ پوری طرح ادکرنے کا اہتمام کریں اور دوسرے کسی مسلمان کا کوئی اور جانی یا مالی حق بھی ہرگز نہ دبائیں کہ جس کی بناء پر آپ اس کی بددعا کے مستحق ٹھہریں اور وہ بددعا آپ کی جان و مال کے نقصان کا سبب بنے۔

اسی طرح جادو کے اثر سے بچنے کے لئے یہ دعا ایک مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ حضرت کعب احبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ دعا نہ پڑھتا تو یہود مجھے (جادو کے زور سے) گدھا بنا دیتے:

۲ ”أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِىْ لَيْسَ شَيْئٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِىْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ.“[1]

تَرْجَمَۃ: ”میں اللہ کی عظیم ذات کے ذریعے پناہ چاہتی ہوں، جس سے بڑھ کر عظمت والی کوئی چیز نہیں اور اللہ کے پورے کلمات کے ذریعے جن کے آگے نہ کوئی نیک بڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی برا، اور اس کے تمام اسمائے حسنٰی کے ذریعے جن کو میں جانتی ہوں اور جنہیں میں نہیں جانتی، میں ان کے ذریعے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، اس کی تمام مخلوقات کی برائی سے۔“

جنات کی شرارت سے بچنے کے لئے ایک مرتبہ روزانہ یہ دعا پڑھیں۔ اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے آنے والا

[1] مؤطا امام مالك، الجامع، باب ما يؤمر به من التعوذ عند النوم وغيره: ص ۷۲۳

جن منہ کے بل گر پڑا:

۳ ”أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ مِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّارَحْمٰنُ.“[1]

ترجمہ: ”میں اللہ کی کریم ذات کے ذریعے پناہ چاہتی ہوں اور اللہ کے پورے کلمات کے ذریعے جن کے آگے نہ کوئی نیک بڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی برا، ان تمام چیزوں کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوں اور ان تمام چیزوں کے شر سے جو آسمان پر چڑھیں اور ان تمام چیزوں کے شر سے جو اس نے زمین میں پیدا کی ہیں اور ان تمام چیزوں کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہیں اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات اور دن کو اترنے والی چیزوں سے، مگر وہ چیزیں جو خیر کے ساتھ اتریں، اے رحم کرنے والے!“

جادو سے بچنے کی چند احتیاطی تدابیر

۱ مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے صبح نہار منہ کھالیں، اگر مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور نہ ملے تو کسی بھی شہر کی عجوہ کھجور استعمال کر سکتے ہیں، حدیث نبوی میں آتا ہے:

”جو شخص عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کے وقت کھالیتا ہے اسے زہر اور جادو کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔“[2]

---

[1] مؤطا امام مالك، الجامع، باب ما يؤمر به من التعوذ عند النوم وغيره: ص ۷۲۲

[2] بخاری، الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر: ۸۵۹/۲

❷ باوضو رہنا: کیوں کہ باوضو مسلمان پر جادو اثر انداز نہیں ہوسکتا اور وہ فرشتوں کی حفاظت میں رات گزارتا ہے، ایک فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ جب بھی کروٹ بدلتا ہے فرشتہ اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کر دے، کیوں کہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے۔[1]

❸ مردوں کے لئے باجماعت نماز کی پابندی: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی پابندی کی وجہ سے انسان شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں سستی برتنے کی وجہ سے شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے اور جب وہ غالب آ جاتا ہے تو اس میں داخل بھی ہوسکتا ہے اور اس پر جادو بھی کر سکتا ہے، رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''کسی بستی میں جب تین آدمی موجود ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے، سو تم جماعت کے ساتھ رہا کرو، کیوں کہ بھیڑیا اسی بکری کا شکار کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے۔''[2]

❹ قیام لیل: (یعنی رات کو اللہ کی عبادت کرنا) جو شخص جادو کے اثر سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہونا چاہے، اسے قیام لیل ضرور کرنا چاہئے، کیوں کہ اس میں کوتاہی کر کے انسان خود بخود اپنے اوپر شیطان کو مسلط کر لیتا ہے، اس کے مسلط ہونے کی صورت میں اس کے لئے جادو کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہتا ہے اور قیام لیل کے لئے بیدار نہیں ہوتا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔''[3]

---

[1] مجمع الزوائد، الطهارة، باب فيمن يبيت على طهارة: ۳۱۲/۱، رقم ۱۱۴۶

[2] ابوداؤد، الصّلٰوة، باب التّشديد في ترك الجماعة، رقم: ۵۴۷

[3] بخاری، التّهجّد، باب اذا نام ولم يصلِّ بال الشيطان في أذنه، رقم: ۱۱۴۴

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ''جو شخص وتر پڑھے بغیر صبح کرتا ہے اس کے سر پر ستر ہاتھ لمبی رسی کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔''[1]

۵ بیت الخلا میں جاتے ہوئے اس کی دعا پڑھنا: ناپاک جگہ پر شیطان کا گھر اور ٹھکانہ ہوتا ہے، اس لئے اس میں کسی مسلمان کی موجودگی کو شیطان غنیمت تصور کرتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: مجھے خود ایک شیطان جن نے بتایا تھا کہ وہ ایک شخص میں داخل ہو جانے میں کام یاب ہوگیا تھا جب اس نے بیت الخلا میں جاتے ہوئے اس کی دعا نہیں پڑھی تھی اور ایک اور جن نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک طاقت ور اسلحہ عطا کیا ہے جس کے ذریعے تم ہمارا خاتمہ کر سکتے ہو، میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: وہ مسنون اذکار ہیں۔

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہ ثابت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بیت الخلا میں جاتے ہوئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''[2]

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! برائیوں اور بری چیزوں سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

۶ نماز شروع کرتے وقت شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا: حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نماز کے شروع میں یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، أَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا'' (تین مرتبہ) ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ''[3]

۷ سونے سے پہلے وضو کرلیں، پھر آیت لکرسی پڑھ لیں اور اللہ کو یاد کرتے کرتے

[1] فتح الباری، التهجد، باب عقد الشيطان ......: ۳۳/۳، رقم: ۱۱۴۲

[2] بخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء عندالخلاء: ۹۳٦/۲

[3] ابوداؤد، الصّلوة، باب ما يستفتح به الصّلوة من الدعاء، رقم: ۷٦٤

سو جائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نے حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا تھا: ''جو شخص سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے، صبح ہونے تک ایک فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا'' یہ بات جب حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بتائی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''اس نے سچ کہا ہے، حالاں کہ وہ جھوٹا ہے۔''[1]

❽ نمازِ فجر کے بعد یہ دعا سو مرتبہ پڑھیں: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اپنی ذات وصفات میں اکیلے ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں، سارا ملک دنیا اور آخرت کا ان ہی کا ہے۔ ان ہی کے ہاتھ میں تمام تر بھلائی ہے اور جتنی خوبیاں ہیں وہ ان ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''جو شخص بھی یہ (مذکورہ) دعا سو مرتبہ صبح کے وقت پڑھ لیتا ہے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اس سے سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور شام ہونے تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔''[2]

حضرت عبد الرحمٰن بن غنم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''جو شخص فجر کی نماز کے بعد (جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں اسی طرح) دوزانوں بیٹھے ہوئے بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ (یہ کلمات مذکورہ) پڑھتا

---

[1] بخاری، الوكالة، إذا وكّل رجلاً فترك الوكيلُ شيئًا ...... رقم: ٢٣١١

[2] بخاری، الدعوات، باب فضل التهليل: ٩٤٧/٢

ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد بھی دس مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور پورے دن ہر ناگوار اور ناپسندیدہ چیز سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ کلمات شیطان سے بچانے کے لئے پہرہ داری کا کام دیتے ہیں اور اس دن شرک کے علاوہ کوئی گناہ اسے ہلاک نہ کر سکے گا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہر کلمہ پڑھنے پر اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور عصر کی نماز کے بعد پڑھنے پر بھی رات بھر وہی ثواب ملتا ہے جو فجر کے نماز کے بعد پڑھنے پر دن بھر ملتا ہے۔[1]"

❾ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ."[2]

تَرجَمَہ: "میں عظمت والے اللہ، اس کی کریم ذات اور اس کی لازوال سلطنت کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔"

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی یہ (مندرجہ بالا) دعا پڑھ لیتا ہے، شیطان اس کے متعلق کہتا ہے، یہ آج کے دن مجھ سے محفوظ ہوگیا۔

❿ صبح و شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"[3]

تَرجَمَہ: "اس اللہ کے نام سے (دن کے کاموں کو اور رات کے آرام کو شروع کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

---

[1] کنز العمال، الاوّل، الاذکار: ۲/۶۵، ۶۶، رقم: ۳۵۲۸

[2] ابوداؤد، الصّلوٰۃ، باب ما یقول الرجل عند دخوله المسجد، رقم: ٤٦٦

[3] ابوداؤد، الأدب، باب ما یقول اذا أصبح، رقم: ٥٠٨٨

⑪ گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیں: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''

ترجمہ: ''اللہ کے نام کے ساتھ (گھر سے نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے اور نیکیوں پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

کیوں کہ یہ دعا پڑھنے سے آپ کو یہ خوش خبری (اللہ کی طرف سے) ملتی ہے:

''یہ دعا تجھے کافی ہے، تجھے بچالیا گیا ہے اور تجھے سیدھا راستہ دکھا دیا گیا ہے، اور شیطان تجھ سے دور ہوگیا ہے'' اور دوسرے شیطان سے کہتا ہے، تو اس آدمی پر کیسے غلبہ حاصل کرسکتا ہے جب کہ اسے ہدایت دے دی گئی ہے اور اس کی حفاظت کردی گئی ہے اور اسے بچالیا گیا ہے؟''[1]

⑫ صبح و شام یہ دعا پڑھا کریں: ''أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ''[2]

ترجمہ: ''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔''

یہ ہیں وہ احتیاطی اقدمات، جنہیں اختیار کر کے انسان ہر قسم کے جادو سے عموماً قلعہ بند ہوسکتا ہے، بشرطیکہ وہ مخلص ہو اور اس علاج پر اس کو یقین کامل حاصل ہو۔

ایک بات کا دھیان رکھیے! کسی نجومی، فال نکالنے والے، جادوگر، اور جھوٹے پیر وغیرہ کے پاس کسی عورت کے بہکانے سے یا خود اپنی مرضی سے ہرگز مت جانا اور نہ ہی خطوط کے ذریعے کوئی بات پوچھنا یا کوئی عمل کروانا، کیوں کہ حدیث شریف میں صاف طور پر عمل نجوم کرنے، کروانے، نجومیوں (دست شناس، جوتشی، غیر شرعی

---

[1] ابوداؤد، الأدب، باب ما یقول اذا خرج من بیتہ، رقم: ٥٠٩٥

[2] مسلم، الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء، رقم: ٢٧٠٨

عامل کامل) سے بات پوچھنے اور ان کی تعریف کرنے والے پر سخت وعید آئی ہے اور ایسے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بالکل محروم رہیں گے۔[1]

خوب سمجھ لو! سب سے بڑا تعویذ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور ایسے لوگوں کے پاس جانے سے عموماً دل کی بے چینی بڑھتی ہے اور گھروں میں فساد ہوتے ہیں اور کئی عورتوں کو ان کے شوہروں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ چھپ چھپ کر تعویذ گنڈے کراتی تھیں۔ ہاں اگر کسی واقعی ضرورت میں علاج کے طور پر شرع کے پابند کسی اہلِ حق عالم و بزرگ سے تعویذ وغیرہ لینا ہی ہو تو شوہر کی اجازت ضرور لینا چاہئے۔

پھر بھی تعویذ سے زیادہ دعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور حفاظت کے لئے سب سے بہترین نسخہ ''منزل'' کا پڑھنا ہے ''منزل'' چھوٹی سی دعا کی کتاب ہے، اس کو خود بھی یاد کریں اور اپنے بھائی، بہنوں، بچوں اور بچیوں کو بھی یاد کروائیں اور صبح و شام اس کے پڑھنے کا معمول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بلا و مصیبت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

پڑوسی کا حق

جن حقوق کا خیال رکھنا چاہئے ان میں سے پڑوسی کا حق بھی ہے، لیکن پڑوسی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو آپ کے دائیں بائیں، اوپر نیچے چالیس گھر تک پڑوس میں رہتا ہو۔ لہٰذا یہ سب کے سب آپ کے پڑوسی ہیں اور ان سب کے آپ کے اوپر کچھ حقوق ہیں، پڑوس کے یہ معنی اس حدیث سے معلوم ہوئے ہیں جو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں حضرات کے

---

[1] ابوداؤد، الكهانة والتطير، باب في الكهان: ١٨٩/٢

محلے میں ٹھہرا تھا، ان میں سے سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس سے پہنچی جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر زور سے اعلان کریں کہ سن لو! چالیس گھر تک پڑوسی ہوتا ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شر سے ڈرتا رہتا ہو۔[1]

اسلام کی نظر میں پڑوسی کے حقوق کے چار بنیادی اصول ہیں:

❶ انسان اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔
❷ اس کو اس شخص سے بچائے جو اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہو۔
❸ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔
❹ اس کی بدمزاجی اور اکھڑ پن کا بردباری و درگزر سے بدلہ دے۔

پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے اپنے اہل و عیال اور مال کی حفاظت کیلئے اپنے پڑوسی پر اپنے گھر کے دروازے بند کر دیئے تو وہ مؤمنِ کامل نہیں اور وہ شخص بھی مؤمن نہیں جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (نہیں جانتے، تو سن لو:)

❶ جب وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کی مدد کرو۔
❷ جب قرض مانگے تو اسے قرض دو۔
❸ جب وہ کسی چیز کا محتاج ہو تو اس کی حاجت روائی کرو۔
❹ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔
❺ جب اسے کوئی بھلائی پہنچے تو اسے مبارک باد دو۔

---

[1] الترغیب والترهیب، البر والصلة، الترهیب من أذى الجار: ۳/۲٤۰

❻ جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرو۔

❼ جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

❽ اپنا مکان اس کے مکان سے اونچا نہ بناؤ، تاکہ اس (کے گھر) کی ہوا نہ رک جائے، مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے (تو کوئی حرج نہیں)۔

❾ تم اسے ہانڈی کی بھاپ سے تکلیف نہ پہنچاؤ (یعنی تمہارے گھر میں پکنے والے لذیذ وخوش بودار کھانوں کی مہک اس تک نہ جائے، تاکہ اسے تکلیف نہ ہو) مگر یہ کہ تم اس میں سے اسے بھی دے دو۔

❿ اگر تم کوئی پھل خریدو تو اس کو بھی اس میں سے ہدیہ کر دیا کرو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو چپکے سے چھپا کر لے جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تمہارا بیٹا پھل باہر لے جائے اور اسے دیکھ کر پڑوسی کے لڑکے کو تکلیف ہو۔[1]

یاد رکھیں! رسول اللہ ﷺ نے پڑوسی کے اکرام کو ایمان کی خصلتوں میں سے شمار کیا ہے، چناں چہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ."[2]

تَرجَمہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔"

پڑوسیوں کے درمیان پردے کا خاص خیال رکھیں

پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے میں دو باتوں کا خوب خیال رکھا جائے:

❶ ان کے مردوں سے اپنا اور اپنی لڑکیوں کا مکمل اور بہت سخت پردہ ہونا چاہئے، ان کے یہاں کا ۱۲ سال کی عمر کا بچہ بھی بغیر اجازت اندر نہ آئے اور ان کے

---

[1] الترغيب والترهيب، البر والصلة، الترهيب من أذى الجار: ۲۴۲/۳

[2] مسلم، الإيمان، باب الحثّ على إكرام الجار ...... رقم: ۴۷

بچوں کا اپنی بچیوں سے اختلاط نہ ہونے دیں، چاہے چھوٹے ہی ہوں۔

اسی طرح اپنے مردوں اور بیٹوں کو ان کی عورتوں سے پردے کا خوب اہتمام کروائیے، ایسا نہ ہو کہ آپس میں بے تکلفی سے شیطان کو آنے کا موقع مل جائے، جب کہ پردے کے اہتمام سے شیطان سے مکمل حفاظت ہوتی ہے۔

❷ اس بات کا بھی خوب خیال رکھئے کہ آپ کے بچے پڑوسیوں کے گھروں میں جا کر ٹی وی نہ دیکھنے پائیں، بچوں کو خوب سمجھا بجھا کر وہاں سے دور رکھیں کہ ٹی وی کا زہر بچوں اور بڑوں سب کے اخلاق تباہ و برباد کر دیتا ہے اور معاشرے میں جرائم اور برائیوں کا کینسر پھیلا دیتا ہے، خود اپنے گھر میں بھی ٹی وی نہ رکھئے اور بچوں کو پڑوسیوں کے گھروں میں بھی نہ بھیجئے۔

نیک پڑوسی کا اندازہ آپ اس واقعے سے لگا سکتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا پڑوسی یہودی تھا، جب اس نے اپنا مکان بیچنے کا ارادہ کیا تو اس کی قیمت دو ہزار دینار مانگی۔ لوگوں نے کہا: تمہارے مکان کی قیمت تو ایک ہزار دینار ہے، وہ کہنے لگا: صحیح ہے، ایک ہزار مکان کی قیمت اور ایک ہزار عبداللہ کے پڑوسی ہونے کی قیمت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نیک پڑوسی کا مل جانا بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت ہی بڑی نعمت ہے۔

عورتیں اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی چند سنتیں

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رحمۃ للعالمین تھے، مردوں کے لئے بھی رحمت تھے اور عورتوں کے لئے بھی رحمت تھے، لہٰذا عورتیں بھی اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری اور مبارک سنتیں اپنائیں گی تو گھروں میں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی اور محبت کی فضا قائم ہوگی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبت بڑھے گی اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی

دلوں میں بڑھے گی اور جب مسلمان بندی کے دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے اور ان دونوں کی محبت ساری محبتوں پر غالب آجائے تو اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے اور پھر وہ بزبانِ حال کہتی ہے:

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

اس لئے مسلمان بہنوں کو چاہئے کہ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو معلوم کر کے ایک ایک سنت پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اس لئے ہم کچھ سنتیں لکھتے ہیں جن کو اپنانا کچھ مشکل نہیں، اگر ہماری مسلمان بہنیں اپنا لیں تو دنیا اور آخرت دونوں ہی سنور جائیں:

۱ مسواک کا اہتمام کریں، خصوصاً ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت، کھانے کے بعد، تلاوت کرتے وقت، سوتے وقت اور سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کا اہتمام ضرور کریں۔

۲ صبح وشام کی دعائیں اور ہر ہر موقع کی دعائیں پڑھنے کا اہتمام کریں۔

جتنی دعائیں آپ ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہیں، اگر ان کو ہم اپنی زبانوں پر بھی لائیں گے تو ہماری زبانیں بھی پاک ہوں گی اور وہ کام ذخیرۂ آخرت بھی بنے گا۔ ہر ہر موقع کی دعائیں معلوم کرنے کے لئے مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''مسنون دعائیں'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اسی طرح بندہ نے تیس مسنون دعائیں ایک کتابچے کی شکل میں جمع کی ہیں جن دعاؤں کو حضور ﷺ صبح وشام مانگا کرتے تھے۔ کتابچہ کا نام ''صبح وشام کی دعائیں'' ہے یہ چھوٹی سی کتاب اپنے پاس رکھیں اور سفر وحضر میں ان دعاؤں کا معمول بنالیں۔

۳ نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی:

"كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَزِعَ إِلَى الصَّلٰوةِ."[1]

تَرجَمَہ: "نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی سخت امر پیش آتا تھا یعنی کوئی پریشانی یا کوئی تکلیف آتی تھی تو آپ ﷺ نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔"

۴ بچے کو قضائے حاجت (پیشاب وغیرہ) کے لئے بٹھانے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ قبلے کی طرف نہ بٹھائیں، اگر بیت الخلاء غلط بنا ہوا ہے تو اس کو صحیح کروانے کی کوشش کریں اور جب تک صحیح نہ ہو بچے کو صحیح بٹھائیں۔ قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف پیٹھ یا منہ کرنا، بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

اس لئے گھر میں اگر کوئی بیماری آ جائے تو فوراً پہلے دو رکعت نفل پڑھئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ یا اللہ! یہ بیماری آپ ہی کے حکم سے آئی ہے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، آپ اپنے حکم سے جس دوا کو میں استعمال کر رہی ہوں یا کروا رہی ہوں اس میں شفا ڈال دیجئے، پھر حسبِ استطاعت صدقہ کیجئے، پھر ضرورت ہو تو ڈاکٹر کے پاس یا حکیم کے پاس جائیے۔

اسی طرح گھر میں کسی چیز کی ضرورت ہو، تو یہ فوراً شوہر سے نہ کہئے بل کہ پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ یا اللہ! مجھے اس چیز کی ضرورت ہے آپ مہیا فرما دیجئے، اے اللہ! ہمارے گھر میں یہ پریشانی ہے آپ ہی اس پریشانی اور اس مصیبت کو دور کر سکتے ہیں، آپ ہی دور فرما دیجئے۔ الغرض اس سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیجئے اور اپنا تعلق اپنے مالک و آقا سے خوب خوب بڑھائیے۔

۵ ہر چیز کا لین دین سیدھے ہاتھ سے کریں، کسی سے کوئی چیز لیں تو سیدھے ہاتھ سے لیں اور دیں تو سیدھے ہاتھ سے دیں اور بچوں کو بھی اس کا عادی بنائیں۔

---

[1] رهبان الليل: ۱۱۶/۱

❻ گھر میں آتے جاتے یا کہیں عزیز رشتہ داروں کے گھر میں جائیں تو عورتیں آپس میں ایک دوسرے کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہیں۔ عام طور سے یہ سنت بھی ہمارے معاشرے میں چھوٹی ہوئی ہے، آپس میں بات شروع کرنے سے پہلے سلام کے بجائے یوں کہتی ہیں! ارے کیسی ہو؟ کیا حال ہے؟ بچے کیسے ہیں؟ یا پھر ہاتھ سے یا اشارے سے سلام ہو جاتا ہے۔

سلام کا طریقہ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس کا جواب اس سے بہتر الفاظ میں دو یا کم از کم ویسے ہی الفاظ کہہ دو" اس کی تشریح رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے عمل سے اس طرح فرمائی کہ ایک مرتبہ آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا: "أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر فرمایا: "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" پھر ایک صاحب آئے اور انہوں نے سلام میں یہ الفاظ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب میں ایک اور کلمہ بڑھا کر فرمایا: "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پھر ایک صاحب آئے انہوں نے اپنے سلام ہی میں تینوں کلمے بڑھا کر کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ." آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب میں صرف ایک کلمہ "وَعَلَيْكَ" ارشاد فرمایا، ان کے دل میں شکایت پیدا ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے جو حضرات آئے آپ نے ان کے جواب میں کئی کلمات دعا کے ارشاد فرمائے اور میں نے ان سب الفاظ سے سلام کیا تو آپ نے "وَعَلَيْكَ" پر اکتفا فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ہمارے لئے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں کہ ہم جواب میں اضافہ کرتے تم نے سارے کلمات اپنے سلام ہی میں جمع کر دیئے، اس لئے ہم نے قرآنی تعلیم کے مطابق تمہارے سلام کا جواب بالمثل دینے پر اکتفا کر لیا۔[1]

حدیث مذکور سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ سلام کا جواب اس سے اچھے الفاظ میں دینے کا جو حکم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے الفاظ سے بڑھا کر جواب دیا جائے، مثلاً کسی نے کہا:

"أَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"

تو آپ جواب میں کہیں:

"وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ"[2]

سلام کا فائدہ

ایک بزرگ کا ارشاد ہے: اگر ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو، ہر محلے والے دوسرے محلے والوں کو اور ہر گاؤں، شہر، ملک والے، دوسرے گاؤں، شہر، ملک والوں کو روزانہ صرف یہ کہہ دیں: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" تو تمام دنیا (گھر سے لے کر ملک تک) امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

آج پوری دنیا میں نفرت و مصیبت کی آگ اسی وجہ سے پھیلی ہوئی ہے کہ ہم نے آپس میں سلام کا رواج چھوڑ دیا۔ میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے اور بڑھانے کا اور بچوں میں آپس میں محبت برقرار رکھنے کا بھی آسان طریقہ گھر میں:

"أَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" کی صدا کو عام کرنا ہے۔ بات شروع کرنے سے پہلے

---

[1] مختصر تفسیر ابن کثیر: ۴۱۹/۱، النساء: ۸۶ [2] النساء: ۸۶

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہئے اور چھوٹے بچوں سے بھی کہلوائیے۔

صبح اٹھیں دعا پڑھنے کے بعد بات کرنے سے پہلے بیوی شوہر کو سلام کرے، شوہر بیوی کو سلام کرے۔ سلام کا درجہ اسلام میں اتنا اہم ہے کہ جنت میں بھی مسلمان ایک دوسرے کو سلام کریں گے، فرشتے سلام کریں گے اور جنت میں ایک بہت ہی بڑی نعمت یہ ملے گی کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو سلام کریں گے۔

﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ [1]

تَرجَمَہ: "(ان کو) پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔"

سلام کا معنی

❶ سلام دعا ہے ایک مسلمان کی طرف سے دوسرے کیلئے کہ میں آپ کیلئے سلامتی اور امن کا خواہاں ہوں، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں برسیں۔

غور کیجئے! کتنی پیاری دعا ہے، اگر ہم اس کا اہتمام کریں تو کتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہمیں ڈھانپ لیں گی پھر شیطانی آفتیں کیسے گھیر سکتی ہیں؟

❷ ایک مسلمان ملاقات کے وقت دوسرے سے کہتا ہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ"! کہ دیکھنا اللہ کی ذات تم پر پورا قابو رکھتی ہے، کوئی غلط کام نہ کرنا تو دوسرا بھی عظمت خداوندی کی یاد دہانی کراتا ہے "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ"...... کہ اے میرے بھائی! وہ ذات تجھ پر بھی قابو رکھتی ہے۔

اسلامی سلام تمام دوسری اقوام کے سلام سے بہتر ہے

دنیا کی ہر مہذب قوم میں اس کا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس کی موانست [2] اور اظہار محبت کے لئے کہیں، لیکن موازنہ کیا جائے تو

---

[1] یٰسٓ: ۵۸   [2] "موانست" باہمی محبت ودوستی

معلوم ہوگا کہ اسلامی سلام جتنا جامع ہے کوئی دوسرا ایسا جامع نہیں، کیوں کہ اس میں صرف اظہارِ محبت ہی نہیں، بل کہ ساتھ ساتھ ادائے حقِ محبت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تمام آفات اور آلام سے سلامت رکھیں، پھر دعا بھی عرب کے طرز پر صرف زندہ رہنے کی نہیں، بل کہ حیاتِ طیبہ کی دعا ہے، اس طرح کہ تمام آفات اور آلام سے محفوظ ہو کر حیاتِ طیبہ ہی حاصل ہوگی۔ اسی کے ساتھ اس کا بھی اظہار ہے کہ ہم سب حیاتِ طیبہ کے حصول میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، کوئی کسی کو نفع بغیر اس کی اجازت کے نہیں پہنچا سکتا، اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ ایک عبادت بھی ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بھی۔

اسی کے ساتھ اگر یہ دیکھا جائے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ میرے ساتھی کو تمام آفات اور تکالیف سے محفوظ فرما دے تو اس کے ضمن میں وہ گویا یہ وعدہ بھی کر رہا ہے کہ تم میرے ہاتھ اور زبان سے بھی مامون ہو، تمہاری جان، مال، آبرو کا میں محافظ ہوں۔

جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ."[1]

تَرجَمَہ: "یعنی (کامل) مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب مسلمان محفوظ رہیں۔"

معارف القرآن میں ہے:

"أَتَدْرِیْ مَا السَّلَامُ؟ يَقُوْلُ اَنْتَ اٰمِنٌ مِّنِّیْ."

تَرجَمَہ: "یعنی تم جانتے ہو کہ سلام کیا چیز ہے؟ سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون ہو۔"[2]

---

[1] بخاری، الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون: ٦/١

[2] معارف القرآن: ٢/٥٠١، ٥٠٢، النساء: ٨٦

کاش! مسلمان اس کلمہ کو بطور رسم ادا نہ کریں، بل کہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر ادا کریں تو شاید پوری قوم کی اصلاح، حفاظت اور سلامتی کے لئے یہی کافی ہو جائے۔

سلام کے فضائل

❶ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو، اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرلو تو تمہاری آپس میں محبت قائم ہو جائے گی، وہ یہ کہ آپس میں سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کے لئے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو)۔''[1]

❷ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سب سے افضل کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو خواہ تم اس کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔''[2]

❸ حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔''[3]

❹ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے، جس کو اللہ تعالیٰ

---

[1] مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلاّ المؤمنون، رقم: ٥٤

[2] بخاري، الايمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، رقم: ٢٨

[3] ابوداؤد، الأدب، باب في فضل من بدأ بالسلام، رقم: ٥١٩٧

نے زمین پر اتارا ہے، اس لئے تم آپس میں سلام کو عام کرو، کیوں کہ مسلمان آدمی جب کسی مجلس میں جاتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کا ایک بلند مقام حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ اس نے سب کو سلام (یعنی اللہ تعالیٰ) کی یاد دلائی، اگر مجلس والوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا تو ایسے لوگ اس کو جواب دیں گے جو اس مجلس والوں سے بہتر ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے)۔[1]

۵ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "بڑا بخیل ہے وہ آدمی جو سلام میں بخل کرے۔"[2]

رسول کریم ﷺ کے ان ارشادات کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر بازار میں صرف اس لئے جایا کرتے تھے کہ جو مسلمان ملے اس کو سلام کر کے عبادت کا ثواب حاصل کریں حالاں کہ کچھ خریدنا یا فروخت کرنا مقصود نہ ہوتا تھا۔[3]

ضروری وضاحت

یاد رکھئے! نیک بیوی نامحرم مردوں کی طرف نہ کبھی نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہے، نہ ان کو سلام کرتی ہے اور نہ ہی ان سے مصافحہ کرتی ہے، ضرورت پڑ جائے تو پردہ کا اہتمام رکھتے ہوئے صرف بقدر ضرورت ہی بات کرتی ہے۔

عید کے دن بعض خاندانوں میں سسرال کے لوگ جیٹھ، خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکوں سے مصافحہ کرواتے ہیں یا اپنے بہنوئی سے مصافحہ کرواتے اور ہاتھ

---

[1] الترغيب والترهيب، الادب، الترغيب في افشاء السلام: ۲۸۷/۳ [2] ايضًا: ۲۸۸/۳
[3] ادب المفرد، باب من خرج يسلم ويسلم عليه، ص: ۲۹۷، رقم: ۱۰۰۶، معارف القرآن بتصرف: ۵۰۳/۲، النساء: ۸۶

چومنے پر مجبور کرتے ہیں۔

یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتی ہیں اور اگر کوئی سمجھ دار اور نیک عورت مصافحہ کرنے سے یا بے پردہ ان کے سامنے بات چیت کرنے سے منع کر دے تو بعض نادان عورتیں کہہ دیتی ہیں:

''کیا ہوگیا، ہاتھ ملا لو گی تو کون سی قیامت آجائے گی؟............عید کا دن سال میں ایک ہی بار تو آتا ہے، کوئی ہاتھ ملانے سے تمہیں کھا تو نہیں جائیں گے؟''۔

ایسے موقعوں پر ان کی بات ہرگز نہ سنیں اور ان کی ہدایت کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا مانگیں، ان کو دین کے ماحول میں لے جائیں اور انھیں اچھی طرح یہ سمجھا دیں کہ غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنے کا کم از کم دنیاوی نقصان یہ ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کے ہاتھوں سے زیادہ میرے ہاتھوں کو نرم و نازک اور حسین پا کر ہمیشہ کے لئے غم و افسوس میں رہے گا کہ کاش! بھابھی میرے نکاح میں ہوتیں اور یہ ہاتھ ملانا دو اچھے بھلے میاں بیوی میں جھگڑا کروانے کا سبب بنے گا۔

اسی طرح اگر میں نے نامحرم مرد سے مصافحہ کیا اور مجھے اس کے ہاتھ اپنے شوہر کے ہاتھ سے زیادہ اچھے معلوم ہوئے تو میرا شوہر میری نگاہوں سے گر جائے گا اور میں کبھی دل سے اپنے شوہر کو نہیں چاہوں گی، شیطان ہمیشہ میرے سامنے ان کی بناوٹی مسکراہٹ سامنے لا کر دھوکہ دے گا کہ دیکھ! یہ لوگ کیسے اچھے اخلاق والے ہیں اور تو کہاں پھنس گئی۔

امید ہے اس طرح آپ اگر کسی مسلمان بہن کو پیار و محبت سے سمجھانے میں کام یاب ہوگئیں اور اسی طرح جتنی عورتیں آپ کی محنت سے پورے دین پر آئیں گی اور پھر اس دین کو ساری دنیا کے مردوں اور عورتوں میں پھیلانے کی فکر کریں گی تو آپ کو سب کے عمل کرنے کا ہمیشہ اجر ملتا رہے گا۔

۷ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیجئے کہ اللہ کے حکم سے یہ ہوا، بچہ اللہ کے

حکم سے بیمار ہوا، یہ نہ کہیں کہ سردی لگ گئی اس لئے بیمار ہوا، فلاں ڈاکٹر سے دوالی اس سے فائدہ ہوا، بل کہ یوں کہئے! اللہ تعالیٰ کے حکم سے سردی لگنے کی وجہ سے بیمار ہوگیا، فلاں ڈاکٹر سے دوالی الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے حکم سے فائدہ ہوا۔

کسی کام میں شوہر کو خدانخواستہ نقصان ہوا تو یوں نہ کہئے کہ میں نے تو منع کیا تھا آپ مانے نہیں، بل کہ یوں کہئے! اللہ ہی کے حکم سے ایسا ہوا، اسی میں خیر ہے، کسی بڑے نقصان سے بچ گئے، اب ہمیں اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرنا چاہیے۔

ہم لوگ بات چیت میں ''اتفاق'' کا لفظ اکثر استعمال کرتے ہیں، مثلاً: چیز کہاں سے آئی؟ آج اتفاقاً میری بہن آگئی تو وہ یہ لے آئی، نہیں! بل کہ یوں کہیئے کہ اللہ کے حکم سے میری بہن آج یہاں آئی تو وہ یہ لے آئی۔ اتفاق کوئی چیز نہیں ہوتی، کائنات کا ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ ایک ایک پتہ گرنے میں، بننے میں ملنے اور استعمال ہونے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا محتاج ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کی وفات کے بعد کسی کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی تو پوچھنے پر فرمایا: ''میں نے اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر کہ کیا لائے ہو؟ جواب میں کہا: کوئی اور عمل تو نہیں، لیکن صرف ایک توحید کا سرمایہ لایا ہوں تو مجھ سے کہا گیا: ایک دن تمہارے پیٹ میں صبح درد ہوا تھا تو تم نے کہا تھا کہ رات دودھ پینے کی وجہ سے پیٹ میں درد ہوگیا، پیٹ کا درد دودھ پینے کی وجہ سے ہوا تھا یا ہمارے حکم کی وجہ سے''؟ (خیر اس طرح کہنا جائز ہے جب کہ دودھ کو موثر حقیقی نہ سمجھا جائے، لیکن ایک مقبول بندے کی زبان سے ظاہر میں کسی شے کی طرف نسبت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں)۔

۸ عورتوں کو چاہئے کہ اذان کا جواب دیں۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص

مؤذن کا جواب دل کے یقین کے ساتھ دے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔[1]

لہٰذا عورتوں کو چاہئے اذان کے وقت باتیں نہ کریں، بل کہ اس کا جواب دیں مؤذن جو کہے یہ بھی اسی طرح کہیں، مگر جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو اس کے جواب میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ." کہیں۔[2]

اور اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر بغیر ہاتھ اٹھائے یہ دعا مانگیں۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ."[3]

ترجمہ: "اے اللہ! اس پوری دعوت کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔"

اسی طرح ایک اور دعا بھی امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنْهُ رِضًا لَا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ."[4]

ترجمہ: "اے اللہ! اس مکمل دعوت (اذان) اور نفع دینے والی نماز کے

---

[1] نسائی، الأذان، باب القول مثل ما یقول المؤذن، رقم: ٦٧٥

[2] مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، رقم: ٣٨٥

[3] بخاری، الأذان، باب الدّعاء عندالنّداء، رقم: ٦١٤

[4] مسند احمد: ٣٣٧/٣، رقم: ١٤٢٠٩

رب، حضرت محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرمایئے اور آپ ان سے ایسا راضی ہوجائیں کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہوں۔

اس طرح اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب و مسنون ہے، پھر اگر شرعی عذر نہ ہوتو فوراً نماز کی تیاری میں لگ جانا چاہئے۔

امتحانی پرچہ

آپ ان سوالوں کو غور سے پڑھیئے!

کم از کم ہر سوال کو تین مرتبہ پڑھیئے، پھر اس کا جواب دیجئے، اگر جواب "ہاں" کی صورت میں ہے تو دس نمبر لگا دیجئے، پھر اپنا نتیجہ خود دیکھ لیجئے کہ آپ "نیک بیوی" کے امتحان میں پاس ہوئیں یا اللہ نہ کرے..........؟

❶ کیا آپ صبح اپنے شوہر سے پہلے اٹھ کر فجر کی نماز پڑھ کر اپنے شوہر اور بالغ بچوں کو مسجد میں بھیجنے کے لئے اچھے طریقے سے کوشش کرتی ہیں کہ وہ سب مسجد میں جا کر فجر کی نماز جماعت سے ادا کریں، تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے پورا گھر بچ جائے؟

❷ کیا آپ رات ہی کو صبح شوہر کے استعمال کے لئے کپڑے استری کر کے تیار رکھتی ہیں، تا کہ ان کو کام پر جانے سے پہلے تیار مل جائیں اور صبح عین ضرورت کے وقت ضرورت کی چیزوں کی تلاش یا تیاری میں وقت نہ لگے، اسی طرح شوہر جب سفر میں جاتے ہیں تو آپ ان کا بیگ وغیرہ تیار کرتی ہیں؟

❸ کیا آپ اپنے بچوں کے مدرسے اور اسکول کا واجب المنزل (ہوم ورک) خود کروا دیتی ہیں، تا کہ بچوں کو ٹیوشن کی ضرورت نہ پڑے اور ماں کی شفقت بھی حاصل ہوتی رہے اور بچے کی پڑھائی اور مدرسے میں حاضری کے اہتمام کے بارے میں بھی پتا چلتا رہے یا صرف گھر کے کام کاج میں لگ کر بچوں کے

ضروری معمولات کی جانچ بھی شوہر کے ذمے ڈال دیتی ہیں؟

۴ کیا آپ کھانے کی ایسی چیزیں بھی تیار کرتی ہیں جو شوہر کو بہت پسند ہیں اور آپ کو بالکل پسند نہیں یا شوہر اور بچوں کو تو پسند ہیں، مگر چوں کہ آپ کو وہ چیزیں تیار کرنے میں دیر لگتی ہے اس لئے آپ ٹال جاتی ہیں یا شوہر کے پاس ان کے دوست واحباب بار بار آتے رہتے ہیں تو آپ مہمان نوازی میں ان کا پورا ساتھ دیتی ہیں؟

۵ کیا آپ اپنی صفائی ستھرائی وغیرہ کا اہتمام کرتی ہیں، خصوصاً جب شوہر گھر میں ہوں، اسی طرح جب شوہر تھک کر گھر آئیں تو کیا آپ اس بات کا اہتمام کرتی ہیں کہ میز پر صاف گلاس میں چاہے سادہ پانی ہی رکھا ہوا ہو، مگر ہو ضرور، تاکہ گھر میں آتے ہی وہ سادہ ٹھنڈا پانی پئیں تو اس سے ان کے کام کی پریشانیاں ختم ہو جائیں؟

۶ اگر شوہر آپ کو خبر دیں کہ آج میری والدہ اور بہنیں ہمارے گھر آئیں گی، میں ان کو زم زم کا نئے ڈیزائن والا پرنٹ ہدیہ دے رہا ہوں تو آپ فوراً خوش دلی کا اظہار کرتی ہیں یا نہیں؟

۷ کیا جون جولائی کی اسکول کی چھٹیوں میں یا ہفتے کی چھٹیوں میں آپ اس بات کا اہتمام کرتی ہیں کہ خود جلدی اٹھ جائیں، تاکہ شوہر کی نیند میں بچے خلل نہ ڈالیں یا کوئی ضروری کام کر رہے ہیں تو کام سکون سے انجام دے سکیں؟

۸ بچوں کی بے ہودہ حرکتوں پر بجائے زور سے چیخنے یا ڈانٹنے یا ان کو والد صاحب سے ڈرانے کے بجائے کیا اس وقت آپ صبر کر کے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار سے سمجھاتی ہیں اور خوب ان کے لئے دعا کرتی ہیں، تاکہ ان کو یقین ہو جائے کہ یہ شفیق ماں ہماری اصلاح ہی چاہتی ہے نہ کہ اپنا غصہ اتارنا؟

۹ کیا آپ اس بات کا اہتمام کرتی ہیں کہ شوہر نے جو کچھ ایک مرتبہ کہہ دیا ان کو

دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے، اور اگر آپ نے کسی عذر کی وجہ سے وہ کام نہیں کیا تو ان کے پوچھنے سے پہلے ہی بتا دیتی ہیں کہ میں اس وجہ سے نہیں کر سکی؟

❿ آپ کو اگر شوہر سے کوئی بات منوانی ہو، مثلاً: وہ بچوں کو وقت نہیں دیتے، ان کی تربیت کا اہتمام نہیں کرتے، صبح سے شام تک ذریعۂ معاش ہی کی فکر میں لگے رہتے ہیں تو آپ ان کو سمجھانے کے لئے سلیقے اور حکمت سے اور پیار و محبت کے لہجے میں مناسب وقت اور موقع کا انتظار کرتی ہیں یا طنزاً ڈانٹتے ہوئے کہتی ہیں، اور اس وقت کہتی ہیں جب وہ آپ پر کسی بات پر غصہ ہوئے ہوں یا بچہ فیل ہوا ہو یا وہ دکان سے پریشان آئے ہوں، کیا آپ موقع شناسی، مزاج شناسی کے اُصول پر عمل کرتی ہیں؟

⓫ کیا آپ اپنے بچوں کے لئے ایسے کھلونے خریدنے کا اہتمام کرتی ہیں جن سے ان کا شوق بھی بڑھے اور سمجھ بھی بڑھے اور اس میں جان دار کی تصاویر اور شرعاً کوئی دوسری ممنوع چیز نہ ہو کہ جس کے بنانے والے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی زبانی لعنت فرمائی ہے اور خبردار کیا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں تصاویر ہوں[1]۔

⓬ کیا آپ اپنی دیورانی، جیٹھانی اور بھابھی وغیرہ کی غیبت کرنے سے اور ان کی آپس کی باتیں معلوم کرنے سے یا اپنا درجہ ساس اور نند کے ہاں بڑھانے کے لئے جھوٹ بولنے سے اس لئے بچتی ہیں کہ اللہ رب العزت ناراض نہ ہو جائیں؟

⓭ آپ کو شوہر جس وقت بھی بلائے کیا آپ اس کے پکارنے پر فوراً جواب دیتی ہیں یا جان بوجھ کر ٹال مٹول کرتی ہیں اور غفلت ولاپرواہی سے کام لیتی ہیں؟

---

[1] بخاري، اللباس، باب التصاوير، رقم: ۵۹۴۹

⑭ اگر آپ کی شادی نہیں ہوئی ہے تو کیا آپ اس بات کی روزانہ دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ! مجھے نیک شوہر اور اچھا سسرال عطا فرما؟

ان سوالات کو خوب غور سے پڑھیے، پھر اس کے جوابات ''ہاں یا نہیں'' میں دیجیے، اگر آپ نے سب سوالات کے جوابات ''ہاں'' میں دیئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر زوجۂ صالحہ ''نیک بیوی'' والی صفات پیدا فرما دی ہیں، اب اللہ تعالیٰ سے ان صفات پر استقامت کی دعا مانگیں۔

اگر خدانخواستہ ان صفات کی کمی ہے تو آج سے آپ فیصلہ کرلیں کہ مجھے اپنے اندر اچھی صفات پیدا کرنا ہیں۔ اس کے لئے خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! میرے اندر اچھی صفات پیدا فرما دیجیے۔

وصیت کا بیان

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنی وصیت ضرور لکھ کر رکھے، حدیث شریف میں اس کے متعلق بہت تاکید آئی ہے۔[1]

اگر کسی کے ذمہ قضا نمازیں ہیں، حج فرض ہے یا کئی سالوں سے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے تو اس صورت میں وصیت نامہ نہ لکھنا ایک مستقل گناہ ہے، اس لئے فوراً آج ہی سے ہم لوگوں کو اپنا وصیت نامہ لکھ لینا چاہیئے۔

وصیت لکھنے کی تفصیل اور اس کا طریقہ بیت العلم ٹرسٹ کی کتاب ''طریقۂ وصیت'' اور ''وصیت لکھئے'' میں دیکھ لیا جائے۔ (یہ دونوں کتابیں کسی بھی قریبی کتب خانے یا براہ راست ہم سے طلب کریں۔ ناشر)

بیوی اپنے شوہر کے لئے کیسے وصیت لکھے، یہاں ہم اس کا نمونہ پیش کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام عطا

---

[1] بخاری، الوصایا، باب الوصایا، رقم: ۲۷۳۸

فرمائے اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری نصیب فرمائیں، آمین۔

نیک بیوی کی اپنے شوہر کے لئے وصیت

① مسلمان بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر سے اس کی معافی مانگے اور کوشش کرے کہ دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو، تاکہ وہ اس خوش خبری کی مصداق بن جائے، جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس عورت کا اس حال میں انتقال ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"[1]

② اسی طرح الحمد للہ! ناخن پالش لگانے کی مجھے عادت نہیں ہے اور اگر کبھی لگائی بھی تو وضو اور غسل سے پہلے صاف کر لیتی ہوں، لیکن اگر میری موت ایسی حالت میں آجائے تو غسل دینے سے پہلے ناخن پالش چھڑا دینا، اس لئے کہ بغیر پالش چھڑوائے نہ غسل صحیح ہوگا اور نہ ہی نماز جنازہ صحیح ہوگی، اس لئے اس کا خاص خیال رکھنا۔[2]

③ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازا ہے تو ان کو حافظ اور عالم بنانے کی وصیت کر جائیں۔

④ اپنے شوہر کو یہ وصیت کر جائیں کہ میرے انتقال کے بعد آپ گناہ سے بچنے اور گھر کے انتظام کی خاطر دوسرا نکاح ضرور کر لیں۔

⑤ میرے لئے بطریقِ شرع ثواب پہنچانے کی کوشش کریں اور رسومات مثلاً: تیجہ، چالیس واں وغیرہ سے بچیں۔

⑥ میرے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے فوٹو یا لاپرواہی سے میں نے کسی اور موقع

---

[1] ترمذی، الرّضاع، باب ماجاء فی حق الزّوج علی المرأة، رقم: ۱۱۶۱

[2] ملخص من احسن الفتاویٰ باب الجنائز: ۲۳۷/۴

پر اپنی تصویر کھنچوائی ہو تو وہ ضائع کر دیئے جائیں، تا کہ میرے لئے وبال نہ بنے۔

بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق

آخر میں شوہر کے تمام حقوق کا مختصراً خلاصہ پڑھ لیجئے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بیوی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شوہر کے حقوق یہ ہیں:

۱ شرعی ضابطوں کے تحت ہر کام میں اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ گناہ نہ ہو، یعنی اس کی اطاعت اور ادب و خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔

۲ اس کی گنجائش (حیثیت) سے زیادہ نان ونفقہ طلب نہ کرے۔

۳ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دے۔

۴ اس کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔

۵ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔

۶ اس کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔

۷ اگر صحبت کے لئے بلائے تو شرعی مجبوری کے بغیر انکار نہ کرے۔

۸ اپنے شوہر کو اس کی غربت یا بدصورتی کی وجہ سے یا اپنے آپ سے علم وہنر میں کمی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے اور طعنہ نہ دے۔

۹ اگر کوئی امر خلافِ شرع شوہر میں دیکھے تو ادب سے منع کرے۔

۱۰ اس کا نام لے کر نہ پکارے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

۱۱ کسی کے سامنے خاوند کی شکایت نہ کرے۔

۱۲ شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ سختی نہ کرے جس سے شوہر کو تکلیف پہنچے، بالخصوص شوہر کے ماں باپ (ساس سسر) کو اپنا مخدوم (محترم ومکرم) سمجھ کر ان کے ساتھ ادب وتعظیم سے پیش آئے۔

بیٹی کی رخصتی

ابھی کل تک تھی جن ماں باپ کی لختِ جگر بیٹی
وہی کرتے ہیں اب رخصت تمہیں باچشمِ تر بیٹی
نظر کا نور تھی آنکھوں کی ٹھنڈک چاندنی گھر کی
تمہیں کہتے تھے جان مادر و جان پدر بیٹی
بھلا دو دل سے اب ماں باپ کے گھر کی محبت کو
نہ جاؤ اس طرح میکے سے تم باچشمِ تر بیٹی
خوشی سے اپنے گھر جا کر ہو آباد اور پھولو پھلو
نصیحت باپ کی یہ یاد تم رکھو مگر بیٹی
ازل سے شیوۂ صبر و رضا بیٹی کی فطرت ہے
نہ ٹپکے آنکھ سے ہر چند ہو خون جگر بیٹی
جو کچھ اس زندگی میں پیش آئے اس کو سہہ لینا
ابھی تک تو غم ہستی سے تم بے خبر تھی بیٹی
خوشی سے صبر سے بارِ غم و کلفت اٹھا لینا
بنا لینا محبت سے دلوں میں سب کے گھر بیٹی
رہے پیش نظر ہر وقت، ہر شے پر مقدم ہو
رضا جوئی رفیق زندگی کی عمر بھر بیٹی
بنا لینا دل و جان سے اسی کو اسوۂ ہستی
ملے ہیں مکتب مادر سے جو درس ہنر بیٹی

باپ کی تڑپ بیٹی کے لئے

اے لختِ جگر! اے مرے ماہ پارے
اے بیٹی! مرے دل کے روشن ستارے
تری والدہ کی یہ حالت ہے بیٹی
کہ روتی ہے چھپ چھپ کے گھر میں اکیلی
نہیں دل بہلتا ہے بہلائیں کیوں کر
رکھیں کس طرح کلیجہ پہ پتھر
یہاں تو نے پہنے پھٹے اور پرانے
کہ گزرے ہیں ایسے بھی اکثر زمانے
کبھی یہاں بھوکا پیاسا بھی رہنا پڑا ہے
کبھی سخت اور سست تجھ کو کہا ہے
ہر ایک بار خدمت کا تو نے اٹھایا
مگر تیرے چہرے پہ بل تک نہ آیا
خدا کے لئے اپنا دل صاف رکھنا
جو گزری ہیں تکلیفیں وہ معاف کرنا
مگر اب شریعت سے مجبور ہیں ہم
یہ حکمِ خدا ہے کہ معذور ہیں ہم
تجھے آج قدرت نے یہ دن دکھایا
تجھے تیری بہنوں نے باپردہ دلہن بنایا
مبارک ہو سسرال جانا مبارک
شریعت سے شوہر کا پانا مبارک
مگر چند باتیں مری یاد رکھنا
کبھی اف نہ کرنا گر دکھ بھی سہنا
نہ گھبرانا طوفان باطل سے ڈر کر
قدم حق کی جانب تو رکھنا سنبھل کر
کبھی حکم شوہر سے غفلت نہ کرنا
صداقت سے جینا شریعت پر مرنا
محمدؐ کے پیغام پر دل سے چلنا
غریبوں فقیروں سے نفرت نہ کرنا
نماز اور روزہ وہ فرمانِ حق کے
نہ چھوٹیں کبھی جان کر بیٹی تجھ سے
شکایت کا موقع کسی کو نہ دینا
کبھی بھول کر بھی تو چغلی غیبت نہ کرنا
رہے گا ترے در پر دامانِ رحمت
تری گود بچوں سے بھر دے گی قدرت
ترے سائے میں جب یہ بچے پلیں گے
تو مذہب کی راہ مجاہد بنیں گے
یہ دین اور دنیا میں اجالا کریں گے
یہ توقیر ملت دوبالا کریں گے

مبارک ہو تجھ کو اپنا گھر بنانا مبارک ہو شوہر کی گلیاں بسانا
جدا تجھ کو کرنا گوارا نہیں ہے
مگر حکمِ قدرت میں چارہ نہیں ہے

وداع بنت حضرت سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بزبان ''مادرِ حزیں'' غم گین ماں

اے لختِ دل! لختِ جگر ماں باپ کی نورِ نظر
اے میرے گھر کی چاندنی آنکھوں کی ٹھنڈی روشنی
نا آشنائے درد و غم پروردۂ ناز و نعم
عفت کے خاتم کی نگیں لختِ دل جنت نشیں
جان سیّد مرحوم کی اور مادر مغموم کی
پاتی تھی تجھ کو تسکینِ جاں تم سے مگر غم دیدہ ماں
گھر بھر کی دل آرا تھیں تم اور آنکھ کا تارا تھیں تم
کرتے ہیں اب رخصت تمہیں اے مایہ راحت تمہیں
یہ صحن یہ گھر چھوڑ کر جاتی ہو تم اب اور گھر
تم پر خدا کی خیر ہو اب تم متاعِ غیر ہو
اُف وقتِ رخصت آگیا ہنگامِ فرقت آگیا
آنکھوں میں ہے سیلابِ غم ہے آستیں اشکوں سے نم
اُف ہے یہی رسمِ جہاں کیا کیجئے اے لختِ جاں
بیٹی یہی دستور ہے ہر ماں باپ مجبور ہے
تم ہو پرائے گھر کی شے اے دختر فرخندہ پے

(یحیٰ اعظمی)

بیٹی کو باپ کی دعا

بیٹی! تجھے ہستی کے یہ ایام مبارک
اک زندگی نو کا یہ پیغام مبارک
جن سے ہے ترے ایک نئے دور کا آغاز
تجھ کو وہ نئی صبح نئی شام مبارک
تیرے لئے جو یمن و سعادت کی ہے تمہید
تجھ کو ہو وہ تقریب خوش انجام مبارک
دراصل ہے تقدیرِ الٰہی کا یہ فیضان
تقدیرِ الٰہی کا یہ پیغام مبارک
صد شکر ہے قسمت تری وابستہ اسلام
اے جان پدر ہو تجھے اسلام مبارک
ہر چند جدائی کی یہ ساعت ہے غم انگیز
ماں باپ سے رخصت کا یہ ہنگام مبارک
حسرت سے ہر اک ذرہ تجھے دیکھ رہا ہے
یہ فرقت دیوار و در و بام مبارک
بادیدۂ نم جس میں قدم تو نے ہے رکھا
اس منزل ہستی کا ہر اک گام مبارک
کل تک جو ترا گھر تھا وہ چھوٹ رہا ہے
تجھ کو ہو نئے گھر کے در و بام مبارک
میکے کی ہر اک شفقت و الفت کو بھلا کر
اس گھر کی ہر اک کلفت و آرام مبارک

ماں باپ کی عزت کا رہے لختِ جگر پاس
فطرت تری معصوم ترا نام مبارک
راس آئے تری زیست کو یہ رشتہ اسلام
یا رب ہو اس آغاز کا انجام مبارک

رخصت اب یہ دیوار و در — جاؤ خوشی سے اپنے گھر
تم پر ابھی تک لخت جاں — صدقے تھے بھائی اور ماں
یہ گھر تمہارا گھر رہا — معمور بام ودر رہا
اب تم ہو ادراک غم نیا — دنیا نئی عالم نیا
سن لو اسے اے لختِ جاں — کہتی ہے جو ناشادماں
ہو نقشِ دل پہ جاوداں — اس کو بنا لو حرزِ جاں
ہے جو رفیقِ زندگی — اور ہم طریقِ زندگی
لازم ہے اب اس کی رضا — بعد از رضائے خدا
کہتے ہیں ہم خدمت جسے — ہم دردی الفت جسے
ہے حاصلِ انسانیت — ہے زیورِ نسوانیت
اس کا ہمیشہ پاس ہو — اس فرض کا احساس ہو
مدِنظر ہو روز و شب — حسنِ ادب حسنِ عمل
اس پر رہے ہر دم نظر — سیکھے ہیں جو علم و ہنر
طاعت میں سرگرمی رہے — اخلاق میں نرمی رہے
ہو شکوۂ غم ناروا — سیرت میں ہو صبر و رضا
شیریں نوائی کی ہو خو — ہو نرم، طرزِ گفتگو
پیشِ نظر ہو جاوداں — خوش نودی خوردوکلاں

ہر لحظہ ہر دم جب رہے ہے فخر کے قابل یہی
بس ختم اب یہ داستاں لواب دعا اے حفصہ وفرحاں
پھولو پھلو اور شاد رہو
گھر جا کے تم آباد رہو
سیّد صوفی عبدالرب ایم اے

اب ہم اپنی اس کتاب کو ختم کرتے ہیں، لہٰذا آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کتاب سے آپ کو جو بھی فائدہ حاصل ہو تو آپ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ساری مسلمان بہنوں کو بھی اپنی دعاؤں میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسا بنا دے جیسا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اپنی بہنوں اور سہیلیوں کو بھی ان ہی صفات کو اپنانے کی ترغیب دیجئے اور اس کتاب کو پڑھنے کے بعد دوسری کسی مسلمان بہن کو دے دیجئے کہ اس کو بھی فائدہ ہو، ایسا نہ ہو کہ الماری میں رکھے رکھے بوسیدہ ہو جائے اور کسی کے کام نہ آئے۔ اب مجلس ختم ہونے کی یہ دعا پڑھ لیجئے اور اس کو یاد بھی کر لیجئے، ہر مجلس سے اٹھنے کے بعد یہ دعا پڑھ لینے سے اس مجلس میں جو غلطی کوتاہی ہوگئی ہو تو اس سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.“

”وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيّٰتِهٖ اَجْمَعِيْنَ.“

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے، آپ ہی

تمام تعریفوں کے مستحق ہیں (ہم گواہی دیتے ہیں) کہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ہی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے صحابہ پر اور آپ ﷺ کی بیویوں اور اولاد پر۔"

الوداع اے جانِ مادر الوداع

اے میری سمیرا بتاتی ہوں تجھے
چند باتیں میں سناتی ہوں تجھے
زخم دل اپنا دکھاتی ہوں تجھے
قولِ زریں ہیں بوقت الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

پرورش کرتے ہیں گو ماں باپ ہی
مشکلیں بھی جھیلتے ہیں وہ سبھی
پر جدائی کی گھڑی رکتی نہیں
دل پہ پتھر رکھ کر کہتے ہیں الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

تو سمجھنا ساس کو ماں آج سے
رکھنا خوش تم اپنے کام اور کاج سے
ذکر جب بھی ہو تیرا ہو ناز سے
ہے میرا کہنا بوقت الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

تم خسر کے مت ادب کو بھولنا
سامنے ان کے نہ منہ کو کھولنا
میٹھی بولی ہر کسی سے بولنا
کہہ رہی ہوں میں بوقت الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنا مقصدِ زندگی بنانا
اپنے شوہر اور بیٹوں کو راہِ خدا میں بھیجنا
خود بھی محرم مستورات کی
جماعتوں میں اہتمام سے جانا
کہہ رہی ہوں میں بوقت الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

زندگی کا مقصد ہوتا ہے تمام
کر سکے گر تو شوہر کا احترام
اس کی ہاں میں ہاں ملانا نیک نام
کرتی ہوں یہ التجا جا الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

سیرت و عصمت تیرے زیور رہیں
خندہ زن ہر دم تیرے تیور رہیں
خوش تیری سب نندیں اور بھابھیاں رہیں
دل میں ساری باتیں لکھ لے، الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

تو سمجھنا ان کی عزت شان کو
توڑنا ہرگز نہ ان کے مان کو
کم نہ کرنا جیٹھانی کی شان کو
دیورانی . تجھ کو ہو پیاری سدا
الوداع اے جانِ مادر الوداع

پیار سے کرتے رہے وہ پرورش
کی ادا حضرت نے اسلامی روش
آیا آخر وقت سن اے مہوش
فاطمہ کو کر دیا گھر سے وداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

اے میری پیاری دلاری لاڈلی
باپ کی عزت ہے تیرے ہاتھ ہی
لاج رکھنا ماں کے اس اوپدیش کی
ان امیدوں پر ہوں کہتی الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

حفصہ! دنیا و آخرت میں پھولتی پھلتی ہو
عاقلہ و دین دار بن کر ہمیشہ خوش رہو
خوش رہو تم ساس، شوہر، خسر کو
تیری ماں بھی کہہ رہی ہے الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

اے میری فرحانہ! سن غور سے
نہ ملے گی بات یہ کہیں اور سے

پڑھتی رہنا تم نمازیں صحیح طور سے
تیری ماں بھی کہہ رہی ہے الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

مردانہ محفل اور فوٹو، مووی سے رہنا ہمیشہ جدا
نامحرموں اور غیروں سے کرنا پردہ سدا
نجومی، جھوٹے پیروں سے بچنا خدارا
تیرے ابا بھی کہہ رہے ہیں الوداع
الوداع اے جانِ مادر الوداع

عورتوں کے لئے چند مفید کتابیں

ہم یہاں عورتوں کے لئے چند مفید کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ تمام مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ ان کتابوں کو ہدایت کی نیت سے خود بھی پڑھیں اور مسلمان بہنوں کو بھی یہ کتابیں پڑھنے کی ترغیب دیں۔

۱ **معارف القرآن:** یہ قرآن پاک کی تفسیر ہے جو کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے۔ اس میں سے روزانہ کوشش کریں کہ چند آیات کا ترجمہ وتفسیر پڑھ لیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ہو اور جہاں سمجھ نہ آئے ان مقامات پر نشان لگا کر بعد میں شوہر یا بیٹے کے ذریعے معتبر علماء حضرات سے سمجھ لیں۔

۲ **معارف الحدیث:** یہ احادیث پاک کی تشریح ہے جو کہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے، بہت آسان اور سلیس اردو میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تشریح ایسی کی گئی ہے کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکتا ہے۔ ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرے، روزانہ کم از کم ایک حدیث ضرور عمل کی نیت سے پڑھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ سال میں کافی احادیث کا ذخیرہ ہو جائے گا اور اعمال میں بھی ترقی ہوگی۔

۳ **بہشتی زیور:** یہ فقہ حنفی کے مسائل کا مجموعہ ہے جو کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے، یہ کتاب تو اسم بامسمّٰی، عورتوں کے لئے دنیا میں جنت کا زیور ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد دین ودنیا کے بہت سارے مسائل میں سے واقفیت ہو جاتی ہے، چوبیس گھنٹے کی زندگی گزارنے کا طریقہ، شوہر، ساس، نند، سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ نباہنے کے طریقے، بچوں کی تربیت وغیرہ تمام معاملات میں ایک مسلمان عورت کے لئے بہت ہی بہترین کتاب ہے۔

علماء بیت العلم نے ایک کتاب ''درسی بہشتی زیور'' (مردوں کے لئے) کے نام سے طبع کی ہے جب کہ عورتوں کے لئے ''درسی بہشتی زیور للبنات'' زیرِ طبع ہے جس میں بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ہر سبق کے آخر میں ایک تمرین دی گئی ہے جس میں سبق سے متعلق کچھ سوالات دیئے گئے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ ہر سبق پڑھنے کے بعد ان سوالات کے جوابات کے ذریعے اچھی طرح گزشتہ سبق یاد ہو جائے، تاکہ اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

④ **تحفۂ خواتین:** یہ کتاب حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی ہے یہ بھی بہت ہی پیاری کتاب ہے، اس کو ایک مرتبہ نہیں بار بار پڑھنے کی کوشش کریں اور گھر میں جو مہمان عورت آئے اس کو بھی تھوڑا سا اس کتاب میں سے پڑھ کر سنائیں، ان کو بھی ترغیب دیں کہ وہ اس کو خرید کر روزانہ اس میں سے کچھ پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

⑤ ⑥ **فضائل اعمال وفضائل صدقات:** یہ دو کتابیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی ہیں، ان کتابوں میں سے روزانہ اپنے گھر میں بچوں، بچیوں اور گھر کے تمام افراد (سوائے نامحرم مردوں کے) کو بیٹھا کر کم از کم دس منٹ اس طرح تعلیم کریں کہ ایک پڑھے اور باقی سب سنیں، ان شاء اللہ اس کی تعلیم کرنے کی برکت سے چند ہی دنوں میں گھر کی کایا پلٹ جائے گی اور گھر میں شیطان جنات، گناہوں کے اثرات ختم ہو کر دین داری، نیکی اور بھلائی کے اثرات شروع ہو جائیں گے۔

اسی طرح، ہدیۂ خواتین، اسمائے حسنٰی، مستند مجموعہ وظائف، صحابہ کی زندگی، (مطبوعات بیت العلم ٹرسٹ) تابعین کے واقعات، والدین کی قدر کیجیے اور صحابہ کے واقعات (مطبوعات دارلہدیٰ) ''اصلاحی خطبات'' مصنف مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور ''جنتی عورت'' اپنے گھر کی لائبریری میں رکھیں اوران کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ بہت ہی فائدہ ہوگا۔

اور مندرجہ بالا کتابیں پڑھنے سے دنیا کے ختم و فانی ہونے کا خیال دل و دماغ میں بیٹھ جائے گا اور دنیا کی ہر مصیبت و پریشانی چھوٹی معلوم ہوگی، آخرت کی محبت اور اللہ تعالٰی سے ملنے کا شوق پیدا ہوگا۔

⑦ **ایک منٹ کا مدرسہ:** از افادات ''حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی'' جمع وترتیب ''حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم۔''

برسوں ہو جاتے ہیں ہماری نمازیں درست نہیں ہوتیں، جو کچھ نمازوں میں پڑھا جاتا ہے وہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا، لاپرواہی کی بناء پر گناہوں کی عادت پڑتی رہتی ہے، نیکیوں کا اجر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے خیر کے بڑے بڑے کاموں سے ہم محروم رہتے ہیں۔ اس کتاب میں آسان انداز میں یہ تمام ضروریات جمع ہیں، لہٰذا یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔

⑧ **مثالی ماں:** اس کتاب میں ایک مسلمان ماں کے لئے دورانِ حمل اختیار کی جانے والی احتیاطی تدابیر، بچوں کی دینی وشرعی تربیت کے اصول، بچوں کی اصلاح اور اسلامی ذہن سازی

کے چند راہ نما اصول، بچوں میں اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ بیدار کرنا اور ان جیسے بے شمار مضامین کو اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ ہر ماں نہایت آسانی سے ان دینی اصول و تدابیر پر عمل پیرا ہو کر، بہترین معلمہ شفیق مربیہ اور مثالی ماں بن سکتی ہے، لہٰذا اس کتاب کو حسبِ تقاضہ پڑھتی جایئے اور اپنے اولاد کی تربیت کرتی جایئے، تاکہ آپ کی اولاد آپ کے لئے فلاحِ دارین کا باعث بنے۔ بچوں کی تربیت کے لئے ذوق و شوق کی سیریز، تربیتی کہانیاں، تصویری کہانیاں، تربیتی واقعات (مرتبہم، اساتذہ بیت العلم ٹرسٹ) اپنے گھر کی لائبریری میں رکھیں اور یہ کتابیں خود بھی پڑھیں اور بچوں کو سنائیں اور پڑھائیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کرتی رہیں اور گھر میں لائبریری بنالیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا۔

① آئینۂ خواتین
② سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات
③ جنت کی خوش خبری پانے والی خواتین
④ مسلم خواتین کے بیس سبق
⑤ خواتین اور دین کی خدمت
⑥ دورِ تابعین کی نامور خواتین
⑦ نیک بیبیاں
⑧ اصلاحِ خواتین
⑨ پردہ اور حقوقِ زوجین
⑩ مثالی خواتین
⑪ خواتین کے فقہی مسائل
⑫ خواتین کی دل چسپ معلومات و نصائح
⑬ مسلمان عورت
⑭ اسلامی شادی۔
⑮ صحابیات طیبات
⑯ دین کی تبلیغ میں خواتین کا کردار
⑰ مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

مراجع ومصادر

اسماء الکتب	اسماء المصنّفین	اسماء المطابع
تفسیر عثمانی	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	ریاض، سعودی
تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	ادارۃ المعارف کراچی
تفسیر روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی	مکتبہ امدادیہ، ملتان
موسوعۃ الحدیث الکتب الستۃ	صالح بن عبدالعزیز	دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض
بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
مسلم	مسلم بن الحجاجؒ	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن الاشعث	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
ابن ماجہ	محمد بن یزید الربعیؒ	مکتبہ رشیدیہ لائبریری، ڈھاکہ ہند
مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبلؒ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
کنز العمال	شیخ علی بن مسلم الدین بن عبدالملکؒ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
مشکوٰۃ	شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد عبداللہ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
مؤطا امام مالک	امام مالکؒ	نور محمد کتب خانہ، کراچی
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
عمل الیوم واللیلۃ	ابوبکر بن السنی	موسسۃ الکتب الثقالیہ، بیروت
حصن حصین	علامہ محمد بن جزریؒ	میر محمد کتب خانہ، کراچی
الترغیب والترہیب	ذکی الدین عبدالعظیمؒ المنذری	دارالکتب العلمیہ بیروت
مرقاۃ المصابیح	علی بن سلطان محمد القاریؒ	مکتبہ امدادیہ، ملتان
فضائل اعمال	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ	کتب خانہ فیضی، لاہور

فضائل صدقات .... شیخ الحدیث مولانا زکریا .... کتب خانہ فیضی، لاہور
سیرت ابن ہشام .... ابو محمد عبداللہ بن ہشامؒ . داراحیاث التراث العربی، بیروت
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ .... حافظ ابن حجرؒ .... داراحیاء التراث العربی، بیروت
اسد الغابۃ .... عزالدین ابن الاثیر جزریؒ .... دارالفکر، بیروت
البدایۃ والنہایۃ .... حافظ اسماعیل بن کثیر ..... داراحیاء التراث العربی، بیروت
سیر الصحابیات .... سید سلیمان ندویؒ .... دارالاشاعت، کراچی
الاستیعاب .... حافظ ابن عبدالبر .... دارالفکر بیروت
حیاۃ الصحابۃ .... مولانا یوسف کاندھلویؒ .... کتب خانہ فیضی لاہور
صور من حیاۃ الصحابۃ .... الدکتور عبدالرحمٰن رافت الباشا ...... مکتبہ غفوریہ عاصمیہ کراچی
الطبقات الکبریٰ .... ابن سعد .... دار صادر، بیروت
رھبان اللیل .... دکتور سید بن حسین العفانی .... مکتبہ معاذ بن جبل
العقد الفرید .... احمد بن محمد الاندلسیؒ .... دارالکتب العلمیہ، بیروت
تہذیب التہذیب .... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ .... دارالفکر، بیروت
احیاء العلوم .... امام غزالیؒ .... دارالفکر، بیروت
سیرت النبی .... مولانا سید سلیمان ندویؒ .... دارالاشاعت، کراچی
سیرت عائشہ .... مولانا سید سلیمان ندویؒ .... دارالاشاعت، کراچی
الاغانی .... ابوالفرج الاصفہانیؒ .... دارالکتب العلمیہ، بیروت
جامع الاصول .... ابن اثیرؒ .... دارالفکر، بیروت
تحفۃ العروس .... علامہ محمد اسنانویؒ .... دارالاشاعت، کراچی
ہدایہ .... برہان الدینؒ .... مکتبہ شرکت علمیہ، کراچی
بہشتی زیور .... مولانا اشرف علی تھانویؒ .... دارالاشاعت، کراچی
خلاصۃ الفتاویٰ .... امام الفقیہ طاہر بن عبدالرشید البخاریؒ .... مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
تحفۂ خواتین .... مولانا عاشق الٰہی بلند شہری .... دارالاشاعت، کراچی

تحفۂ زوجین .... مولانا اشرف علی تھانویؒ ...... کتب خانہ شان اسلام لاہور
حقوق الزوجین.............. سلسلہ خطبات مولانا اشرف علی تھانویؒ....... مکتبۂ تھانوی، کراچی
آئینہ خواتین .... مفتی محمد عبدالغنی............. درخواستی کتب خانہ، کراچی
اصلاح خواتین .... مولانا اشرف علی تھانویؒ .... نوید پبلشرز، لاہور
اسلام اور شادی .... مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ دارالتصنیف بنوری ٹاؤن، کراچی
اسلام اور تربیت اولاد .... مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ دارالتصنیف بنوری ٹاؤن، کراچی
مخزن اخلاق........................... رحمت اللہ سبحانی .... ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور
خطبات حکیم الاسلام .... مولانا قاری محمد طیبؒ .... دارالاشاعت، کراچی
خطبات فقیر .... مولانا ذوالفقار علی .... دارالمطالعہ
الفاروق .... مولانا شبلی نعمانی .... شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

............رشتہ داری کا خیال رکھیے............

حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں "صلہ رحمی" کی بہت تاکید آئی ہے۔

☆ صلہ رحمی کے فضائل، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک پر اجر وثواب۔

☆ قطع رحمی کے نقصانات اور اس کا وبال۔

☆ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے علاوہ بزرگوں کے نصیحت آموز واقعات کی روشنی میں تیار کی گئی کتاب۔

☆ والدین، بھائی، بہن، چچا، ماموں غرض تمام رشتہ داروں کے لیے ایک بیش بہا قیمتی تحفہ ہے۔ جس کے پڑھنے سے دلوں میں رشتہ داری کی اہمیت بڑھے گی۔

☆ دوسروں کا دکھ درد اپنا سمجھے گا۔

☆ دل میں ہر ایک کے ساتھ اچھے سلوک کا جذبہ بیدار رہے گا۔

☆ دوسروں کو تکلیف دینے سے بچتا رہے گا۔

☆ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تمام خوبیاں پیدا ہوں گی جب اس کتاب کا مطالعہ کریں گے۔

☆......☆......☆

..........درسی بہشتی زیور..........

(للبنات) خواتین کے لیے انمول تحفہ ہی نہیں، بل کہ ایک مربّی استاذ کی حیثیت والی کتاب اب ایک نئی ترتیب پر جس مین فقہی ابواب اور ہر مضمون کے بعد تمرین کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب ثانویہ عامہ اور میٹرک کی طالبات کے نصاب میں شامل کرنے کے لیے ایک ضروری اور مفید کتاب ہے۔ اگر ابتداء ہی مین درساً بہشتی زیور پڑھائی جائے تو بقیہ فقہ کی کتب کا پڑھنا، سمجھنا آسان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ عمر بھر فقہ کے بنیادی مسائل یاد رہیں گے۔

............مثالی ماں............

☆ ایک مسلمان ماں کے لیے دورانِ حمل اختیار کی جانے والی احتیاطی تدبیریں
☆ بچوں کی دینی وشرعی تربیت کے اصول......
☆ بچوں کی اصلاح اور اسلامی ذہن سازی کے راہ نما اصول......
☆ بچوں میں اطاعت وفرماں برداری کا جذبہ بیدار کرنا......
☆ اوران جیسے بے شمار مضامین کو اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ ہر ماں نہایت آسانی سے ان دینی اصول وتدابیر پر عمل پیرا ہو کر، بہترین معلمہ، شفیق مربیہ اور مثالی ماں بن سکتی ہے۔

اس کا انگریزی میں ترجمہ "The Ideal Mother" کے نام سے دارالھدیٰ نے شائع کردیا ہےاور الحمدللہ......اب سندھی زبان میں بھی اس کا ترجمہ آچکا ہے۔

☆......☆......☆

............خواتین کے فقہی مسائل............

☆ ہر گھر......لائبریری اور کتب خانے کی ضرورت......
☆ ایک ایسی کتاب جس میں شریعت کے بنیادی عقائد......
☆ اور خواتین سے متعلق فقہی مسائل سوال جواب کے انداز میں......
☆ اور تمام مسائل مستند ومدلل باحوالہ ذکر کیے گئے ہیں......

امید ہے کہ یہ کتاب خواتین کے لیے گراں قدر تحفہ، بہترین معلّم اور مربّی ثابت ہوگی۔ بنات کے مدارس، کالج اور عورتوں کے لیے تعلیم بالغاں کے مراکز میں بھی یہ کتاب درساً پڑھائی جاسکتی ہے۔

☆......☆......☆

..................بہادر خواتین اسلام..................

☆ یہ کتاب حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی تصنیف ہے جو مسلمان خواتین کی دینی غیرت اور بلند ہمتی پر مشتمل ہے۔

☆ ایک ایسی کتاب جس کے مطالعے سے مایوس کن حالات مین جینا آسان ہو

☆ پریشانیاں اور کم ہمتی ختم ہو......

☆ ہر گھرانے اور ہر فرد کے لیے، ایک دل چسپ تحریر......

ہر مسلمان عورت کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

☆......☆......☆

..................ھدیۂ خواتین..................

ہر عورت کے لیے ایک بہترین راہ نما گائیڈ کتاب......اس کتاب کے پہلے حصے میں ایامِ مخصوصہ ونفاس اور استحاضہ کے مشکل مسائل کو نہایت آسان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے، اسی طرح مبتداۃ، معتادہ، متحیرہ اور ضالّہ کے باریک مسائل کو قواعد کے ساتھ ساتھ مثالوں اور نقشوں سے مزین کی اگیا ہے، جب کہ کتاب کا دوسرا حصہ بچوں کے اصلاحی نام اور ان کی تربیت سے آراستہ کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہ اور مفتی نظام الدین صاحب شہید رحمہ اللہ کے کلماتِ تبریک نے کتاب کو مزید بہتر سے بہتر بنادیا ہے۔ اب انگریزی ترجمہ کے ساتھ A Gift for the Muslim Wome کے نام سے الحمد للہ چھپ گئی ہے۔

☆......☆......☆

..................مسائل زکاۃ..................

شہادت، توحید و رسالت اور اقامت صلاۃ کے بعد ''زکاۃ'' اسلام کا تیسرا رکن ہے۔
قرآن مجید میں ستر (۷۰) سے زیادہ مقامات پر اقامت صلاۃ کے ساتھ ادائے زکاۃ
کا ذکر کیا گیا ہے۔ خصوصیات کی بناء پر کتاب تالیف کی گئی ہے۔

☆ اس کتاب میں دین میں زکاۃ کی اہمیت اور اس کا مقام......

☆ زکاۃ ادا کرنے کی فضلیت......

☆ زکاۃ ادا نہ کرنے کا عذاب......

☆ کس مال پر زکاۃ فرض نہیں......

اور ان جیسے بہت سارے مضامین اور مسائل کو آسان اور عام فہم الفاظ میں ذکر کیا گیا
ہے یہ کتاب ہر مسلمان مرد و عورت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

☆......☆......☆

..................مثالی اولاد..................

☆ والدین کا مقام قرآن اور احادیث کی روشنی میں اور اس سے متعلق فضائل وصفات

☆ والدین کا ادب واحترام، والدین سے ملاقات کے آداب اسی کی نسبت سے واقعات

☆ مثالی اولاد کے لیے چند عمدہ صفات اور ان عمدہ صفات کے فضائل وواقعات

☆ دنیادار یا کافر ومشرک والدین کے متعلق اسلامی احکامات اور دینی خیرخواہی پر
مشتمل واقعات

☆......☆......☆

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ،

اُمید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے.....گرامی قدر محترم جناب

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لئے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ ہمیں اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے......اصلاحی تجویز......اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

اُمید ہے جس جذبہ سے یہ گزارش کی گئی ہے اسی جذبہ کہ تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

◎ ٹرسٹ کی کس کس کتاب کا آپ نے مطالعہ فرمایا مثلاً ☆تحفہ دلہن......☆تحفہ دلہا...... ☆مثالی ماں...... ☆مثالی باپ......☆ طریقہ وصیت...... ☆اسمائے حسنیٰ...... ☆مثالی اُستاذ ☆کسی کو تکلیف نہ دیجیے وغیرہ؟ ________

◎ کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟________

◎ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد......لائبریری......یا مدرسہ/اسکول......میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟________ اگر نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں۔

◎ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟________

◎ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ☐ بہتر ہے ☐ اعلیٰ ہے ☐

◎ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ☐ مناسب ہے ☐ مہنگی ہے ☐

◎ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والے ناشر اور پڑھنے والوں کے لئے دعائیں تو کرتے ہوں گے......

کتاب میں اگر کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزری ہو تو مندرجہ ذیل چارٹ میں تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلطی کی وضاحت

◎ ڈاک پتہ

تاریخ: ____________

نام: ____________ پتہ: ____________

____

اس پتے پر خط پوسٹ فرما کر آپ بھی نیکی اور علم کے پھیلانے میں معاون بن سکتے ہیں۔

ہمت کیجیے اور اپنے مفید مشورہ اور دعا سے ادارہ کا تعاون کیجیے۔

مکتبہ بیت العلم کی اب تمام کتابیں آپ بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔

Bait-ul-Ilm

St-9E, Block-8, Gulshan-e-Iqbal, Karachi.

Ph: 021-4976339, Fax: 021-4972636

E-Mail: writers_panel@yahoo.com

بیت العلم متصل الحمد مسجد ST-9E،
بلاک 8، گلشن اقبال کراچی۔